بینک دولت پاکستان

سالانہ رپورٹ

2022-2023ء

پاکستانی معیشت کی کیفیت



پاکستانی معیشت کی کیفیت

2022-2023ء

23 اکتوبر 2023ء



بینک دولت پاکستان

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

سالانہ رپورٹ

برائے سال 2023-2022ء

© بینک دولت پاکستان 2023ء
شعبہ معاشی پالیسی جائزہ

دو جلدوں میں اشاعت
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں سالانہ رپورٹ
پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں شماریاتی ضمیمہ

مطبع: پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ پریس کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ شعبہ مطبوعات، کراچی

تعدادِ طباعت: 800

صفحات کی تعداد: 204

ویب لنک

تاریخِ طباعت: 19 اکتوبر 2023ء

تعلیمی اور غیر تجارتی مقاصد سے اس کی نقل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ماخذ درج کیا جائے۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز



جناب جمیل احمد
چیئرپرسن، گورنر، بینک دولت پاکستان



جناب امداد اللہ بوسال
سیکریٹری، وزارتِ خزانہ،
حکومتِ پاکستان



ڈاکٹر علی چیمہ
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



ڈاکٹر سید اکبر زیدی
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب نجف یاور خان
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب فواد انور
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



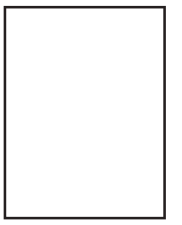
جناب زاہد ابراہیم
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محفوظ علی خان
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



جناب محمد علی لطیف
نان ایگزیکٹو ڈائریکٹر



کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
23 اکتوبر 2023ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2022ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)
گورنر
چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرانی
چیئرمین
سینیٹ
اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
23 اکتوبر 2023ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)39 کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2022ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)
گورنر
چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

راجا پرویز اشرف
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
23 اکتوبر 2023ء

عزت مآب وزیر صاحبہ،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 39(2) کے تحت، بینک دولت پاکستان کے بورڈ کی جانب سے مالی سال 2023-2022ء کے لیے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق سالانہ رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

جمیل احمد

(جمیل احمد)
گورنر
چیئرپرسن، بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر شمشاد اختر
وزیرِ خزانہ، محصولات و اقتصادی امور
خزانہ ڈویژن، حکومتِ پاکستان
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب:

1. معاشی جائزہ	سبینہ خرم جعفری
2. اقتصادی نمو	محمد مظہر خان؛ شاہ حسین؛ کائنات خان
3. زری پالیسی اور مہنگائی	سبینہ خرم جعفری؛ جنید کمال؛ محمد فرحان اکبر؛ عطااللہ عباسی؛ الماس کریم
4. مالیاتی پالیسی	سجاول خان؛ صباحت؛ محمد فرحان اکبر؛ محمد اجلال خان
5. ملکی اور بیرونی قرضہ	سجاول خان؛ الماس کریم
6. بیرونی شعبہ	محمد اکمل؛ مدثر علی خان؛ محمد اجلال خان؛ افصح خالد
7. پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف	صہیب جمالی؛ محمد اصغر خان؛ اناختک؛ عطااللہ عباسی

منتظم مطبوعہ سبینہ خرم جعفری

ڈائریکٹر فدا حسین

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سلیم اللہ (چیئرمین)؛ سید شمر حسنین؛ محمد علی ملک؛ اختر جاوید؛ شوکت علی؛ امین لودھی؛ محمد ندیم حنیف؛ فدا حسین
بورڈ کی تحقیق اور مطبوعات جائزہ کمیٹی	ایس اکبر زیدی (چیئرمین)؛ علی چیمہ؛ زاہد فخر الدین ابراہیم

آراء اور تبصروں اور اعداد و شمار سے متعلق تعاون پر شعبہ ہائے مالی استحکام، زری پالیسی، تحقیق، بنیادی شماریات؛ شماریاتی خدمات اور اختراعات؛ ملکی بازار و زری انتظام؛ ایس ایم ای ہاؤسنگ اور پائیدار مالیات؛ نظامِ ادائیگی پالیسی و نگرانی؛ شعبۂ زرِ مبادلہ امور؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر کارپوریٹ خدمات اور اسٹریٹجک پلاننگ اور شعبۂ بیرونی ابلاغ کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

محمد خالد حسین

ابواب

1	**معاشی جائزہ**	1	1
	عمومی جائزہ	1.1	3
	معاشی منظر نامہ	1.2	11
2	**اقتصادی نمو**	2	13
	جی ڈی پی کی نمو	2.1	15
	زراعت	2.2	17
	صنعت	2.3	25
	خدمات	2.4	33
	افرادی قوت کی منڈی	2.5	34
3	**زری پالیسی اور مہنگائی**	3	39
	پالیسی جائزہ	3.1	41
	عالمی مہنگائی اور زری پالیسی ردِ عمل	3.2	44
	پاکستان کے زری مجموعے	3.3	47
	نجی شعبے کے قرضے	3.4	53
	مہنگائی	3.5	59
4	**مالیاتی پالیسی**	4	73
	مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ	4.1	75
	محاصل	4.2	77
	وفاقی اخراجات	4.3	84
	صوبائی مالیاتی آپریشنز	4.4	89
5	**ملکی اور بیرونی قرضہ**	5	93
	سرکاری قرضہ	5.1	95
	ملکی قرضہ	5.2	97
	بیرونی قرضے اور واجبات	5.3	103

6	6	**بیرونی شعبہ**	109
	6.1	عالمی اقتصادی جائزہ	111
	6.2	پاکستان کا توازنِ ادائیگی	114
	6.3	شرحِ مبادلہ اور ذخائر	127
	6.4	تجارتی کھاتہ	128
7	7	**پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف**	141
	7.1	تعارف	143
	7.2	قومی شماریاتی نظام کیا ہے؟	146
	7.3	پاکستان کی سرکاری شماریات میں نمایاں مسائل	149
	7.4	پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی صورتِ حال	157
		ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	175
		فرہنگ	177

باکسز

باکس 2.1	زراعت میں آئی سی ٹی سے استفادہ	21
باکس 3.1	پاکستان میں غذائی مہنگائی پر قابو پانے کا چیلنج	61
باکس 4.1	ایف بی آر کے انتظامی اقدامات	78
باکس 6.1	جغرافیائی و اقتصادی تقسیم اور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی عالمی رقوم کے رجحان میں تبدیلی	113
باکس 6.2	پاکستانیوں کی دوسرے ملکوں کی طرف نقل مکانی کے رجحانات	121
باکس 6.3	جی ایس پی پلس کے درجے کے تحت پاکستان کی ٹیکسٹائل کی برآمدی کارکردگی	129
باکس 7.1	قومی اصلاحاتی ایجنڈے میں قومی شماریاتی نظام	167

تبصروں اور سوالات کے لیے: annual.report@sbp.org.pk

اشکال کی فہرست

شکل 1.1 الف	حقیقی جی ڈی پی نمو	4
شکل 1.1 ب	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی*	4
شکل 1.1 ج	بیرونی کھاتہ	4
شکل 1.1 د	بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں نے مالیاتی کارکردگی کو گہنا دیا	4
شکل 1.2 الف	پالیسی ریٹ بڑھانے والے ممالک کی تعداد	5
شکل 1.2 ب	اہم معیشتوں میں اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو	5
شکل 1.2 ج	مالی سال 23ء میں بڑھتی ہوئی مہنگائی رپورٹ کرنے والی معیشتیں	5
شکل 1.2 د	مالی سال 23ء میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں میں تبدیلی	5
شکل 1.3 الف	ایل ایس ایم کی نمو خاصی سکڑ گئی	6
شکل 1.3 ب	مالی سال 23ء میں پلانٹس کی بندش کا اعلان کرنے والے اہم شعبے	6
شکل 1.4 الف	مالی سال 23ء میں مہنگائی کی توقعات بلند رہیں	8
شکل 1.4 ب	مالی سال 23ء میں قوزی گرانی میں بھرپور اضافہ برقرار رہا	8
شکل 1.5 الف	مالیاتی کھاتے میں بڑا عدم توازن	10
شکل 1.5 ب	پاکستان کا نمو کا تجربہ، کم سرمایہ کاری کا نمایاں رہنا	10
شکل 1.5 ج	برآمدات میں اشیا کا انکاز (اوسط مالی سال 19ء تا مالی سال 23ء)	10
شکل 1.5 د	ساختی رکاوٹیں بار بار توازن ادائیگی کا بحران پیدا کرتی ہیں	10
شکل 1.6	بلند تعدّد کے طلبی اظہاریے	11
شکل 2.1	بچتوں اور سرمایہ کاری کا رجحان	16
شکل 2.2	پاکستان میں فصلوں کا کیلنڈر	16
شکل 2.3	سطح پر موجود پانی کی دستیابی	17
شکل 2.4	ڈی اے پی کی درآمدات	18
شکل 2.5 الف	بلحاظ موسم یوریا کا استعمال اور قیمت	18
شکل 2.5 ب	بلحاظ موسم ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت	18
شکل 2.6	یوریا اور ڈی اے پی کی عالمی قیمتیں	19
شکل 2.7	کپاس-پیداوار، یافت اور رقبہ	20
شکل 2.1.1	اہم فصلوں کی یافت (ہزار کلوگرام فی ہیکٹر)	21
شکل 2.1.2	ٹیلی کام کے اظہاریے	22

شکل 2.8	چاول-پیداوار، یافت اور رقبہ	23
شکل 2.9	گنّا-پیداوار، یافت اور رقبہ	23
شکل 2.10	مکئی-پیداوار، یافت اور رقبہ	24
شکل 2.11	خریف کی اہم فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ	24
شکل 2.12	گندم-پیداوار، یافت اور رقبہ	24
شکل 2.13	بجلی کی پیداوار	27
شکل 2.14	اشیاسازی کا ماہانہ کوانٹم انڈیکس (کیو آئی ایم)	27
شکل 2.15	ایل ایس ایم میں نمو اور تخفیف ظاہر کرنے والے شعبوں کی تعداد	28
شکل 2.16	ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کے تحت شعبہ ٹیکسٹائل کی قرض گیری	29
شکل 2.17	تیار ملبوسات	30
شکل 2.18	غذائی شعبے کے منتخب اجزا کی نمو	30
شکل 2.19	طبی مصنوعات کی پیداوار میں نمو	31
شکل 2.20	طبی مصنوعات کی ملکی پیداوار اور درآمد میں نمو	31
شکل 2.21	گاڑیوں میں نمو	31
شکل 2.22	گاڑیوں کی سی کے ڈی / ایس کے ڈی کی درآمدات	32
شکل 2.23	سیمنٹ کی پیداوار اور ترسیلات میں نمو	32
شکل 2.24	سیمنٹ-ملکی فروخت اور برآمدات	32
شکل 2.25	فولاد کی مصنوعات میں نمو	33
شکل 2.26	آئی سی ٹی برآمدات	34
شکل 2.27	صنعتی روزگار اور ایل ایس ایم کا اشاریہ-پنجاب	35
شکل 2.28	پنجاب کے اہم صنعتی شعبوں کی افرادی قوت میں نمو	35
شکل 2.29	بلحاظِ شعبہ افرادی قوت کا حصہ-پنجاب	35
شکل 2.30	سندھ کا صنعتی روزگار کا اشاریہ	35
شکل 2.31	اہم شعبوں میں روزگار کی نمو-سندھ	36
شکل 2.32	سندھ کے اہم صنعتی شعبوں میں افرادی قوت	36
شکل 2.33	عمومی روزگار کے لیے اعتمادِ کاروبار سروے کا اشاریہ	36
شکل 2.34	صنعتی شعبے کے لیے روزگار کا اشاریہ-اعتمادِ کاروبار سروے	36
شکل 2.35	شعبہ خدمات کے لیے روزگار کا اشاریہ-اعتمادِ کاروبار سروے	36

شکل2.36	بے روزگاری کا اشاریہ (اگلے چھ مہینے)-اعتمادِ صارف سروے	37
شکل2.37	اجرتوں میں نمو-خدمات	37
شکل3.1	مالی سال23ء میں مہنگائی کا تخمینہ اور حقیقی مہنگائی	41
شکل3.2	صارف اشاریہ قیمت کے اجزا کی قیمتوں میں تبدیلی کے تعدّد کی تقسیم	41
شکل3.3	مالی سال23ء میں رسدی دھچکے	42
شکل3.4	مالی سال23ء میں قرض گاری شرح اور نجی شعبے کے قرضے	43
شکل3.5الف	عمومی مہنگائی	44
شکل3.5ب	قوزی مہنگائی	44
شکل3.6	عالمی اجناس کی قیمتوں کے اشاریے	45
شکل3.7	سینٹکس معاشی اظہاریے (موجودہ اقتصادی صورتحال)	46
شکل3.8الف	ترقی یافتہ معیشتوں میں پالیسی ریٹس کا رجحان	46
شکل3.8ب	ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں پالیسی ریٹس کا رجحان	46
شکل3.9	سہ ماہی وار خالص بیرونی اثاثوں کا بہاؤ	49
شکل3.10	سہ ماہی وار ڈپازٹس کا بہاؤ	49
شکل3.11	بینکاری نظام سے حکومتی قرضے	50
شکل3.12	ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ	52
شکل3.13	اوسط سہ ماہی خطِ یافت	53
شکل3.14	مالی سال23ء میں سیالیت کے اظہاریے	54
شکل3.15	شبینہ ریپوریٹ میں انحراف	55
شکل3.16	نجی شعبے کو قرضہ	55
شکل3.17	برآمدی مالکاری اسکیم (واجب الادا اسٹاک)	55
شکل3.18	صنعت کی موجودہ استعداد کا استعمال	56
شکل3.19	ٹیکسٹائل شعبے کی فروخت (خالص)*	58
شکل3.20	ٹیکسٹائل کے شعبے میں غیر فعال قرضوں کا مجموعہ	58
شکل3.21	معینہ سرمایہ کاری قرضے	58
شکل3.22	طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور عارضی معاشی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) کے تحت مجموعی تقسیم	59
شکل3.1.1	مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی	61
شکل3.1.2	غیر تلف پذیر غذائی مہنگائی کے محرکات	61

شکل 3.1.3	پاکستان کی خالص غذائی درآمدات	62
شکل 3.23	گاڑیوں کے قرضے	63
شکل 3.24	مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی	64
شکل 3.25	گلہ بانی چارے کی قیمتیں	64
شکل 3.26	گندم اور اس پر مبنی مصنوعات کی قیمت کا رجحان (شہری)	65
شکل 3.27	خوردنی تیل کی قیمتیں	65
شکل 3.28	پولٹری اور گوشت کی قیمتیں (شہری)	66
شکل 3.29	تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتیں	66
شکل 3.30	توانائی کی مہنگائی کی تفصیلات (شہری)	66
شکل 3.31	پیٹرول کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی، اور خام تیل کی بین الاقوامی قیمتوں اور روپے کی قدر میں کمی کے اثرات	67
شکل 3.32	فیول چارج ایڈجسٹمنٹ	67
شکل 3.33 الف	ذرائع کے لحاظ سے توانائی کی پیداوار	68
شکل 3.33 ب	توانائی کی پیداوار میں ایندھن کے استعمال کا رجحان	68
شکل 3.34 الف	غیر غذائی غیر توانائی میں سہ ماہی مہنگائی کا رجحان	69
شکل 3.34 ب	مالی سال 23ء میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں حصے دار	69
شکل 3.35	مالی سال 23ء میں غیر غذائی غیر توانائی کی مہنگائی کے اہم شراکت دار (شہری)	71
شکل 3.36	خاندان کا حتمی صرف اخراجات	71
شکل 3.37	طلبی سمت کے اظہاریے میں سست روی	71
شکل 3.38 الف	توانائی کی مہنگائی کا غیر غذائی غیر توانائی (این ایف این ای) کی مہنگائی کے ساتھ تعامل	72
شکل 3.38 ب	شرح تبادلہ کا غیر غذائی غیر توانائی (این ایف این ای) کی مہنگائی کے ساتھ تعامل	72
شکل 3.38 ج	صارفی مہنگائی کی توقعات کا اثر صارف اشاریہ قیمت (سی پی آئی) مہنگائی پر ہوا	72
شکل 4.1 الف	مالیاتی توازن	75
شکل 4.1 ب	ابتدائی توازن	75
شکل 4.1 ج	محاصل کا توازن	75
شکل 4.2	مجموعی ٹیکسوں کی نمو میں حصہ	79
شکل 4.3	حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری پر اے ڈی آر سے منسلک ٹیکس	81
شکل 4.4	ملکی جی ایس ٹی کی وصولیاں	82
شکل 4.5	پی ڈی ایل کا رجحان	84

شکل 4.6	اسٹیٹ بینک کے فاصل منافع کی منتقلی کا رجحان	84
شکل 4.7	مجموعی وفاقی اخراجاتِ جاریہ	84
شکل 4.8	سہ ماہی وفاقی اخراجاتِ جاریہ	85
شکل 4.9 الف	سودی ادائیگیاں	86
شکل 4.9 ب	بلحاظِ سہ ماہی سودی ادائیگیاں	86
شکل 4.10	وفاقی سبسڈیز اور گرانٹس کا ہدف بمقابلہ حقیقی تخمینے	87
شکل 4.11	وفاقی سبسڈیز کی تقسیم	87
شکل 4.12	وفاقی گرانٹس کی تقسیم	87
شکل 4.13	وفاقی پی ایس ڈی پی، میزانیہ بمقابلہ حقیقی اخراجات	89
شکل 4.14	صوبائی سرپلس	89
شکل 4.15	صوبائی آمدنی و اخراجات	90
شکل 4.16	صوبوں کی اپنی آمدنی کے اہم ذرائع	90
شکل 4.17	صوبائی اخراجات کی تفصیل	90
شکل 4.18	مالی سال 2023ء میں ترقیاتی اخراجات کی ترجیحات (صوبائی ترقیاتی اخراجات میں فیصد حصہ)	91
شکل 5.1	جی ڈی پی کے فیصد کے اعتبار سے قرض کے اظہاریے	95
شکل 5.2	سرکاری قرض میں اضافے کے ذرائع	96
شکل 5.3	سرکاری قرض میں زمرہ وار تبدیلی	96
شکل 5.4 الف	سرکاری قرض کے اجزائے ترکیبی	97
شکل 5.4 ب	ملکی اور بیرونی قرض کے اجزائے ترکیبی	97
شکل 5.5	قرض واپسی کی صلاحیت	98
شکل 5.6	ملکی قرض کی تحویل میں اضافہ – بلحاظِ ادارہ	100
شکل 5.7 الف	پی ایف ایلز کی نیلامی کا خلاصہ	100
شکل 5.7 ب	معین پی آئی بیز کی نیلامی کا خلاصہ	100
شکل 5.8 الف	حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی کا خلاصہ - معین	101
شکل 5.8 ب	حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی کا خلاصہ - متغیر (وی آر آر)	101
شکل 5.9	مالی سال 23ء کے دوران انعامی بانڈز کا خالص بہاؤ	102
شکل 5.10	ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ - تمسکات وار	102
شکل 5.11 الف	قومی بچت اسکیموں کا خالص بہاؤ	102

شکل 5.11ب	قومی بچت اسکیموں میں مجموعی آمدِ رقوم	102
شکل 5.12الف	ملکی قرض پر سود کی ادائیگیاں	104
شکل 5.12ب	سود کی ادائیگی-ٹی بلز	104
شکل 5.12ج	سود کی ادائیگی-این ایس ایس	104
شکل 5.13	بیرونی قرض کی مجموعی تقسیم -م س23ء	104
شکل 5.14	بیرونی قرض کی تقسیم-کثیر فریقی	105
شکل 5.15	بیرونی قرض کی تقسیم-دوطرفہ	106
شکل 5.16الف	ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے	108
شکل 5.16ب	سیالیت کے اظہاریے	108
شکل 6.1	اہم ملکوں میں جی ڈی پی کی حقیقی نمو	111
شکل 6.2	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی عالمی صورتِ حال	111
شکل 6.3	اجناس کی بین الاقوامی قیمتیں	112
شکل 6.4	تجارت کا عالمی حجم اور باربرداری کے نرخ	112
شکل 6.5	عالمی سطح پر پالیسی ریٹ	112
شکل 6.6	ایم ایس سی آئی کا عالمی ایکویٹی اشاریہ	112
شکل 6.1.1	امریکہ کی طرف سے بیرونی براہِ راست خالص سرمایہ کاری بلحاظ ملک	113
شکل 6.7	پاکستان کا توازنِ ادائیگی	114
شکل 6.8	غیر یقینی صورت حال اور ابھرتی ہوئی منڈیوں میں سرمائے کا بہاؤ	114
شکل 6.9	جاری کھاتہ، وصولی(+)/ادائیگی(-)	116
شکل 6.10	درآمدی کنٹینروں کی تعداد	117
شکل 6.11	شپنگ کے عالمی اخراجات اور باربرداری لاگت	117
شکل 6.12	آئی سی ٹی خدمات والی فرموں کی نمو اور برآمدات	118
شکل 6.13	پاکستان کا بنیادی آمدنی کھاتہ	118
شکل 6.14	منافع کی واپسی بلحاظ شعبہ	118
شکل 6.15	ترسیلاتِ زر اور شرحِ مبادلہ	119
شکل 6.16	پاکستانی تارکین کے پسندیدہ ترین پانچ ممالک-مالی سال 23ء	119
شکل 6.17	ترسیلاتِ زر وصول کرنے والے اہم ملکوں میں نمو	120
شکل 6.18	اہم راہداریوں سے ترسیلات پاکستان بھیجنے کی لاگت	120

شکل 6.2.1	پاکستان سے مزدوروں کے نقلِ مکانی کے رجحانات	121
شکل 6.2.2	مزدوروں کی نقل مکانی بلحاظ ہنر مندی (م س20ء تا م س23ء)	121
شکل 6.2.3	پیشہ ور ہنر مندوں کی نقل مکانی	121
شکل 6.2.4	کارکنوں کی ترسیلات امریکی ڈالر بمقابلہ پاکستانی روپے میں	121
شکل 6.19	مالی کھاتے کی تفصیل	122
شکل 6.20	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی پاکستان آمد، بلحاظ ملک	123
شکل 6.21	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے رجحانات	123
شکل 6.22	بلحاظ شعبہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	123
شکل 6.23	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا خالص بہاؤ، بلحاظ شعبہ	124
شکل 6.24	کے ایس ای-100 اشاریہ	124
شکل 6.25الف	اوسط سی ڈی ایس شرحیں	125
شکل 6.25ب	پاکستان کی سی ڈی ایس شرحیں	125
شکل 6.26	روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ کا بہاؤ	126
شکل 6.27	زرِمبادلہ قرضے-بجٹ کے تخمینے بلحاظ اجرا	126
شکل 6.28	اجرا، قسط وار واپسی اور زرِمبادلہ کے ذخائر	127
شکل 6.29	شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ	127
شکل 6.30	ابھرتی ہوئی منڈیوں میں شرحِ مبادلہ کا اتار چڑھاؤ	128
شکل 6.31	ابھرتی ہوئی اہم منڈیوں کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ میں م س23ء کے دوران فرق*	129
شکل 6.3.1الف	جی ایس پی پلس والے ملکوں کی ٹیکسٹائل برآمدات کی مالیت میں اضافہ	129
شکل 6.3.1ب	جی ایس پی پلس والے ملکوں کی ٹیکسٹائل برآمدات کی مقدار میں اضافہ	129
شکل 6.3.2	نان جی ایس پی پلس حریف ملکوں کی برآمدات کی مقدار میں اضافہ	130
شکل 6.32	تجارتی کھاتہ	130
شکل 6.33	پاکستانی مصنوعات کی برآمدات اور ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال فرق	131
شکل 6.34	ابھرتی ہوئی معیشتوں سے برآمدات کی اکائی مالیت	131
شکل 6.35الف	ملبوسات کی برآمدات میں سال بسال فرق کی تفصیل	132
شکل 6.35ب	گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں سال بسال فرق کی تفصیل	132
شکل 6.36	گھریلو ٹیکسٹائل کے درآمدی حجم میں نمو-یورپی یونین	133
شکل 6.37	پیداواری لاگت میں فرق- قیمتیں (فیصد نمو)	133

شکل6.38الف	ملبوسات کی درآمدی مقدار میں نمو-یورپی یونین	134
شکل6.38ب	کپاس کی عالمی قیمتوں میں نمو	134
شکل6.39	چاول کی عالمی قیمتوں میں نمو	135
شکل6.40	درآمدی خام مال کی اکائی مالیتوں میں فرق (پاکستانی روپے میں، سال بسال فیصد نمو)	135
شکل6.41	درآمدی نمو میں مختلف شعبوں کا کردار	136
شکل6.42	توانائی اور غیر توانائی درآمدات میں سال بسال فرق	136
شکل6.43	توانائی کی درآمدات میں حجم اور قیمت کے اثرات	136
شکل6.44	مختلف شعبوں میں توانائی کی فروخت	136
شکل6.45	زرعی اور دیگر اقسام کے کیمیکلز کی درآمدات	137
شکل6.46	مشینری کی درآمدات	137
شکل6.47	ٹرانسپورٹ گروپ کا درآمدی نمو میں حصہ-مالی سال23ء	138
شکل6.48	فولاد کی درآمدات پر حجم اور قیمت کا اثر	138
شکل6.49	غذا سے متعلق درآمدات پر حجم اور قیمت کا اثر	139
شکل7.1	شماریاتی ایکو سسٹم	146
شکل7.2	پاکستان کا قومی شماریاتی نظام	158
شکل7.3	پاکستان کے قومی دفتر شماریات کی مختصر تاریخ	161

جداول کی فہرست

جدول 1.1	منتخب معاشی اظہاریے	3
جدول 1.2	مالی سال 24ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں	12
جدول 2.1	نمو، جی ڈی پی کی نمو میں حصہ اور شعبہ جاتی حصہ	15
جدول 2.2	جی ڈی پی کے اجزائے ترکیبی بلحاظِ اخراجات	15
جدول 2.3	اخراجات کے لحاظ سے جی ڈی پی کی نمو	16
جدول 2.4	زراعت کی نمو	17
جدول 2.5	کھاد کی طلب اور رسد	19
جدول 2.6	زرعی قرضوں کی تقسیم	20
جدول 2.1.1	منتخب ممالک میں ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس	21
جدول 2.7	پیداوار کی بہ وزنِ اوسط لاگت (فارم پر)	23
جدول 2.8	دیگر فصلوں کا رقبہ اور پیداوار	25
جدول 2.9	شعبہ گلّہ بانی کا مجموعی اضافہ قدر	25
جدول 2.10	پولٹری مصنوعات	26
جدول 2.11	گلّہ بانی کی تخمین شدہ آبادی	26
جدول 2.12	صنعتی پیداوار میں نمو	26
جدول 2.13	بنیادی معدنیات کی پیداوار میں نمو	27
جدول 2.14	بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اہم شعبوں کا حصہ	28
جدول 2.15	بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اہم شعبوں میں نمو کی تقسیم	29
جدول 2.16	ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی پیداوار اور نمو	30
جدول 2.17	خدمات کے اجزا	33
جدول 2.18	ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج خدمات کی خام قدر اضافی	33
جدول 2.19	خصوصی ٹیکنالوجی پارکس	34
جدول 2.20	مالیات اور بیمہ کی خام قدر اضافی	34
جدول 2.21	بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور صنعتی روزگار میں نمو	34
جدول 3.1	زری مجموعے	48
جدول 3.2	اجناسی مالکاری	50
جدول 3.3	نیلامی کا خلاصہ	51
جدول 3.4	بازارِ زر کے سودوں کے انجذاب	54
جدول 3.5	پست معاشی سرگرمیوں کے باعث قرضے کی طلب میں سُست روی	56

جدول3.6	نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے	57
جدول3.7	صارفی مالکاری	59
جدول3.8	اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور حصہ	60
جدول3.9	بجلی کے نرخوں میں سالانہ نواساس بندی اور سہ ماہی ردّوبدل	68
جدول3.10	اگست–ستمبر کے بلوں میں ایندھن کی مؤخر لاگتی ایڈجسٹمنٹ کی وصولی-ایکس ڈبلیو ڈسکوز	70
جدول4.1	مجموعی مالیاتی اظہاریے	76
جدول4.2	پاکستان میں محاصل کی مجموعی وصولی	77
جدول4.3	ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں کا خاکہ-نمو اور حصہ	78
جدول4.4	جولائی تا جون کے دوران براہِ راست ٹیکس وصولیاں	80
جدول4.5	مالی سال23ء کے دوران بلند آمدنی کے حامل افراد پر سپر ٹیکس	81
جدول4.6	پاکستان میں غیر ٹیکس محاصل (مجموعی) کی وصولی–یکجا	82
جدول 4.7	وفاقی اخراجات کی صورتِ حال	85
جدول4.8	اہم مالیاتی کھاتوں کے فیصد کے طور پر سودی ادائیگیاں	86
جدول4.9	سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام، اہداف اور اجرا کا موازنہ	88
جدول4.10	صوبائی مالیاتی سرگرمیاں	91
جدول 5.1	پاکستان کے قرض اور واجبات کا خلاصہ	97
جدول5.2	حکومت کے ملکی قرضے اور واجبات	99
جدول5.3	سرکاری بیرونی قرض کا خلاصہ	105
جدول5.4	بیرونی قرضوں کی مجموعی تقسیم اور ان کا استعمال—بڑے شراکت دار	106
جدول5.5	سرکاری بیرونی قرضوں کی واپسی	107
جدول6.1	پاکستان کا توازنِ ادائیگی	115
جدول6.2	خدمات کے تجارتی کھاتے کی تفصیل	117
جدول6.3	اہم راہداریوں سے ترسیلاتِ زر کی پاکستان آمد	120
جدول6.4	توازنِ تجارت	132
جدول6.5	ٹیکسٹائل شعبے کی اہم برآمدات	134
جدول6.6	نان ٹیکسٹائل اہم برآمدات	135
جدول7.1	شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے2022ء	150
جدول7.2	اوپن ڈیٹا کا ذخیرہ	151
جدول7.3	قومی کھاتوں کی شماریات کا عالمی اندراج؛ قومی دفاتر شماریات کے2020ء کے سروے پر مبنی	153

معاشی جائزہ



1

1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ[1]

پاکستان کی معیشت کو مالی سال 23ء کے دوران متعدد چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ دیرپا ساختی کمزوریوں نے مسلسل ملکی اور عدیم النظیر نوعیت کے عالمی رسدی دھچکوں کے اثرات کو بڑھا دیا۔ روس یوکرین تنازعے، اجناس کی بلند عالمی قیمتوں اور منصوبہ بندی کے برخلاف مالیاتی توسیع کے نتیجے میں مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی سے ملک کی معاشی صورتِ حال پہلے ہی خراب ہونا شروع ہوگئی تھی۔ سیلاب کے اثرات، آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر، ملک میں مسلسل غیر یقینی کیفیت اور سخت ہوتے ہوئے عالمی مالیاتی حالات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران صورتِ حال مزید خراب ہوئی۔

مالی سال 23ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران ملک میں آنے والے سیلاب کی صورت میں ایک بڑے رسدی دھچکے نے معاشی حالات کو بہت متاثر کیا۔ اس کے نتیجے میں رسدی زنجیر میں رکاوٹوں نے نہ صرف مہنگائی کا دباؤ بڑھایا اور معاشی سرگرمیوں کو روکا بلکہ بیرونی اور مالیاتی کھاتوں پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ اسی طرح غیر یقینی عالمی اقتصادی اور مالی حالات کے اثرات، عالمی اجناس کی قیمتوں میں کچھ اعتدال کے باوجود بلندی، قرضوں کی بلند واپسی اور آمدِ رقوم کی کمی نے بیرونی کھاتے پر دباؤ بڑھایا جس کا اثر پوری معیشت پر پڑا۔ پاکستان اپنی بیرونی قرضوں کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں کامیاب رہا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے ساتھ زرِمبادلہ مارکیٹ میں منفی احساسات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں بڑی کمی ہوئی (**جدول 1.1**)۔

بگڑتے ہوئے بیرونی کھاتے پر دباؤ کو کم کرنے کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک نے سال کے دوران درآمدات پر مختلف عارضی پابندیاں متعارف کروائیں۔ خام مال کی محدود دستیابی نے رسدی رکاوٹوں اور مالی سال 22ء کے اواخر سے موجود طلب میں کمی لانے کی مختلف پالیسیوں کے اثر کو سنگین تر کردیا جس سے معاشی سرگرمیوں کی رفتار اور اس کے نتیجے میں برآمدات میں کمی آگئی۔ اس کے ساتھ ہی روپے کی قدر میں کمی اور زرِمبادلہ کی رکاوٹوں نے سیلاب کی وجہ سے رسدی قلت اور مہنگائی کے دباؤ کے اثرات میں اضافہ کیا۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س21ء	م س22ء	م س23ء
شرح نمو * (فیصد)			
حقیقی جی ڈی پی [الف]	5.8	6.1	0.3
زراعت	3.5	4.3	1.6
صنعت	8.2	6.8	-2.9
جس میں: ایل ایس ایم	11.5	11.9	-8.0
خدمات	5.9	6.6	0.9
قومی ص اق (مدتی اوسط) [الف]	8.9	12.2	29.2
نجی شعبے کا قرض [ب]	11.2	21.1	-0.8
رسدِ زر (ایم ٹو) [ب]	16.2	13.6	14.2
برآمدات [ب]	13.8	26.7	-14.1
درآمدات [ب]	24.4	31.8	-27.3
ٹیکس محاصل — ایف بی آر [ج]	19.2	28.9	16.7
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد) [ب]	-1.3	-9.8	-28.5
پالیسی ریٹ [ب] (ختم مدت)	7.0	13.75	22.0
ارب امریکی ڈالر			
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ختم مدت) [ب]	17.3	9.8	4.5
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر [ب]	29.5	31.3	27.0
جاری کھاتے کا توازن [ب]	-2.8	-17.5	-2.4
جی ڈی پی کا فیصد			
مالیاتی توازن [د]	-6.1	-7.9	-7.7
جاری کھاتے کا توازن	-0.8	-4.7	-0.7
سرمایہ کاری [الف]	14.5	15.7	13.6

*مالی سال 21ء، مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعداد و شمار 16-2015ء کی مستقل بنیادی قیمتوں پر ہیں اور بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

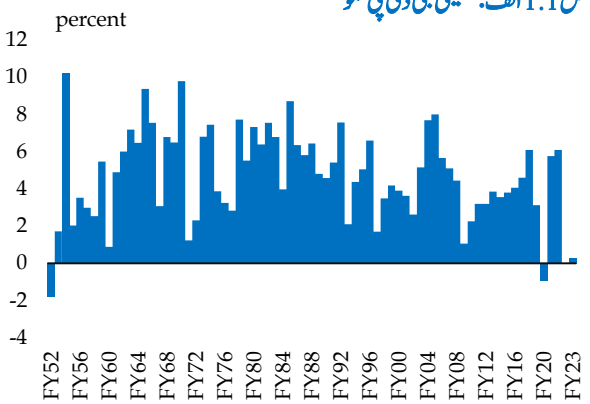
ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج] وزارت خزانہ

آخر میں، عالمی زری سختی اور غیر تسلی بخش بیرونی طلب نے برآمدات اور سرمائے کی کمزور آمد میں کردار ادا کیا۔ ان عوامل نے موجودہ ڈھانچہ جاتی نقائص، جو پاکستان کی برآمدات میں پائیدار توسیع کے لیے مسئلہ بنے ہوئے ہیں، کے اثرات کو سنگین تر کردیا۔

ان رسدی دھچکوں کے علاوہ توانائی کے شعبے میں طویل عرصے سے موجود خرابیاں، جن میں بلند آپریشنل اور تقسیمی نقصانات اور واجب الادا کپے سٹی ادائیگیوں نیز غیر بدفی زرِاعانت کے علاوہ تاخیر سے نرخوں کی ردّوبدل نے بجلی کے شعبے کے گردشی قرضوں کے اسٹاک کو مالی سال 23ء میں تاریخی بلند ترین

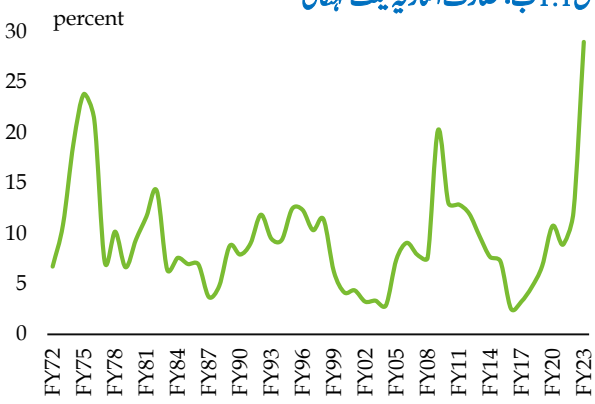
[1] اس رپورٹ میں پیش کردہ تجزیے اور تخمینوں کی بنیاد مالی سال 23ء کے اعداد و شمار ہیں، جنھیں ستمبر 2023ء میں اس وقت دستیاب اعداد و شمار استعمال کرتے ہوئے حتمی شکل دی گئی۔

شکل 1.1 الف: حقیقی جی ڈی پی نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

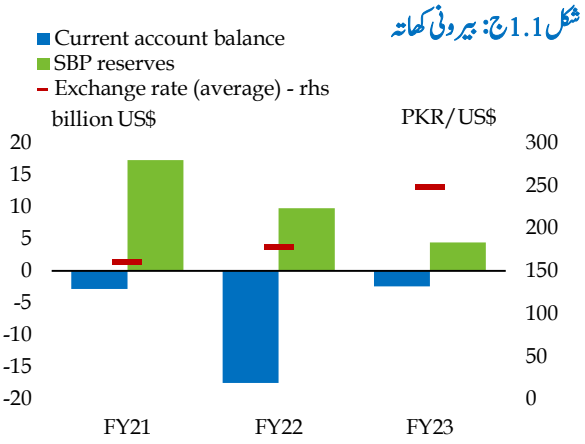
شکل 1.1 ب: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی*



*Base 2015-16 (NCPI)

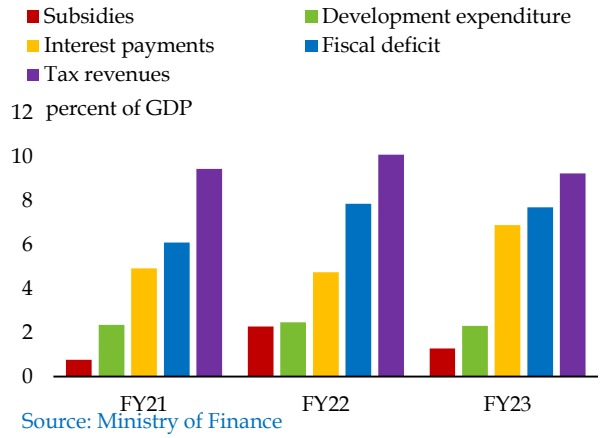
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.1 ج: بیرونی کھاتہ



Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.1 د: بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں نے مالیاتی کارکردگی کو گہنا دیا



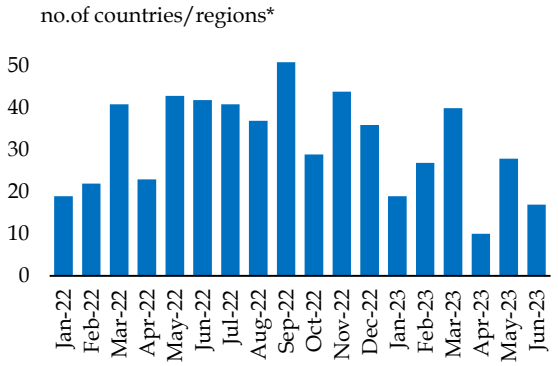
Source: Ministry of Finance

سطح پر پہنچا دیا۔ اس لیے حکومت مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں توانائی کی عالمی قیمتوں میں کمی کے باوجود سال کے دوران متعدد مواقع پر توانائی کے نرخوں میں اضافہ کرنے پر مجبور ہوئی۔ اسی وجہ سے نیز غیر منضبط مالیاتی استحکام اور محاصل میں اضافے کی ضرورت کی بنا پر پیٹرولیم مصنوعات پر پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کو دوبارہ نافذ کرنا ضروری ہو گیا جس سے مہنگائی کے دباؤ کو مزید تحریک ملتی رہی۔

ان حالات کے مجموعی اثر نے مالی سال 23ء میں پاکستان کی معاشی کارکردگی میں خاصا بگاڑ پیدا کیا۔ حقیقی جی ڈی پی کی نمو گر کر مالی سال 52ء سے اب تک کی تیسری پست ترین سطح تک پہنچ گئی (**شکل 1.1 الف**) جبکہ اوسط قومی صارف اشاریہ قیمت (NCPI) مہنگائی کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح تک بڑھ گئی (**شکل 1.1 ب**)۔ اگرچہ جاری کھاتے کا خسارہ کافی حد تک کم ہوا تاہم بیرونی رقوم کی ناکافی آمد نے بیرونی کھاتے کو مسلسل دباؤ میں رکھا جس کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران مسلسل دوسرے سال اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی واقع ہوئی (**شکل 1.1 ج**)۔ اس دوران گذشتہ کئی برسوں کے غیر پائیدار مالیاتی پالیسی موقف کی عکاسی کرتے ہوئے، سود کی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ، توانائی کے شعبے میں مسلسل بھاری زرِاعانت اور ہدف سے کم ٹیکس کی وصولی مالی سال 23ء کے دوران طے شدہ مالی استحکام سے کم کا باعث بنی (**شکل 1.1 د**)۔

اسٹیٹ بینک نے بڑھتے ہوئے چیلنجوں کے حوالے سے کارروائی کرنے کے لیے زری پالیسی میں سختی جاری رکھی جو ستمبر 2021ء سے شروع کی گئی تھی۔ اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بی پی ایس کا اضافہ کیا جبکہ پچھلے سال میں 675 بی پی ایس اضافہ کیا گیا تھا۔ یہ اقدام ملکی طلب کو کم کرنے اور بیرونی کھاتے پر دباؤ گھٹانے کے لیے مختلف انتظامی اقدامات کے علاوہ تھا۔ مزید برآں، محاصل کی وصولی کو تقویت دینے

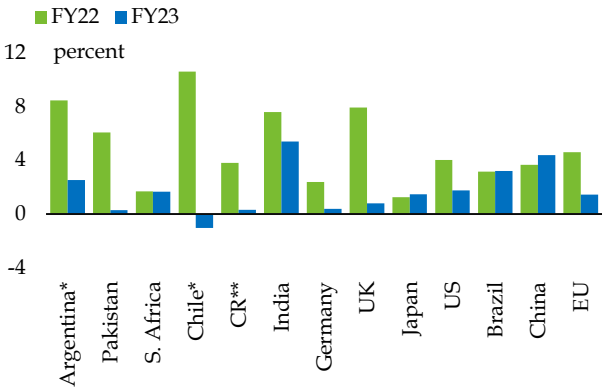
شکل 1.2 الف: پالیسی ریٹ بڑھانے والے ممالک کی تعداد



* 96 EMDEs and AEs, including one region, EU-27

Sources: IMF, Haver Analytics

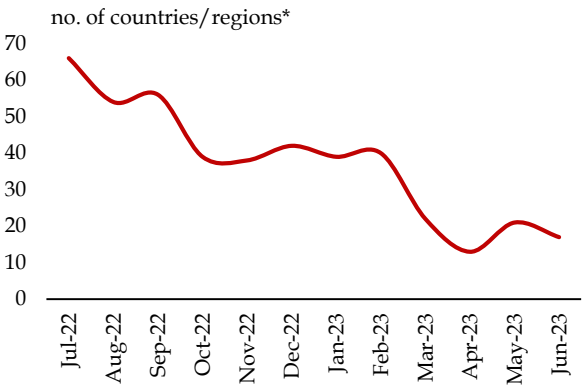
شکل 1.2 ب: اہم معیشتوں میں اوسط حقیقی جی ڈی پی نمو



* Jul-Mar FY23, CR** stands for Czech Republic

Sources: Bloomberg, OECD and PBS

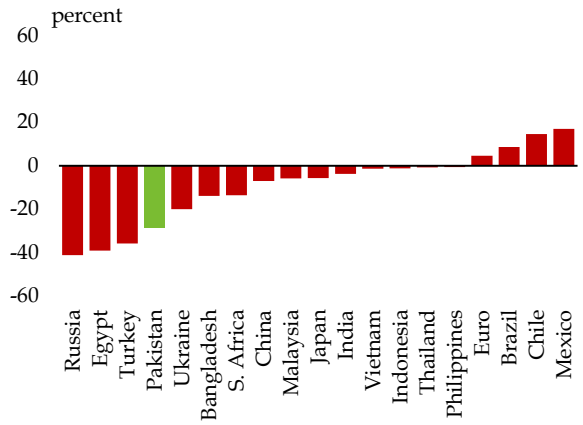
شکل 1.2 ج: مالی سال 23ء میں بڑھتی ہوئی مہنگائی رپورٹ کرنے والی معیشتیں



* 96 EMDEs and AEs, including one region, EU-27

Source: Haver Analytics

شکل 1.2 د: مالی سال 23ء میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں میں تبدیلی



Sources: IMF, Haver Analytics

کے لیے حکومت نے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں ٹیکس کے حوالے سے کچھ نئے اقدامات متعارف کرائے۔

ملکی مسائل کے اہم کردار کے پیش نظر پاکستان کے معاشی حالات خاص طور پر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے تجربے سے کسی حد تک مختلف تھے۔ روس یوکرین تنازعے کے نتیجے میں پہلے سے ہی بلند عالمی مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا، جس نے اسے مالی سال 23ء کے آغاز کے آس پاس کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح تک پہنچادیا۔ مہنگائی کے بگڑتے منظرناموں کے پس منظر میں ابھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ معیشتوں کے مرکزی بینکوں نے 2021ء سے زری سختی شروع کر دی تھی (**شکل 1.2 الف**)۔ ہم آہنگ پالیسی سختی اور مسلسل جغرافیائی وسیاسی تناؤ نے مالی سال 23ء کے دوران عالمی معاشی سرگرمی اور مالی حالات پر منفی اثرات ڈالے (**شکل 1.2 ب**)۔

رسد کے امکانات میں کچھ بہتری کے ساتھ معتدل ہوتی ہوئی طلب نے عالمی اجناس کی قیمتوں میں کمی کا رجحان پیدا کیا، خاص طور پر مالی سال 23ء کے بیشتر حصے کے دوران توانائی کی قیمتوں میں۔ اگرچہ عالمی سطح پر عمومی مہنگائی کم ہونا شروع ہوگئی تھی (**شکل 1.2 ج**)، تاہم مہنگائی کے اہداف حاصل کرنے کے چیلنج اور مہنگائی کے مضمر دباؤ کے تسلسل کے باعث، مرکزی بینکوں نے پالیسی ریٹس میں اضافہ جاری رکھا، گو کہ مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں یہ عمل سست رفتاری سے ہوا۔ یہ پاکستان کے تجربے کے برعکس تھا، جہاں مہنگائی اور بیرونی کھاتوں کے بگڑتے ہوئے منظرناموں کی بنا پر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں پالیسی ریٹ میں بڑے اضافے کی ضرورت پیش آئی۔

زری پالیسی کے سخت موقف کے تسلسل کے عالمی مالی حالات پر سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ اوّل، مالی سال 23ء کے دوران بڑھتی ہوئی مالی ضرر پذیری بشمول قرضہ جاتی تمسکات میں بھاری مارک ٹو مارکیٹ نقصانات اور ڈپازٹس کا

ارتکاز امریکہ میں دو بینکاری اداروں کے دیوالیہ پن اور یورپ کے ایک بینک پر مارکیٹ کے اعتماد کے خاتمے کا باعث بنا۔ دوم، ترقی یافتہ معیشتوں میں پالیسی ریٹس میں اضافے نے متعدد ابھرتی ہوئی معیشتوں میں شرح مبادلہ کو گھٹانے میں کردار ادا کیا (**شکل 1.2 د**)۔ سوم، کمزور ہوتی ہوئی کرنسیوں کے ساتھ فنڈنگ کی روز افزوں لاگت نے ضرر پذیر معیشتوں میں قرض کے مسائل کو سنگین تر کر دیا۔

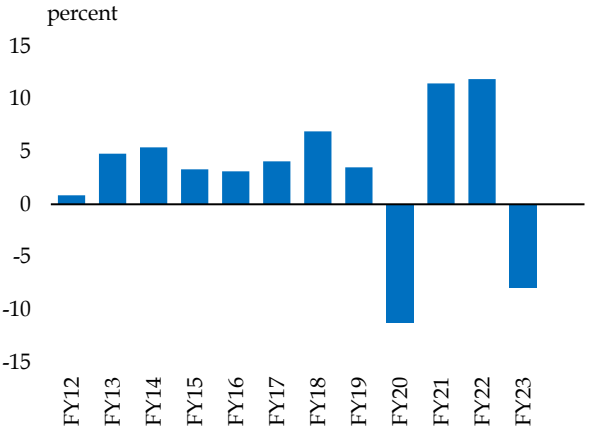
جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، متعدد ملکی دھچکوں نے مالی سال 23ء کے دوران سخت عالمی مالی حالات اور بیرونی طلب میں سست روی کے اثرات کو بڑھا دیا۔ خاص طور پر موسم گرما میں آنے والے سیلاب کے سبب ملک کی زمین کا بڑا حصہ زیرِ آب آ گیا اور زندگیوں، روزگار اور بنیادی ڈھانچے کو بے پناہ نقصان پہنچا۔ زراعت سب سے زیادہ متاثر ہونے والے شعبوں میں سے تھی جس میں خریف کی اہم فصلوں کو بہت نقصان ہوا۔

خریف سیزن کے آغاز سے ہی موسمی حالات کپاس کی فصل کے لیے ناسازگار رہے۔ خشک سالی جیسی صورتِ حال کے باعث کپاس کی بوائی کے رقبے کا ہدف پورا نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ خاص طور پر سندھ اور بلوچستان میں انتہائی زیادہ بارشوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کی بنا پر مالی سال 23ء میں کپاس کی پیداوار کئی دہائیوں کی کم ترین سطح پر آ گئی۔ اسی طرح چاول کی پیداوار میں بھی دوہندسی کمی ریکارڈ کی گئی۔ تاہم گندم کی شاندار فصل اور گلہ بانی کے شعبے کی اچھی کارکردگی نے مالی سال 23ء کے دوران ان نقصانات کے اثرات کی جزوی تلافی کی۔ سازگار موسمی حالات نے بنیادی طور پر کھاد کے کم استعمال کے باوجود ربیع کے موسم میں گندم کی پیداوار میں نمایاں اضافہ کرنے میں مدد کی۔ اگرچہ گلہ بانی کے شعبے کو سیلاب سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، تاہم اس کے مجموعی اثرات کم رہے۔ اس اثنا میں دوران سال اسٹیٹ بینک کی اعلان کردہ ترغیبات کے نتیجے میں زرعی قرضے میں نمایاں توسیع ہوئی جس سے اس شعبے کی مجموعی کارکردگی کو تقویت ملی۔

چونکہ زراعت کے باقی معیشت کے ساتھ ہمہ گیر روابط ہیں اس لیے اس شعبے میں ہونے والے نقصانات کا اثر صنعت اور خدمات کے شعبوں پر پڑا۔ مزید برآں، زرِ مبادلہ کی رکاوٹوں، کمزور کرنسی، پیداوار کی بڑھتی ہوئی لاگت، سست ہوتی عالمی طلب اور ملک میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی سمیت متعدد ناموافق ملکی اور عالمی واقعات نے مالی سال 23ء کے دوران معاشی سرگرمی کو متاثر کیا۔ ان دھچکوں نے مالی سال 22ء سے متعارف کرائی گئی تخفیفی پالیسیوں کے اثرات کو بڑھا دیا۔ لہٰذا پچھلے دو برسوں کے دوران مسلسل توسیع کے بعد بڑے پیمانے پر اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں وسیع بنیاد پر کمی نے مالی سال 23ء کے دوران صنعتی سرگرمیوں میں سکڑاؤ پیدا کیا (**شکل 1.3 الف**)۔

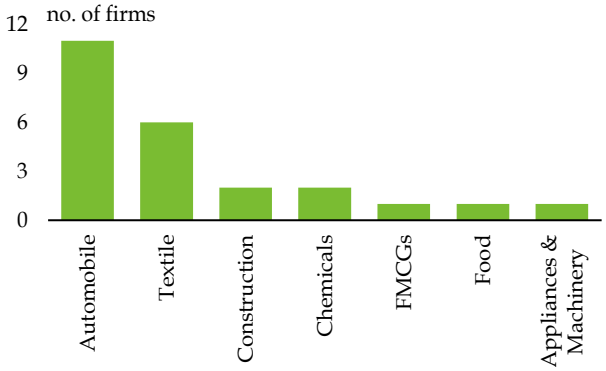
خوراک، دواسازی، پیٹرولیم کی صفائی، گاڑیوں، غیر دھاتی معدنیات، تمباکو اور کیمیائی مصنوعات کی صنعتوں میں سے تقریباً پانچویں حصے کی پیداوار مالی سال 16ء کے بعد سے پست ترین سطح پر آ گئی۔ کئی فیکٹریوں نے سال کے دوران آپریشنز کی وقفے وقفے سے بندش کا اعلان کیا (**شکل 1.3 ب**)۔ اشیا سازی کے

شکل 1.3 الف: ایل ایس ایم کی نمو خاصی سکڑ گئی



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.3 ب: مالی سال 23ء میں پلانٹس کی بندش کا اعلان کرنے والے اہم شعبے



*information before December 2022 was not available

Sources: Pakistan Stock Exchange, Securities and Exchange Commission of Pakistan

شعبے کی کارکردگی کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران صوبہ سندھ اور پنجاب میں بھی صنعتی روزگار میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔[2] مزید برآں، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں گرتی ہوئی قدرِ اضافی کی طرح تھوک اور خردہ فروشی اور مالیات وبیمہ خدمات میں بھی کمی آئی جو مالی سال 23ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو میں کافی سست روی کا باعث بنی۔

معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے علاوہ طلب گھٹانے کی پالیسیوں اور انتظامی اقدامات کا اظہار مالی سال 23ء کے دوران درآمدات میں وسیع البنیاد کمی میں ہوا۔ عالمی قیمتوں میں نرمی نے بھی اس کمی کے رجحان میں حصہ ڈالا۔ دوسری طرف محدود ملکی پیداوار اور کمزور عالمی طلب کے مشترکہ اثر نے مالی سال 23ء کے دوران ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل برآمدات دونوں کو بہت کم کردیا۔ تاہم پاکستانی روپے کی قدر میں گراوٹ نے برآمد کنندگان کو کچھ مصنوعات میں مارکیٹ شیئر برقرار رکھنے کے لیے قیمتوں میں ردّوبدل کی گنجائش فراہم کی۔

مزید برآں، پچھلے چھ برسوں میں مسلسل توسیع کے بعد مالی سال 23ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں دوہندسی کمی دیکھنے میں آئی اور ماسوائے امریکہ کے تمام اہم خطوں سے آنے والی رقوم گھٹ گئیں۔ عالمی اقتصادی سست روی کے علاوہ بیرون ملک فضائی سفر کا دوبارہ آغاز اور بین البینک اور اوپن مارکیٹ ریٹس میں بڑھے ہوئے تفاوت میں اضافہ بھی اس کمی کی جزوی طور پر وضاحت کرتا ہے۔ تاہم اشیا اور خدمات کی درآمدات میں نمایاں کمی نے گھٹتی ہوئی برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے ہونے والی زرِمبادلہ آمدنی کے اثرات کی تلافی کردی اور جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 23ء کے دوران جی ڈی پی کے لحاظ سے گیارہ سال کی پست ترین سطح 0.7 فیصد پر آگیا۔

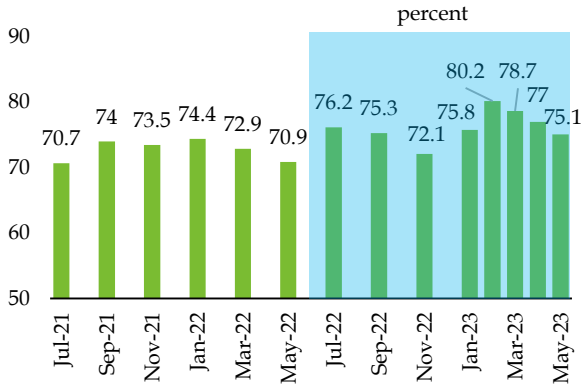
کم ہوتے ہوئے جاری کھاتے کے خسارے سے حاصل ہونے والے سہارے کے باوجود غیر سازگار بیرونی مالی حالات نے مالی سال 23ء کے دوران بیرونی کھاتے کی پوزیشن کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ خاص طور پر آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت نویں جائزے کو حتمی شکل دیے جانے میں تاخیر نے بین الاقوامی سرمایہ کاروں اور قرض دہندگان کے اعتماد کو خاصا مجروح کیا۔ ملک کی بڑھتی ہوئی غیر یقینی اور زرمبادلہ کی سیالیت کی کمزور ہوتی ہوئی صورتِ حال کے نتیجے میں پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ کم کردی گئی جبکہ ملک کے رسک پریمیم میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ بیرونی کھاتے کے بدتر ہوتے ہوئے منظرنامے کے سبب قرض کی طے شدہ ادائیگیوں کو پورا کرنے کے لیے درکار سرکاری رقوم کی آمد اور نجی سرمایہ کاری کی مناسب مقدار میں آمد میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ سخت عالمی مالی حالات نے مالی سال 23ء کے دوران مالی کھاتوں سے خالص اخراج میں اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے آخر تک اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر نمایاں طور پر گھٹ کر 4.5 ارب ڈالر تک آگئے اور پاکستانی روپے کی قدر میں 28.5 فیصد کی کمی ہوئی۔

کمزور تر روپے اور رسد میں خاصی رکاوٹوں نے مالی سال 23ء کے دوران درآمدی مہنگائی کو تحریک دی۔ اس کے علاوہ توانائی کی قیمتوں میں اضافے، ملک میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی کے ساتھ ٹیکسوں اور دیگر لیویز کے بڑھائے جانے کے عمل نے سال کے بیشتر حصے میں مہنگائی کو بلند سطح اور مسلسل اضافے کے رجحان پر رکھا۔ ان رسدی دھچکوں کا اثر عمومی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات پر پڑا، جس سے قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 23ء میں 29.2 فیصد تک پہنچ گئی جو کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح ہے اور اسٹیٹ بینک کے مہنگائی کے نظرثانی شدہ تخمینے 27-29 فیصد کی بالائی حد کے قریب ہے۔ یہ صورتِ حال پچھلے سال سے متعارف کرائے گئے متعدد تخفیفی اقدامات کی بنا پر ملکی طلب میں کمی کے باوجود پیدا ہوئی۔

مالی سال 23ء کے دوران مہنگائی زیادہ تر غیر تلف پذیر اشیا کے باعث ہوئی جس کے بعد غیر غذائی غیر توانائی اور توانائی گروپ کا نمبر آتا ہے۔ غذائی گروپ کے اندر دودھ اور دودھ کی مصنوعات، گندم، خوردنی تیل اور نباتی گھی اور تیار خوراک مہنگائی میں سب سے آگے رہے۔ رسدی دھچکوں کے اثرات کے علاوہ طویل عرصے سے موجود ساختی خامیاں جیسے غذائی رسدی زنجیر کی ترقی پر پالیسی کے حوالے سے ناکافی توجہ، موسمیاتی تبدیلی میں مزاحم اور بلند پیداوار دینے والی فصلوں پر تحقیق و ترقی کا فقدان اور غذائی اجناس کی مارکیٹ میں

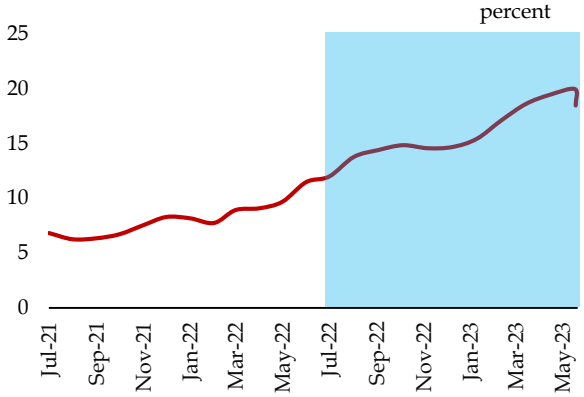
[2] ماخذ: پنجاب اور سندھ کے دفترہائے شماریات۔

شکل 1.4 الف: مالی سال 23ء میں مہنگائی کی توقعات بلند رہیں



Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.4 ب: مالی سال 23ء میں قوزی گرانی میں بھرپور اضافہ برقرار رہا



Source: Pakistan Bureau of Statistics

دیرینہ خامیاں بھی مالی سال 23ء میں غذائی قیمتوں میں مسلسل اضافے کی جزوی وضاحت کرتی ہیں (**باکس 3.1**)۔

اہم بات یہ ہے کہ قوزی مہنگائی پورے سال کے دوران دوہندسی رہی، جس سے غذا اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے وسیع تر قیمتوں، اجرتوں اور مہنگائی کی توقعات پر دورِ ثانی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں (**شکل 1.4 الف**)۔ بنیادی طور پر توانائی کی قیمتوں میں اضافے کی پیروی کرتے ہوئے مہنگائی کی توقعات گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران نمایاں طور پر بڑھ گئیں اور انہوں نے مہنگائی کے مضمر دباؤ میں اضافے کو تقویت دی (**شکل 1.4 ب**)۔

توانائی کے نرخوں میں اضافے کے باوجود توانائی کی زرِاعانت مالی سال 23ء میں بجٹ کے تخمینوں سے کہیں زیادہ تجاوز کر گئی جس سے شعبہ توانائی میں اصلاحات کی سست رفتار کی عکاسی ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر سودی اور غیر سودی جاریہ اخراجات دونوں مالی سال 23ء میں بجٹ کے اہداف سے تجاوز کر گئے۔ خاص طور پر مالی سال 22ء کے آغاز سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 1500 بی پی ایس کے اضافے، مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی وسائل پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار، کرنسی کی قدر میں کمی اور پچھلے سال ڈیٹ سروس معطلی اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کی مدت کے خاتمے نے مالی سال 23ء کے دوران سود کی ادائیگیوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس دوران بڑھتے ہوئے سماجی مسائل سے نمٹنے کے لیے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت اخراجات میں بھی کافی اضافہ ہوا۔ تخمینے کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران تباہ کن سیلاب نے 80 لاکھ سے زائد افراد کو غربت میں دھکیل دیا ہے۔[3] اس کے ساتھ کئی عشروں پر محیط شدید مہنگائی کے عام معاشرتی بہبود کے لیے سنگین مضمرات ظاہر ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں پروگرام کے مصارف میں توسیع میں بنیادی طور پر سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کو ہنگامی نقد رقم کی منتقلی اور کوریج کے علاوہ فی استفادہ کنندہ کیش گرانٹ کے سائز میں اضافہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے سول حکومت کے اخراجات کو بھی بڑھایا اور موجودہ اور ریٹائرڈ ملازمین کے لیے تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کی صورت میں مختلف امدادی اقدامات متعارف کرائے۔ مزید برآں، وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات گذشتہ کئی برسوں تک مسلسل گرنے کے بعد مالی سال 23ء میں خاصے بڑھ گئے۔

جہاں تک محاصل کا تعلق ہے، درآمدی سکڑاؤ، کمزور معاشی سرگرمی اور پیٹرولیم مصنوعات پر مسلسل سیلز ٹیکس چھوٹ مالی سال 23ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کی رفتار میں سست روی کا باعث بنی حالانکہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء کے ذریعے کچھ اضافی ٹیکس اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ تاہم دورانِ سال پی ڈی ایل کی وصولی نے نان ٹیکس محاصل میں بھاری اضافہ کرنے میں مدد کی اور مجموعی محاصل کی وصولی کو بڑھایا۔ بہرکیف، اخراجات میں بلند نمو کی وجہ سے محاصل میں اضافہ خاصا بے اثر ہو گیا، جس سے مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی عدم توازن

[3] ماخذ: وزارت خزانہ (2023ء)۔ پاکستان اکنامک سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارت خزانہ۔

ہدف کی سطح سے بہت اوپر چلے گئے، جو بجٹ میں تجویز کردہ اہم مالیاتی استحکام کے برخلاف ہے۔

مالی سال 23ء کے دوران بڑا مالیاتی خسارہ عوامی قرضوں کے بوجھ میں متناسب اضافے کی بنیاد تھا۔ اگرچہ طے شدہ ادائیگیوں اور ناکافی بیرونی رقوم کی وجہ سے امریکی ڈالر کے لحاظ سے سرکاری بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں کمی ہوئی، تاہم پاکستانی روپے کے لحاظ سے کمزور روپیہ بیرونی قرضوں میں اضافے کا باعث بنا۔ بیرونی فنانسنگ کی کمی کے پیش نظر حکومت خسارے کی مالکاری کے لیے زیادہ تر ملکی وسائل پر انحصار کرتی ہے۔ بڑھتی ہوئی شرح سود سے فائدہ اٹھانے کے لیے مارکیٹ کا جھکاؤ سال کے بیشتر حصے میں رواں شرح پی آئی بیز (پی ایف ایلز) کی طرف رہا۔ تاہم رواں شرح طویل مدتی آلات پر حکومت کے بڑھتے ہوئے انحصار نے نوقیمت بندی کے خطرات کو بڑھا دیا ہے۔

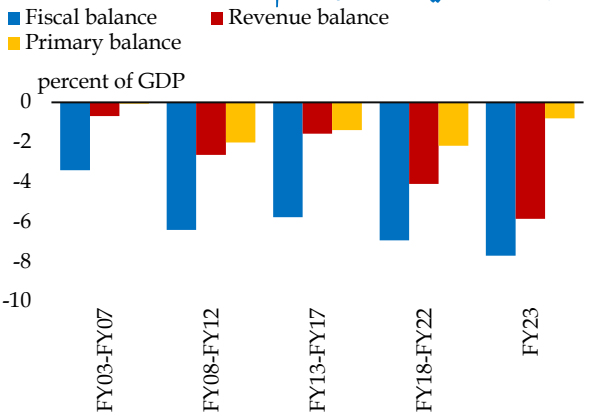
مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر مسلسل انحصار کے باعث مالی سال 23ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں بھرپور اضافہ ہوا۔ تاہم بیرونی کھاتے پر دباؤ کی وجہ سے خالص بیرونی اثاثوں میں بڑے پیمانے پر کمی ہوئی جس نے مالی سال 23ء کے دوران وسیع رقم کی نمو پر حکومتی بجٹ کے قرضے میں اضافے کے اثرات کی جزوی تلافی کر دی۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) نے بھی، خاص طور پر بجلی کے شعبے میں، کمرشل بینکوں سے قرض گیری بڑھا دی، خصوصاً گردشی قرضوں سے متعلق ادائیگیاں کرنے کے لیے۔ دوسری جانب معاشی سرگرمیوں میں کمی کے ساتھ زبردست زری سختی کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں کافی سست روی آگئی۔ خاص طور پر جاری سرمائے کے قرضوں میں نمایاں کمی آئی جبکہ معینہ سرمایہ کاری بھی سال کے دوران کم رہی۔ حکومت کی بڑھتی ہوئی میزانیہ قرض گیری کی ضروریات اور زیرِ گردش کرنسی کی توسیع نے کرنسی مارکیٹ کی سیالیت کی ضروریات کو بڑھا دیا۔ جواب میں، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء کے دوران طویل مدتی بازارِ زر کے سودوں کا تعدّد اور حجم کافی بڑھا دیا۔

مالی سال 23ء میں پاکستان کی معاشی کارکردگی طویل عرصے سے موجود ساختی رکاوٹوں کو دور کرنے کی اہمیت اجاگر کرتی ہے جو بار بار معاشی استحکام کو سنگین خطرات کا باعث بنتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم مالیاتی پالیسی اصلاحات کے چیلنجز ہیں۔ خاص طور پر ناکافی اور سست ٹیکس پالیسی اصلاحات جس میں یکبارگی اور جلدی میں کی گئی اصلاحات نے وسائل کو محدود کر دیا ہے حتیٰ کہ جاریہ اخراجات ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی۔ اس کے علاوہ، انکم ٹیکس کے بجائے بالواسطہ اور ودہولڈنگ ٹیکسوں کے بڑھتے ہوئے استعمال نے مہنگائی اور مہنگائی کی توقعات دونوں پر کافی اثر ڈالا ہے۔ دوسری جانب، پی ایس ایز کے نقائص کو دور کرنے کے لیے اصلاحات کی سست رفتار مالی وسائل کے مسلسل زیاں کا سبب ہے۔ اس کے نتیجے میں مستقل مالیاتی عدم توازن نے حکومت کی معیشت کی پیداواری استعداد میں اضافے کے لیے درکار ترقیاتی اخراجات کی صلاحیت گھٹا دی ہے (**شکل 1.5 الف**)۔ معاملات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو گذشتہ پانچ برسوں کے دوران سودی ادائیگیوں میں اوسطاً نصف سے زیادہ ایف بی آر ٹیکس وصولی صَرف ہوگئی جس سے ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش محدود ہوگئی۔

ملک کی ترقی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سرکاری وسائل کی قلت نے نجی سرمایہ کاری کی بھی حوصلہ شکنی کی ہے۔ لہٰذا پاکستان کم سرمایہ کاری کے جال میں پھنسا ہوا ہے جبکہ نمو کا ماڈل بنیادی طور پر کھپت تک مرکوز ہے (**شکل 1.5 ب**)۔ اس دوران گذشتہ کئی عشروں کے دوران طبیعی اور انسانی سرمائے کے ساتھ تحقیق و ترقی میں قلیل سرمایہ کاری نے ٹیکنالوجی پر مبنی مینوفیکچرنگ بنیاد قائم نہیں ہونے دی جس کی عکاسی ملک کی برآمدات میں پست قدر اضافی کی حامل اشیا کی کثرت سے ہوتی ہے (**شکل 1.5 ج**)۔

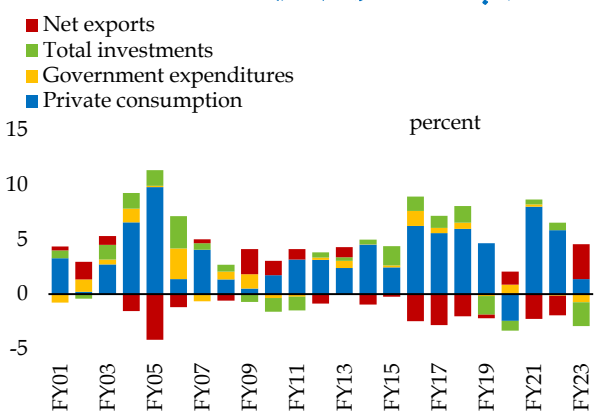
انسانی اور طبیعی سرمائے کی غیر معیاری کیفیت کے علاوہ کثیر جہتی عوامل، جو ملک کے ازکار رفتہ پالیسی ماحول کے شاخسانے ہیں، برآمدات میں پائیدار اضافہ کرنے کی ملک کی صلاحیت کو مجروح کرتے رہے ہیں۔ ان میں برآمدات کی پست مسابقت، جدت طرازی اور مصنوعات کی تیاری کی اہلیت کا فقدان، کاروبار کرنے کی زیادہ لاگت، مصنوعات اور مارکیٹ میں تنوع کی کمی، معیار کے پیمانوں پر پورا نہ اترنا، مؤثر رسدی زنجیر کی عدم دستیابی، درآمد شدہ خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا پر مسلسل انحصار اور مختلف شعبوں کے متعدد مخصوص مسائل شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فصلوں کی جامد پیداوار اور غذائی رسدی زنجیر کی ترقی پر توجہ نہ دینے اور غذائی منڈی میں خامیوں نے درآمد شدہ غذائی اجناس پر ملک کا انحصار کافی بڑھا دیا ہے۔ یہ رجحانات غیر پائیدار جاری کھاتے کے توازن کی بنیاد ہیں، جس نے زرِمبادلہ ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ کے

شکل 1.5 الف: مالیاتی کھاتے میں بڑا عدم توازن



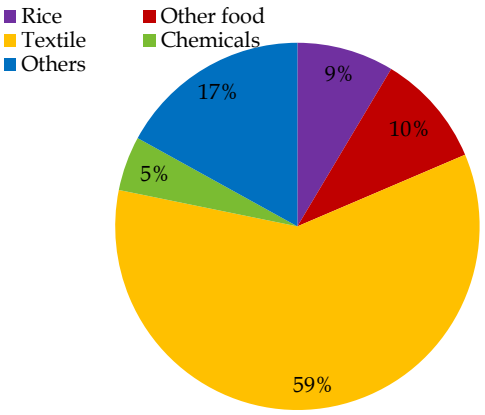
Source: Ministry of Finance

شکل 1.5 ب: پاکستان کا نمو کا تجربہ، کم سرمایہ کاری کا نمایاں رہنا



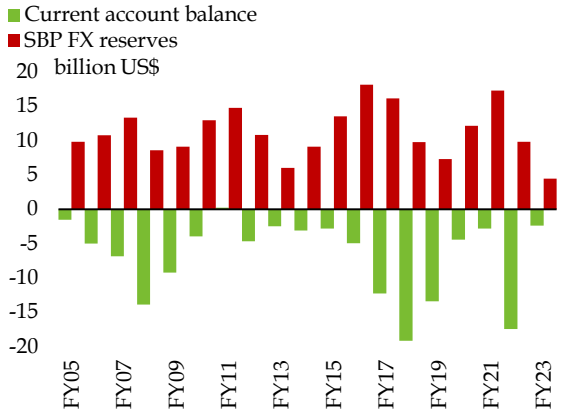
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.5 ج: برآمدات میں اشیا کا انکاز (اوسط مالی سال 19ء تا مالی سال 23ء)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 1.5 د: ساختی رکاوٹیں بار بار توازن ادائیگی کا بحران پیدا کرتی ہیں



Source: State Bank of Pakistan

ذریعے ملک کے لیے عالمی رسدی دھچکوں کے خطرے میں اضافہ کیا ہے (**شکل 1.5 د**)۔

اس صورتِ حال میں ضروری ہے کہ معاشی نمو اور ترقی کے لیے وسائل کی دستیابی کو یقینی بنانے کی خاطر مختلف شعبوں کے عدم توازن کو دور کرنے کے مقصد سے جامع اصلاحات شروع کی جائیں۔ اس کے لیے دستاویزیت میں اضافے کے لیے ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرنے، ٹیکس انتظام میں بہتری لانے، مالی رساؤ کو ختم کرنے اور ٹیکس قوانین پر عملدرآمد کے کلچر کی تشکیل کے ذریعے ٹیکس پالیسی میں اصلاحات کو تیز کرنے کے عمل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح پی ایس ایز کی گورننس میں اصلاحات کے تیزی سے نفاذ کو یقینی بنا کر غیر سودی جاریہ اخراجات کو محدود کرنا ازبس ضروری ہے تاکہ مالیاتی خرابیوں پر قابو پایا جاسکے اور انسانی و طبیعی سرمائے میں ضروری سرکاری سرمایہ کاری کے لیے مالیاتی گنجائش پیدا ہوسکے۔

خاص طور پر توانائی کے شعبے کی اصلاحات کو ترجیح دی جانی چاہیے تاکہ گردشی قرضوں میں اضافہ روکا جاسکے۔ اس کے لیے ترسیل اور تقسیم کے نقصانات کو کم سے کم کرنا، توانائی کے نرخوں کو لاگت کے ساتھ ہم آہنگ کرنا، غیر ہدفی زرِاعانت ختم کرنا اور توانائی کی لاگت گھٹانے والی اصلاحات کا تیزی سے نفاذ کرنا ہوگا۔ نیز غیر روایتی طریقوں کو اپناتے ہوئے معیشت کی توانائی کی شدت کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، مالیاتی اخراجات کی کارکردگی اور شفافیت کو بہتر بنانے کے لیے پبلک فنانشل مینجمنٹ (پی ایف ایم) کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ سرکاری سرمایہ کاری میں بہتری کلیدی شعبوں میں نجی سرمایہ کاری کو بڑھانے میں اہم کردار کرے گی۔

مزید برآں، مسابقت کو بہتر بنانے اور درآمدات پر انحصار کم سے کم کرنے کے لیے اشیاسازی اور برآمدات کے شعبوں میں تکنیکی اپ گریڈیشن کی ضرورت

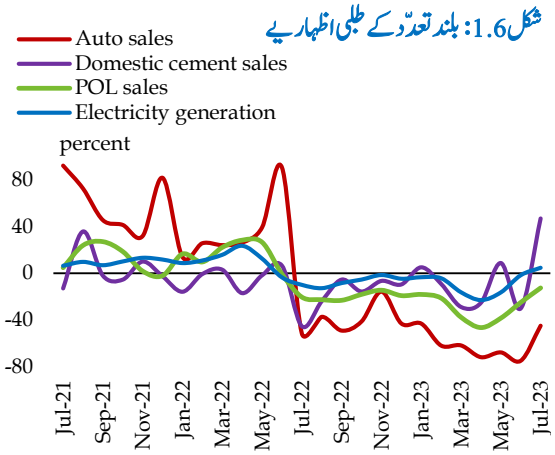
ہے۔ اس سلسلے میں قابل برآمد شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد کو بڑھاوا دینے کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ٹیکنالوجی کی منتقلی کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور لیبر کی مہارتوں کو بڑھایا جا سکے۔ اسی طرح فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لیے شعبہ زراعت میں اصلاحات، غذائی رسدی زنجیر کی ترقی اور مارکیٹ کی خامیوں کو دور کرنا موسمیاتی تبدیلی کے بڑھتے ہوئے چیلنج سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے (**باکس 2.1**)۔ یہ اقدامات نہ صرف درآمدی انحصار کو کم کرنے میں مدد کریں گے بلکہ قیمتوں میں استحکام کے حصول کے لیے بھی اہم ہیں۔ بلند اور پائیدار معاشی نمو حاصل کرنے کے لیے ان اصلاحات کا عمل تیز کرنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ لیبر مارکیٹ میں نئے داخل ہونے والوں کو جذب کیا جاسکے، سماجی بہبود کو بہتر بنایا جاسکے اور ملک میں عام معیار زندگی کو بلند کیا جاسکے۔

اس تناظر میں معاشی حالات، بازاروں، کاروبار کے ساتھ انفرادی فلاح و بہبود کے بارے میں حقائق پر مبنی معلومات کی دستیابی شواہد پر مبنی پالیسی سازی کے لیے اہم جز ہے۔ اس رپورٹ میں پاکستان کے قومی شماریاتی نظام (این ایس ایس) کی حالت کو درست کرنے کی ضرورت پر ایک خصوصی باب شامل ہے۔ اس باب میں باخبر فیصلہ سازی کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے این ایس ایس کی تیاری کی کیفیت پر بحث کی گئی ہے اور کوریج اور تعدّد کے لحاظ سے پاکستان کے سرکاری اعداد و شمار میں اہم خامیوں کو اجاگر کرنے کے علاوہ این ایس ایس اصلاحات کے لیے کچھ تجاویز کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1.2 اقتصادی منظرنامہ

ایک سال کی ہنگامہ خیزی کے بعد پاکستان کی معاشی صورتِ حال میں بہتری کے کچھ ابتدائی آثار نظر آنے لگے ہیں۔ مالی سال 23ء کے آخر تک آئی ایم ایف کے ساتھ 3.0 ارب ڈالر کا اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ (ایس بی اے) کرنے میں کامیابی ہوئی جس نے کسی حد تک فوری خطرات کو کم کرنے میں مدد کی۔ جولائی 2023ء میں ایس بی اے کے تحت 1.2 ارب ڈالر کی ابتدائی وصولی کے ہمراہ 3 ارب ڈالر کی دوطرفہ رقوم سے اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں گرتے ہوئے رجحان کو روکنے میں مدد ملی۔ مزید برآں، جولائی 2023ء کے ورلڈ اکنامک آؤٹ لک کے مطابق، 2023ء میں عالمی معاشی نمو کے امکانات، پہلے کے تخمینوں کے مقابلے میں کچھ بہتر ہوئے ہیں۔ اسی طرح غیر توانائی عالمی اجناس کی قیمتیں بھی پچھلے سال کی نسبت کچھ کم ہوئی ہیں۔ ان رجحانات کے پاکستان کی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

شکل 1.6: بلند تعدّد کے طلبی اظہاریے



Sources: APCMA, PAMA, OCAC and NEPRA

بلند تعدّد کے اظہاریے جولائی 2023ء سے یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ معاشی سرگرمیاں زیریں ترین حد تک پہنچ گئی ہیں (**شکل 1.6**)۔ آخر جون 2023ء سے درآمدی ترجیحات کے بارے میں رہنمائی کے خاتمے اور اس کے ہمراہ زرِمبادلہ کی پوزیشن میں بتدریج بہتری سے توقع ہے کہ رسدی زنجیر کی صورتِ حال کو کسی حد تک بہتر کرنے اور ایل ایس ایم نیز برآمدات میں اضافہ ہوگا۔

مزید برآں، کپاس اور چاول کی پیداوار میں متوقع بحالی مالی سال 24ء میں زرعی نمو کو سہارا دے گی۔ کپاس کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے مالی سال 24ء کی فصل کے لیے کم از کم قیمت 8500 روپے فی 40 کلوگرام کا اعلان کیا۔ ابتدائی معلومات کے مطابق اس ترغیب سے کپاس کی بوائی کے رقبے میں اضافے کو یقینی بنانے میں مدد ملی ہے اور اس سے کھادوں اور کیڑے مار ادویات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باوجود فصلوں کے انتظام کے طریقوں کو بڑھانے کے لیے کسانوں کی حوصلہ افزائی کا بھی امکان ہے۔ ان ترغیبات کے اثرات کی عکاسی کرتے ہوئے یکم ستمبر 2023ء کو گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کپاس کی آمد میں 97.5 فیصد کا بھرپور اضافہ درج کیا گیا۔ اسی طرح سازگار موسمی حالات اور چاول کی ملکی قیمتوں میں زبردست اضافے نے کاشت کاروں کو چاول کی فصل کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھانے کی ترغیب دی اور اسی وجہ سے جاری سال میں پیداوار بڑھی۔

جدول 1.2: مالی سال 24ء کے معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	ہدف	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں
	شرح نمو (فیصد)	
حقیقی جی ڈی پی[الف]	3.5	2.0 - 3.0
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)[الف]	21.0	20.0 - 22.0
	ارب امریکی ڈالر	
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[الف]	30.5	25.5 - 26.5
برآمدات (ایف او بی)[الف]	30.0	28.0 - 29.0
درآمدات (ایف او بی)[الف]	58.7	50.0 - 52.0
	جی ڈی پی کا فیصد	
مالیاتی خسارہ[ب]	6.5	7.0 - 8.0
جاری کھاتے کا خسارہ		0.5 - 1.5

ماخذ: [الف] سالانہ منصوبہ 24-2023ء، [ب] وفاقی بجٹ 24-2023ء

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں توسیع کا مالی سال 24ء میں خدمات پر بالواسطہ اثر ہونے کی توقع ہے۔ تاہم پچھلے دو برسوں کے دوران طلب میں کمی لانے کے کئی اقدامات کے اثرات معاشی سرگرمیوں میں بحالی کو محدود کرسکتے ہیں۔ ان امور کی عکاسی کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 24ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو 2-3 فیصد کی حدود میں رہے گی (**جدول 1.2**)۔

زری سختی کے مؤخر اثرات اور دیگر تخفیفی اقدامات کی وجہ سے امکان ہے کہ ملکی طلب قابو میں رہے گی۔ مزید برآں، اہم فصلوں کی پیداوار میں متوقع اضافے اور درآمدات کی بحالی کی وجہ سے رسد کی صورتِ حال میں بہتری کے امکانات مالی سال 24ء میں مہنگائی کے دباؤ کو متوقع طور پر مزید معتدل کریں گے۔ ملکی رسد میں بہتری کے علاوہ گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند بیس اور غیر توانائی اجناس کی عالمی قیمتوں میں سست روی کی بنا پر توقع ہے کہ مالی سال 24ء میں مہنگائی 20.0-22.0 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ تاہم غیر متوقع موسمی واقعات، عالمی اجناس خصوصاً تیل کی قیمتوں میں منفی اتار چڑھاؤ اور بیرونی کھاتے کا دباؤ اس منظرنامے کے لیے کچھ اہم اضافے کے خطرات ہیں۔

اسٹیٹ بینک نے مالیاتی خسارے کے بارے میں یہ پیش گوئی کی ہے کہ یہ مالی سال 24ء میں 7.0-8.0 فیصد کی حدود میں رہے گا۔ سود کی بلند ادائیگیاں جاری رہ سکتی ہیں اور مالی سال 24ء کے دوران اخراجات میں قابلِ ذکر کمی کو روکنے کا سبب بن سکتا ہے۔ تاہم غیر سودی اخراجات کے کم زرِاعانت اور گرانٹس کی وجہ سے محدود رہنے کی توقع ہے۔ مالی سال 24ء کے دوران اقتصادی سرگرمیوں میں خفیف بحالی سے محاصل کی وصولی میں اضافے کا امکان ہے۔ مالی سال 24ء میں حکومت کا منصوبہ ہے کہ پی ڈی ایل کو بڑھا کر 60 روپے فی لٹر کرکے اور بالائی انکم ٹیکس بریکٹس، بلڈرز، ڈویلپرز اور پراپرٹی پر بلند ٹیکس شرحیں لگا کر اور غیر رجسٹرڈ کاروبار پر اضافی جی ایس ٹی متعارف کروا کر محاصل میں اضافہ کیا جائے۔

مالی سال 24ء کے آغاز میں بیرونی کھاتے کا منظرنامہ بہتر ہوا۔ آئی ایم ایف کے ساتھ اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ طے پانے کے عمل نے کثیر جہتی اور دوطرفہ قرض دہندگان کے ساتھ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اس کے نتیجے میں مالی سال 24ء کے پہلے دو مہینوں کے دوران کافی بیرونی رقوم آئیں۔ دوسری طرف عالمی اور ملکی نمو کے تھوڑے سے بہتر امکانات سے توقع ہے کہ اشیا اور خدمات کی برآمدات سے زرمبادلہ آمدنی بڑھے گی۔ اگرچہ درآمدی بل میں اضافے کا امکان ہے تاہم اشیا کی کم قیمتیں مالی سال 24ء کے دوران درآمدات میں نمایاں توسیع کو روک سکتی ہیں۔ تاہم مالی سال 24ء میں کارکنوں کی ترسیلات گذشتہ سال کی سطح سے تھوڑی کم رہنے کی توقع ہے۔ ان عوامل کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ مالی سال 24ء میں جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 0.5 تا 1.5 فیصد کی حدود میں رہے گا۔



اقتصادی نمو

مالی سال 23ء کے دوران پاکستان کی اقتصادی نمو تیزی سے کم ہو کر 0.3 فیصد رہ گئی، جو ملکی تاریخ کی تیسری پست ترین شرح ہے، کیونکہ دھچکوں کے باعث یہ امر ایک بار پھر واضح ہوگیا کہ ملکی معیشت میں اصلاحات کے بغیر بلند شرحِ نمو کو برقرار رکھنے کی لچک کا فقدان ہے۔ مہنگائی کے دباؤ اور بیرونی کمزوریوں، وسیع پیمانے پر سیلاب، ملکی غیر یقینی صورتِ حال اور عالمی کساد کے خدشات سے پیدا ہونے والے رسد کے دھچکوں پر قابو پانے کے لیے ملکی طلب کو سست کرنے کے مقصد سے تخفیفی پالیسیوں اور انتظامی اقدامات کے امتزاج نے مالی سال 23ء کے دوران ملکی معاشی سرگرمیوں کو بری طرح متاثر کیا۔ تخفیفی پالیسیوں اور انتظامی اقدامات کا خمیازہ صنعتی شعبے کو اٹھانا پڑا، جس کے اضافہ قدر میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کے باعث کمی درج کی گئی۔ تباہ کن سیلاب کے باوجود زراعت کا شعبہ نمو میں کامیاب رہا، کیونکہ گلہ بانی نے مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور سیلاب کے بعد فصلوں کی بہتر پیداوار نے کپاس اور چاول کی فصلوں کو پہنچنے والے نقصانات کا ازالہ کردیا۔ اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی اور صنعت میں تخفیف نیز درآمدات میں کمی نے خدمات کے شعبے بالخصوص تھوک اور خردہ تجارت اور مالیات اور بیمہ پر منفی اثرات مرتب کیے، جو خدمات کے شعبے کے 33 فیصد سے زائد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ افرادی قوت کی منڈی کے بارے میں دستیاب معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب اور سندھ میں صنعتی روزگار میں کمی واقع ہوئی ہے جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی کے رجحان سے ہم آہنگ ہے۔ اسٹیٹ بینک کے سرویز میں بھی صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں گذشتہ اور آئندہ چھ ماہ کے دوران روزگار کے احساسات میں ابتری کی عکاسی ہوتی ہے۔

2 اقتصادی نمو

2.1 جی ڈی پی کی نمو

مالی سال 23ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو خاصی کم ہو کر 0.3 فیصد رہ گئی، جو گذشتہ دو برسوں کے دوران تقریباً 6 فیصد تھی (**جدول 2.1**)۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں تیسری پست ترین شرح نمو تھی۔[1] ملکی اور عالمی دھچکوں کی وجہ سے ہونے والی سنگین ساختی کمزوریوں اور پالیسی کے سبب ملکی طلب میں آنے والی سست روی دونوں نے وبائی مرض کے بعد نمو کی رفتار کو بے حد محدود کر دیا۔

جدول 2.1: نمو، جی ڈی پی کی نمو میں حصہ اور شعبہ جاتی حصہ

	نمو			شعبہ جاتی حصہ		
	م س21ء	م س22ء	م س23ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
زراعت	3.5	4.3	1.6	23.0	22.6	22.9
صنعت	8.2	6.8	-2.9	19.0	19.1	18.5
خدمات	5.9	6.6	0.9	58.0	58.3	58.6
جی ڈی پی	**5.8**	**6.1**	**0.3**	**100.0**	**100.0**	**100.0**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ملکی محاذ پر، مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ نیز بیرونی کھاتے پر دباؤ، وسیع پیمانے پر بارشوں اور سیلابوں، رسدی زنجیر میں خلل اور سیاسی غیر یقینی صورتِ حال کے سبب تخفیفی پالیسیوں اور انتظامی اقدامات نے اقتصادی سرگرمیوں پر بہت زیادہ اثر ڈالا۔ بیرونی لحاظ سے روس یوکرین تنازعے، اجناس کی قیمتوں میں اضافے اور تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے کے لیے بالخصوص ترقی یافتہ معیشتوں کی جانب سے زری سختی عالمی اقتصادی نمو میں سست روی کا باعث بنی۔ اس سے پاکستان کی برآمدات کی طلب میں کمی کے ساتھ ساتھ ترسیلاتِ زر میں کمی واقع ہوئی۔

اخراجات کے لحاظ سے پیمائش کردہ حقیقی جی ڈی پی کی ہیئتِ ترکیبی سے ساختی کمزوریوں کی عکاسی ہوتی ہے، جس میں کھپت 90 فیصد سے زیادہ ہے۔ دوسری جانب، مالی سال 23ء کے دوران سرمایہ کاری کم ہو کر جی ڈی پی کی 13.6 فیصد رہ گئی جو گذشتہ چار برسوں کے دوران تقریباً 15 فیصد رہی تھی۔ اسی طرح، گذشتہ پانچ برسوں کے دوران برآمدات جی ڈی پی کے اوسطاً 10 فیصد کے لگ بھگ رہی تھیں (**جدول 2.2**)۔

جدول 2.2: جی ڈی پی کے اجزائے ترکیبی بلحاظِ اخراجات

جی ڈی پی کا فیصد

	م س19ء	م س20ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
کھپت	94.6	93.3	94.4	96.2	94.0
گھرانے*	83.9	81.5	83.5	85.7	84.2
حکومت	10.7	11.8	10.9	10.5	9.7
سرمایہ کاری	15.5	14.8	14.5	15.7	13.6
برآمدات	9.4	9.3	9.1	10.5	10.1
درآمدات	19.5	17.4	18.0	22.5	17.7
خالص برآمدات	-10.1	-8.1	-8.9	-12.0	-7.6

*بشمول این پی آئی ایس ایچ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

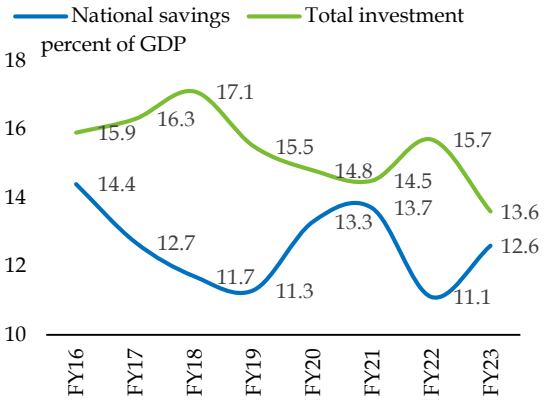
جی ڈی پی کی ہیئتِ ترکیبی کو مدنظر رکھتے ہوئے، کھپت، بالخصوص نجی شعبے کی کھپت میں تبدیلیاں، جو بالعموم گنجائشی کلّی معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں، نمو میں تغیرات کا باعث بنیں۔ پست سرمایہ کاری، جو پست ملکی بچت کی وجہ سے محدود رہی (**شکل 2.1**)، اور اس کے نتیجے میں ملکی طلب کو پورا کرنے کی محدود صلاحیت، اکثر و بیشتر جاری کھاتے کے خسارے میں اضافے سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس طرح کی صورتِ حال تخفیفی پالیسیوں کی متقاضی ہوتی ہے تاکہ ملکی طلب سست ہو سکے، جو کھپت میں کمی کرتی ہے جس کے نتیجے میں نمو کم ہو جاتی ہے۔

بوم بسٹ کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، اور مالی سال 23ء بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔ مہنگائی کے دباؤ کو کم کرنے اور جاری کھاتے کے خسارے پر قابو پانے کی خاطر ملکی طلب کو سست کرنے کے لیے اپنائی گئی تخفیفی پالیسیوں کے باعث، مالی سال 23ء کے دوران حقیقی کھپت میں نمو 0.7 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 5.9 فیصد تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 23ء میں حقیقی سرمایہ کاری میں 15.4 فیصد کی خاصی تیز کمی واقع ہوئی ہے (**جدول 2.3**)، جو بڑھتی ہوئی ملکی

[1] مالی سال 52ء اور مالی سال 20ء کے دوران جی ڈی پی میں تخفیف کی شدت بالترتیب 1.8 اور 0.9 فیصد تھی۔

غیر یقینی صورتِ حال اور رکاوٹوں کی وجہ سے کاروباری اعتماد میں ابتری کی بھی عکاس ہے۔

شکل 2.1: بچتوں اور سرمایہ کاری کا رجحان



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 23ء کے دوران تخفیفی پالیسیوں اور اس کے نتیجے میں کھپت میں سست نمو کا بوجھ صنعت اور خدمات کے شعبوں پر پڑا۔ شعبہ وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں سست روی بڑی حد تک صنعت میں تخفیف کی وجہ سے آئی، جس کا بڑا سبب بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور تعمیرات تھیں۔ علاوہ ازیں، طلب میں پالیسی کی بنا پر سست روی کے اثرات، سیلاب کی وجہ سے خام مال کی دستیابی میں کمی اور درآمدی پابندیوں نے صنعتی سرگرمیوں کو منفی طور پر متاثر کیا۔ رسدی زنجیر میں خلل کی وجہ سے متعدد فرموں کو پیداوار میں عارضی بندش کا سامنا کرنا پڑا۔ بالخصوص آئی ایم ایف پروگرام کے حوالے سے سیاسی اور اقتصادی غیر یقینی صورتِ حال نے کاروباری احساسات پر بھی منفی اثر مرتب کیا۔

خریف کی دو اہم فصلوں کپاس اور چاول کو سیلاب سے شدید نقصان پہنچنے کے باوجود مالی سال 23ء کے دوران زرعی شعبے میں نمو دکھائی دی، البتّہ یہ گذشتہ برس کے مقابلے میں قدرے سست تھی۔ اگرچہ گندم کی بھرپور فصل کے ساتھ ساتھ گنے اور مکئی کی پیداوار میں اضافے نے کپاس اور چاول کی پیداوار میں کمی کی جزوی طور پر تلافی کی، تاہم گلّہ بانی کے شعبے کی بہتر کارکردگی سے زراعت کی نمو کو سب سے زیادہ مدد ملی۔

جدول 2.3: اخراجات کے لحاظ سے جی ڈی پی کی نمو

حقیقی نمو فیصد میں

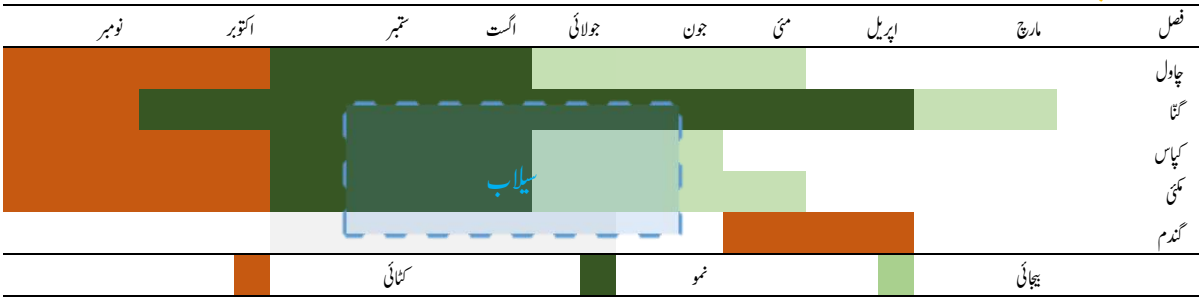
	م س19ء	م س20ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
کھپت	4.8	-1.6	8.6	5.9	0.7
نجی*	5.6	-2.8	9.4	6.7	1.6
حکومت	-1.6	8.5	1.8	-1.3	-7.2
سرمایہ کاری	-9.7	-6.1	4.0	5.5	-15.4
برآمدات	13.2	1.5	6.5	5.9	-8.6
درآمدات	7.6	-5.1	14.5	11.0	-17.8
خالص برآمدات	3.1	-10.9	22.6	15.5	-25.3

*بشمول این پی آئی ایس ایچ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں تخفیف کے ساتھ ساتھ درآمدات میں تنزلی سے مالی سال 23ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو کافی حد تک گھٹ گئی۔ خدمات کے شعبے میں تھوک اور خردہ شعبے کی نمو میں کمی واقع ہوئی جس کا سبب اس کے صنعت، زراعت اور درآمدات سے بلاواسطہ روابط تھے۔ اس کے برعکس، روڈ ٹرانسپورٹ کی خدمات میں اضافے کی وجہ سے نقل و حمل اور ذخیرہ کاری میں توسیع دیکھی گئی۔ اگرچہ اطلاعات

شکل 2.2: پاکستان میں فصلوں کا کیلنڈر



* بنیادی طور پر خریف کی اہم فصلوں کی کٹائی اور نشوونما کی مدت کے دوران سیلاب آیا۔

Sources: FAO and National Agromat Center

اور ٹیلی مواصلات نے اپنی نمو کو برقرار رکھا، تاہم مہنگائی میں اضافے کی وجہ سے مالیات اور بیمہ خدمات کی نمو میں کمی آئی۔[2]

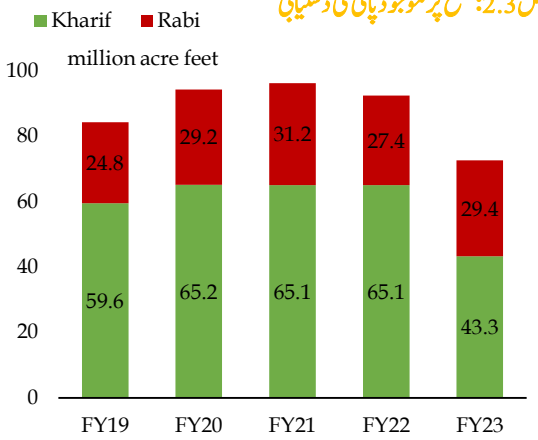
مالی سال 23ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی کے ساتھ ساتھ پنجاب اور سندھ دونوں میں صنعتی روزگار میں کمی آئی۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار سروے (بی سی ایس) اور اعتمادِ صارف سروے (سی سی ایس) سے بھی صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں روزگار کے احساسات میں زوال کا اظہار ہوا۔

2.2 زراعت

مسلسل تین سال کی قابلِ ستائش کارکردگی کے بعد مالی سال 23ء کے دوران زرعی شعبے کی نمو کم ہو کر 1.6 فیصد رہ گئی (**جدول 2.4**)۔ اس کمی کی بنیادی وجہ اہم فصلیں تھیں، جن میں مالی سال 23ء کے دوران 3.2 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس 5.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

فصلوں کا شعبہ، بالخصوص خریف کے موسم میں، ناسازگار موسمی حالات سے متاثر ہوا۔ موسم کے آغاز میں خشک سالی جیسی صورتِ حال پیدا ہوئی جس کے بعد جولائی تا اگست کے دوران کپاس اور چاول کی فصلوں کی کٹائی کے مرحلے سے عین پہلے مون سون کی شدید بارشیں ہوئیں جس کی وجہ سے سیلاب آگیا (**شکل 2.2**)۔ تاہم، پیداواری لاگت میں اضافے نے بھی فصل کی پیداوار کو متاثر کیا۔ گندم اور گنے کی پیداوار میں اضافے سے کپاس اور چاول کی فصلوں کو ہونے والے نقصانات کی جزوی تلافی ہوگئی۔ بہرحال، گلّہ بانی کے شعبے کی نمایاں نمو سے کافی مدد ملی۔

شکل 2.3: سطح پر موجود پانی کی دستیابی



Source: Indus River System Authority

خام مال

پانی کی دستیابی

گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران پانی کی دستیابی اوسطاً 21.4 فیصد کم تھی۔ بلحاظِ موسم تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء میں خریف کے دوران پانی کی دستیابی 33.5 فیصد کم تھی۔ تاہم، سیلاب کے بعد

جدول 2.4: زراعت کی نمو

فیصد

شعبہ	م س19ء	م س20ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
زراعت	0.9	3.9	3.5	4.3	1.6
فصلیں	-4.4	6.3	5.8	8.2	-2.5
اہم فصلیں	-8.6	5.2	5.8	5.4	-3.2
دیگر فصلیں	3.6	9.2	8.0	11.9	0.2
کپاس کی جننگ	-11.2	-4.1	-13.1	9.2	-23.0
گلّہ بانی	3.7	2.8	2.4	2.3	3.8
جنگل بانی	7.2	3.4	3.4	4.1	3.9
ماہی گیری	0.8	0.6	0.7	0.4	1.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[2] مالی سال 23ء کے دوران حقیقی شرح سود بیشتر منفی رہی۔

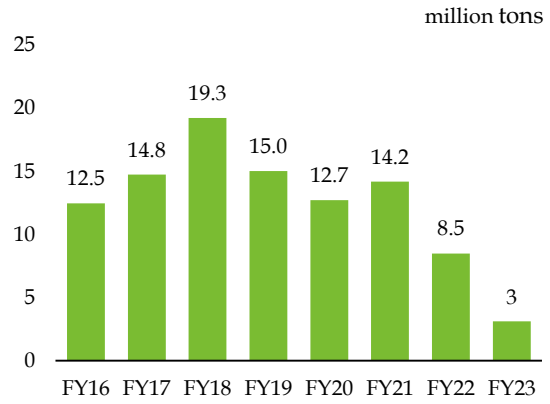
پانی کی دستیابی میں بہتری آئی اور گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے موسمِ ربیع کے دوران 7.3 فیصد اضافہ ہوا (**شکل 2.3**)۔

پانی کی پست دستیابی کے علاوہ، موسمِ خریف کے دوران پانی کی فراہمی کی صورتِ حال بھی کافی غیر یقینی تھی۔ اس موسم کا آغاز خشک سالی جیسی صورتِ حال سے ہوا کیونکہ اپریل اور مئی 2022ء کے دوران بارش معمول سے کم تھی۔ تاہم، صورتِ حال یکسر بدل گئی جب جون 2022ء میں مون سون کی شدید بارشیں شروع ہو گئیں، جو جولائی اور اگست 2022ء کے دوران جاری رہیں، جن کے نتیجے میں سیلاب آگیا۔[3] اسی طرح، موسم کے آغاز پر آبپاشی کا بہاؤ بھی دباؤ میں رہا، لیکن سال کے دوران آگے چل کر معمول سے زیادہ بارش کے ساتھ بہتری آگئی۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے ان مظاہر سے زراعت کے شعبے میں پیداواری صلاحیت کو سنگین دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کھاد کی دستیابی

مالی سال 23ء کے دوران گیس کی قلت اور اس کے نتیجے میں قیمتوں میں ہونے والے اضافے سے کھاد کی دستیابی متاثر ہوئی (**جدول 2.5**)۔ موسمِ خریف کے دوران یوریا کی ملکی پیداوار میں اضافہ ہوا جس کے باعث یوریا کی مجموعی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر ہو گئی۔ اس کے برعکس، ڈی اے پی کی دستیابی دباؤ کا شکار رہی، اور پست درآمدات کے سبب ربیع کے دوران یہ رجحان جاری رہا (**شکل 2.4**)۔ طلب کے لحاظ سے، خریف کے دوران یوریا کے مجموعی استعمال میں 3.7 فیصد کمی آئی جبکہ ربیع کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں 4.5 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم، خریف اور ربیع دونوں میں ڈی اے پی کی طلب میں بالترتیب 44.7 فیصد اور 23.4 فیصد کی کمی واقع ہوئی (**شکل 2.5 الف** اور **2.5 ب**)۔

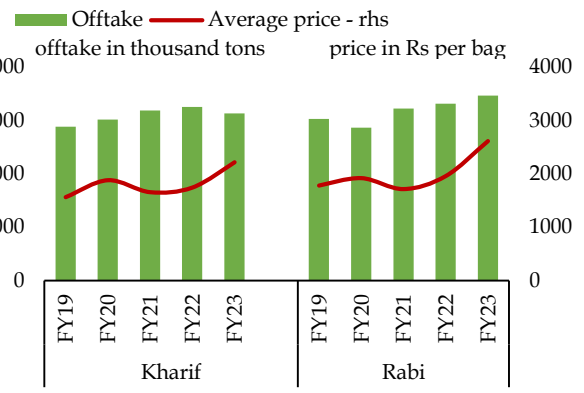
شکل 2.4: ڈی اے پی کی درآمدات



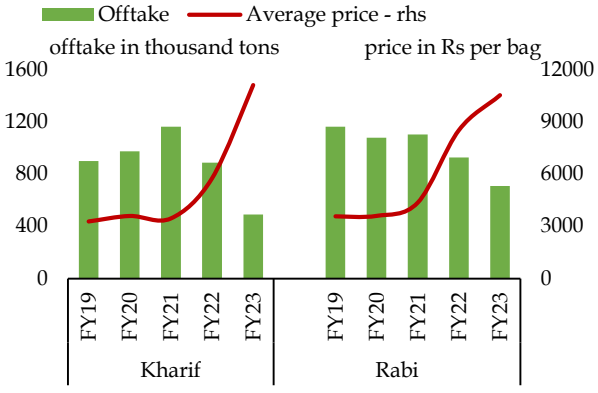
Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 23ء کے دوران کھاد، خاص طور پر ڈی اے پی کے پست استعمال کی بڑی وجہ قیمتوں میں اضافہ تھا۔ کھاد کی بین الاقوامی قیمتیں جو کورونا کے بعد کے عرصے میں بڑھنا شروع ہوئی تھیں، جون 2022ء تک تاریخی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں کیونکہ روس یوکرین تنازعے، بیلاروس پر پابندیوں اور چین کی جانب سے کھاد کی برآمد پر پابندی کے بعد رسد کم ہو گئی تھی۔[4]

شکل 2.5 الف: بلحاظ موسم یوریا کا استعمال اور قیمت



شکل 2.5 ب: بلحاظ موسم ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت



Source: National Fertilizer Development Centre

[3] پاکستان محکمہ موسمیات (2022ء)۔ ماہانہ موسمیاتی رپورٹ۔ اسلام آباد: پی ایم ڈی

[4] عالمی بینک (مارچ 2023ء)، فوڈ سیکیورٹی اپ ڈیٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: ڈبلیو بی

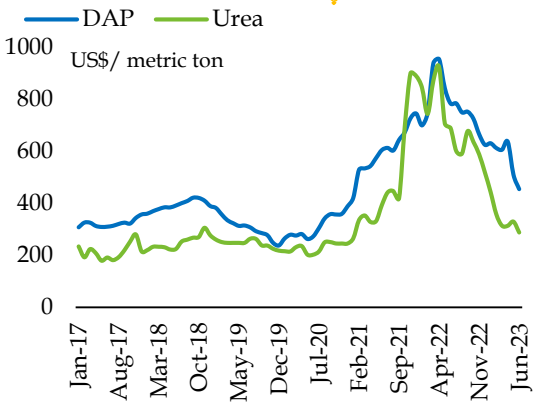
جدول 2.5: کھاد کی طلب اور رسد

	خریف م س22ء		ربیع م س22ء		خریف م س23ء		ربیع م س23ء	
	یوریا	ڈی اے پی	یوریا	ڈی اے پی	یوریا	ڈی اے پی	یوریا	ڈی اے پی
آغاز پر اسٹاک	298	55	116	353	200	276	294	460
درآمدی رسدیں	0	733	100	385	103	185	298	302
ملکی پیداوار	3,106	444	3,272	443	3,158	451	2,928	226
مجموعی دستیابی	3,404	1,232	3,489	1,181	3,460	912	3,520	989
اختتام پر اسٹاک	116	353	294	255	294	460	67	284

ماخذ: نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سینٹر / اقتصادی سروے برائے پاکستان

اگرچہ عالمی سطح پر گیس کی قیمتوں میں کمی اور یورپ میں فرٹیلائزر پلانٹس کے دوبارہ کھلنے کی وجہ سے مالی سال 23ء کے آغاز سے قیمتوں میں کمی آنا شروع ہوگئی تھی، لیکن پھر بھی یہ کورونا سے پہلے کی سطح سے بلند تھیں (**شکل 2.6**)۔[5] مزید برآں، بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کا اثر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے زائل ہوگیا۔ علاوہ ازیں، گیس کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے یوریا کی قیمتیں بھی زیرِ جائزہ مدت کے دوران بلند رہیں۔

شکل 2.6: یوریا اور ڈی اے پی کی عالمی قیمتیں



Source: World Bank

قرضے کی دستیابی

مالی سال 23ء کے دوران زرعی شعبے کو قرضوں کی تقسیم میں 25.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 3.9 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.6**)۔ پیداواری قرضے اس نمو کی بنیادی وجہ تھے۔ مزید برآں، کارپوریٹ فارمنگ کے لیے قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

قرضوں کی بلند تقسیم کی بنیادی وجہ پیداواری لاگت کا بڑھنا تھا، جس کا سبب خام مال کی بلند قیمتیں (کھاد، توانائی، مزدوروں کی اجرت) اور زمین کے کرایوں میں اضافہ تھا (**جدول 2.7**)۔ دریں اثنا، اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے گئے متعدد اقدامات، جن میں بینکوں کی کارکردگی کے لیے زرعی کریڈٹ اسکورنگ کو اپنانا، چیمپئن بینک کا تصور متعارف کروانا نیز خطرے میں تخفیف کا نفاذ، فصلوں کے قرضے کا بیمہ اور کریڈٹ گارنٹی اسکیم کا نفاذ شامل ہے، نے زرعی قرضوں کے حصول میں سہولت اور تقویت دی۔

اس کے علاوہ، حکومت نے اکتوبر 2022ء کے دوران پی ایم کسان پیکیج کا بھی آغاز کیا جس کے تحت کاشت کاروں کو گندم کی کاشت کے لیے رعایتی بیج فراہم کیے گئے تاکہ سیلاب سے بحالی میں مدد دی جاسکے۔ کسان پیکیجوں کے تحت دیگر اقدامات میں مارک اپ میں چھوٹ کی اسکیم شامل ہے، جس کے تحت سیلاب سے متاثرہ کاشت کاروں کے لیے تقریباً 3 ارب روپے کے مارک اپ میں چھوٹ دی گئی تھی۔ حکومتِ پاکستان کی مارک اپ سبسڈی اسکیم، بلاسود قرضے، مارک اپ سبسڈی اور رسک شیئرنگ اسکیم، پی ایم یوتھ بزنس اینڈ ایگریکلچر لون اسکیم کی وجہ سے بھی قرضوں میں اضافہ ہوا۔

پیداوار

کپاس

مالی سال 22ء میں معتدل بحالی کے بعد مالی سال 23ء میں کپاس کی پیداوار کئی دہائیوں کی پست ترین سطح پر آگئی (**شکل 2.7**)۔ زیرِ کاشت رقبے میں اضافے کے باوجود مالی سال 23ء کے دوران کپاس کی پیداوار میں 41 فیصد کمی واقع

[5] عالمی بینک (فروری 2023ء)، فوڈ سیکیورٹی اپ ڈیٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: ڈبلیو بی

جدول 2.6: زرعی قرضوں کی تقسیم

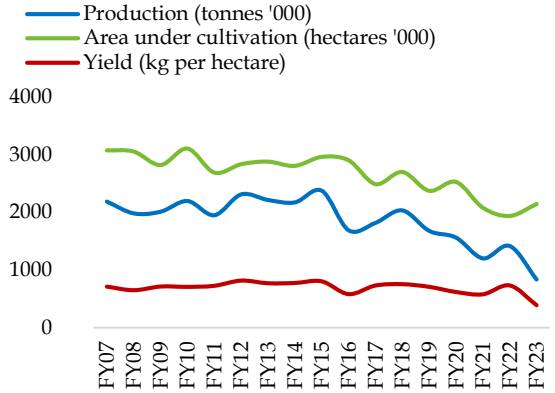
ارب روپے

شعبہ	م س21ء	م س22ء	م س23ء
فارم شعبہ (پیداوار)			
تمام فصلیں	458.9	374.7	438.8
باغبانی	34.8	34.4	36.6
کارپوریٹ کاشت کاری	34.1	57.0	110.6
دیگر	184.0	220.8	331.1
ذیلی مجموعہ	**711.8**	**686.9**	**917.1**
فارم شعبہ (ترقیاتی)			
ٹریکٹر	4.4	10.7	10.9
فارم کی مشینری	0.21	0.7	2.5
ٹیوب ویل	0.2	0.5	1.7
پھوار اور مقطر آبپاشی	0.0	0.0	0.0
دیگر	41.5	30.1	34.7
ذیلی مجموعہ	**46.4**	**42**	**49.7**
غیر فارم شعبہ (جاری سرمایہ)			
گلہ بانی/ڈیری	319.7	349.0	394.7
مرغبانی	192.8	222.9	261.0
دیگر	40.1	48.4	70.4
ذیلی مجموعہ	**552.5**	**620.3**	**726.0**
غیر فارم شعبہ (معین سرمایہ)			
گلہ بانی/ڈیری	22.7	41.2	58.8
مرغبانی	24.0	19.9	15.4
دیگر	8.4	8.7	8.9
ذیلی مجموعہ	**55.1**	**69.7**	**83.1**
کل مجموعہ	**1,365.9**	**1,418.9**	**1,776.0**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ہوئی کیونکہ سیلاب کے باعث سندھ میں سکھر، شہید بینظیر آباد اور پنجاب میں راجن پور، ڈیرہ غازی خان اور تونسہ جیسے کپاس پیدا کرنے والے اہم علاقوں میں فصل کو نقصان پہنچا۔ سیلاب کے علاوہ، ماحولیاتی عوامل جیسے اوسط سے زائد درجہ حرارت، پانی کی پست دستیابی اور کیڑوں کے حملوں نے بھی کپاس کی پیداوار کو متاثر کیا۔[6]

شکل 2.7: کپاس- پیداوار، یافت اور رقبہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

بالخصوص، گذشتہ دو برسوں کے دوران نمایاں کمی کے بعد مالی سال 23ء میں کپاس کے زیر کاشت رقبے میں 10.7 فیصد اضافہ ہوا (**شکل 2.7**)۔ مالی سال 22ء کے دوران کپاس کی مقامی قیمتوں میں اضافے کو اس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔[7]

تاہم، کپاس کی پیداوار علاقائی ممالک کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رہی، جس کی وجہ گرمی کا دباؤ، آب وہوا کے خلاف مزاحم بیجوں کی کمی اور نسبتاً کم نفع آوری تھی۔ کپاس کی پیداوار میں رجحانات دیگر فصلوں سے مختلف نہیں ہیں۔ اس پس منظر میں، **باکس 2.1** میں اس حوالے سے بحث کی گئی ہے کہ کس طرح مختلف آئی سی ٹی ٹولز کو مؤثر طریقے سے استعمال کر کے مختلف فصلوں کی پیداوار کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

[6] سپارکو (ستمبر 2022ء)، سپارکو کراپ بلیٹن۔ اسلام آباد: سپارکو

[7] تفصیلات کے لیے دیکھیے، بیرونی شعبہ، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر ششماہی رپورٹ 2023ء، بینک دولت پاکستان۔

باکس 2.1: زراعت میں آئی سی ٹی سے استفادہ

وقت کے ساتھ ساتھ زراعت معلومات کی متقاضی ہو گئی ہے اور کاشت کاروں کو معلومات، مالی خدمات اور منڈیوں تک محدود رسائی جیسی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[8] انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) ٹولز ان دشواریوں سے نمٹنے میں مدد کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، موبائل فون، سینسرز اور سیٹلائٹ کاشت کاروں کو معلومات تک رسائی فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں پیداواری صلاحیت بڑھ جاتی ہے اور آپریشنل لاگت کم ہو جاتی ہے۔[9] مثلاً، سینسرز بیماریوں اور کیڑوں کے حملوں کا پتہ چلانے میں مدد کر سکتے ہیں، جبکہ سیٹلائٹ موسم اور آب و ہوا کی صورتِ حال، پیداوار کے تخمینے اور مختلف مراحل میں فصل کی صحت کی نگرانی کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ اسی طرح، موسم کی کیفیتوں، خام مال کی قیمتوں اور خام مال کے مناسب استعمال کے بارے میں کاشت کاروں کو بروقت معلومات فراہم کرنے کے لیے موبائل فون کا استعمال جا سکتا ہے۔

جدول 2.1.1: منتخب ممالک میں ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس

ایپلی کیشن	ملک	وضاحت
وی فارم	کینیا	وی فارم ایک موبائل پر مبنی پلیٹ فارم ہے جو کاشت کاروں کو دوسرے کاشت کاروں کے ساتھ معلومات کا تبادلہ کرنے اور اسٹیک ہولڈرز یعنی حکومت اور زرعی کاروبار سے رابطہ کرنے مدد دیتا ہے۔
پلانٹکس	بھارت	پلانٹکس ایک موبائل پر مبنی فصلوں سے متعلق مشورہ فراہم کرنے والی ایپلی کیشن ہے جو اسمارٹ فون کے ذریعے لی گئی تصاویر کی بنیاد پر کیڑوں، غذائیت کی کمی اور بیماریوں کی تشخیص اور علاج فراہم کرتی ہے۔
بی کے کے	پاکستان	باخبر کسان ایس ایم ایس، فون کالز اور دیگر سوشل پلیٹ فارمز کے ذریعے استعداد کاری کے ساتھ ساتھ موسم کی اپ ڈیٹ، فصلوں سے متعلق مشورہ اور آفات کے انتظام کی خدمات فراہم کرتی ہے۔
ایم فارم	کینیا	ایم فارم صارفین کو زرعی پیداوار کی قیمتوں اور خردہ قیمتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔
ری کلٹ	پاکستان	ری کلٹ ایک مفت ایپ ہے جو کاشت کاروں کو موسم کی پیشگوئی اور فصل کی ایڈوائزری فراہم کرتی ہے۔
ایگرو سینٹا	گھانا	ایگرو سینٹا چھوٹے پیمانے کے کاشت کاروں کو وسیع تر آن لائن مارکیٹ سے جوڑتی ہے اور آئی وی آر اور ایس ایم ایس کے ذریعے بروقت معلومات فراہم کرتی ہے۔

زراعت میں آئی سی ٹی کے انضمام سے بشمول دیگر کینیا، بھارت اور روانڈا جیسے ممالک نے معلومات کے خلا کو پُر کر کے پیداوار میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ موبائل ایپس اور سینسر ٹیکنالوجی کو مؤثر طریقے سے استعمال کر کے کاشت کار موسم کی پیشگوئی، ماہرین کے مشورے اور مارکیٹ کی قیمتوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، موبائل ایپ ایڈوائزری پلانٹکس نے بھارت میں نمایاں مقبولیت حاصل کی ہے جو غذائیت میں کمی، کیڑوں اور بیماریوں کا پتہ چلانے میں کاشت کاروں کی سیکنڈوں کے اندر مدد کرتی ہے۔ ایپ کو ایک کروڑ سے زائد بار ڈاؤن لوڈ کیا جا چکا ہے۔[10] کینیا میں، ایم فارم جیسی خدمات فصل کے لیے خصوصی مشورے فراہم کر کے باخبر فیصلہ سازی کو ممکن بناتی ہیں۔

شکل 2.1.1: اہم فصلوں کی پیداوار (ہزار کلوگرام / ہیکٹر)



Source: Food and Agriculture Organization

[8] ماخذ: انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) ان ایگریکلچر، 2017ء، اقوام متحدہ کی تنظیم برائے خوراک و زراعت۔

[9] یو این ڈی پی (2017ء)، چھوٹے کاشت کاروں کے لیے درست زراعت۔ نیویارک: یو این ڈی پی۔

[10] آئی ٹی یو (2022ء) ترقی کے لیے ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیاں۔ لاہور: آئی ٹی یو

ڈجیٹل ایڈوائزری اور مارکیٹ پلیسز کے ذریعے معلومات تک آسان اور فوری رسائی تلاش کے اخراجات کو نمایاں طور پر کم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، نائجر کے دیہی علاقوں میں، موبائل فون کے ذریعے حاصل کردہ زرعی قیمتوں سے متعلق معلومات تلاش کی لاگت کو 50 فیصد تک کم کرتی ہیں۔[11] نائجر میں موبائل نیٹ ورکس بڑھنے کے ساتھ، اناج کی قیمتوں کے فرق میں 20 فیصد کمی آئی ہے۔[12] اسی طرح گھانا میں موبائل فون کے ذریعے کاشت کاروں کو مقامی زبانوں میں معلومات فراہم کرنے سے بعض صورتوں میں پیداوار میں تقریباً 50 فیصد اضافہ ہوا۔[13] ادارہ خوراک وزراعت (ایف اے او) کے تخمینے کے مطابق، زراعت میں 25 فیصد نقصانات شدید موسم کی وجہ سے ہوتے ہیں، اور آئی سی ٹی پر مبنی ایڈوائزری خدمات کاشت کاروں کو ایسے مواقع کے لیے بہتر تیاری میں مدد دے سکتی ہیں۔

شکل 2.1.2: ٹیلی موصلات کے اظہاریے



Source: Pakistan Telecomunication Authority

نیشنل پروڈکٹویٹی کونسل آف انڈیا کے مطابق، جی پی ایس کے ذریعے مٹی کے نمونے جمع کرنے کے بعد بھارت میں بنائے گئے سوائل ہیلتھ کارڈز سے کیمیائی کھادوں کے استعمال میں 8 تا 10 فیصد تک کمی آئی ہے اور پیداوار میں 5 سے 6 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ویتنام میں کاشت کاروں نے آئی سی ٹی ٹولز کے ذریعے آبپاشی کے اسمارٹ طریقوں کا استعمال کرتے ہوئے 15 سے 20 فیصد پانی کی بچت کی۔ اسی طرح چین میں ڈرونز نے لشکری سنڈی (آرمی ورم) کے حملے کے 98 فیصد خاتمے میں مدد دی۔

آئی سی ٹی سے لیس سولیوشنز کاشت کاروں کو قرضوں اور بیمے تک رسائی کے لیے ڈجیٹل پلیٹ فارم فراہم کرکے مالی خدمات سے بھی جوڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح، منڈیوں (مارکیٹ پلیسز) تک ڈجیٹل رسائی لین دین کی لاگت کو کم کرسکتی ہے، قیمتوں کی شفافیت میں اضافہ کرسکتی ہے، اور کاشت کاروں کو نئی منڈیوں تک رسائی کے قابل بنا سکتی ہے۔ چین میں 2017ء تک دیہی کاشت کار 9.85 ملین آن لائن دکانیں چلا رہے تھے۔[14] توسیعی خدمات کے ذریعے کاشت کاروں کو معلومات فراہم کرنے سے کاشت کاروں کے لیے 2 سے 3 ارب ڈالر کی اضافی آمدنی پیدا ہوئی اور ان میں سے 50 فیصد نے خام مال پر اخراجات میں کمی کی اطلاع دی۔

آخراً، آئی سی ٹی ٹولز مشینی خدمات، جیسے ٹریکٹروں تک آسان رسائی فراہم کرکے فارم کی پیداوار کو بڑھانے میں بھی مدد کرسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 'ہیلو ٹریکٹر' تقریباً پندرہ افریقی ممالک میں فعال ہے، جو ٹریکٹر مالکان کو ٹریکٹر کی خدمات کے متلاشی کاشت کاروں کے ساتھ رابطے کے لیے ایک ورچوئل پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ جدول 2.1.1 میں دنیا بھر میں آئی سی ٹی ٹولز کا استعمال کرنے والے کچھ ٹیک اسٹارٹ اپس کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

پاکستان فصلوں کی پیداوار کے لحاظ سے دوسرے ممالک سے پیچھے رہ گیا ہے (**شکل 2.1.1**) اور اشیائے خوردنی کا خالص درآمد کنندہ بن گیا ہے کیونکہ طلب رسد سے بڑھ رہی ہے۔ پاکستان اپنے بڑھتے ہوئے آئی سی ٹی شعبے اور بڑھتی ہوئی ٹیلی گنجانیت (**شکل 2.1.2**) سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تاکہ معلومات کے خلا کو پر کیا جاسکے اور زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکے۔

[11] تنظیم برائے خوراک وزراعت (2017ء)، زراعت میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی)۔ روم: ایف اے او

[12] ایضاً

[13] عالمی بینک (2017ء)، آئی سی ٹی سورس بک۔ واشنگٹن ڈی سی: ڈبلیو بی

[14] عالمی بینک (2019ء)، خوراک کا مستقبل: خوراک کے نظام کے نتائج کو بہتر بنانے کے لیے ڈجیٹل ٹیکنالوجیوں کا استعمال۔ واشنگٹن ڈی سی: ڈبلیو بی

پاکستان کی زراعت میں آئی سی ٹی کو اپنانے سے کاشت کاروں کو درپیش معلومات کے خلا کو پر کرنے کے لیے انقلابی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ آئی سی ٹی ایپلی کیشنز کاشت کاروں کو بروقت، درست اور متعلقہ معلومات تک رسائی فراہم کرسکتی ہیں، جس سے انھیں باخبر فیصلے کرنے اور اپنے زرعی طریقوں کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ پاکستان میں رکلٹ (Riccult)، باخبر کسان اور منڈی ایکسپریس جیسے اسٹارٹ اپس موجود ہیں جو کاشت کاروں کو مشاورتی اور مالی خدمات فراہم کرتے ہیں، لیکن پست خواندگی اور ڈجیٹل مہارت کی کمی جیسے مسائل آئی سی ٹی ٹولز کے مؤثر استعمال میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔[15] زراعت میں آئی سی ٹی کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادے کے لیے پاکستان کو ڈجیٹل انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے، ڈجیٹل خواندگی کو فروغ دینے اور پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔

جدول 2.7: پیداوار کی بہ وزنِ اوسط لاگت (فارم پر)

فی ایکڑ روپے

	م س22ء	م س23ء	تبدیلی (فیصد)
کپاس	68,830	76,155	10.6
مکئی	69,672	78,580	12.8
گنّا	117,044	117,955	0.8
گندم	47,432	69,999	47.6

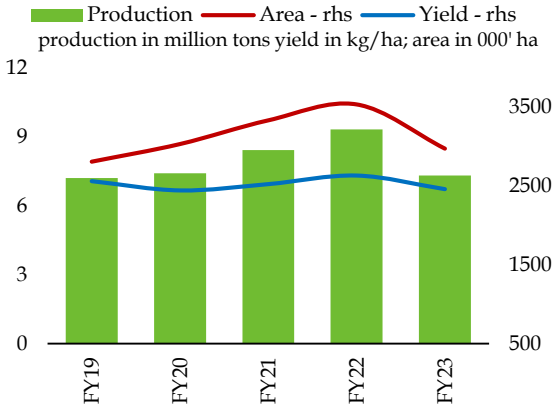
ماخذ: ایگریکلچر مارکیٹ انفارمیشن سسٹم

چاول

مالی سال 22ء میں بمپر فصل کے بعد، مالی سال 23ء کے دوران چاول کی پیداوار میں 21.5 فیصد کمی آئی (**شکل 2.8**)۔ سیلاب سے سب سے زیادہ نقصان سندھ میں ہوا جہاں چاول کی بیشتر غیر باسمتی اقسام پیدا ہوتی ہیں۔ جیکب آباد، لاڑکانہ اور کشمور کے اضلاع زیر آب رہے۔

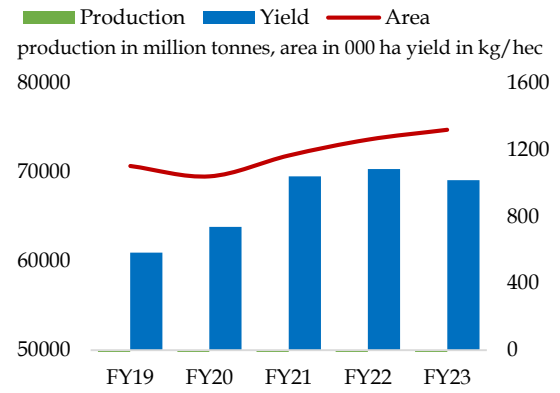
صوبہ پنجاب میں یہ نقصان نسبتاً کم تھا، جہاں زیادہ تر باسمتی چاول کی پیداوار ہوتی ہے۔ مختلف نجی کمپنیوں کی جانب سے مقامی مارکیٹ میں بلند قیمتوں اور زیادہ پیداوار والی اقسام کے پھیلاؤ کی وجہ سے پاکستان میں نان باسمتی چاول کی پیداوار میں تیزی آرہی ہے، جو کھردری قسم کا چاول ہے۔[16]

شکل 2.8: چاول- پیداوار، یافت اور رقبہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.9: گنّا- پیداوار، یافت اور رقبہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

گنا

مالی سال 23ء کے دوران گنے کی پیداوار میں 2.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 9.4 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.9**)۔ کھڑے پانی کے لیے نسبتاً زیادہ لچک دار ہونے کی وجہ سے گنے کی فصل کو سیلاب کے باعث پہنچنے والے نقصانات محدود رہے۔ تاہم گذشتہ برس کے مقابلے میں پیداوار میں کمی آئی۔ مزید برآں، گنے کے زیرِ کاشت اہم علاقے جیسے فیصل آباد، سرگودھا اور مردان سیلاب سے متاثر نہیں ہوئے۔ چنانچہ، گذشتہ چند برسوں کے دوران گنے کی قیمتوں کے بڑھنے کی وجہ سے زیرِ کاشت رقبے میں ہونے والے اضافے کے باوجود گنے کی پیداوار کی نمو گھٹ گئی۔

مکئی

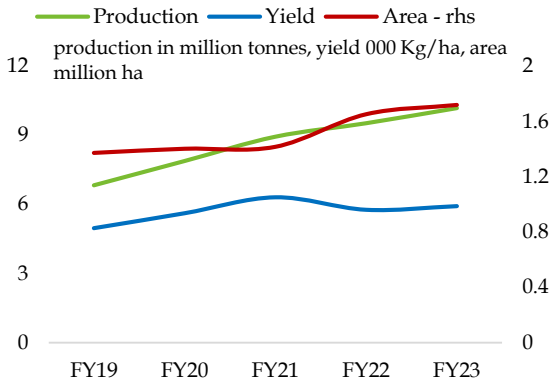
ماضی کے رجحانات سے ہم آہنگ، مکئی کی پیداوار میں اضافہ جاری رہا، جس کی بنیادی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ اور زیادہ پیداوار دینے والے ہائبرڈ

[15] عالمی بینک (2018ء)، چھوٹے کاشت کاروں کی کامیابی میں مدد کے لیے نجی شعبے کے حل۔ واشنگٹن ڈی سی: ڈبلیو بی

[16] یو ایس ڈی اے (2023ء)، خوراک اور اناج کی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: یو ایس ڈی اے

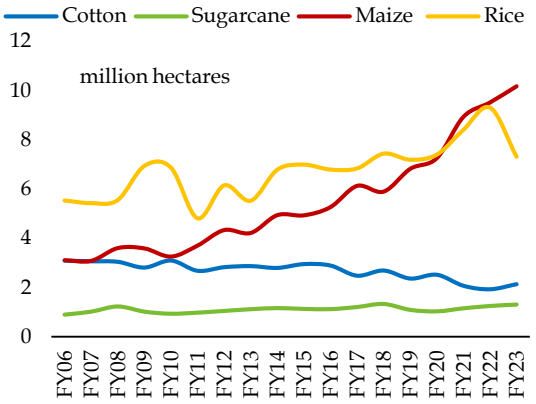
بیجوں کی اقسام کی دستیابی تھی (**شکل 2.10**)۔[17] دراصل، بلند پیداوار اور نتیجتاً بہتر نفع آوری سے کاشت کاروں کو زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ کرکے زیادہ مکئی اگانے کی ترغیب مل رہی ہے۔ تاہم، اس کی وجہ سے دیگر فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی آئی ہے (**شکل 2.11**)۔

شکل 2.10: مکئی- پیداوار، یافت اور رقبہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.11: خریف کی اہم فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ

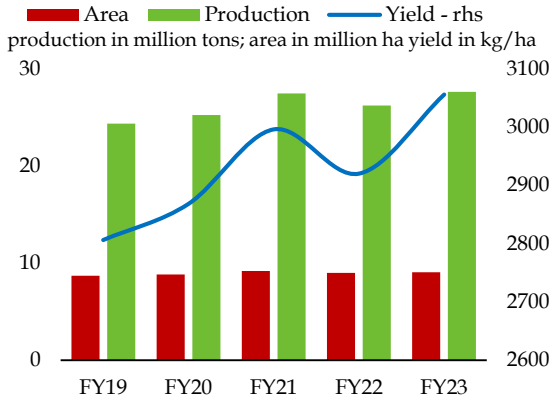


Source: Agriculture Market Information System

گندم

سیلاب کے بعد پانی کی دستیابی بڑھنے سے گندم کی فصل کی بہتر پیداوار میں مدد ملی۔ مالی سال 23ء کے دوران گندم کی پیداوار میں 5.4 فیصد اضافہ دکھائی دیا جبکہ گذشتہ برس اس میں 4.6 فیصد کمی آئی تھی (**شکل 2.12**)۔ سازگار موسمی حالات کے علاوہ زنگ خوردگی کے خلاف مزاحم اقسام کے بڑھتے ہوئے استعمال کی وجہ سے گندم کی فصل زنگ کی بیماری اور ٹڈی دَل کے حملوں سے بھی محفوظ رہی۔[18] کھاد کے کم استعمال اور رقبے میں کوئی نمایاں اضافہ نہ ہونے کے باوجود پیداوار میں 4.7 فیصد اضافہ ہوا۔ مزید برآں، حکومت نے بیجوں کی مناسب رسد کو یقینی بنایا، کیوں کہ سیلاب کی وجہ سے فارم پر موجود بیج تباہ ہوگئے تھے۔ کسان پیکیج نے بھی سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گندم کے رعایتی بیجوں کی فراہمی میں سہولت بہم پہنچائی۔

شکل 2.12: گندم- پیداوار، یافت اور رقبہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

گندم کے مارکیٹ کے بلند نرخوں میں اضافے سے بھی کاشت کاروں کو پیداوار اور زیرِ کاشت رقبے کو بڑھانے کی ترغیب ملی جس میں 0.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کمی ہوئی تھی۔ بعد ازاں، مارچ 2023ء میں حکومت نے بلند پیداواری لاگت کے ازالے کے لیے کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) کو بڑھا کر پنجاب میں 3900 روپے فی 40 کلو گرام اور سندھ میں 4000 روپے فی 40 کلو گرام کر دیا، جبکہ مالی سال 22ء میں 2200 روپے فی 40 کلو گرام کی یکساں قیمت مقرر کی گئی تھی۔

دیگر فصلیں

سابقہ رجحانات کے مطابق، مالی سال 23ء کے دوران آلو کی پیداوار میں 4.8 فیصد اضافہ ہوا (**جدول 2.8**)۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران آلو کی کاشت کے زیرِ کاشت رقبے اور پیداوار میں مسلسل اضافے کی بڑی وجہ بہتر نرخ اور برآمدی مواقع ہیں۔

[17] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، باب 2، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ 21-2020ء

[18] یو ایس ڈی اے (2023ء)، خوراک اور اناج کی رپورٹ۔ واشنگٹن ڈی سی: یو ایس ڈی اے

جدول 2.8: دیگر فصلوں کا رقبہ اور پیداوار

رقبہ ہزار ہیکٹرز میں، پیداوار ہزار ٹن میں

	م س22ء		م س23ء		تبدیلی	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
ماش	8	6	7	4	-12.5	-31.1
مونگ	302	264	218	135	-29.0	-48.9
چنے	862	316	830	238	-4.0	-24.7
آلو	314	7,937	341	8,319	8.6	4.8
روغنی بیج	5,793	2,768	6,742	2,283	16.0	-18.0
پیاز	141	2,062	128	1,684	-9.0	-18.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

تاہم دالوں کی پیداوار میں ملا جلا رجحان دیکھا گیا جس کی وجہ دالوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی اور سیلاب تھا۔ مزید برآں، خریف کی دالیں (مونگ اور ماش) سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئیں، مالی سال 23ء کے دوران ربیع کی دالوں (مسور اور چنا) کا زیرِ کاشت رقبہ گھٹ کر کپاس کی فصل کو مل گیا (**جدول 2.8**)۔ پنجاب کراپ رپورٹنگ سروس کے مطابق، مونگ پیدا کرنے والے اہم علاقوں سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع میں مونگ کے زیرِ کاشت رقبے میں بالترتیب 29 فیصد اور 24.3 فیصد کمی دیکھی گئی۔ اس کے برعکس سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع میں کپاس کے رقبے میں بالترتیب 50 فیصد اور 17 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی طرح شمالی پنجاب میں ماش کے زیرِ کاشت رقبے میں 15 فیصد کمی جبکہ کپاس کے رقبے میں 76.8 فیصد اضافہ ہوا۔[19]

گلّہ بانی

مالی سال 23ء کے دوران شعبہ گلّہ بانی کی نمو بڑھ کر 3.8 فیصد ہو گئی جو گذشتہ برس 2.3 فیصد تھی (**جدول 2.9**)۔[20] گلّہ بانی کے شعبے میں نمو کو سب سے زیادہ تحریک مرغبانی سے ملی، جس نے فیڈ کی دستیابی میں مسائل کے باوجود مالی سال 23ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند نمو درج کی (**جدول 2.10**)۔ مزید برآں، گلّہ بانی کو سیلاب سے پہنچنے والے نقصانات بھی جانوروں کی تخمین شدہ آبادی کے مقابلے میں کم تھے (**جدول 2.11**)۔ قرضوں کی دستیابی میں اضافے اور اس شعبے کی نمو میں معاونت کے لیے حکومت کے اقدامات، جیسے پرائم منسٹر انیشی ایٹو فار بیک یارڈ پولٹری پروجیکٹ نے مرغبانی کی بلند نمو میں حصہ ڈالا۔[21]

جدول 2.9: شعبہ گلّہ بانی کا مجموعی اضافہ قدر

ارب روپے

	م س21ء	م س22ء	م س23ء
مجموعی آؤٹ پٹ	**6,795.4**	**7,018.2**	**7,263.3**
قدرتی نمو اور نئی افزائش	794.6	818.1	836.1
ذبح کے لیے فروخت	1,351.1	1,389.5	1,429.2
گلّہ بانی کی مصنوعات	3,899.7	4,017.8	4,140.2
مرغبانی کی مصنوعات	676.2	730.2	789.1
مگس بانی	53.2	40.8	49.4
ریشم کے کیڑے کی افزائش	0.0	0.0	0.0
جانوروں کی افزائش	20.5	21.4	19.0
شکار	0.2	0.4	0.3
وسائلی استعمال	**1,524.3**	**1,628.4**	**1,670.0**
خام اضافہ قدر	**5,271.1**	**5,389.8**	**5,593.3**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.3 صنعت

مالی سال 23ء کے دوران صنعت میں 2.9 فیصد کی تخفیف دکھائی دی، جبکہ مالی سال 21ء اور مالی سال 22ء میں بالترتیب 8.2 اور 6.8 فیصد کی تیز رفتار نمو

[19] کپاس کی فصل کے زیرِ کاشت رقبے میں سب سے زیادہ اضافہ ضلع فیصل آباد میں ہوا، اس کے بعد ساہیوال اور لاہور کے اضلاع کا نمبر آتا ہے۔

[20] لائیو اسٹاک سروے 06-2005ء کی بنیاد پر بین النسل نمو کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

[21] وزارتِ خزانہ (2023ء)، پاکستان اقتصادی سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

ہوئی تھی (**جدول 2.12**)۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی، تعمیرات، اور کان کنی اور کوہ کنی اس تخفیف کی اہم وجہ تھیں۔

جدول 2.10: پولٹری مصنوعات

	م س21ء	م س22ء	م س23ء	تبدیلی
ایک دن کے چوزے	1,504	1,651	1,813	9.8
پولٹری کے پرندے	1,578	1,725	1,887	9.4
انڈے	21,285	22,512	23,819	5.8
مرغی کا گوشت	1,809	1,977	2,160	9.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اشیا سازی، جو صنعت کا سب سے اہم جزو ہے، مالی سال 23ء کے دوران اس میں 3.9 فیصد تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 10.9 فیصد سے زائد اضافہ ہوا تھا۔ تخفیف کی بنیادی وجہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں کمی تھی، جس سے سیلاب اور زرِ مبادلہ کی رکاوٹوں کے سبب طلب میں سست روی اور رسدی زنجیر میں ابتری دونوں کے اثرات کی عکاسی ہوئی۔

جدول 2.11: مکمل بانی کی تخمین شدہ آبادی

تعداد ملین

انواع	2020-21ء	2021-22ء	2022-23ء
مویشی	51.5	53.4	55.5
بھینسیں	42.4	43.7	45
بھیڑیں	31.6	31.9	32.3
بکرے	80.3	82.5	84.7
اونٹ	1.1	1.1	1.1
گھوڑے	0.4	0.4	0.4

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 23ء کے دوران تعمیراتی صنعت میں 5.5 فیصد تخفیف درج کی گئی جبکہ گذشتہ دو برسوں کے دوران اس میں معتدل نمو ہوئی تھی۔ خام مال کی قیمتوں اور اجرتوں میں اضافے، قرض گیری کی بلند لاگت اور ترقیاتی اخراجات میں سست نمو مالی سال 23ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں کو محدود کرنے والے اہم عوامل ہیں۔[22] مزید برآں، سیلاب اور عمومی اقتصادی سست روی کے ساتھ ساتھ سیاسی غیر یقینی صورتِ حال، ایمنسٹی اسکیموں کی میعاد کے خاتمے، 'میرا پاکستان میرا گھر' اسکیم سمیت رعایتی قرضہ اسکیموں میں تازہ ادائیگیوں پر پابندیوں نے بھی تعمیرات کو متاثر کیا۔[23]

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار اور تعمیرات کے شعبے جو، بطور خام مال بیشتر معدنیات کے بڑے صارفین ہیں ان کی ناقص کارکردگی کے اثرات، کان کنی اور کوہ کنی کی سرگرمیوں تک بھی پھیل گئے۔ گیس اور تیل کی پیداوار میں تیزی سے کمی کی بنیادی وجہ نئی دریافتوں کا فقدان اور پست مقدار میں کشید تھی۔

جدول 2.12: صنعتی پیداوار میں نمو

فیصد

	م س19ء	م س20ء	م س21ء	م س22ء	م س23ء
صنعت	**0.2**	**-5.7**	**8.2**	**6.8**	**-2.9**
کان کنی اور کوہ کنی	0.5	-7.2	1.7	-7.0	-4.4
اشیا سازی	4.5	-7.8	10.5	10.9	-3.9
بڑا پیمانہ*	3.5	-11.2	11.5	11.9	-8.0
چھوٹا پیمانہ	9.0	1.4	9.0	8.9	9.0
ذیجہ	5.9	5.9	6.1	6.3	6.3
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	5.5	3.5	9.0	3.1	6.0
تعمیرات	-18.1	-3.1	2.4	1.9	-5.5

* بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو قومی آمدنی کے کھاتوں کے تخمینوں پر مبنی ہے۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کان کنی اور کوہ کنی

صنعتی شعبے میں 9.0 فیصد حصے کی حامل کان کنی اور کوہ کنی میں مالی سال 23ء کے دوران 4.4 فیصد تخفیف ہوئی، جو گذشتہ برس کی 7.0 فیصد کمی کے مقابلے میں قدرے کم تھی (**جدول 2.12**)۔ اس کمی کی اہم وجہ جپسم، سلفر، خام تیل اور قدرتی گیس کی پیداوار میں کمی ہے۔ کوئلے اور ڈولومائٹ سمیت دیگر معدنیات کی پیداوار میں اضافے سے ان کے اثرات جزوی طور پر زائل ہوگئے (**جدول 2.13**)۔ سست اقتصادی سرگرمیوں کے علاوہ کان کنی اور کوہ کنی کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے اس شعبے کے مجموعی فکسڈ کیپٹل فارمیشن (جی ایف سی ایف) میں نمایاں کمی واقع ہوئی، جو مالی سال 23ء کے دوران 23.5 فیصد گھٹ

[22] مالی سال 23ء کے دوران پی ایس ڈی پی اخراجات کم ہو کر 17.1 فیصد رہ گئے جبکہ گذشتہ مالی سال کے دوران یہ 30.5 فیصد تھے۔

[23] ماخذ: آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 10 برائے 2022ء اور آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 09 برائے 2022ء بتاریخ 30 جون 2022ء۔

جدول 2.13: بنیادی معدنیات کی پیداوار میں نمو

فیصد

سال	کوئلہ	ڈولومائیٹ	جپسم	چونا	گندھک	خام تیل	قدرتی گیس
م س19ء	20.7	-3.3	1.7	6.7	-6.0	-0.2	-1.5
م س20ء	55.9	-36.1	-14.6	-12.9	-3.7	-13.6	-8.3
م س21ء	9.5	28.5	17.5	16.4	-2.8	-1.9	-2.9
م س22ء	4.9	25.5	-8.0	-23.8	-16.0	1.9	2.2
م س23ء	22.6	13.7	-30.6	-4.6	-28.2	-9.7	-9.0

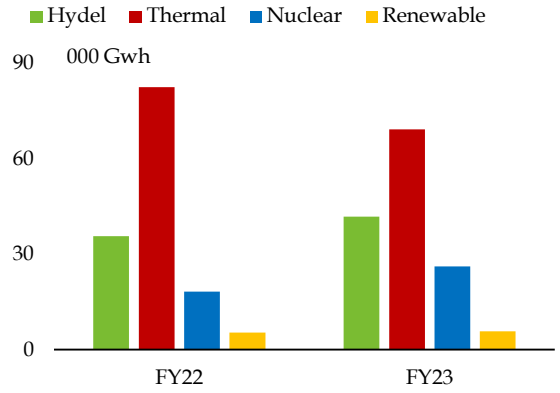
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گیا جبکہ گذشتہ برس 1.9 فیصد تخفیف ہوئی تھی۔[24] مزید برآں، کان کنی کی فرسودہ ٹیکنالوجی کے استعمال اور شدید بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے سڑکوں کے انفراسٹرکچر کی تباہی نے بھی مالی سال 23ء کے دوران کان کنی اور کوہ کنی کی سرگرمیوں کو سست کر دیا ہے۔

بجلی

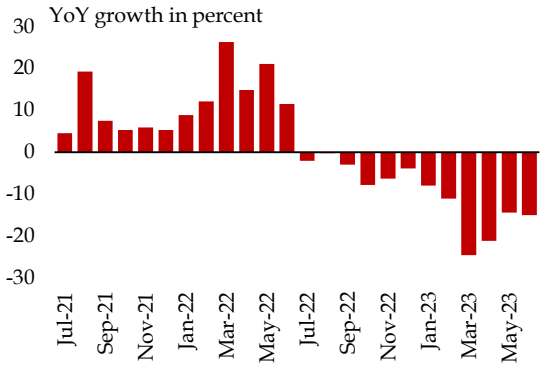
بجلی اور گیس کی پیداوار میں کمی کے باوجود مالی سال 23ء کے دوران بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی کا اضافہ قدر 6.0 فیصد بڑھ گیا۔ اس کی بنیادی وجہ بجلی کی رعایتیں (سبسڈیز) تھیں، جو مجموعی اضافہ قدر کا حصہ ہیں۔ مالی سال 23ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں صرف 0.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 9.0 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.13**)۔ اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی، بجلی کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے پست طلب اور کچھ پاور پلانٹس کو کوئلے کی درآمد میں درپیش دشواریاں بجلی کی پیداوار میں اس سست روی کی وجہ ہیں۔

شکل 2.13: بجلی کی پیداوار



Source: National Electric Power Regulatory Authority

شکل 2.14: اشیاسازی کا ماہانہ کوانٹم انڈیکس (کیو آئی ایم)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑے پیمانے کی اشیاسازی

مالی سال 23ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار 10.3 فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 11.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ (**جدول 2.14**) یہ کمی ویسی ہی تھی جیسی کورونا، یعنی مالی سال 20ء کے دوران دیکھی گئی تھی۔ ماہانہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار مائل بہ زوال تھی (**شکل 2.14**)۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی خاصی وسیع البنیاد تھی، کیونکہ 22 شعبوں میں سے 18 نے گذشتہ برس کے مقابلے میں منفی پیداوار درج کی (**شکل 2.15**)۔

[24] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات۔

جدول 2.14: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اہم شعبوں کا حصہ

شعبے	وزن	نمو (فیصد)		حصہ	
		م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	**78.4**	**11.7**	**-10.3**	**11.7**	**-10.3**
جس میں					
غذا	10.7	8.3	-6.9	1.4	-1.1
خوردنی تیل	1.5	8.7	13.6	0.2	0.3
مشروبات	3.8	0.9	-6.4	0.0	-0.3
سافٹ ڈرنک اور منرل واٹر	1.6	-2.5	2.9	-0.1	0.1
تمباکو	2.1	15.9	-28.4	0.4	-0.7
ٹیکسٹائل	18.2	2.8	-18.7	0.6	-3.7
ملبوسات	6.1	49.4	27.2	3.8	2.8
کاغذ اور بورڈ	1.6	18.7	-8.7	0.4	-0.2
کوئلہ اور پیٹرولیم مصنوعات	6.7	0.7	-13.4	0.0	-0.9
جیٹ فیول آئل	0.5	33.2	6.6	0.1	0.0
کیمیکلز	6.5	8.7	-7.0	0.7	-0.5
صابن اور ڈٹرجنٹ	0.3	15.0	36.1	0.1	0.1
ادویات	5.2	13.6	-28.8	0.9	-1.8
غیر دھاتی معدنیات	5.0	1.0	-12.1	0.1	-0.8
لوہا اور فولاد کی مصنوعات	3.4	16.3	-5.1	0.7	-0.2
برقی سازوسامان	2.0	-0.1	-15.5	0.0	-0.5
گاڑیاں	3.1	47.4	-50.0	1.6	-2.2
بس	0.1	12.8	5.1	0.0	0.0
فرنیچر	0.51	180.2	35.5	1.1	0.5

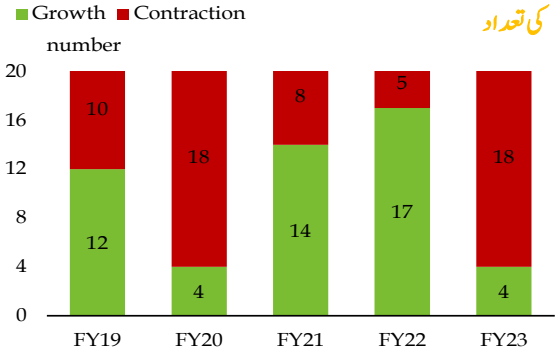
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ٹیکسٹائل، پیٹرولیم، کیمیکلز، غیر دھاتی معدنیات، دواسازی، گاڑیوں اور غذائی اشیا نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی تخفیف میں اہم کردار ادا کیا (**جدول 2.15**)۔[25] تمباکو، لوہا اور فولاد اور برقی آلات دیگر بڑی صنعتیں ہیں جن کی پیداوار میں مالی سال 23ء کے دوران کمی درج کی گئی۔

ملبوسات، فرنیچر، چمڑے اور فٹ بال سمیت برآمدات پر مبنی شعبے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے وہ گروپ ہیں جن میں مالی سال 23ء کے دوران پیداوار میں اضافہ ہوا۔ مالی سال 23ء کے دوران کمی درج کرنے والے بعض گروپوں میں کچھ اشیا کی پیداوار میں اضافہ بھی ہوا جن میں خوردنی تیل، سافٹ ڈرنکس، جیٹ فیول آئل، صابن اور ڈٹرجنٹ، اور بس شامل ہیں۔

رسد اور طلب دونوں پہلوؤں کے عوامل نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار کو متاثر کیا ہے۔ تخفیفی پالیسیوں، مہنگائی کی بلند شرح اور برآمدات میں کمی کی وجہ سے حقیقی آمدنی میں کمی نے، بالخصوص پائیدار اشیا کے اشیاسازوں کی

شکل 2.15: ایل ایس ایم میں نمو اور تخفیف ظاہر کرنے والے شعبوں کی تعداد



Source: Pakistan Bureau of Statistics

[25] یہ شعبے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی پیداوار کے تقریباً 70 فیصد وزن کا احاطہ کرتے ہیں۔

جدول 2.15: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اہم شعبوں میں نمو کی تقسیم

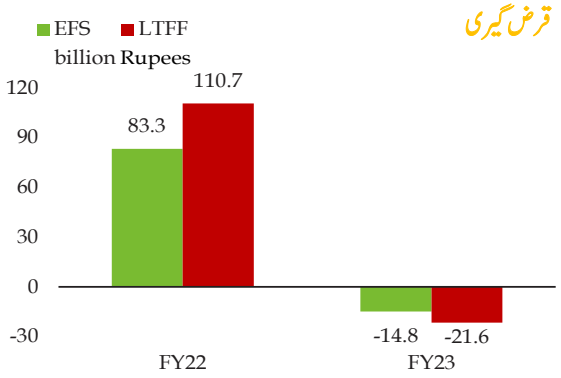
فیصد

	بڑے پیمانے کی اشیاسازی	ٹیکسٹائل	غذا	پٹرولیم	کیمیکلز	فارما	معدنیات	گاڑیاں
وزن	78.4	18.2	10.7	6.7	6.5	5.2	5.0	3.1
زیادہ سے زیادہ	16	21	30	21	13	14	22	101
تین چوتھائیہ	12	8	18	7	9	7	8	52
وسطانیہ	3	1	7	-8	5	3	2	-11
اوسط	3	0	9	-4	6	1	4	8
ایک چوتھائیہ	-7	-11	2	-13	3	-5	-2	-35
کم از کم	**-12**	**-19**	**-9**	**-21**	**-7**	**-29**	**-12**	**-53**
م س23ء	**-10**	**-19**	**-7**	**-13**	**-7**	**-29**	**-12**	**-50**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

طلب کو خاصی حد تک کم کر دیا ہے۔ رسد کے لحاظ سے سیلاب اور رسدی تعطل، خام مال کی پست دستیابی اور توانائی، خاص طور پر گیس اور ایل این جی، کی قلت کے ساتھ ساتھ خام مال کے بلند نرخوں نے پیداوار کو متاثر کیا۔[26] علاوہ ازیں، بجلی کے نرخوں اور ایندھن کی قیمتوں میں اضافے سے بھی مالی سال 23ء کے دوران پیداواری لاگت بڑھ گئی۔

شکل 2.16: ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کے تحت شعبہ ٹیکسٹائل کی قرض گیری



Source: State Bank of Pakistan

ٹیکسٹائل

بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سب سے بڑے حصے کے حامل شعبے ٹیکسٹائل کی پیداوار مالی سال 23ء کے دوران 18.7 فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 2.8 فیصد کا معتدل اضافہ ہوا تھا۔ یہ کمی بنیادی طور پر مالی سال 23ء کے دوران سوتی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار میں بالترتیب 22.1 اور 12.4 فیصد کمی کی وجہ سے آئی (**جدول 2.16**)۔[27] دھاگے اور کپڑے کی پیداوار میں کمی سیلاب کے باعث کپاس کی پست پیداوار کے ساتھ ساتھ کپاس کی درآمد میں مسائل کا بلاواسطہ نتیجہ تھی۔ مزید برآں، قرض گیری کی لاگت میں اضافہ، توانائی کی بلند قیمتیں اور پست بیرونی طلب بھی ٹیکسٹائل انڈسٹری کی کارکردگی پر اثرانداز ہوئی۔

نومالکاری اسکیموں کے تحت منظور شدہ حدود کی بالائی سطح متعین کرنے کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران رعایتی شرحوں پر اضافی فنڈنگ کی دستیابی کم ہوگئی۔ مزید برآں برآمدی نومالکاری اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے منسلک کرنے سے لاگت بڑھ سکتی تھی۔ نتیجتاً شعبہ ٹیکسٹائل کی رعایتی اسکیموں کے تحت قرض گیری میں نمایاں کمی آئی (**شکل 2.16**)۔[28]

طلب کے لحاظ سے، بلند مہنگائی اور ترقی یافتہ معیشتوں کی معاشی سرگرمیوں میں سست روی دونوں کے باعث پاکستان کی برآمدات کی طلب میں کمی واقع ہوئی، جو ملبوسات کے سوا، ٹیکسٹائل کے برآمدی حجم میں کمی سے واضح ہے

[26] ماخذ: آل پاکستان ٹیکسٹائل مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن (اپٹما)

[27] ٹیکسٹائل کی صنعت میں دھاگے اور کپڑے کے ذیلی شعبوں کا حصہ تقریباً 90 فیصد ہے۔

[28] دیکھیے باب 3: زری پالیسی اور مہنگائی

جدول 2.16: ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی پیداوار اور نمو

ملین میٹرک ٹن، فیصد نمو

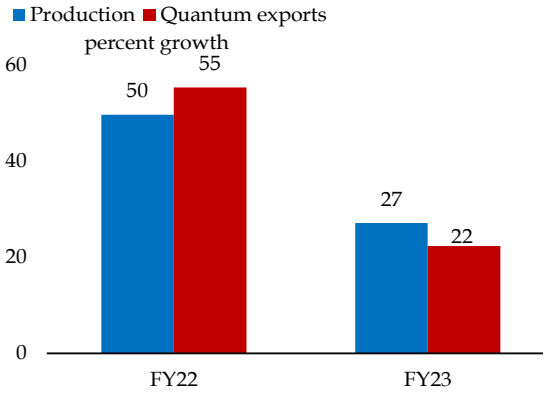
ٹیکسٹائل اور ملبوسات	وزن	مجموعی مقدار			نمو	
		م س21ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
دھاگا	**8.9**	3.4	3.5	2.7	0.5	-22.1
کپڑا *	**7.3**	1048.4	1050.8	920.6	0.2	-12.4
پٹ سن کی اشیا	**0.3**	0.07	0.06	0.06	-17.4	9.9
اونی اور قالین کا دھاگا	0.1	0.01	0.01	0.02	46.2	47.6
اونی کمبل **	**0.9**	71.5	92.4	43.0	29.3	-53.5
ملبوسات ***	**6.1**	37.2	55.7	70.8	49.4	27.2

* ملین اسکوائر میٹر، ** ہزار عدد، *** ملین درجن

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

(تفصیل کے لیے **باب 6** دیکھیے)۔[29] بنیادی طور پر بلند برآمدات کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران ملبوسات کی پیداوار میں 27.2 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 49.4 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.17**)۔[30]

شکل 2.17: ملبوسات

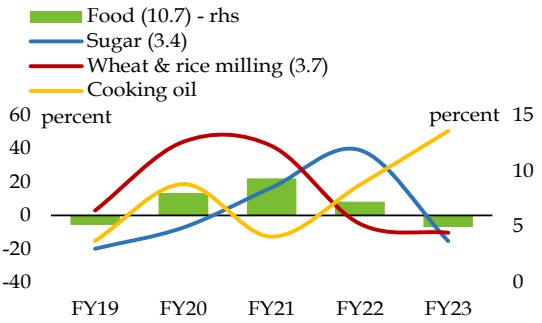


Source: Pakistan Bureau of Statistics

غذا

مالی سال 23ء کے دوران غذائی گروپ کی پیداوار میں 6.9 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں 8.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ تخفیف چینی، گندم اور چاول کی پسائی میں کمی کی وجہ سے آئی (**شکل 2.18**)۔ گنے کی ریکارڈ کٹائی کے باوجود کچل کاری کے موسم کے تاخیر سے آغاز کی وجہ سے چینی کی پیداوار میں کمی آئی، جس کی وجہ سے گنے کا گڑ بنالیا گیا۔ گندم اور چاول کی پسائی کے ضمن میں، چاول کی کم پیداوار نے پسائی کی سرگرمی کو محدود کر دیا۔ خوردنی تیل اور

شکل 2.18: غذائی شعبے کے منتخب اجزا کی نمو



* The QIM weight of the Food sector and selected sub-sectors is given in parentheses.

Source: Pakistan Bureau of Statistics

نباتی گھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اہم جُز تھے جنھوں نے مالی سال 23ء کے دوران پیداوار میں اضافہ ظاہر کیا۔

مالی سال 23ء کے دوران خوردنی تیل اور نباتی گھی کی پیداوار میں بالترتیب 13.6 اور 10.6 فیصد اضافہ ہوا۔ اس اضافے سے عالمی منڈی میں خوردنی تیل (پام اور سویابین) کی قیمتوں میں ہونے والی تیز کمی سے استفادہ کرنے کی اشیاسازوں کی کوشش کا اظہار ہوتا ہے (دیکھیے **باب 6**)۔[31]

کوئلہ اور پیٹرولیم

مالی سال 23ء کے دوران کوئلے اور پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں 13.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 0.7 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 2.14**)۔ ماسوا

[29] مالی سال 23ء کے دوران ہوزری، بستر کی چادروں اور دھاگے کے برآمدی حجم میں بالترتیب 49.1، 21.3 اور 20.6 فیصد کمی واقع ہوئی۔

[30] واقعاتی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان ساختہ اشیا کی طلب میں اس وقت اضافہ ہوتا ہے جب سست معاشی سرگرمیوں یا بلند مہنگائی کی وجہ سے آمدنی میں کمی کے سبب غیر ملکی خریدار نسبتاً مہنگے برانڈز کی خریداری چھوڑ دیتے ہیں۔

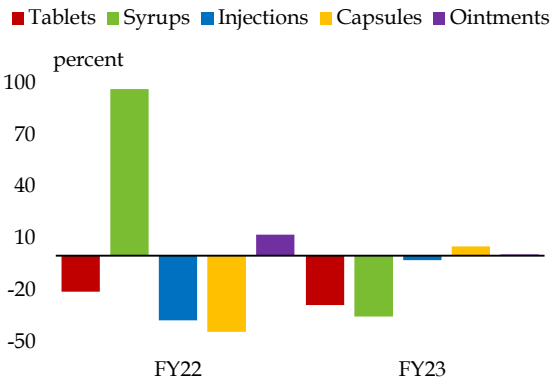
[31] پام آئل اور سویابین آئل کی قیمتوں میں مالی سال 23ء کے دوران بالترتیب 32.4 اور 16.9 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں بالترتیب 49.6 اور 43.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جیٹ فیول آئل کے، ایل پی جی سمیت تمام پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمایاں کمی آئی، جس کی بڑی وجہ طلب میں کمی تھی۔ آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل (او سی اے سی) کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 26.0 فیصد کمی واقع ہوئی، جو بنیادی طور پر مالی سال 23ء کے دوران مجموعی ملکی معاشی سست روی اور ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔[32]

دواسازی

مالی سال 23ء کے دوران ادویات کی پیداوار میں 28.8 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 13.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.19**)۔ اس بڑی کمی کی بڑی وجہ خام مال کی درآمد پر پابندی ہے (**شکل 2.20**)۔ مزید برآں، ادویات کی قیمتوں کی بہ نسبت پیداواری لاگت میں بلند اضافے نے بھی مالی سال 23ء کے دوران پیداوار کو متاثر کیا۔[33]

شکل 2.19: طبی مصنوعات کی پیداوار میں نمو

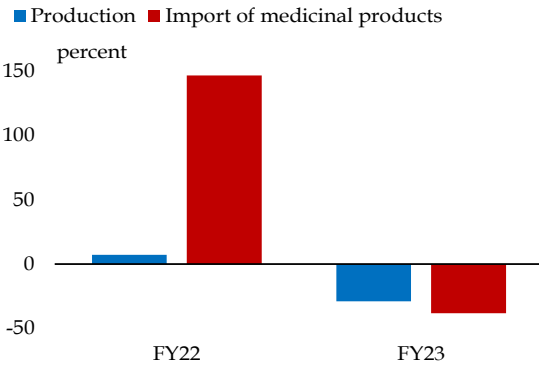


Source: Pakistan Bureau of Statistics

گاڑیاں

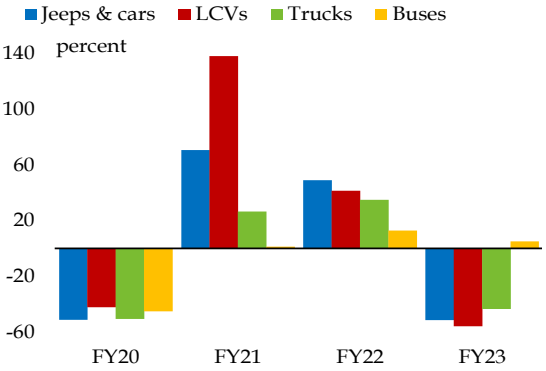
مالی سال 23ء کے دوران گاڑیوں کی تیاری میں 50.0 فیصد کی بڑی کمی درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس 47.4 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.21**)۔ مالی سال 23ء کے دوران بسوں کے سوا دیگر تمام زمروں – جیپوں اور کاروں، ایل سی ویز اور ٹرکوں – کی پیداوار میں کمی آئی۔

شکل 2.20: طبی مصنوعات کی ملکی پیداوار اور درآمد میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.21: گاڑیوں میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

گاڑیوں کی تیاری میں تیزی سے ہونے والی تخفیف میں طلب اور رسد دونوں کے عوامل نے کردار ادا کیا ہے۔ طلب کے لحاظ سے، مالی سال 23ء کے دوران گاڑیوں کی فروخت میں 50.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 41.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ پست طلب میں بہت سے عوامل نے کردار ادا کیا ہے، جن میں خام مال کی بلند لاگت اور کمزور کرنسی کی وجہ سے قیمتوں کا بڑھنا؛ قرض گیری کی لاگت میں اضافہ، اور کھپت کے مقصد کے لیے قرضے کو محدود کرنے

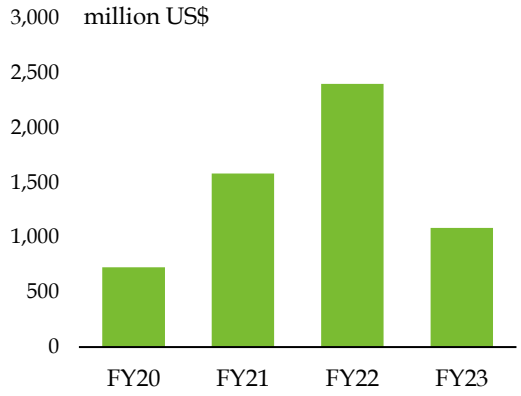
[32] مالی سال 23ء کے دوران ڈیزل، مٹی کے تیل اور فرنس آئل کی قیمتوں میں بالترتیب 66.3، 59.9 اور 14.3 فیصد اضافہ ہوا۔

[33] مالی سال 23ء کے دوران ادویہ کے خام مال کی قیمتوں میں 43.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 10.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

کے لیے محتاطیہ ضوابطی اقدامات (دیکھیے **باب 3-زری پالیسی اور مہنگائی**)؛ اور عمومی اقتصادی سست روی اور سیلاب کی وجہ سے آمدنی میں کمی شامل ہیں۔[34]

رسد کے لحاظ سے، درآمدی پابندیوں، جہاں گاڑی سازوں کو گذشتہ برس کی درآمدی مالیتوں کا نصف درآمد کرنے کی اجازت دی گئی تھی (تاہم، یہ پابندی جنوری 2023ء سے ہٹادی گئی تھی) نے پیداوار کو بری طرح متاثر کیا۔[35] اس کے باوجود، اسٹاک میں موجود پارٹس اور الگ الگ پرزوں (سی کے ڈی) کی دستیابی نے سرکاری نقل و حمل کے شعبے کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے بسوں کی بلند پیداوار میں سہولت بہم پہنچائی (**شکل 2.22**)۔[36]

شکل 2.22: گاڑیوں کی سی کے ڈی / ایس کے ڈی کی درآمدات

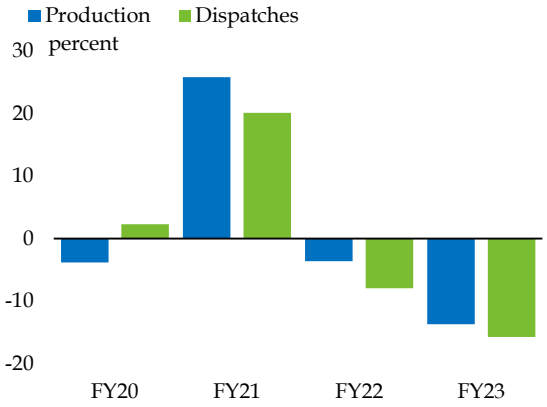


Source: Pakistan Bureau of Statistics

سیمنٹ

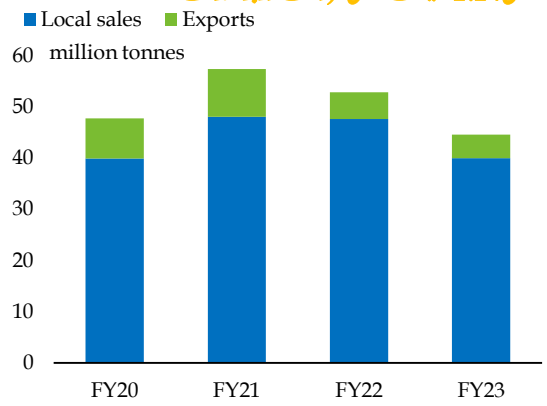
تعمیراتی سرگرمیوں میں کمی کے مطابق، مالی سال 23ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 13.7 فیصد کی نسبتاً بڑی کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں اس میں 3.6 فیصد کمی آئی تھی (**شکل 2.23**)۔ مزید برآں، سری لنکا، چین اور بنگلہ دیش جیسے ممالک میں اقتصادی سست روی کی وجہ سے سیمنٹ کی برآمدات میں بھی کمی آگئی (**شکل 2.24**)۔[37] مزید برآں درآمدی کوئلے کی دستیابی اور بلند قیمتوں[38] کے مسائل، اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے منصوبوں پر عمل درآمد میں تاخیر سے بھی پیداوار متاثر ہوئی۔[39]

شکل 2.23: سیمنٹ کی پیداوار اور ترسیلات میں نمو



Sources: Pakistan Bureau of Statistics and APCMA

شکل 2.24: سیمنٹ- ملکی فروخت اور برآمدات



Source:All Pakistan Cement Manufecturars Association

فولاد

سیمنٹ کی طرح فولاد کی پیداوار میں بھی مالی سال 23ء کے دوران 5.1 فیصد کمی آگئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 16.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ 16.0 فیصد کی سب

[34] مالی سال 23ء کے دوران موٹر گاڑیوں، گاڑیوں کے لوازمات اور موٹر گاڑیوں کے انڈیکس کی اوسط قیمتوں میں بالترتیب 34.8، 34.3 اور 62.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ شرح بالترتیب 9.3، 14.2 اور 37.8 فیصد رہی تھی۔

[35] بینک دولت پاکستان، ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 20 برائے 2022ء بتاریخ 27 دسمبر 2022ء

[36] وزارتِ خزانہ (2023ء)، باب 3-پاکستان اقتصادی سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

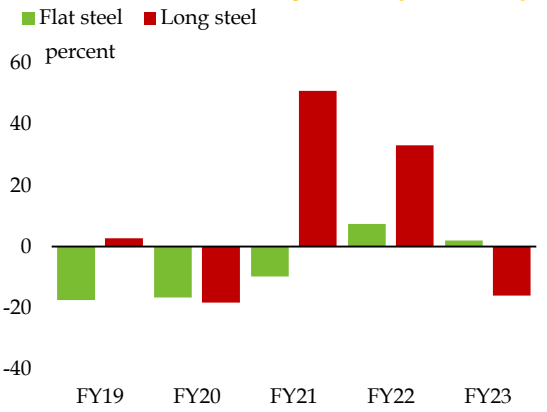
[37] عالمی بینک کی جانب سے افغانستان میں دوترقیاتی منصوبوں کے آغاز کے باعث افغانستان سے سیمنٹ کی طلب بڑھ گئی ہے۔

[38] مالی سال 23ء کے دوران کوئلے کی قیمتوں میں اوسطاً 67.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 21.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

[39] وزارتِ خزانہ (2023ء)، باب 3-پاکستان اقتصادی سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

سے زیادہ کمی لمبے فولاد کی پیداوار میں آئی جو زیادہ تر تعمیرات میں استعمال ہوتا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران، گاڑیوں اور گھریلو آلات کی اشیا سازی میں استعمال ہونے والے چپٹے فولاد کی پیداوار میں نمو کم ہو کر 2.1 فیصد رہ گئی (**شکل 2.25**)۔ پست طلب کے علاوہ، درآمدی اسکریپ، جو مقامی صنعت کے لیے بنیادی خام مال ہے، کی دستیابی میں کمی سے بھی فولاد کی پیداوار متاثر ہوئی۔

شکل 2.25: فولاد کی مصنوعات میں نمو



Source: Pakistan Bureau of Statistics

2.4 خدمات

اجناس کے پیداواری شعبے میں سست روی اور درآمدات میں تیزی سے کمی کے باعث خدمات کے شعبے کی شرح نمو کم ہو کر مالی سال 23ء کے دوران 0.9 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ برس یہ 6.6 فیصد تھی۔ خدمات کے شعبے میں تھوک اور خردہ تجارت—خدمات کے شعبے میں 30 فیصد حصے کی حامل—میں 4.5 فیصد کی تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ برس 10.3 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی تھی۔ تھوک اور خردہ تجارت اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں تخفیف کے ساتھ ساتھ درآمدی حجم میں کمی سے براہِ راست متاثر ہوئی (**جدول 2.17**)۔

اس کے برخلاف، نقل و حمل اور ذخیرہ کاری کے شعبے میں 4.7 فیصد توسیع ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں اس میں 4.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ توسیع بنیادی طور پر روڈ ٹرانسپورٹ کے جی وی اے میں اضافے، این ایچ اے (نیشنل ہائی وے اتھارٹیز) کی سرگرمیوں میں توسیع اور بسوں کی فروخت میں اضافے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ فضائی نقل و حمل کا جی وی اے بھی 21 فیصد بڑھ گیا جس کی وجہ پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز (پی آئی اے) کے آپریٹنگ محاصل میں نمایاں اضافہ تھا (**جدول 2.18**)۔

جدول 2.17: خدمات کے اجزا

فیصد نمو		
خدمات میں حصہ	م س22ء	م س23ء
30.7	10.3	-4.5
18.2	4.1	4.7
2.5	4.1	4.1
5.2	16.3	6.9
3.1	7.2	-3.8
9.8	3.7	3.7
7.5	1.8	-7.8
5.2	5.7	10.4
2.9	2.7	8.5
15	4.8	5
	6.6	**0.9**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.18: ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج خدمات کی خام قدر اضافی

فیصد نمو

	م س22ء	م س23ء
فضائی ٹرانسپورٹ	54.4	21.6
روڈ ٹرانسپورٹ	2.7	5.2
مجموعی ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج	4.1	4.6

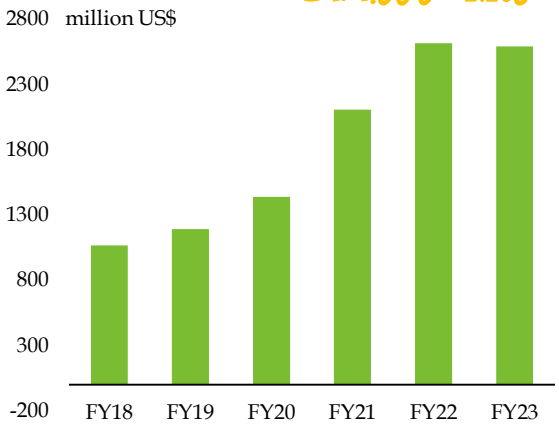
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خدمات کے ایک اور اہم ذیلی شعبے اطلاعات اور مواصلات نے مالی سال 23ء میں 6.9 فیصد اضافے کے ساتھ نمو کی رفتار کسی قدر برقرار رکھی، جبکہ مالی سال 22ء کے دوران اس میں 16.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ آئی ٹی خدمات تھیں، جس نے بڑھتی ہوئی آئی سی ٹی برآمدات سے استفادہ کیا۔[40] (**شکل 2.26**)۔ مالی سال 23ء کے دوران مجموعی خدمات کی برآمدات میں آئی سی ٹی کا حصہ 35.7 فیصد رہا، جسے پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ کی جانب سے سات اسپیشل ٹیکنالوجی پارکس کے قیام سے مدد ملی (**جدول**

[40] آئی سی ٹی کی برآمدات کا بڑا حصہ کمپیوٹر خدمات، سافٹ ویئر کی مشاورت اور کال سینٹر کی خدمات پر مشتمل ہے۔

2.19)۔ مزید برآں جولائی تا مارچ مالی سال 23ء کے دوران براڈ بینڈ کی رسائی بڑھ کر 54.1 فیصد ہوگئی جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 51 فیصد تھی۔[41]

شکل 2.26: آئی سی ٹی برآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 23ء کے دوران مالیات اور بیمے کی نمو میں 3.8 فیصد تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ کمی جدولی بینکوں کے جی وی اے کے رجحان کی عکاسی کرتی ہے، جس کا اس شعبے میں سب سے زیادہ حصہ ہے (**جدول 2.20**)۔ بینکاری شعبے کے قرضوں اور ایڈوانسز میں معتدل اضافے کے باوجود منفی حقیقی شرحِ سود کی وجہ سے اس شعبے کے جی وی اے میں کمی واقع ہوئی۔[42] آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی میں تاخیر اور بڑھتے ہوئے سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے اسٹاک ایکسچینج کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مالی سال 23ء کے دوران تعلیمی خدمات کے جی وی اے میں 10.4 فیصد اضافہ دکھائی دیا جبکہ گذشتہ برس اس میں 5.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

جدول 2.19: خصوصی ٹیکنالوجی پارکس

سلسلہ نمبر	خصوصی ٹیکنالوجی پارک	شہر
1	ستارہ سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک	فیصل آباد
2	یوروہائٹس گجرات	گجرات
3	انویشن اینڈ انٹری پرینیور شپ سینٹر (مہران یو ای ٹی جامشورو)	جامشورو
4	این اے ایس ٹی پی کراچی	کراچی
5	بی زیڈ یو ملتان خصوصی ٹیکنالوجی پارک	ملتان
6	سرحد سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارکس-ایس ایس ٹی پی	پشاور
7	الفائیکنو اسکوائر این اے ایس ٹی پی راولپنڈی	راولپنڈی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.20: مالیات اور بیمہ کی خام قدر اضافی

	م س22ء	م س23ء
مرکزی بینکاری	14.1	2.0
دیگر زری وساطت	7.9	-2.4
جدولی بینک	7.8	-2.8
غیر جدولی بینک	11.0	12.7
دیگر مالی خدمات	-3.0	-17.1
مالی خدمات کی ضمنی سرگرمیاں	-10.9	-16.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.5 افرادی قوت کی منڈی

پنجاب دفتر شماریات (پی بی او ایس) اور سندھ دفتر شماریات (ایس بی او ایس) کی جانب سے جاری کردہ افرادی قوت کی منڈی کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب اور سندھ میں صنعتی روزگار میں کمی دکھائی دی ہے، جو بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار میں تخفیف سے ہم آہنگ ہے (**جدول 2.21**)۔ اس کے علاوہ، اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار سروے (بی سی ایس) اور اعتمادِ صارف سروے (سی سی ایس) نے بھی گذشتہ اور اگلے چھ مہینوں کے دوران صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں روزگار کے احساسات میں کمی کا اظہار کیا۔[43]

جدول 2.21: بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور صنعتی روزگار میں نمو

سال بسال نمو

	م س20ء	م س22ء	م س22ء	م س23ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (مجموعی نمو)	-11.0	11.6	11.7	-10.3
پنجاب میں روزگار	-2.3	1.6	1.6	-2.4
سندھ میں روزگار	-11.1	9.6	23.2	-10.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پنجاب

مالی سال 23ء کے دوران پنجاب میں صنعتی روزگار میں 2.4 فیصد کمی آئی جبکہ مالی سال 22ء میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.27**)۔ پنجاب میں صنعتی

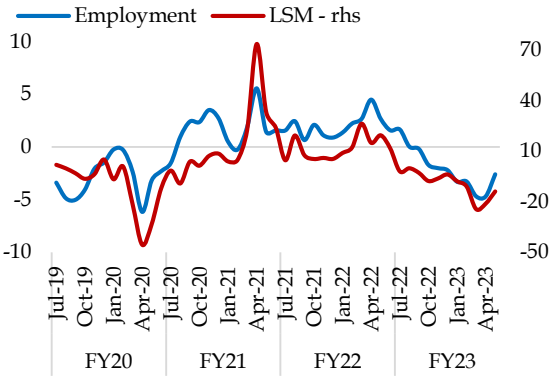
[41] وزارتِ خزانہ (2023ء)، پاکستان اقتصادی سروے 23-2022ء۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

[42] مالی سال 23ء کے دوران مہنگائی کی شرح بلند رہی۔

[43] مالی سال 23ء اور مالی سال 22ء کی آخری لہروں کے لیے بی سی ایس اور سی سی ایس کے تقابلی اعداد و شمار رپورٹ کیے گئے تھے۔

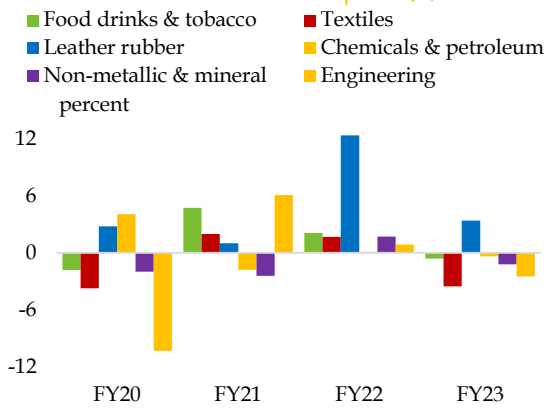
ملازمتوں میں کمی کی بنیادی وجہ جولائی تا مئی مالی سال 23ء کے دوران انجینئرنگ، ٹیکسٹائل، غذا، سیمنٹ اور تمباکو کے شعبوں میں نمایاں کمی تھی (**شکل 2.28**)۔

شکل 2.27: صنعتی روزگار اور ایل ایس ایم کا اشاریہ – پنجاب



Sources: Pakistan Bureau of Statistics and Punjab Bureau of Statistics

شکل 2.28: پنجاب کے اہم صنعتی شعبوں کی افرادی قوت میں نمو

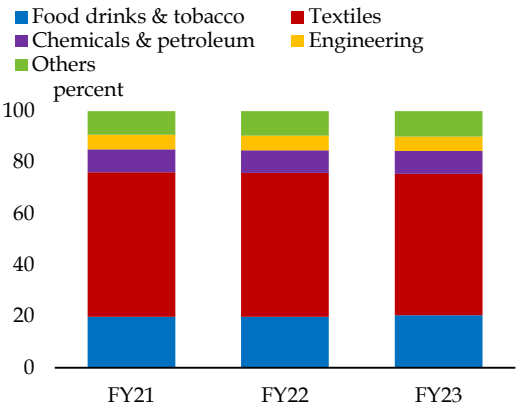


Source: Sindh Bureau of Statistics

جولائی تا مئی مالی سال 23ء کے دوران شعبہ ٹیکسٹائل میں بے روزگاری میں اضافے کی بنیادی وجہ اسپننگ، بُنائی اور اون کے ذیلی شعبوں میں محدود سرگرمی تھی۔ انجینئرنگ کی صنعت میں پست روزگار کی بنیادی وجہ جولائی تا مئی مالی سال 23ء میں گاڑیوں کے ذیلی شعبے کی جانب سے بھرتیوں میں ہونے والی 29.3 فیصد کمی تھی جبکہ مالی سال 22ء کی اسی مدت کے دوران 0.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

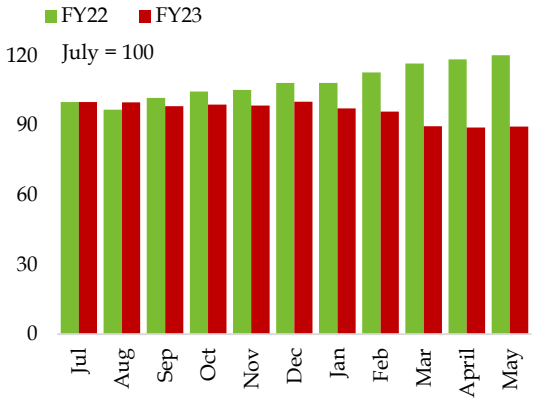
دوسری جانب، جولائی تا مئی مالی سال 23ء کے دوران خوراک، چمڑے، ربڑ اور کاغذ اور گتے کے شعبوں میں روزگار میں معمولی اضافہ درج کیا گیا۔ خوردنی تیل اور چینی کی صنعتوں کی وجہ سے خوراک میں روزگار میں اضافہ ہوا۔[44] مالی سال 23ء کے دوران پست روزگار کے باوجود، ٹیکسٹائل کی صنعت سب سے بڑا آجر بنی رہی، اس کے بعد خوراک، مشروبات اور تمباکو کے شعبے تھے (**شکل 2.29**)۔

شکل 2.29: بلحاظِ شعبہ افرادی قوت کا حصہ – پنجاب



Source: Punjab Bureau of Statistics

شکل 2.30: سندھ کا صنعتی روزگار کا اشاریہ



Source: Sindh Bureau of Statistics

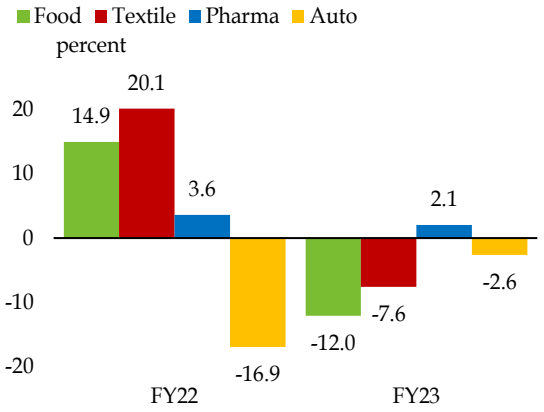
سندھ

سندھ میں جولائی تا مئی مالی سال 23ء کے دوران صنعتی روزگار میں 10.5 فیصد کمی درج کی گئی جبکہ مالی سال 22ء کی اسی مدت میں 23.2 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.30**)۔ خوراک، مشروبات، چمڑے کی کمائی (کھال کو چمڑے میں بدلنے)، ٹیکسٹائل، پیٹرولیم، کیمیکلز اور گاڑیوں سمیت تمام بڑے شعبوں میں

[44] پی بی او ایس کی رپورٹ کے مطابق مالی سال 23ء کے دوران دودھ سے بنی اشیا، گندم کی پسائی اور تمباکو کے ذیلی شعبوں میں ملازمتوں کی بندش کی وجہ سے غذائی شعبے میں روزگار کے مواقع میں کمی آئی ہے۔

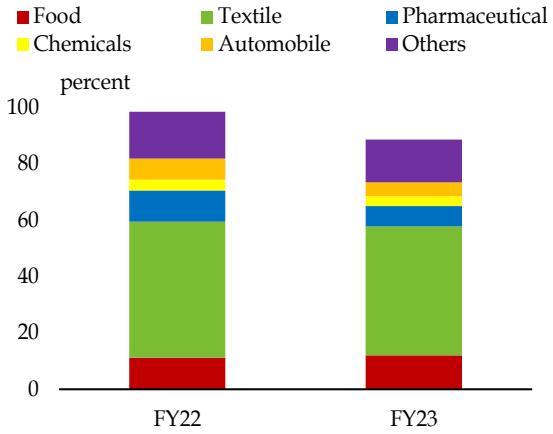
روزگار میں کمی آئی۔ دریں اثنا، بجلی کے آلات، دواسازی، کاغذ اور گتے اور ربڑ کی صنعتوں میں روزگار میں اضافہ ہوا (**شکل 2.31**)۔ پنجاب کی طرح، سندھ میں بھی ٹیکسٹائل کی صنعت سب سے بڑا آجر رہی، اس کے بعد خوراک کا نمبر تھا (**شکل 2.32**)۔

شکل 2.31: اہم شعبوں میں روزگار کی نمو- سندھ



Source: Sindh Bureau of Statistics

شکل 2.32: سندھ کے اہم صنعتی شعبوں میں افرادی قوت

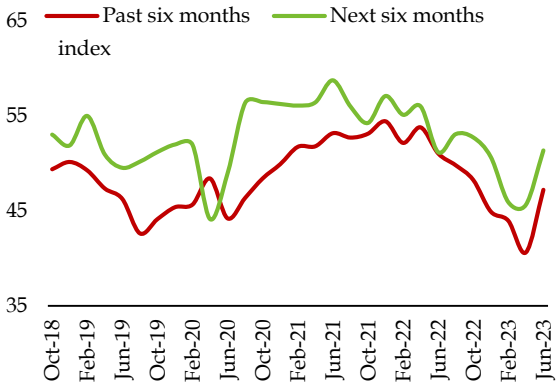


Source: Sindh Bureau of Statistics

اعتمادِ کاروبار سروے

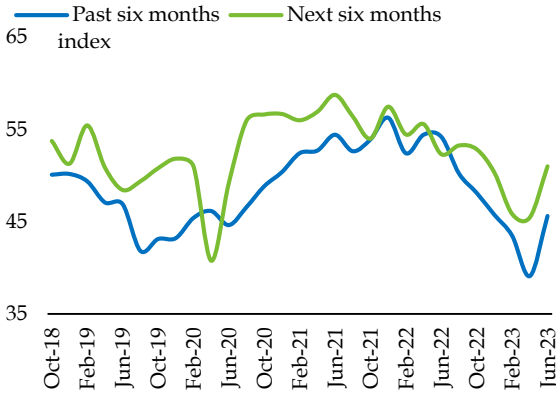
جون 2023ء میں کیا گیا اعتمادِ کاروبار سروے گذشتہ اور آئندہ چھ مہینوں کے لیے مجموعی اور صنعتی روزگار کے بارے میں تاجروں کے تصورات میں کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ بالخصوص، سروے میں جون مالی سال 23ء میں مجموعی روزگار کے بارے میں آرا میں کمی درج کی گئی جو گھٹ کر 47.2 رہ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں یہ 51.1 تھیں (**شکل 2.33**)۔

شکل 2.33: عمومی روزگار کے لیے اعتمادِ کاروبار سروے کا اشاریہ



Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.34: صنعتی شعبے کے لیے روزگار کا اشاریہ- اعتمادِ کاروبار سروے



Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.35: شعبہ خدمات کے لیے روزگار کا اشاریہ- اعتمادِ کاروبار سروے

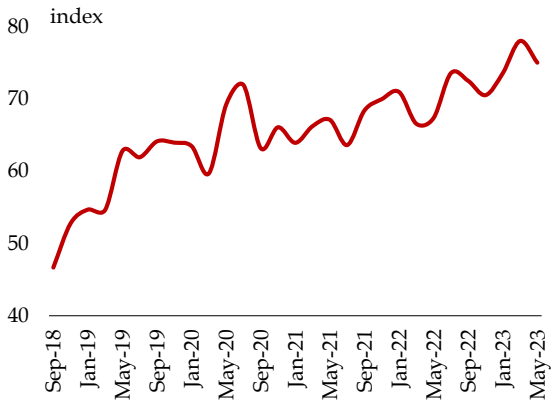


Source: State Bank of Pakistan

اسی طرح، مالی سال 2023ء کے دوران صنعتی شعبے میں روزگار کے حوالے سے ڈیفوژن انڈیکس گذشتہ اور آئندہ چھ ماہ کے لیے بالترتیب 45.6 اور 51.0 رہ گیا جو مالی سال 22ء کے 54.2 اور 52.3 سے کم تھا۔ شعبہ خدمات میں روزگار کا پرسیپشن انڈیکس گذشتہ اور آئندہ چھ ماہ کے لیے بہتر ہو کر

بالترتیب 48.4 اور 51.4 ہو گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 46.9 اور 50.1 تھا (**شکل 2.34** اور **2.35**)۔

شکل 2.36: بے روزگاری کا اشاریہ (اگلے چھ ماہ) - اعتمادِ صارف سروے



Source: State Bank of Pakistan

اعتمادِ صارف سروے

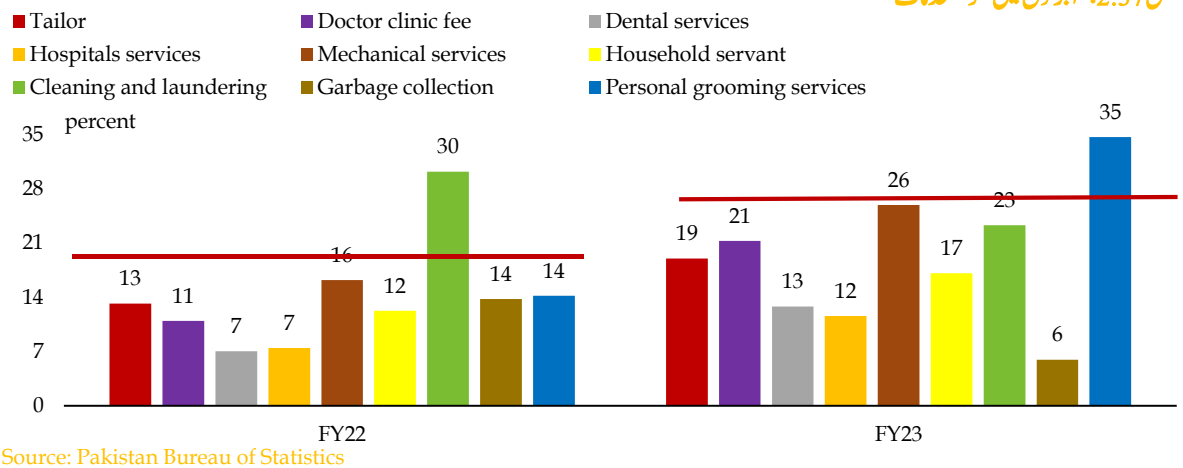
اعتمادِ صارف سروے بے روزگاری میں اضافے کے بارے میں صارفین کی توقعات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ مئی 2023ء میں کیے گئے سروے کی تازہ ترین لہر میں، 75.1 فیصد جواب دہندگان نے اگلے چھ مہینوں میں مجموعی بے روزگاری میں اضافے کی توقع ظاہر کی تھی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی مہینے کے دوران یہ تعداد 67.4 فیصد تھی (**شکل 2.36**)۔

اجرتیں

پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران اجرتوں میں 19.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 14.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اجرتوں میں اضافہ ضروریاتِ زندگی کی بڑھتی ہوئی لاگت کے پیش نظر نجی و سرکاری ملازمین کی کم از کم اجرت اور تنخواہوں میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے (**شکل 2.37**)۔

صفائی اور دُھلائی اور کچرے کی خدمات کے علاوہ سی پی آئی باسکٹ میں شامل تمام اقسام کی اجرتوں میں مالی سال 22ء کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ گذشتہ مالی سال کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران ذاتی دیکھ بھال (پرسنل گرومنگ) کی خدمات کی اجرتوں میں سب سے زیادہ اضافہ درج کیا گیا جس کے بعد صفائی اور دُھلائی، مکینیکل خدمات، ڈاکٹر کلینک فیس اور سلائی میں اضافہ درج کیا گیا (**شکل 2.37**)۔ اسی طرح گھریلو ملازمین، دندان سازی کی خدمات اور اسپتال کی خدمات کے معاوضوں میں گذشتہ سال کے مقابلے میں حالیہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران دو ہندسی اضافہ ہوا۔

شکل 2.37: اجرتوں میں نمو- خدمات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

زری پالیسی اور مہنگائی



مالی سال 23ء کے دوران بیرونی کھاتے کے ابتر منظرنامے اور مہنگائی کے باعث زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ کو مجموعی طور پر 825 بی پی ایس بڑھا کر 22 فیصد کردیا۔ عالمی اور ملکی رسد کے دھچکوں اور ان کے ثانوی دور کے اثرات کے ہمراہ ملک کے دیرینہ ساختی مسائل نے مہنگائی کے دباؤ میں تسلسل اور مہنگائی کی توقعات میں اپنا کردار ادا کیا، جس سے مالی سال 23ء میں قومی اوسط مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔یہ امر زری پالیسی کی سختی اور گذشتہ سال متعارف کردہ سکڑاؤ کے متعدد اقدامات کی وجہ سے ملکی طلب میں کمی کے باوجود وقوع پذیر ہوا، اور جاری کھاتے کے خسارے کو کم کرنے میں نمایاں رہا تھا۔ تاہم، بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں کمی نے بیرونی کھاتے کو دباؤ میں رکھا، جس کی وجہ سے روپے کی قدر میں بڑی کمی واقع ہوئی۔ بیرونی مالکاری کی ناکافی دستیابی کو مدِنظر رکھتے ہوئے حکومت نے خسارہ پورا کرنے کے لیے کمرشل بینکوں پر انحصار بڑھا دیا، جس سے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں بڑا اضافہ ہوا۔ تاہم، مالی سال 23ء کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں کمی نے زرِ وسیع کے حوالے سے خالص ملکی اثاثوں میں نمایاں اضافے کے اثرات زائل کردیے۔ دوسری جانب مالی سال 23ء میں قرضوں کی بڑھتی ہوئی لاگت اور معاشی سرگرمیوں میں سُست روی نے نجی شعبے کے قرضوں پر منفی اثرات مرتب کیے۔ علی الخصوص، سرمایہ جاتی قرضوں میں واضح کمی درج کی گئی، جبکہ سال کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں بھی بڑی کمی آئی۔

3

3 زری پالیسی اور مہنگائی

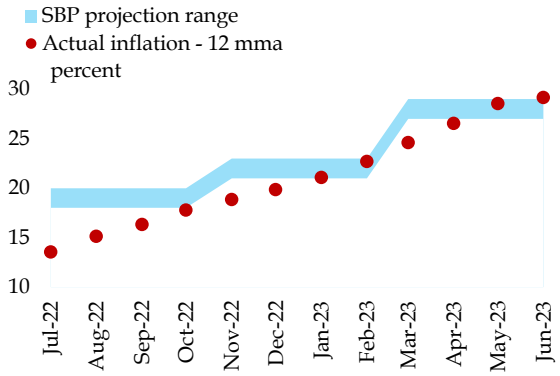
3.1 پالیسی جائزہ

اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کی بڑھتی ہوئی توقعات، متعدد دہائیوں کی بلند ترین مہنگائی اور بیرونی کھاتے پر مسلسل دباؤ کے باعث سخت زری پالیسی کا موقف بدستور جاری رکھا۔ مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کرکے 22 فیصد کر دیا۔ ملکی اور عالمی رسد کے دھچکوں مع دیرینہ ساختی مسائل کے سلسلہ وار باہمی تعامل، جس نے خام مال کی لاگت میں اور مہنگائی کی توقعات میں اضافہ کیا، جو سال کے دوران شدید اور دائمی مہنگائی کے دباؤ کا باعث بنا۔ اس طرح، مالی سال 23ء میں عمومی اوسط قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 29.2 فیصد تک پہنچ گئی، یعنی اسٹیٹ بینک کے 27-29 فیصد کے نظر ثانی شدہ مہنگائی کے تخمینے کی اوپری سطح کے آس پاس (**شکل 3.1**)۔

مہنگائی میں اضافہ وسیع البنیاد تھا، جس میں غذا کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا غالب حصہ تھا، اس کے بعد غیر غذائی غیر توانائی اور توانائی گروپ کا نمبر آتا ہے۔ مالی سال 23ء کے دوران بیشتر وقت مہنگائی میں اضافے کا رجحان برقرار رہا، دیہی اور شہری دونوں علاقوں کی باسکٹوں کی تقریباً 90 فیصد اشیا کی میں قیمتوں میں دو ہندسی اضافہ دیکھا گیا (**شکل 3.2**)۔

روس اور یوکرین کا تنازعہ سامنے آنے کی وجہ سے مالی سال 23ء کا آغاز انتہائی غیر یقینی عالمی معاشی ماحول کے ساتھ ہوا۔ پاکستان کے معاملے میں، عالمی سطح پر معاشی غیر یقینی کی صورتِ حال اور ملکی چیلنجوں نے مہنگائی کے دباؤ میں مزید اضافہ کیا۔ سیلاب سے متعلق متعدد ملکی عوامل بشمول ملک میں غذائی قلت؛ توانائی کی قیمتوں میں اضافہ؛ درآمدات کو ترجیح دینے سے ملکی رسد میں پیدا ہونے والی رکاوٹیں؛ فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں متعارف کردہ ٹیکسوں اور دیگر لیویز میں اضافہ، غیر منضبط مالیاتی یکجائی، اور بالخصوص بڑھتی ہوئی ملکی غیر یقینی صورتِ حال نے سال کے دوران مہنگائی میں مسلسل اضافے کا رجحان پیدا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ، غیر یقینی عالمی معاشی اور مالی حالات؛ اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافہ، آئی ایم ایف کے فنڈ میں توسیع پروگرام کی سہولت کے تحت نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر کے باعث بیرونی مالکاری کے حالات میں سختی نے بیرونی کھاتوں کو دباؤ میں رکھا، جس سے روپے کی قدر میں کمی آئی، اور مہنگائی کا دباؤ مزید بڑھا (**شکل 3.3**)۔

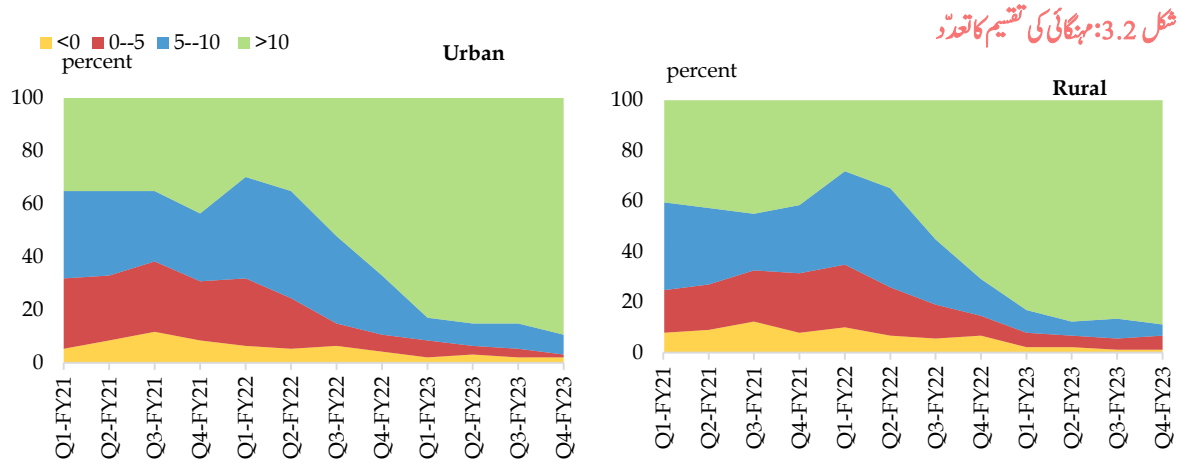
شکل 3.1: مہنگائی کے تخمینے اور حقیقی مہنگائی-مالی سال 2023ء



Sources: PBS, SBP projections and calculations, Planning Commission

ان معاشی چیلنجز نے قیمتوں اور مالی استحکام اور وسط مدتی معاشی نمو کے امکانات کے لیے اہم خطرات پیش کیے۔ اگرچہ زری سختی ملکی طلب میں سست روی اور اس طرح قلیل مدت میں معاشی سرگرمیوں میں ٹھہراؤ کی نشاندہی کرتی ہے، تاہم مہنگائی کی توقعات کے مضبوط ہونے کے خطرے نے ان

شکل 3.2: مہنگائی کی تقسیم کا تعدّد



Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

خدشات کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ مالی سال 23ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کی توقعات کو قابو کرنے اور روپے کو سہارا دینے کے لیے زری پالیسی کا موقف بدستور سخت رکھا، ماسوائے تین موقعوں کے جب اگست اور اکتوبر 2022ء اور 12 جون 2023ء میں پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔

جولائی 2022ء میں زری پالیسی کمیٹی کے اجلاس کے موقع پر مستقبل کے معاشی منظر نامے میں واضح ابتری آگئی تھی۔ خاص طور پر توانائی پر زرِاعانت میں کمی اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ ملکی طلب مسلسل بڑھنے کی وجہ سے جون 2022ء میں سال بہ سال مہنگائی 21.3 فیصد کی سطح تک پہنچ گئی، جو ایک ماہ قبل 13.8 فیصد تھی۔ طلب بڑھنے اور ملکی غیر یقینی صورتِ حال میں طوالت اور ڈالر کے تقویت پانے کے ساتھ ساتھ پاکستانی روپے پر دباؤ میں مزید اضافہ ہوا۔ مہنگائی کی بگڑتی صورتِ حال اور بیرونی کھاتوں کے منظر نامے کے پیش نظر، زری پالیسی کمیٹی نے جولائی 2022ء میں پالیسی ریٹ میں 125 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ اس کے علاوہ زری پالیسی کی ترسیل کو تقویت دینے کے لیے زری پالیسی کمیٹی نے فنڈ میں توسیع کی اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) قرضوں پر شرح سود کو بھی پالیسی ریٹ سے منسلک کر دیا۔

شکل 3.3: رسدی دھچکے، مالی سال 23ء

Months	July	Aug	Sep	Oct	Nov	Dec	Jan	Feb	Mar	Apr	May	Jun
PKR Depreciation (yoy; %)	-27.3	-25.7	-27.1	-22.2	-22.2	-21.2	-24.7	-34.2	-35.9	-35.3	-31.5	-28.7
Global Commodity Prices (yoy; %)	39.2	48.3	28.2	-0.1	4.9	4.1	-5.0	-14.2	-29.8	-25.1	-30.1	22.3
Electricity Tariffs - Annual Rebasing (Rs. per KWh)	3.5	3.5		0.91								
Electricity Tariffs - Quarterly Adjustments (Rs. per KWh)	0.57 from Jun 1 & 1.55 from Jul 1		0.51	1.49 to 3.21				1.49 to 3.21		0.5		
Natural Disaster	Floods in July-September 2022 inundated about one-third of the country, and damaged livestock and crops											
PDL - Avg. of Petrol/Diesel (Rs. per liter)	7.5	15.0	22.5	24.9	31.3	38.3	41.9	45.0	47.5	50.0	50.0	50.0
Tax Related Measures	Finance Act 2022	RD on imports raised						Finance (Supplementary) Act 2023; GST raised from 17 percent to 18 percent				
Import-related restrictions	MoC's ban on 500+ import items in Jul-Aug SBP's prior approval list extended in July to include machinery & electronics					100 percent CMR extended in Dec SBP issued prioritization list in Dec						
Gas Prices	Effective Jan 01, 2023, government increased gas price for almost all sectors: for domestic use: from 33 to 112 percent (depending on the slab); for commercial use: ~29 percent											
Inflation (yoy; %)	24.9	27.3	23.2	26.6	23.8	24.5	27.6	31.5	35.4	36.4	38.0	29.4

Sources: SBP, PBS, IMF, NEPRA, MoC, FBR, OGRA

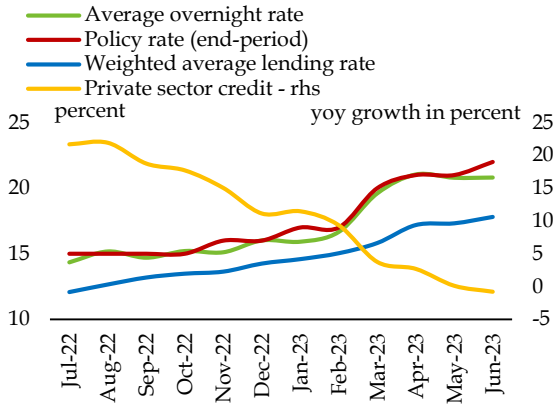
تازہ ترین پیش رفت کو مد نظر رکھتے ہوئے، زری پالیسی کمیٹی نے توانائی پر زرِ اعانت ختم کرنے کے بعد توانائی کی قیمتوں میں اضافے سے ثانوی دور کے مضبوط اثرات کی توقع ظاہر کی، اور مالی سال 23ء میں عمومی قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کی اوسط 18 سے 20 فیصد کی حد تک بلند رہنے کی پیش گوئی کی۔ بجٹ میں مالیاتی یکجائی کے اثرات کی تخمینہ کاری اور ستمبر 2021ء کے بعد سے زری سختی کے تاخیری اثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے، مالی سال 23ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو کا تخمینہ 3 سے 4 فیصد لگایا گیا تھا۔ مالی سال 23ء میں کمیٹی نے جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 3 فیصد تک رہنے کی بھی پیش گوئی کی، جو درآمدات میں کمی، ملکی طلب میں اعتدال اور ترسیلاتِ زر اور برآمدات میں مسلسل لچک کے مفروضے کی بنیاد پر تھا۔ یہ تخمینہ اجناس کی عالمی قیمتوں، ملک کے مالیاتی موقف اور شرح مبادلہ کی حرکت سے پیدا ہونے والی بڑی غیر یقینی کی صورتِ حال سے مشروط تھا۔

جب اگست اور اکتوبر 2022ء میں کمیٹی کا اجلاس ہوا، اس وقت تک مہنگائی اور بیرونی کھاتے کے منظر نامے کو لاحق خطرات کئی عوامل کی وجہ سے قابو میں آ چکے تھے۔ اوّل، جیسا کہ بلند تعدّد اظہاریوں سے دیکھا جا سکتا ہے، زری سختی کے تاخیری اثرات اور طلب میں کمی کے لیے گذشتہ سال متعارف کردہ اقدامات نے کامیابی سے معاشی سرگرمیوں کی رفتار دھیمی کر دی۔ دوم، عالمی معاشی ترقی کے امکانات کو لاحق خطرات بڑھنے سے عالمی اجناس کی قیمتوں میں بھی کمی کا رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ سوم، 2022ء میں آئی ایم ایف کی برآمدی مالکاری سہولت پروگرام کے تحت ساتویں اور آٹھویں مشترکہ جائزے کی کامیابی سے تکمیل سے بیرونی کھاتے کی صورتِ حال میں بہتری آئی۔ آخراً، سیلاب کی صورت میں رسد کے ایک اہم دھچکے سے مہنگائی اور جاری کھاتے کے توازن پر طلبی دباؤ مزید کم ہونے کی توقع کی گئی تھی۔

ان پیشرفتوں اور ستمبر 2021ء کے بعد سے مجموعی طور پر 800 بی پی ایس کی زری سختی کے تناظر میں، زری پالیسی کمیٹی نے اعداد و شمار پر انحصار کرنے کی نیت ظاہر کرتے ہوئے، اگست اور اکتوبر 2022ء کے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

تاہم، جیسے جیسے سال گذرتا گیا، بدلتے ہوئے ملکی اور عالمی معاشی منظر نامے اور متواتر رسدی دھچکوں نے معاشی منظر نامے کو بڑی حد تک تبدیل کر دیا۔

شکل 3.4: قرض گاری شرح اور نجی شعبے کے قرضے-مالی سال 23ء



Source: State Bank of Pakistan

خاص طور پر، جولائی تا اگست 2022ء کے دوران ملک میں آنے والے مون سون سیلاب نے غذائی قلت کو جنم دیا، جس نے موجودہ قیمتوں کے دباؤ کو بڑھا دیا۔ اس کے علاوہ بجلی کی قیمتوں میں عارضی انتظامی کٹوتی کے خاتمے کے بعد اکتوبر 2022ء میں توانائی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، جبکہ غذا اور توانائی کی قیمتوں کی سمت کے بارے میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال نے مہنگائی کی توقعات میں اضافہ کر دیا۔ ان عوامل کے مشترکہ اثرات کے ہمراہ غذا اور توانائی کی مضبوط قیمتوں کے ثانوی دور کے اثرات کے باعث وسیع تر قیمتوں اور اجرتوں نے اکتوبر 2022ء کے دوران مہنگائی کے سلسلے کو کافی حد تک بڑھا دیا۔

ان پیش رفتوں نے مہنگائی کے موجودہ اور اثر پذیر دباؤ اور مہنگائی کی توقعات کی مضبوطی کی بابت تشویش میں اضافہ کیا، جو زری سختی کی بحالی پر منتج ہوا، یوں زری پالیسی کمیٹی نے معاشی سرگرمیوں میں واضح سُست روی اور جاری کھاتے کے خسارے میں تخفیف کے باوجود نومبر 2022ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ مزید برآں، زری پالیسی کمیٹی نے سیلاب کے اثرات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نومبر 2022ء میں مستقبل کے معاشی منظر نامے کے حوالے سے اپنے جائزے پر نظر ثانی کر دی۔ بالخصوص، مالی سال 21ء تا 23ء کے لیے کمیٹی نے اپنے تخمینے کی حد بڑھا دی، جبکہ حقیقی جی ڈی پی نمو کا تخمینہ کم کر کے تقریباً دو فیصد کر دیا۔

زری سکڑاؤ اور کمزور ملکی طلب کے اثرات سے قطع نظر، عمومی مہنگائی اضافے کی سمت میں گامزن رہی۔ زرعی پیداوار اور گلہ بانی کو سیلاب سے ہونے والے نقصانات نے صارفین کی مختلف غذائی اشیا کی قلت بڑھا دی، جس سے غذائی

قیمتوں پر اضافے کا دباؤ پڑا۔ اس کے ساتھ ساتھ مالیاتی رساؤ اور بیرونی کھاتے کی زد پذیری، قرضوں کی طے شدہ واپسی سے منہار قوم کی نہایت قلیل آمد، عالمی سطح پر سخت مالی حالات اور ملک میں غیر یقینی صورتِ حال نے بھی روپے کی قدر میں کمی کے ذریعے مہنگائی کے نتائج پر اثر ڈالا۔

اسٹیٹ بینک اور حکومت نے سال کے دوران بیرونی کھاتے کی بڑھتی ہوئی زد پذیری دور کرنے کے لیے درآمدات پر عارضی پابندیاں عائد کیں، جس سے گو کہ بیرونی کھاتے پر دباؤ تو کم ہوا، مگر ملک میں مختلف غیر ضروری اشیا کی قلت بڑھ گئی، جس سے قیمتوں پر دباؤ میں اضافہ ہوا۔ دوسری جانب، حکومت نے فروری 2023ء میں مالی کارکردگی کے حوالے سے خدشات دور کرنے کے لیے فنانس سپلیمنٹری ایکٹ 2023ء کے ذریعے ٹیکسوں اور لیویز میں اضافے کا اعلان کیا تھا، اور فروری 2023ء میں پیٹرولیم مصنوعات اور گیس کی قیمتوں میں بھی اضافہ کیا تھا۔ ان اقدامات کی وجہ سے مہنگائی کی توقعات میں اضافہ ہوا، نتیجتاً، مارچ 2023ء کے بعد سے مہنگائی بڑھ گئی۔

مارچ 2023ء میں ان پیش رفتوں کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے لیے مہنگائی کا تخمینہ مزید نظر ثانی سے بڑھ کر 27 سے 29 فیصد تک پہنچ گیا۔ زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران، نزدیکی مدت میں مہنگائی کے منظر نامے میں ابتری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 600 بی پی ایس کا اضافہ کیا۔ زری پالیسی کمیٹی نے زری سختی کے مضمرات کا جائزہ لیتے ہوئے، محسوس کیا کہ کسی بھی غیر متوقع دھچکے کے علاوہ، حقیقی شرح ہائے سود مستقبل بینی کی بنیاد پر مثبت دائرے میں داخل ہو گئی ہے، جس سے مہنگائی کی توقعات کو قابو کرنے اور آخر مالی سال 25ء تک مہنگائی کو 5 سے 7 فیصد کے درمیانی مدت کے ہدف کی طرف لائے جانے کی توقع ہے۔

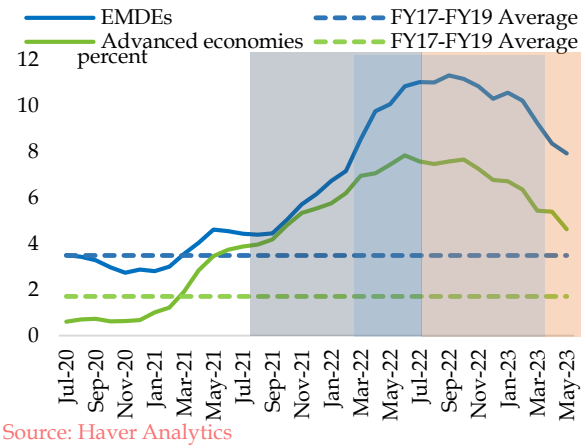
زری پالیسی کمیٹی نے سال کے دوران پالیسی سخت کرنے کے علاوہ، قیمتوں میں استحکام لانے کا مقصد حاصل کرنے کی خاطر مختلف ساختی اصلاحات کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ جو اِن پر مشتمل ہیں: (i) تجارتی خسارے کو پائیدار سطح تک محدود کرنے اور بیرونی کھاتوں پر دباؤ کم کرنے کی غرض سے توانائی کی طلب گھٹانے کے لیے غیر روایتی اقدامات متعارف کروانا؛ (ii) غذائی مہنگائی کم کرنے کے لیے بروقت درآمدات یقینی بنانا اور انتظامی اقدامات متعارف کرانا؛ (iii) ملکی توانائی کی قیمتوں کو عالمی قیمتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور معاشرے کے کمزور طبقوں کو ہدفی اعانت کی فراہمی؛ اور (iv) مہنگائی کم کرنے کی خاطر زری سختی کو سہارا دینے کے لیے ہدفی مالیاتی یکجائی حاصل کرنا۔

پالیسی ریٹ میں اضافے کو بہ وزن اوسط قرض گاری شرحوں میں منتقل کیا گیا تھا، جس نے سیلاب کے اثرات اور رسدی زنجیر میں تعطل کے ساتھ مل کر مالی سال 23ء میں معاشی سرگرمیوں کو سُست روی سے دوچار کر دیا، یہ امر نجی شعبے کے قرضوں میں نمایاں سُست روی پر منتج ہوا (**شکل 3.4**)۔

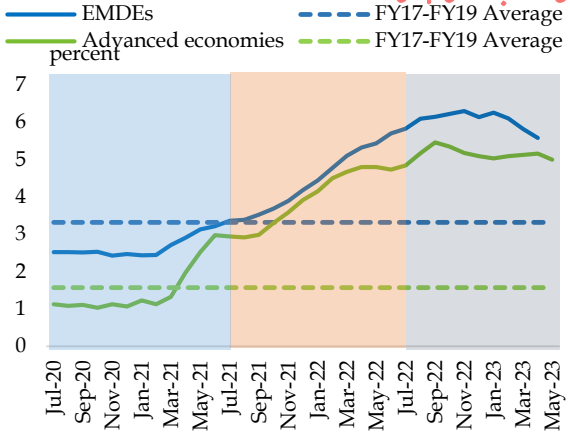
3.2 عالمی مہنگائی اور زری پالیسی ردِ عمل

2022ء کے وسط کے آس پاس عروج پر پہنچنے کے بعد، ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ معیشتوں میں عمومی مہنگائی معتدل

شکل 3.5الف: عمومی مہنگائی

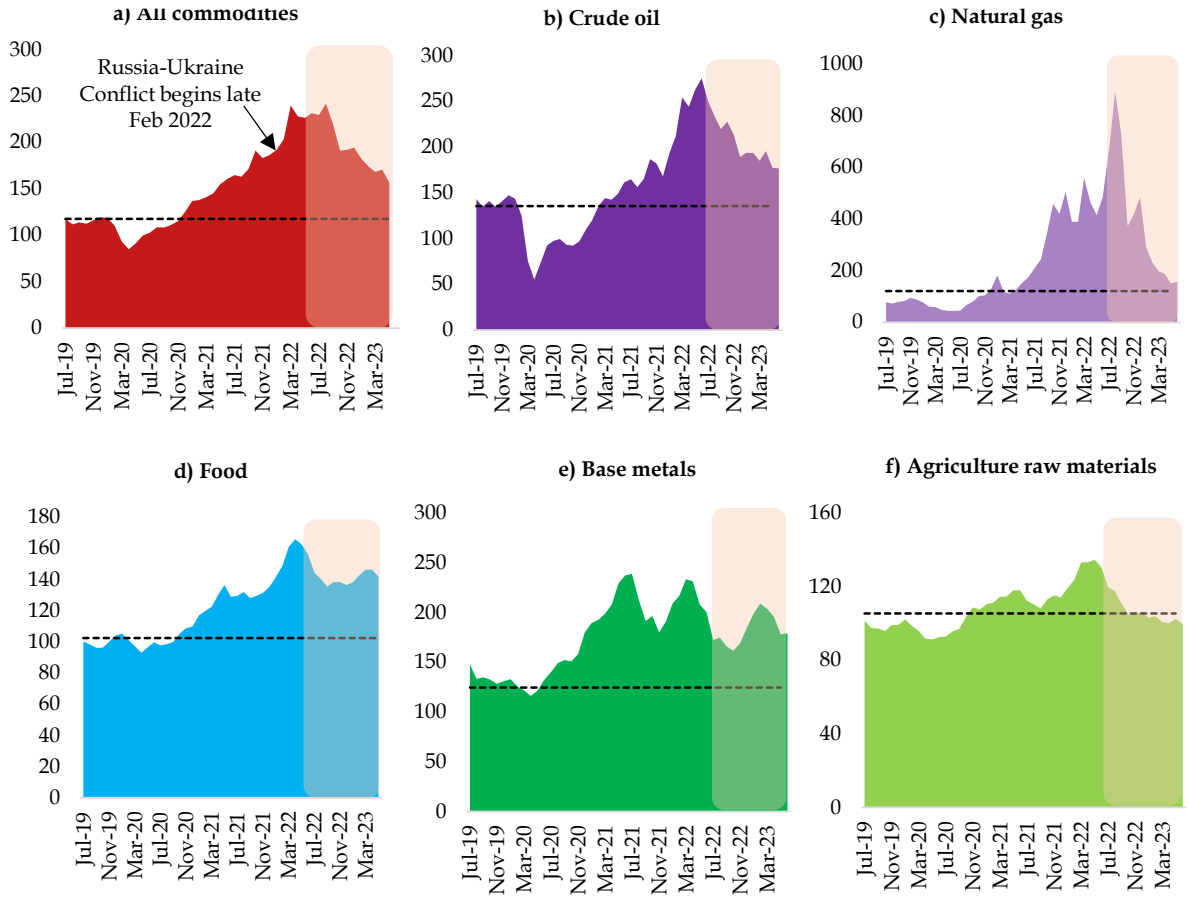


شکل 3.5ب: قوزی مہنگائی



Source: Haver Analytics

شکل 3.6: عالمی اجناس کی قیمتوں کے اشاریے



* The dotted lines represent FY17-FY19 average

Source: IMF primary commodities data

ہونا شروع ہو گئی (**شکل 3.5 الف**)؛ قوزی مہنگائی کا تسلسل برقرار رہا (**شکل 3.5ب**)۔[1] 2022ء کے وسط سے اجناس کی عالمی قیمتوں، بالخصوص توانائی اور غذا، کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے عمومی مہنگائی میں کمی کے رجحان کو تقویت ملی، جس کا سبب عالمی طلب میں کمی کے ہمراہ رسد کے امکانات میں کچھ بہتری آنا ہے (**شکل 3.6**)۔

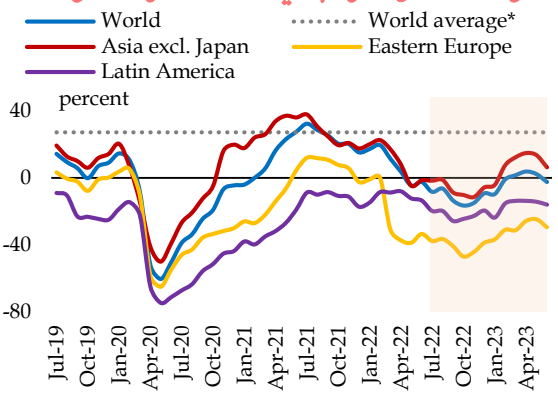
سینٹکس اکنامک انڈیکیٹر کے مطابق 2022ء میں عالمی معاشی سرگرمی کم رہی، 2023ء کے دوران اس میں صرف معمولی اضافہ ہوا (**شکل 3.7**)۔ کووڈ اور یوکرین کے تنازع کے بعد مہنگائی کے دباؤ پر قابو پانے کے لیے آخر 2021ء اور 2022ء کے اوائل میں عالمی سطح پر زری سختی کا آغاز کیا گیا تھا، جس نے عالمی طلب کی رفتار کو سُست کرنے میں مدد کی۔ سختی کا یہ چکر مالی سال 23ء میں بھی جاری رہا، کیونکہ مرکزی بینک مہنگائی کو اہداف کے اندر لانے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ سکڑاؤ کی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ 2022ء میں کووڈ وبا کی واپسی اور رئیل اسٹیٹ مارکیٹ میں مندی کی وجہ سے چینی معیشت میں سُست روی نے عالمی معیشت میں کساد بازاری کے خطرے کو بڑھا دیا، جس نے عالمی طلب کو مزید دبائے رکھا۔[2،3]

[1] ترقی یافتہ معیشتوں سے مراد کینیڈا، فرانس، جرمنی، اٹلی، جاپان، برطانیہ اور امریکہ؛ جبکہ ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں سے مراد 83 ممالک کا گروپ ہے۔

[2] 2022ء میں دنیا کی حقیقی جی ڈی پی نمو کم ہو کر 3.3 فیصد رہ گئی جو 2021ء میں 5.8 فیصد تھی۔ 2023ء میں یہ 3.0 فیصد تک کم ہو جانے کی توقع ہے۔ اوای سی ڈی، ہاورا اینالٹکس

[3] 2000ء کے بعد سے پہلی مرتبہ 2022ء میں چین کی تیل و گیس کی سال بسال کھپت کم ہوئی۔ ماخذ: آئی ایم ایف، عالمی اقتصادی منظر نامہ اپریل 2023ء

شکل 3.7: سینٹکس معاشی اظہاریے (موجودہ اقتصادی صورتحال)



*FY17-FY19

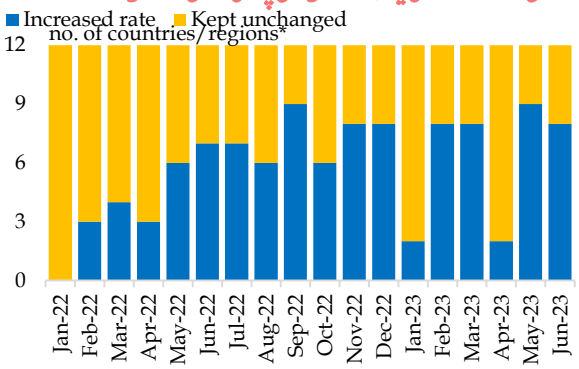
Source: Sentix Index, Haver Analytics

توانائی کی مصنوعات (خام تیل اور قدرتی گیس) کی عالمی طلب میں کمی کے لحاظ سے ان پیش رفتوں کے منفی اثرات کافی واضح تھے۔[4] رسدی اعتبار سے، دسمبر 2022ء میں ترقی یافتہ معیشتوں کی طرف سے روس سے تیل کی درآمد پر پابندی اور قیمتوں کی حد کے نفاذ کے بعد غیر پابندیوں والے ممالک، خاص طور پر چین اور بھارت کے ذریعے روسی تیل کی ترسیل سے تیل کی قیمتوں میں کمی آئی۔[5] مزید برآں تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی (او ای سی ڈی) کے رکن ممالک نے تزویراتی ذخائر کے اجرا کا فیصلہ کیا، جس سے قبل ازیں اوپیک پلس ممالک کی طرف سے پیداوار میں کٹوتی کی تلافی کرنے میں مدد ملی۔

قدرتی گیس کی قیمتیں اگست 2022ء میں عروج پر پہنچنے کے بعد مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی کے بعد سے کم ہونا شروع ہو گئیں، کیونکہ روس-یوکرین تنازع کے تناظر میں قلت کے خدشات نے یورپی ممالک کو ایل این جی درآمدات (جزوی طور پر قدرتی گیس کی جگہ) کے ساتھ اپنی تنصیبات میں گیس کے خاطر خواہ ذخائر بھرنے پر مجبور کیا تھا۔ مزید برآں، یورپ میں موسم سرما توقع سے زیادہ گرم تھا، جس نے گیس کی قیمتوں پر طلب کا دباؤ کم رکھنے میں مدد کی۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 23ء میں غذائی قیمتوں میں بھی کمی آئی جس کی بنیادی وجہ جولائی 2022ء بحیرۂ اسود اناج انی شی ٹو (Black Sea Grain Initiative) پر دستخط ہونے کے سبب اہم غذائی اشیا کی رسد میں بہتری آنا ہے۔ تاہم، مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں غذائی اشیا کی قیمتیں متغیر رہیں، جس کی وجوہ کچھ پابندیوں کا برقرار رہنا، جیسے گندم اور چاول کی برآمدات پر بھارتی پابندی، اور روس یوکرین تنازعے سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال ہے۔

اگرچہ عمومی مہنگائی میں کمی واقع ہوئی، لیکن قوزی مہنگائی زیادہ مستحکم ثابت ہوئی (**شکل 3.5 ب**)۔ ترقی یافتہ معیشتوں کے معاملے میں، قوزی مہنگائی تقریباً یکساں رہی، جبکہ ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں، صرف مالی سال 23 کی آخری سہ ماہی کے دوران اس میں کمی کے کچھ اشارے ملے۔ یہ امر بنیادی دھاتوں اور زرعی خام مال کی قیمتوں میں سال بہ سال کمی کے باوجود

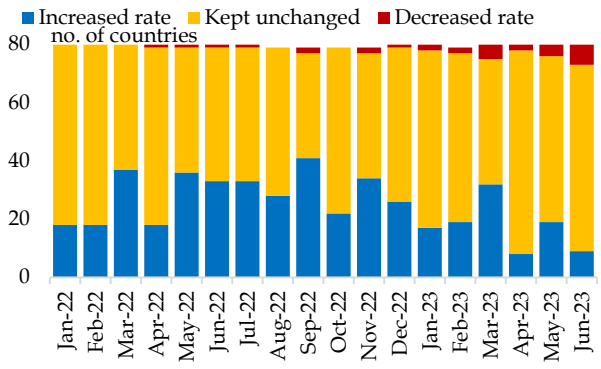
شکل 3.8 الف: ترقی یافتہ معیشتوں میں پالیسی ریٹس کا رجحان



Note: 11 countries + 1 region (Euro Area)

Sources: Haver Analytics, Bank of International Settlements, Central Banks' websites; SBP calculations

شکل 3.8 ب: ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں پالیسی ریٹس کا رجحان



Note: 80 countries

[4] ماخذ: بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (2023ء)۔ عالمی اقتصادی منظر نامہ، واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

[5] 5 دسمبر 2022ء کو یورپی یونین اور برطانیہ نے روس کے سمندر سے نکلنے والے خام تیل کی درآمدات پر پابندی عائد کر دی۔ ماخذ: https://energyandcleanair.org/eu-ban-on-russian-oil-why-it-matters-and-whats-next/

وقوع پذیر ہوا تھا۔[6] توانائی کی قیمتوں میں پہلے ہو جانے والے اضافے، لیبر مارکیٹوں میں سختی اور خدمات کی مہنگائی کے ثانوی دور کے اثرات - جو شرح سود کی تبدیلیوں پر قدرے تاخیر سے ردِ عمل دیتے ہیں- بلند قوزی مہنگائی کی وضاحت کرتے ہیں۔

مہنگائی کے مسلسل دباؤ نے بہت سی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں مرکزی بینکوں کو جارحانہ زری پالیسی اپنانے پر مجبور کیا (**شکل 3.8الف اور 3.8ب**)۔ 2022ء میں زری سختی کی رفتار جو تیز تھی، 2023ء (جنوری سے جون) میں یہ قدرے کم رہی۔ تاہم، مہنگائی اب بھی کووڈ وبا سے پہلے کی سطح سے متجاوز ہے، اس لیے بہت سے مرکزی بینکوں نے سخت زری موقف برقرار رکھا اور ترقی یافتہ معیشتوں کے کچھ مرکزی بینکوں نے مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں پالیسی ریٹ مزید بڑھا دیا۔ تاہم، مالی سال 23 کی دوسری ششماہی کے دوران پست مہنگائی کے پیش نظر کچھ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے پالیسی ریٹ میں کمی کرنا شروع کر دی۔ یہ امر پاکستان کے تجربے کے برعکس تھا، جہاں مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں مہنگائی اور بیرونی کھاتے کی ابتر حالت نے پالیسی ریٹ میں بڑے اضافے کی ضرورت کو جنم دیا۔

3.3 پاکستان کے زری مجموعے

مالی سال 23ء کے دوران زرِ وسیع (ایم ٹو) میں 14.2 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ سال کے 13.6 فیصد کی نسبت تھوڑا سا زیادہ ہے۔ ایم ٹو میں اضافہ مکمل طور پر بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی وجہ سے ہوا، جو مالی سال 23 میں 5860.5 ارب روپے بڑھے، جبکہ مالی سال 22ء میں یہ اضافہ 4,782.9 ارب روپے تھا۔ بینکنگ نظام کے خالص بیرونی اثاثے، جو بیرونی کھاتوں پر بڑھتے ہوئے دباؤ کی عکاسی کرتے ہیں، مالی سال 23ء میں 1932.8 ارب روپے کم ہو گئے (**جدول 3.1**)۔

اثاثوں کے اعتبار سے، مالی سال 23ء کے دوران سرکاری میزانی قرض گیری میں خاطر خواہ اضافہ بینکاری نظام سے ہوا، جو خالص ملکی اثاثوں میں توسیع کی بنیادی وجہ بنا۔ خالص میزانی قرض گیری میں اضافے کی بڑی وجہ بیرونی مالکاری کی عدم دستیابی تھی۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کی جانب سے لیے جانے والے قرضوں میں بھی اضافہ ہوا، کیونکہ توانائی کے شعبے نے بنیادی طور پر گردشی قرضوں سے متعلق ادائیگیوں کے تصفیے کے لیے مقامی بینکاری نظام پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ اسی طرح اجناس کے آپریشنز کے لیے مالکاری گذشتہ سال کی نسبت زیادہ رہی کیونکہ گندم کی امدادی قیمت میں اضافے سے خریداری ایجنسیوں کی قرضوں کی ضروریات بڑھ گئیں۔ دریں اثنا، مالی سال 23ء کے دوران ابتر معاشی حالات اور بلند سودی شرحوں کی وجہ سے قرضوں کی لاگت بڑھ جانے سے نجی شعبے کے قرضوں میں کمی آئی، جس سے کاروباری اداروں کے لیے قرضوں کی لاگت میں اضافہ ہوا۔

جہاں تک خالص بیرونی اثاثوں کا تعلق ہے، بالخصوص آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے حوالے سے غیر یقینی صورتِ حال اور بالعموم ملکی معاشی ماحول کی وجہ سے رقوم کی آمد میں کمی نے بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کو متاثر کیا۔ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں اس کمی کی زیادہ تر عکاسی ہوئی۔ تاہم، مالی سال 23ء کی آخری سہ ماہی کے دوران کچھ کثیر فریقی اور کمرشل قرضوں کی فراہمی سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ میں تھوڑی سی کمی آئی، اور اسی وجہ سے خالص بیرونی اثاثوں پر، جو مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد سے مسلسل تخفیف کا رجحان دیکھنے کے بعد تھوڑے سے بڑھ گئے (**شکل 3.9**)۔

واجبات کے لحاظ سے، مالی سال 23ء میں زیرِ گردش کرنسی کی شرح نمو گذشتہ سال کی 9.6 فیصد سے بڑھ کر 20.8 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ مالی سال 23ء کے دوران ڈپازٹس کی نمو کم ہو کر 11.7 فیصد رہ گئی، جو مالی سال 22ء میں 15.1 فیصد تھی (**شکل 3.10**)۔

زیرِ گردش کرنسی میں نصف سے زیادہ اضافہ (55.7 فیصد) مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں مرتکز تھا، جس میں رمضان کا مہینہ اور عید کے دو تہوار شامل تھے۔ اگرچہ رمضان اور عید سے متعلق اخراجات کے لیے ڈپازٹس کا نکلوایا جانا، اس اضافے کی جزواً وضاحت کرتا ہے، بڑھتی ہوئی معاشی غیر یقینی

[6] بنیادی دھاتوں میں یہ شامل ہیں: ایلومینیم، کوبالٹ، تانبا، لوہا، سیسہ، مولیبڈینیم، نکل، ٹن، یورینیم، زنک؛ زراعت کے خام مال میں شامل ہیں: کپاس، اون، لکڑی، ربڑ، اور کھالیں۔

جدول 3.1: زری مجموعے[ع]

بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	اسٹاک میں تبدیلی		نمو		ایم ٹو کی نمو میں حصہ	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
ایم ٹو (الف + ب)	3,304.9	3,927.7	13.6	14.2	13.6	14.2
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	-1,478.0	-1,932.8	-203.9	-256.6	-6.1	-7.0
ب۔ خالص ملکی اثاثے	4,782.9	5,860.5	20.3	20.7	19.7	21.2
میزانی قرضے	3,133.0	3,744.7	20.4	20.2	12.9	13.6
اسٹیٹ بینک	-191.1	105.4	-3.6	2.1	-0.8	0.4
جدولی بینک	3,324.1	3,639.3	33.1	27.2	13.7	13.2
اجناسی سرگرمیاں	229.7	352.3	25.4	31.1	0.9	1.3
نجی شعبے کے قرضے	1,612.1	-72.9	21.1	-0.8	6.6	-0.3
سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے	-43.3	293.7	-3.1	21.5	-0.2	1.1
دیگر اجزا خالص	-156.3	1,116.0	8.7	-56.9	-0.6	4.0
زرِ بنیاد	663.1	2,100.8	7.7	22.5	-	-
زیرِ گردش کرنسی	662.5	1,576.3	9.6	20.8	2.7	5.7
ڈپازٹس	2,615.1	2,327.6	15.1	11.7	10.8	8.4

ع: عبوری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

صورتِ حال اور بلند مہنگائی نے بھی زیرِ گردش کرنسی بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ دریں اثنا، مالی سال 23ء کے دوران ملکی معاشی سرگرمیوں میں مجموعی سُست روی اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں کمی کا بنیادی سبب کم ڈپازٹ مجتمع ہونا تھا۔

زمرہ وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیرِ جائزہ مدت میں نجی کاروباری اداروں اور سرکاری شعبے کے غیر مالی کاروباری اداروں کے ڈپازٹس میں کمی آئی۔ نجی کاروباری اداروں کے ڈپازٹس میں تھوڑی بہت سُست روی بلند شرحِ سود کے ماحول میں اپنے فنڈز استعمال کرنے کی جانب ان کے جھکاؤ کی عکاسی کرتی ہے۔ سرکاری شعبے کے غیر مالی اداروں کے ڈپازٹس میں کمی کی وضاحت دسمبر 2022ء کے بعد سے ایسے چند اداروں کو وفاقی حکومت کے اداروں کے طور پر درجہ بند کرنے سے ہوتی ہے۔ دوسری جانب مالی سال 23 کے دوران غیر بینک مالیاتی اداروں (این بی ایف آئیز) کے ڈپازٹس میں کمی واقع ہوئی کیونکہ انہوں نے زیادہ منافع حاصل کرنے کے مقصد سے اپنے ڈپازٹس کو جزواً سرکاری تمسکات میں منتقل کر دیا۔ دریں اثنا، مالی سال 23ء میں انفرادی ڈپازٹس میں 15.9 فیصد اضافہ ہوا، جو بلند سودی شرحوں کی بنا پر بینکوں کی جانب سے ڈپازٹس پر پیشکش کردہ موزوں منافع کی ترغیب کا مظہر ہے۔

سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے

مالی سال 23ء کے دوران سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضوں میں 293.7 ارب روپے کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ گذشتہ سال قرضوں کی خالص واپسی کا حجم 43.3 ارب روپے تھا۔ زیادہ تر قرضے تیل کی ایک معروف تشہیری اور ترسیلی کمپنی نے توانائی سے متعلق دیگر اداروں سے واجب الوصول رقوم کے باعث سیالیت کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے لیے تھے۔[7] بنیادی طور پر یہ قرضے بلند آپریشنل خسارے کے عکاس ہیں، بالخصوص توانائی کے شعبے میں دیرینہ ساختی نقائص جیسے غیر ہدفی زرِ اعانت، نرخوں کے ردّوبدل میں تاخیر، اور گذشتہ کئی سالوں میں گردشی قرضوں میں اضافہ۔[8] مالی سال 23ء میں توانائی کے شعبے میں مسلسل بڑے پیمانے پر زائد المیعاد

[7] ماخذ: پاکستان اسٹیٹ آئل کا سہ ماہی مالی گوشوارہ برائے اختتام مدت مارچ 2023ء (www.dps.psx.com.pk/download/document/207213.pdf)

[8] آخر مارچ 2023ء کو بجلی کے شعبے کا گردشی قرضہ بڑھ کر 2.5 ٹریلین تک پہنچ گیا، جو آخر جون 2022ء کو 2.3 ٹریلین روپے تھا: ماخذ: آئی ایم ایف (2023ء) کنٹری رپورٹ نمبر 23/260۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

واجبات نے سیالیت کا دباؤ بڑھا دیا۔ یہ امر مالی سال 23ء میں بجلی اور گیس کے نرخوں میں ردّوبدل کے باوجود وقوع پذیر ہوا، تاکہ گردشی قرضوں کے مجتمع ہونے کی رفتار پر قابو پایا جاسکے۔

اجناسی مالکاری

مالی سال 23ء میں اجناسی آپریشنز کے تحت مجموعی مالکاری 352.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ سال 229.7 ارب روپے تھا (**جدول 3.2**)۔ گندم کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں کا ان قرضوں میں غالب حصہ رہا کیونکہ 2022-23ء کے دوران ربیع کے موسم میں کاشت کاروں کو فائدہ پہنچانے کی خاطر گندم کی کم از کم امدادی قیمت بڑھادی گئی تھی۔[9] گندم کی موسمی خریداری کے حوالے سے تمام قرضے مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں مرتکز تھے۔[10] دریں اثنا، مالی سال 23ء میں چینی کی خریدنے والی ایجنسیوں کے قرضوں میں اضافہ ہوا، کیونکہ حکومت نے جنوری 2023ء میں شوگر ملوں کو ڈھائی لاکھ میٹرک ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دی تھی (**باب 6**)۔

سرکاری قرضے

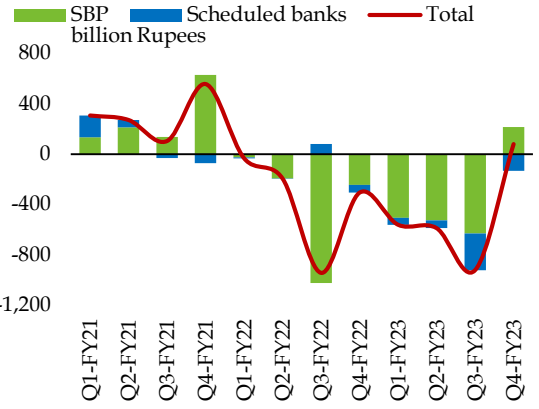
گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں بینکاری نظام سے حکومت کے میزانی قرضوں میں 20.2 فیصد اضافہ ہوا۔ بڑے مالی خسارے کے ہمراہ بیرونی رقوم کی عدم دستیابی کی وجہ سے حکومت کا خسارے کی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں پر انحصار بڑھ گیا۔ نتیجتاً حکومت نے مالی سال 23ء میں کمرشل بینکوں سے 3639.3 ارب روپے کا قرضہ لیا، جس کا حجم گذشتہ سال 3324.1 ارب روپے تھا (**شکل 3.11**)۔

ابتدائی نیلامی

مالی سال 23ء کے دوران بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بیرونی دباؤ کی وجہ سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 825 بی پی ایس کا اضافہ ہوا، جس کی وجہ سے سال بھر سرکاری تمسکات کی نیلامی میں قطع شرح ریٹ پر دباؤ بڑھا۔ مزید برآں، مارکیٹ کا جھکاؤ سہ ماہی ٹی بلز اور رواں شرح کوپن پی آئی بیز (پی ایف ایلز) کی طرف رہا تاکہ درمیانی مدت میں شرح سود میں اضافے کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کو کم سے کم کیا جاسکے۔ مالکاری کی وسیع ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ثانوی دور کے خطرات پر قابو پانے کے لیے، حکومت نے اپنے تئیں پی ایف ایل کے لیے بلند اہداف (عرصیت کی بنیاد پر) بھی مختص کیے ہیں۔ (**جدول 3.3**) خاص طور پر، حکومت نے نیلامی کے اہداف کا لگ بھگ نصف (تقریباً 46.1 فیصد) پی ایف ایل کو مقرر کیا، اس کے بعد متغیر ریٹنل شرح حکومتِ پاکستان کے اجارہ صکوک (وی آر آر) کے لیے 22.3 فیصد اور ٹی بلوں کے لیے 13.6 فیصد مقرر کیا۔

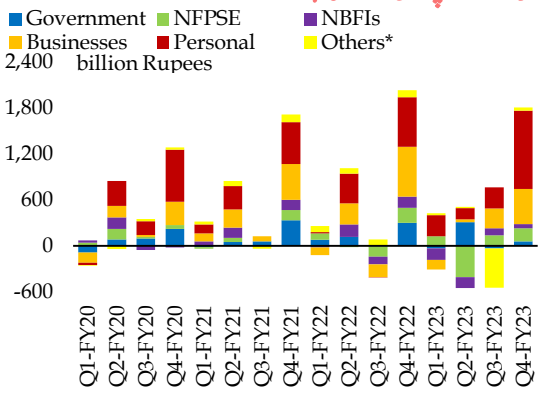
بحیثیتِ مجموعی مالی سال 23ء میں مارکیٹ نے ہدف سے تقریباً دوگنی رقم کی پیش کش کی۔ ٹی بلز کے اندر حکومت نے زیادہ تر اہداف (عرصیت کا خالص)

شکل 3.9: سہ ماہی وار خالص بیرونی اثاثوں کا بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.10: ڈپازٹس کا سہ ماہی بہاؤ



* Others include: trusts and non-resident deposits

Source: State Bank of Pakistan

[9] ماخذ: وزارتِ خزانہ: سندھ اور پنجاب کی صوبائی حکومتوں نے فصلی سال برائے 24-2023ء کے لیے گندم کی کم از کم فی 40 کلوگرام امدادی قیمت بالترتیب 2200 روپے سے بڑھا کر 3900 روپے اور 4000 روپے کر دی تھی۔

[10] مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران، گندم کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں کے خالص قرضے 357.6 ارب روپے تھے۔

جدول 3.2: اجناسی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

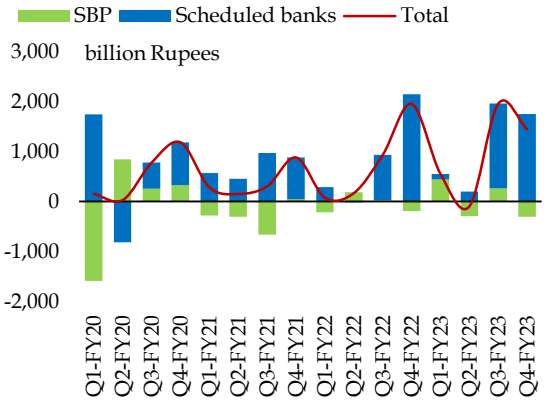
	م س22ء	م س23ء
مجموعی	**229.7**	**352.3**
گندم	223.5	299.1
چینی	-0.2	39.9
کپاس	0.1	0.2
چاول	0.0	0.0

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سالانہ اور اس کے بعد ششماہی بلوں کو تفویض کیے۔ مارکیٹ کی شرح سود میں اضافے کی توقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، مارکیٹ کی بیشتر پیشکشیں سہ ماہی ٹی بلز پر مرتکز تھیں، جن میں مالی سال 23ء کے دوران پیشکش تا ہدف تناسب 3.9 تھا (**شکل 3.12**)۔ دوسری جانب ششماہی اور سالانہ بلوں کی پیشکشیں ہدف سے کم رہیں۔ پالیسی ریٹ میں اضافے کے بعد سال کے دوران تقریباً تمام نیلامیوں کی قطع شرح میں اضافہ ہوا۔ سرمایہ کاروں کی سہ ماہی تمسکات میں گہری دلچسپی نے حکومت کو اس تمسک کے لیے پیشکش کردہ رقم کا تقریباً 60 فیصد قبول کرنے پر مجبور کیا۔ زیادہ تر اجرا چوتھی سہ ماہی میں کیے گئے تھے، جب سرمایہ کار فنڈز کو پی ایف ایلز میں مقید رکھنے سے گریزاں تھے۔[11]

سال کے دوران پی ایف ایلز کے لیے مارکیٹ کے رویے میں تبدیلی آئی۔ سہ ماہی رجحانات سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی کے دوران پی ایف ایل کے لیے مارکیٹ کی پیشکش ہدف کی رقم سے تنگی سے زیادہ رہی تھی، تاکہ وسط مدتی اور طویل مدتی متغیر شرح کے آلات میں فنڈز کی سرمایہ کاری کرکے پرکشش منافع سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ تاہم مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں مارکیٹ پی ایف ایلز سے دور ہوکر ٹی بلز اور معین شرح پی آئی بیز کی طرف منتقل ہوگئی۔ مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں پی ایف ایلز کے لیے پیشکش تا ہدف تناسب کم ہوکر 1.0 گنارہ گیا، جو پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران اوسطاً تگنا تھا۔ معین شرح پی آئی بیز پر بلند نفع نے اسے ایک پرکشش آلہ بنا دیا، کیونکہ مارکیٹ پچھلی سہ ماہی میں پالیسی ریٹ برقرار رہنے یا اس میں کمی کی توقع کررہی تھی۔

شکل 3.11: بینکاری نظام سے حکومت کی قرض گیری



Source: State Bank of Pakistan

مجموعی طور پر مالی سال 23ء میں معین شرح پی آئی بیز کی مجموعی قبولیت عرصیت کی رقم سے تھوڑی سی متجاوز رہی کیونکہ مارکیٹ نے موجودہ بلند شرح ہائے سود پر فنڈز کی سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی ظاہر کی تھی، جو عرصیت کے خالص اہداف سے دگنے کی پیشکش کررہے تھے۔ تاہم، قرض کی بلند لاگت سے بچنے کے لیے، حکومت نے مقررہ شرح پی آئی بیز میں پیشکش کردہ رقم کا صرف ایک تہائی قبول کیا۔

روایتی مارکیٹ کی طرح، حکومت نے شریعت سے ہم آہنگ متغیر رینٹل شرح (وی آر آر) ش کے لیے بلند اہداف (عرصیت کا خالص) مقرر کیے۔ تاہم مالی سال 23ء کی پہلی تین سہ ماہیوں میں اسلامی تمسکات میں مارکیٹ کی دلچسپی کم رہی (**جدول 3.3**)۔ مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتِ پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی صرف 5 سالہ بانڈز پر مشتمل تھی کیونکہ مارکیٹ کو بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں 5 سالہ ایف آر آر منافع بخش محسوس نہیں ہوا، اور وہ وی آر آر کی طرف منتقل ہوگئی۔ بہرحال، مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 1 سالہ اجارہ صکوک کے متعارف کرانے اور 3 سالہ اجارہ صکوک کو دوبارہ متعارف کرانے سے ان آلات میں مارکیٹ کی دلچسپی بحال ہوئی۔ مزید برآں، نسبتاً کم مدت والے صکوک متعارف کروانے کے بعد، مارکیٹ نے 5 سالہ ایف آر آر کے لیے کوئی بولی نہیں دی۔ اسی طرح مئی اور جون 2023ء کے علاوہ، 5 سالہ وی آر آر کے لیے بھی پیشکشیں سارا سال کم رہیں۔

[11] حکومت نے مالکاری ضروریات میں تیزی سے اضافے کے پیش نظر، روایتی آلات کے ذریعے عرصیت سے منہا بنیاد پر نیلامی سے پہلے کے ہدف سے تقریباً تین گنا رقم مجتمع کی۔

جدول3.3: نیلامی کا خلاصہ

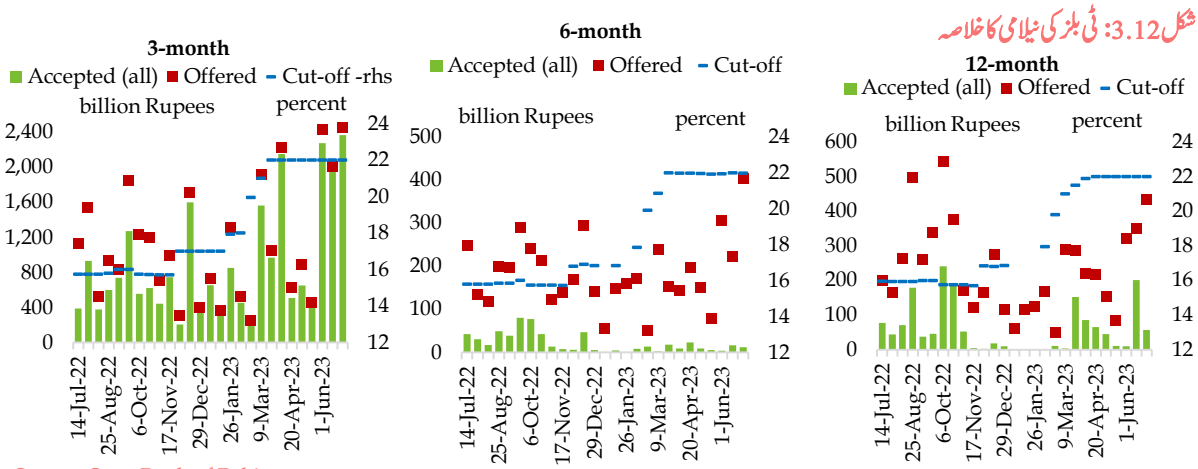
ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیشکش کردہ (مجموعی)	منظور شدہ (تمام)
		ٹریژری بلز		
سہ1م س23ء	4,950.0	5,061.3	9,731.1	5,023.9
سہ2م س23ء	5,800.0	5,798.7	9,641.2	5,235.5
سہ3م س23ء	5,400.0	5,104.0	8,207.9	5,255.3
سہ4م س23ء	8,275.0	7,726.6	14,387.2	10,957.0
م س23ء	**24,425.0**	**23,690.6**	**41,967.4**	**26,471.7**
		پاکستان سرمایہ کاری بانڈز		
معین شرح				
سہ1م س23ء	500.0	1,132.2	1,977.0	687.0
سہ2م س23ء	525.0	-	977.4	255.5
سہ3م س23ء	300.0	-	358.4	26.4
سہ4م س23ء	360.0	-	765.5	333.5
م س23ء	**1,685.0**	**1,132.2**	**4,078.3**	**1,302.4**
رواں شرح				
سہ1م س23ء	620.0	-	2,123.7	1,253.4
سہ2م س23ء	840.0	292.3	3,147.9	2,152.7
سہ3م س23ء	970.0	-	1,908.1	1,396.7
سہ4م س23ء	1,030.0	682.3	1,048.0	552.4
م س23ء	**3,460.0**	**974.6**	**8,227.7**	**5,355.2**
		اجارہ صکوک		
جی آئی ایس -ایف ایف آر				
سہ1م س23ء	65.0		78.1	19.7
سہ2م س23ء	120.0		5.6	0.2
سہ3م س23ء	110.0		6.2	1.2
سہ4م س23ء	120.0		241.7	113.9
م س23ء	**415.0**	**-**	**331.6**	**135.0**
جی آئی ایس-وی آر آر				
سہ1م س23ء	195.0		220.3	101.1
سہ2م س23ء	280.0		372.0	243.8
سہ3م س23ء	360.0		112.8	35.5
سہ4م س23ء	370.0		591.1	355.5
م س23ء	**1,205.0**	**-**	**1,296.2**	**735.9**
کُل م س23ء	**31,190.0**	**25,797.4**	**55,901.2**	**34,000.2**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شریعت سے ہم آہنگ آلات میں کم پیشکشوں کی ایک اور وجہ اسلامی بینکاری اداروں (آئی بی آئیز) کے لیے مارکیٹ میں سیالیت کی قدرے سخت صورتِ حال تھی۔ اگرچہ مختصر مدت کے اجارہ صکوک متعارف کرائے جانے سے اس خلا کو پُر کرنے میں مدد ملی، تاہم کم ڈپازٹس کی وجہ سے مارکیٹ بلند نفع کمانے کے موقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکی۔ اس امر کے ہمراہ، بازارِ زر کے سودوں ادخالات کی عرصیت اور تمسکات کے مابین عدم توازن نے اسلامی قرضہ جاتی تمسکات کے لیے مارکیٹ میں شرکت کو محدود کر دیا۔ مثلاً، بازارِ زر کے سودوں کی طویل ترین مدت 77 دن ہے، جبکہ حکومتِ پاکستان کے اجارہ صکوک مختصر ترین مدت ایک سال ہے۔ ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے،

شکل 3.12: ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ



Source: State Bank of Pakistan

حکومت نے وی آر آر سے اپنے عرصیت کے خالص ہدف کی مد میں صرف 61.1 فیصد اور ایف آر آر سے 32.5 فیصد رقم مجتمع کی۔

دریں اثنا، شرح سود میں اضافے کے ہمراہ مہنگائی کی بلند توقعات، معاشی غیر یقینی صورتِ حال، بیرونی شعبے کی کمزوریوں اور مالکاری کے محدود موقعوں نے خطِ یافت کو اوپری جانب موڑ دیا (**شکل 3.13**)۔ اس کے نتیجے میں ثانوی مارکیٹ کی یافتوں اور پالیسی ریٹ کے درمیان تفاوت میں اضافہ ہوا، بالخصوص، مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں۔ مثلاً، سالانہ تمسکات کے لیے پالیسی ریٹ اور یافتوں کے درمیان اوسط سہ ماہی تفاوت بڑھ کر 132.5 بی پی ایس، ششماہی کے لیے 126.7 اور سہ ماہی تمسکات کے لیے 102.4 تک پہنچ گیا۔

مجموعی زمرے میں، پالیسی ریٹ میں کُل 825 بی پی ایس اضافے کے ردِ عمل میں سہ ماہی تمسک کی یافت 767 بی پی ایس بڑھی، جبکہ ششماہی اور سالانہ تمسکات کے لیے بالترتیب 772 بی پی ایس اور 763 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔ دوسری جانب مالی سال 23ء کے دوران طویل مدتی آلات کی یافت میں اضافہ نسبتاً کم رہا، جس میں 5 سالہ بانڈز میں 315 بی پی ایس، 10 سالہ بانڈز میں 240 بی پی ایس اور 20 سالہ بانڈز میں 178 بی پی ایس کا اضافہ ہوا، جو طویل مدت میں زری پالیسی میں نرمی آنے اشارہ ہے۔

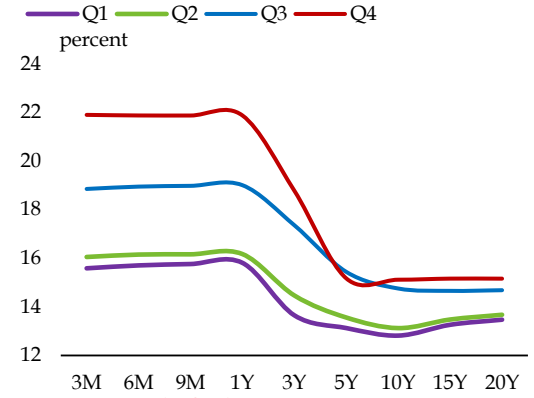
بین البینک سیالیت

گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں بین البینک زری مارکیٹ کی سیالیت کی ضروریات کافی زیادہ رہیں۔ سیالیت کی بڑھتی ہوئی مانگ میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا۔ اوّل، بیرونی مالکاری کی عدم دستیابی اور اسٹیٹ بینک سے قرضے لینے پر پابندی کی وجہ سے حکومت نے اپنی مالکاری ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ تر کمرشل بینکوں پر انحصار کیا۔ دوم، حکومت نے بیرونی قرضوں کی خالص واپسی کی، جو روپوں میں ایک ٹریلین روپے سے زائد ہیں، جس سے بین البینک منڈی سے سیالیت ختم ہوگئی۔ سوم، بڑھتی ہوئی معاشی غیر یقینی صورتِ حال اور مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے زیرِ گردش کرنسی میں بڑی وسعت آئی، جو مالی سال 22ء میں 662.5 ارب روپے کی نسبت مالی سال 23ء میں تقریباً 1.6 ٹریلین روپے تک بڑھ گئی۔ آخراً، رسدی اعتبار سے مالی سال 23ء میں کمرشل بینکوں کے ڈپازٹ مجتمع ہونے سے خاصی پستی آئی۔

اسٹیٹ بینک نے مذکورہ بالا عوامل کی وجہ سے بین البینک سیالیت کی صورتِ حال پر نمایاں دباؤ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، سات روزہ اور بازارِ زر کے طویل مدتی سودوں کے ذریعے سیالیت فراہم کی۔ مالی سال 23ء میں بازارِ زر سودوں کا اوسط واجب الادا اسٹاک دگنے سے زائد بڑھ کر 5823.7 ارب روپے تک پہنچ گیا جو مالی سال 22ء میں 2495.4 ارب روپے تھا۔ مالی سال 23ء میں 63 دن اور 77 دن کے بازارِ زر کے طویل مدتی سودوں کا مجموعی سیالی ادخالات میں حصہ خاصا بڑھ کر 56.8 فیصد تک پہنچ گیا، جو گذشتہ سال 5.0 فیصد تھا۔

مارکیٹ کی بلند سیالی ضروریات پوری کرنے کے لیے بازار زر کے ان طویل مدتی سودوں کے تعدّد اور حجم میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔ مالی سال 23ء میں اسٹیٹ بینک نے مجموعی طور پر بازارِ زر کے 41 طویل مدتی سودوں کے ذریعے 32.5 ٹریلین روپے کا ادخال کیا، اس کی نسبت مالی سال 22ء میں بازارِ زر کے 9 طویل مدتی سودوں کے ذریعے 5.7 ٹریلین روپے کا ادخال کیا گیا تھا۔ چنانچہ،

شکل 3.13: اوسط سہ ماہی خط یافت



Source: State Bank of Pakistan

بازارِ زر کے طویل مدتی سودوں کے ذریعے فراہم کی جانے والی سیالیت مارکیٹ کی ضروریات سے زیادہ تھی، اس لیے مالی سال 23ء میں بیشتر اوقات (125 ایام) شبینہ ریپو ریٹ پالیسی (ہدف) ریٹ سے کم رہے (**شکل 3.14**)۔ دریں اثنا، پچھلی سہ ماہی کے علاوہ، مالی سال 22ء کی نسبت مالی سال 23ء کے دوران زری منڈی میں شبینہ ریپو ریٹ زیادہ اتار چڑھاؤ کا شکار رہا۔[12] مالی سال 22ء میں شبینہ ریپو ریٹ بیشتر اوقات پالیسی ریٹ سے متجاوز رہا، جس کی وجہ سیالیت کی ضروریات میں اضافہ اور مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے زری سختی کی بابت مارکیٹ کی توقعات دونوں ہیں۔

مالی سال 23ء میں لگ بھگ سارا سال اسٹیٹ بینک کو ریڈور کی نچلی سطح پر زیادہ سرگرمی سے بھی یہ امر عیاں ہوتا ہے۔[13] مزید برآں، اسٹیٹ بینک نے بین البینک منڈی سے اضافی سیالیت کے انجذاب کی خاطر 20 مرتبہ بازارِ زر کے سودوں کا انعقاد کیا، جو گذشتہ سال میں پانچ مرتبہ کیا گیا تھا جبکہ سیالیت کے انجذاب کی غرض سے بازارِ زر کے ہر ایک سودے کا حجم، مالی سال 22ء کے 178.2 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں تقریباً دگنا ہو کر 336.7 ارب روپے تک پہنچ گیا (**جدول 3.4**)۔

تاہم، مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کی نسبت مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں شبینہ ریپو ریٹ کی زد پذیری پست تھی (**شکل 3.15**)۔ مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور حکومت کی بڑھتی ہوئی قرضوں کی ضروریات کی روشنی میں شرح سود میں اضافے کے حوالے سے مارکیٹ کی توقعات نے شبینہ ریپو ریٹ میں بلند زد پذیری پیدا کر دی۔ دوسری جانب مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں مارکیٹ کو پالیسی ریٹ میں کمی یا بر قرار رہنے کی توقع تھی، مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں بیشتر وقت پالیسی ریٹ 21 فیصد پر رہا، جس کے نتیجے میں بھی پالیسی ریٹ سے انحراف کم ہی ہوا۔

اسٹیٹ بینک نے اسلامی بینکاری اداروں کی سیالیت کو موثر طریقے سے منظم کرنے کے لیے مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی سے شریعت سے ہم آہنگ مضاربہ پر مبنی بازارِ زر کے ادخالات (صرف انجکشن) کا آغاز کر دیا ہے۔[14] بازارِ زر کے ان ادخالات ان کا اوسط واجب الادا اسٹاک مالی سال 23 کے دوران تھوڑا سا بڑھ 539.0 ارب روپے ہو گیا جو مالی سال 22 میں 467.3 ارب روپے تھا۔ یہ اضافہ مضاربہ پر مبنی کرنسی مارکیٹ میں سیالیت کی نسبتاً سخت صورتِ حال کی نشاندہی کرتا ہے۔

3.4 نجی شعبے کے قرضے

مالی سال 23ء میں نجی شعبے کے قرضوں میں 0.8 فیصد کمی آئی، اس کی نسبت گذشتہ سال اس میں 21.1 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 3.16**)۔ مالی سال 23ء میں متعدد عوامل نے نجی شعبے کے قرضوں کی حوصلہ شکنی کی۔ اوّل، معاشی سرگرمی کی رفتار میں پالیسی پر مبنی اعتدال نے صنعتوں کی قرضے کی طلب دھیمی کر دی تھی۔ اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کے ترسیلی طریقہ کار کو پختہ کرنے کے لیے برآمدی مالکاری اسکیم اور طویل مدتی مالکاری اسکیم کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے بھی منسلک کیا۔[15] مزید برآں، ایک نیا فریم ورک تیار کیا گیا

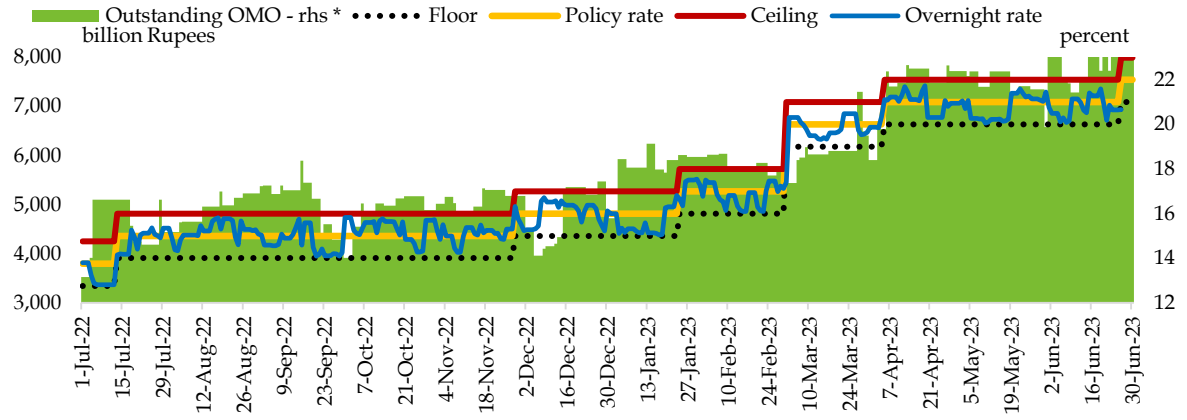
[12] م س 22ء میں 218 بی پی ایس کی نسبت م س 23ء میں شبینہ ریپو ریٹ کا معیاری انحراف تقریباً 257 بی پی ایس تھا۔

[13] مجموعی زمروں میں مارکیٹ نے اسٹیٹ بینک کی ریپو سہولت کو 558 بار استعمال کیا اور مالی سال 23ء کے دوران مجموعی طور پر 17.1 ٹریلین روپے لگائے، جبکہ مالی سال 22ء میں 217 مواقع پر 7.3 ٹریلین روپے رکھے گئے تھے۔

[14] فی الحال یہ طریقہ کار صرف اسلامی بینکوں کو او ایم او ادخالات کے ذریعے یا اسٹیٹ بینک ریورس ریپو (حد) سہولت کے ذریعے مرکزی بینک سے قرض لینے کی اجازت دیتا ہے۔ جبکہ او ایم او انجذاب اور ایس بی پی ریپو (نچلی سطح) کی سہولت اسلامی بینکاری اداروں کے لیے دستیاب نہیں ہے۔

[15] اسٹیٹ بینک نے برآمدی مالکاری سہولت کی شرحوں میں اوسطاً (مالی سال 22ء میں تقریباً 4 فیصد) اضافہ کیا اور طویل مدتی مالکاری سہولت (مالی سال 22 میں تقریباً 5 فیصد سے) کی شرح کو مالی سال 23ء میں 13 فیصد سے زائد کر دیا۔ ماخذ: آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 6، 7، 11 اور 13 برائے 2022ء، اسٹیٹ بینک۔

شکل 3.14: مالی سال 23ء میں سیالیت کے اظہاریے



Source: State Bank of Pakistan

ہے، جس کے تحت دو سب سے بڑی نومالکاری اسکیموں (ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف) میں اسٹیٹ بینک کی آپریشنل شمولیت جولائی 2023ء سے شروع ہونے والی 5 سالہ عبوری مدت کے اختتام پر ختم ہو جائے گی۔[16] جون 2022ء کے بعد سے نومالکاری اسکیموں کے تحت قرضے عروج پر پہنچ گئے ہیں، جبکہ جون 2023ء تک ای ایف ایس کے تحت واجب الادا رقم 5.4 فیصد گھٹ کر 688.4 ارب روپے رہ گئی، جو جون 2022ء تک 728.1 ارب روپے تھی (**شکل 3.17**)۔

جدول 3.4: بازارِ زر کے سودوں کے انجذاب

	انجذاب کی کُل تعداد		فی انجذاب اوسط رقم	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
سہ 1	1	6	203.0	432.9
سہ 2	2	5	47.7	178.2
سہ 3	0	4	-	503.1
سہ 4	2	5	296.3	246.7
کُل	5	20	178.2	336.7

ماخذ: بینک دولت پاکستان

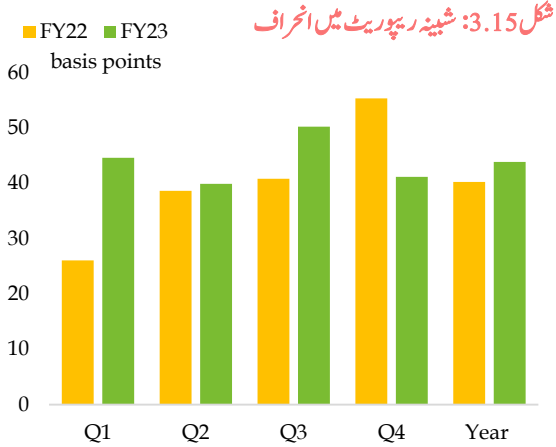
یہ کمی بنیادی طور پر جاری سرمائے کے قرضوں کی وجہ سے آئی، جبکہ معین سرمایہ کاری قرضوں کی نمو میں کمی آئی۔ مالی سال 23ء میں اسٹیٹ بینک کے قرض گاری سرویز کے مطابق قرضوں کی مجموعی طلب میں کمی کئی عوامل کی وجہ سے ہوئی جن میں ابتر معاشی صورتِ حال، سیاسی غیر یقینی صورتِ حال اور قرضوں کی بڑھتی ہوئی لاگت شامل ہیں۔ گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں قرضوں کی پست طلب بھی بینکوں کو موصولہ قرضوں کی درخواستوں کی مجموعی تعداد میں 5.1 فیصد کمی سے مطابقت رکھتی ہے۔

طلب کے لحاظ سے، ملکی معاشی سرگرمیوں اور تعمیرات میں سُست روی قرضوں کے حجم میں نمایاں کمی پر منتج ہوئی۔ مزید برآں، سیلاب سے متعلق مشکلات اور زرمبادلہ کی رکاوٹوں کی وجہ سے حکومت اور اسٹیٹ بینک نے مالی سال 23ء میں ملکی طلب اور درآمدات پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات متعارف کرائے، جس سے معاشی سرگرمیوں پر بھی اثر پڑا اور بالآخر نجی شعبے کے قرضے متاثر ہوئے۔ بالخصوص، زیرِ جائزہ مدت میں خام مال کی دستیابی میں رکاوٹوں کے نتیجے میں اشیاسازی کے مختلف کاروبار بشمول ٹیکسٹائل، گاڑیوں اور صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے جزوی طور پر بند ہو گئے۔[17] مالی سال 23ء کے دوران مکمل استعداد بروئے کار لانے میں کمی نے بھی اس میں اضافہ کیا (**شکل 3.18**)۔

[16] ماخذ: بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (2023ء)۔ کنٹری رپورٹ نمبر 260/23، واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

[17] ماخذ: پاکستان اسٹاک ایکس چینج، نشاط چونیاں لمیٹڈ (www.dps.psx.com.pk/download/document/199808.pdf); Crescent Fibres Ltd. (www.dps.psx.com.pk/company/CFL); Pak Suzuki Motor Company Ltd. (www.dps.psx.com.pk/download/document/205072.pdf); Indus Motor Company Ltd. (www.dps.psx.com.pk/download/document/207293.pdf); Attock Refinery Ltd. (www.dps.psx.com.pk/download/document/207869.pdf)

شکل 3.15: شیبنہ رپورٹ میں انحراف



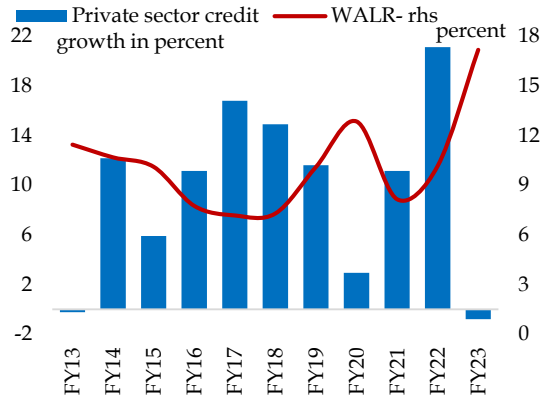
Source: State Bank of Pakistan

طلب و رسد کے ملے جلے عوامل سے ٹیکسٹائل شعبے کے جاری سرمائے کے قرضوں کا استعمال کم ہوگیا

مالی سال 23ء میں ٹیکسٹائل شعبے کے قرضے کم ہو کر 55.9 ارب روپے رہ گئے، جو گذشتہ سال 237.7 ارب روپے تھے (**جدول 3.6**)۔ اس کمی میں متعدد عوامل کارفرما رہے۔ اوّل، ملکی اور بین الاقوامی دونوں منڈیوں میں ٹیکسٹائل مصنوعات کی مجموعی طلب متاثر ہوئی ہے، جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 23ء میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی مقامی اور برآمدی فروخت میں سُست روی سے مطابقت رکھتی ہے (**شکل 3.19**)۔ عالمی محاذ پر، لاگتِ حیات اور رہن کی شرح کے باعث سُست معاشی سرگرمی نے ملک کی ٹیکسٹائل مصنوعات کی طلب کو متاثر کیا ہے، جس کی عکاسی اس مدت میں اہم ٹیکسٹائل مصنوعات کے پست برآمدی حجم سے ہوتی ہے (باب 6)۔ دوم، اس کے ساتھ ساتھ 30 جون 2022ء کے بعد سے ٹیکسٹائل صنعت علاقائی مسابقتی توانائی ٹیرف (آر سی ای ٹی) کے خاتمے سے بھی متاثر ہوئی۔[18]

سوم، سیلاب نے کپاس کی فصل کی پیداوار کو بری طرح متاثر کیا، جو مالی سال 23ء میں 41.0 فیصد کم ہوگئی۔[19] مالی سال 23ء میں ٹیکسٹائل صنعت کو ملکی کپاس کی پست دستیابی سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے (اہم ٹیکسٹائل اشیا) کی پیداوار میں بالترتیب 22.1 فیصد اور 12.4 فیصد کمی لانے کا بنیادی محرک بنی، جس کی وجہ سے صنعت نے بھی کم قرضوں حاصل کیے۔

شکل 3.16: نجی شعبے کو قرضہ



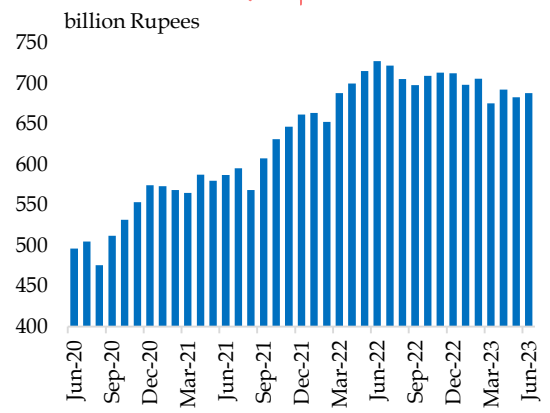
Source: State Bank of Pakistan

چہارم، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، برآمدی مالکاری کی شرحوں کو پالیسی ریٹ کے ساتھ منسلک کرنے سے ای ایف ایس کی شرح مالی سال 22ء میں تقریباً 4 فیصد کی نسبت مالی سال 23ء میں بڑھ کر اوسطاً 13 فیصد سے زائد تک پہنچ گئی، جس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ قرضوں میں کمی آگئی ہو۔ ٹیکسٹائل شعبے کی کارکردگی کی عکاسی بھی غیر فعال قرضوں کے مجموعی اضافے سے ہوتی ہے (**شکل 3.20**)۔

ذخائر کی سطح بڑھنے کے ہمراہ دگرگوں مالی صورتِ حال نے پیٹرولیم مصنوعات کی صفائی کے لیے جاری سرمائے کی طلب بڑھادی

صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات کا شعبہ اُن شعبوں میں شامل ہے، جنہوں نے گذشتہ برس کی نسبت قرضوں کا زائد استعمال کیا۔ قرضوں میں اس اضافے کو

شکل 3.17: برآمدی مالکاری اسکیم (واجب الادا اسٹاک)

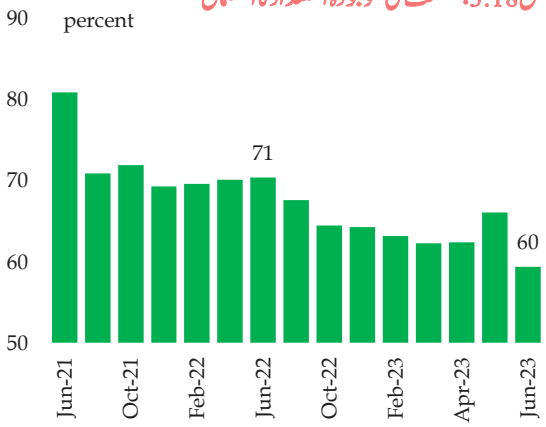


Source: State Bank of Pakistan

[18] ماخذ: ایپٹما پریس ریلیز بتاریخ 21 جولائی 2022ء (www.aptma.org.pk/wp-content/uploads/2023/08/16.-21st-July-2022.pdf)

[19] ماخذ: وزارت خزانہ (2022-23ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

شکل 3.18: صنعت کی موجودہ استعداد کا استعمال



Source: Business Confidence Survey, State Bank of Pakistan

شعبے کی خراب مالی صورتِ حال سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کچھ بڑی آئل ریفائنریوں نے ذخائر کی بلند سطح کے انتظام کی خاطر اپنے ڈسٹیلیشن یونٹس عارضی طور پر بند کر دیے تھے، جو مالی سال 23ء میں پٹرولیم مصنوعات کی طلب میں کمی کے سبب 66.0 فیصد تک بڑھ گئے تھے۔[20،21]

تعمیراتی سرگرمیوں میں سُست روی کے باعث لوہے اور فولاد کے شعبے نے قرضوں کی خالص واپسی کی

لوہے اور فولاد کے شعبے کی جانب سے 37.6 ارب روپے کی خالص واپسی کی بنا پر جاری سرمائے کے قرضوں میں سب سے بڑی کمی آئی، جبکہ گذشتہ سال 32.4 ارب روپے کے قرضے لیے گئے تھے۔ جس سے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں تعمیراتی سرگرمیوں میں سُست روی کی عکاسی ہوتی ہے، جس نے لوہے اور فولاد سمیت تعمیرات سے وابستہ شعبوں کی طلب گہنادی۔ یہ امر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگراموں کے مصارف کی شرح میں کمی سے عیاں ہوتا ہے، جو مالی سال 22ء میں 33.5 فیصد سے گھٹ کر مالی سال 23ء میں 17.1 فیصد رہ گئے۔ مزید برآں، آمدنی میں کمی، ترسیلاتِ زر میں کمی، فصلوں کے نقصانات اور معاشی سرگرمیوں میں عمومی گراوٹ نے نجی شعبے کی تعمیراتی سرگرمیوں کو سُست روی سے دوچار کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ، درآمدی رکاوٹوں اور تعمیراتی سازوسامان کی کم دستیابی نے بھی اس شعبے کی قرضوں کی ضروریات کو متاثر کیا۔[22]

جدول 3.5: پست معاشی سرگرمیوں کے باعث قرضے کی طلب میں سُست روی

نمو فیصد میں

	م س22ء	م س23ء
پیداواری لاگت		
شرح مبادلہ* (روپے/ڈالر)	-9.8	-28.5
بجلی کے نرخ	22.6	25.6
ایندھن کی ملکی قیمتیں	37.8	62.0
کپاس کے نرخ	69.1	8.8
گنے کے نرخ	13.6	27.5
تعمیراتی سازوسامان	11.4	32.5
معاشی سرگرمیاں		
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	11.7	-10.3
کاروں کی فروخت	54.9	-58.7
پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت	14.4	-26.5
سیمنٹ کی ترسیل	-1.0	-16.0
سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام	33.5	17.1
ترسیلاتِ زر	6.2	-13.6

*بینک کی رواں یومیہ اوسط شرح مبادلہ

ماخذات: اسٹیٹ بینک، وزارتِ خزانہ، پاکستان دفتر شماریات، پاما، عالمی بینک

مالی سال 23ء میں غیر اشیا سازی کے شعبوں میں، تھوک اور خردہ تجارتی اداروں نے 73.6 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ گذشتہ سال 64.3 ارب روپے کے قرضے لیے گئے تھے۔ گذشتہ سال یہ اضافہ بڑی آئل مارکیٹنگ کمپنیوں (او ایم سیز) کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد کے لیے بلند قرض گیری کے سبب ہوا تھا۔ تاہم، مالی سال 23ء کے دوران معاشی سرگرمیاں مجموعی طور پر دھیمی ہونے وجہ سے پیٹرولیم مصنوعات کی طلب پست ہوئی، جس کے باعث آئل مارکیٹنگ کمپنیوں نے اپنے قرضے واپس کیے (**جدول 3.5**)۔[23] مزید یہ کہ مالی سال 23ء میں قرضوں کی واپسی کھادوں کے تھوک کاروباری اداروں طرف سے دیکھنے میں آئی، کیونکہ عالمی منڈی میں 'ڈی اے پی' کی قدرے پست قیمتوں کے باعث تھوک فروخت کے اداروں

[20] ماخذ: پاکستان اسٹاک ایکسچینج
www.dps.psx.com.pk/download/document/207869.pdf

[21] ماخذ: ایس بی پی؛ سہ ماہی مالی گوشواروں کا تجزیہ برائے منتخب فہرستی غیر مالی کمپنیاں، 31 مارچ، 2023ء

[22] گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں فولاد سازی میں 5.1 فیصد کمی آئی۔

[23] مالی سال 23ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 26.5 فیصد سال بسال کمی درج کی گئی۔ اسی طرح سال کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم میں بھی 38.4 فیصد کمی آئی۔

جدول 3.6: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے

بہاؤ ارب روپے میں

	مجموعی قرضے*		جاری سرمایہ**		معین سرمایہ کاری	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
نجی شعبے کے کاروبار	1,215.5	31.1	698.8	-145.0	451.4	173.8
اشیاسازی	903.0	89.4	610.0	-39.9	279.6	128.8
ٹیکسٹائل	364.1	95.2	237.7	55.9	122.2	40.3
صاف شدہ پٹرولیم مصنوعات	2.9	47.2	4.4	45.4	-1.5	1.9
بنیادی دواسازی کی مصنوعات	11.0	17.3	9.2	15.7	0.0	1.9
سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر	42.6	36.5	7.9	9.9	34.3	27.0
ملبوسات	53.8	10.4	42.8	5.9	8.9	4.6
چاول کی پروسیسنگ	33.1	3.3	27.2	4.7	5.7	-1.4
نباتی اور جانوروں کے تیل اور چربی	6.2	1.9	4.4	0.8	1.5	1.1
شکر	47.3	-12.3	49.2	-1.2	-1.9	-11.4
کھاد	-1.5	-8.4	-9.9	-6.1	8.4	-2.3
گاڑیاں	29.9	-12.8	18.2	-13.0	10.7	1.2
کاغذ اور کاغذی مصنوعات	40.9	3.9	24.9	-15.9	16.0	19.7
خام کیمیائی اجزا	31.0	-3.9	24.4	-20.5	6.6	16.7
بنیادی لوہا اور فولاد	44.2	-35.5	32.4	-37.6	11.8	2.3
ٹیلی مواصلات	91.2	63.2	-4.3	14.9	95.4	48.3
زراعت، جنگلات اور ماہی گیری	34.2	17.9	19.2	-6.2	13.9	24.2
تعمیرات	33.9	1.9	-0.4	9.4	-4.4	1.0
رئیل اسٹیٹ کی سرگرمیاں	6.2	-0.8	0.7	0.7	0.7	-2.3
کان کنی اور کوہ کنی	-3.1	14.4	-8.6	16.9	5.5	-2.5
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	58.8	-47.6	17.2	-41.8	41.7	-5.8
ٹرانسپورٹ اور محفوظ ذخیرہ کاری	13.5	-8.4	10.0	-2.3	2.9	-6.1
تھوک اور خوردہ تجارت	69.3	-69.9	64.3	-73.6	2.7	-9.1

* تعمیراتی مالکاری کے زمرے میں م س22ء اور م س23ء میں مجموعی قرضے بشمول خالص قرضے بالترتیب 65.3 ارب روپے اور 2.3 ارب روپے رہے۔ نجی شعبے کے کاروباری اداروں میں شعبہ جاتی تطبیق کے باعث قرضوں کے اعداد و شمار جون 2020ء سے ترمیم شدہ ہیں، (ملاحظہ کریں، آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 28 برائے 2020ء)۔ چنانچہ اس جدول میں ضروری نہیں مجموعی قرضے جاری سرمائے اور معین سرمایہ کاری قرضوں کے مجموعے کے برابر ہوں؛ ** جاری سرمائے میں تجارتی مالکاری شامل ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

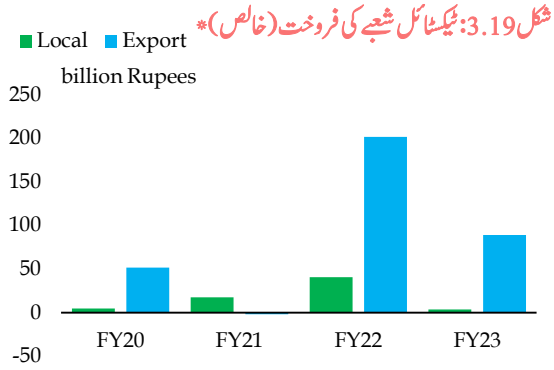
کی قرضوں کی ضروریات سکڑ گئیں۔[24] دریں اثنا، ڈی امونیم فوسفیٹ (ڈی اے پی) کی درآمدات میں 63.5 فیصد کمی سے قرضوں کی پست طلب واضح ہوتی ہے۔

معین سرمایہ کاری قرضوں کا تسلسل ٹوٹ گیا

فکسڈ انویسٹمنٹ قرضے مالی سال 23 میں کم ہو کر 173.8 ارب روپے رہ گئے جو گذشتہ سال 451.4 ارب روپے تھے۔ پورا اضافہ مالی سال 2023 کی پہلی ششماہی میں مرکوز تھا، دوسری ششماہی میں اسٹیٹ بینک کی رعایتی فنانسنگ اسکیموں (ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف) کے تحت تقسیم کی رفتار کم ہوگئی (**شکل 3.21**)۔ درحقیقت، مجموعی فکسڈ انویسٹمنٹ قرضوں میں ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف کی تقسیم کا حصہ مالی سال 22 میں 15.0 فیصد سے گھٹ کر مالی سال 23 میں 5.6 فیصد ہو گیا (**شکل 3.22**)۔

[24] مالی سال 23ء عالمی منڈی میں ڈی اے پی کی اوسط قیمتوں میں 13.6 فیصد کمی آئی۔ (ماخذ: عالمی بینک)

شکل 3.19: ٹیکسٹائل شعبے کی فروخت (خالص)*

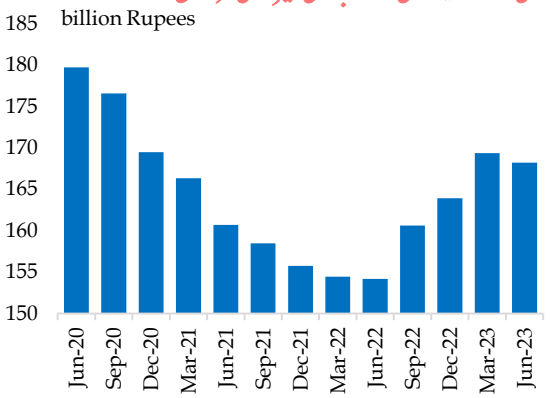


* July-March

Source: State Bank of Pakistan- quarterly financial statement analysis of selected listed non-financial companies

طویل مدتی مالکاری اسکیم کے تحت قرضوں کی تقسیم میں کمی کو اسٹیٹ بینک کی جانب سے طویل مدتی مالکاری اسکیم کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے منسلک کیا جاسکتا ہے، جس کا مقصد زری ترسیل کو توانا کرنا ہے، کیونکہ طویل مدتی مالکاری اسکیم کے تحت مالکاری کی شرح مالی سال 22ء میں 5.3 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں اوسطاً 13.7 فیصد تک پہنچ گئی۔ دریں اثنا، ٹی ای آر ایف کے تحت رقوم کی تقسیم میں سُست روی کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ اسکیم کی عرصیت مارچ 2021ء میں مکمل ہو چکی تھی، جس کے بعد مزید مالکاری کی کوئی حد دستیاب نہیں تھی۔ منظور شدہ رقوم میں سے بیشتر رقم مالی سال 22ء میں فراہم کی جاچکی ہے۔[25]

شکل 3.20: ٹیکسٹائل کے شعبے میں غیر فعال قرضوں کا مجموعہ



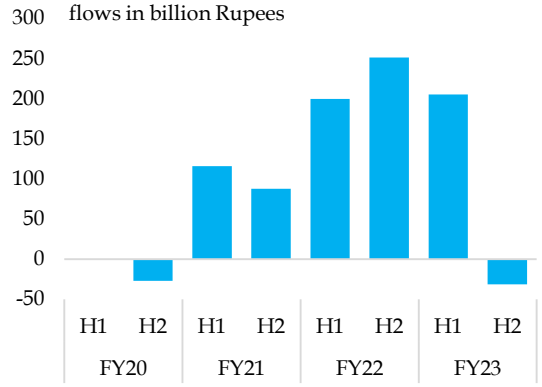
Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 23ء کے دوران اشیا سازی کے شعبے میں ٹیکسٹائل شعبہ معین سرمایہ کاری قرضوں میں غالب رہا، جس نے 40.3 ارب روپے کے قرضے لیے، اس کی نسبت گذشتہ سال کے دوران یہ حجم 122.2 ارب روپے تھا۔ ٹیکسٹائل فرموں نے پیداواری استعداد بڑھانے اور قرضوں کی تشکیل نو کرنے کے لیے قرضے لیے۔

ٹیکسٹائل کے علاوہ، اشیا سازی کے شعبے میں سیمنٹ کی صنعت کی طویل مدتی قرض گیری قابل ذکر تھی۔ بڑے سیمنٹ سازوں نے استعداد کاری اور قابل تجدید توانائی کے ذرائع میں سرمایہ کاری کی خاطر طویل مدتی قرضے لیے۔[26]

مالی سال 23 کے دوران غیر اشیا ساز شعبے میں ٹیلی کام شعبے نے 48.3 ارب روپے کے معین سرمایہ کاری قرضے حاصل کیے، اس کی نسبت گذشتہ سال یہ حجم 95.4 ارب روپے تھا۔ بڑی ٹیلی کام فرم نے استعداد کاری کے ساتھ ساتھ اپنی مکمل ملکیت والے ذیلی ادارے میں ایکویٹی کا ادخال کرنے کے لیے سنڈیکیٹ مالکاری حاصل کی۔

شکل 3.21: معینہ سرمایہ کاری قرضے



Source: State Bank of Pakistan

صارفی مالکاری میں کمی آگئی

مالی سال 23ء میں صارفین کے قرضوں میں 40.4 ارب روپے کی خالص واپسی درج کی گئی، اس کی نسبت گذشتہ سال یہ حجم 192.2 ارب روپے تھا (**جدول 3.7**)۔ اگرچہ تمام شعبوں میں صارفین کو دیے جانے والے قرضے دھیمے نظر آتے ہیں، لیکن سب سے بڑی کمی گاڑیوں کے قرضوں میں

[25] آخر جون 2023ء میں معاشی نومالکاری کی عارضی سہولت (ٹرف) کے تحت نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو 436 ارب روپے کی کُل منظور شدہ رقم میں 394 ارب روپے (90 فیصد سے زائد) کے قرضے لیے۔

[26] برائے تفصیلات دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی ششماہی رپورٹ کا باب 3۔

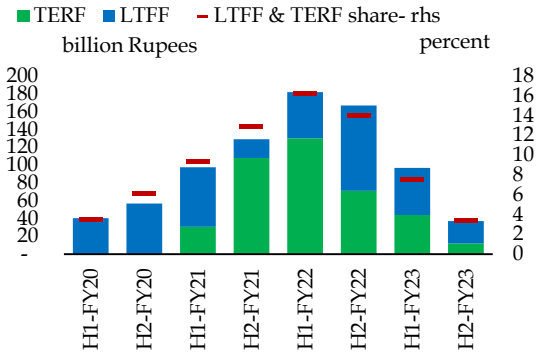
جدول 3.7: صارفی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

	م س21ء	م س22ء	م س23ء
مجموعی صارفی قرضے	**174.0**	**192.2**	**-40.4**
کریڈٹ کارڈز	12.0	17.7	21.0
ہاؤس بلڈنگ	23.8	97.1	11.6
ذاتی قرضے	43.0	16.4	1.2
صارفی پائیدار اشیا	-1.8	1.2	0.0
گاڑیوں کے قرضے	97.0	59.7	-74.1

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 3.22: طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور عارضی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) کے تحت مجموعی تقسیم



Source: State Bank of Pakistan

دکھائی دی۔

مجموعی صارفی قرضوں میں کمی کے رجحان کو بنیادی طور پر قرض کی بلند لاگت سے منسوب کیا گیا، جیسا کہ مالی سال 23ء میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری اوسطاً بڑھ کر 17.5 فیصد تک پہنچنے سے ظاہر ہوتا ہے، اس کی نسبت یہ شرح گذشتہ سال 10.2 فیصد تھی (**شکل 3.23**)۔ بلند شرح ہائے سود کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابطی اقدامات نے گاڑیوں کی مالکاری کو بھی محدود کر دیا۔ اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2021ء اور بعد ازاں مئی 2022ء میں صارفی مالکاری کے لیے محتاطیہ ضوابط میں متعدد ترامیم متعارف کروائیں، جن کا مقصد ڈاؤن پیمنٹ کی شرط میں اضافے اور گاڑیوں کی مالکاری کی زیادہ سے زیادہ مدت میں کمی کر کے ان قرضوں کو اعتدال میں لانا تھا۔[27] مزید برآں، مئی 2022ء میں بینکوں کو بلند مالیت کی 25 سرمایہ جاتی اشیا بشمول مکمل ساختہ گاڑیوں کے لیے ایل / سیز کھولتے وقت اسٹیٹ بینک سے پیشگی منظوری لینا ضروری تھا۔[28]

اس کے ساتھ ساتھ گاڑی سازوں نے پیداواری لاگت بڑھنے کے باعث کاروں کی قیمتیں بڑھادیں، جس نے گاڑیوں کی طلب مزید کم کر دی۔ اسی کے تحت گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں کاروں کی فروخت میں 58.7 فیصد کمی آئی۔

گاڑیوں کے قرضوں کے علاوہ تعمیراتی شعبے میں سُست روی کے باعث ہاؤس بلڈنگ قرضوں میں بھی کمی آئی۔ مالی سال 23ء کے دوران ہاؤس بلڈنگ قرضوں کا حجم کم ہو کر 11.6 ارب روپے رہ گیا، جو مالی سال 22ء میں 97.1 ارب روپے تھا۔

3.5 مہنگائی

مالی سال 22ء کی 12.2 فیصد کی نسبت مالی سال 23ء میں عمومی اوسط قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 29.2 فیصد تک پہنچ گئی۔ مہنگائی میں اضافہ وسیع البنیاد تھا، جس میں غیر تلف پذیر غذائی اشیا کا حصہ سب سے زیادہ ہے، اس کے بعد غیر غذائی غیر توانائی اور توانائی گروپ کا نمبر آتا ہے (**جدول 3.8**)۔ مختلف ملکی اور عالمی رسدی دھچکوں میں یہ عوامل شامل ہیں (i) سیلاب کی وجہ سے ملک میں غذائی قلت؛ (ii) توانائی کی قیمتوں میں اضافہ؛ (iii) شرح مبادلہ میں کمی، اور (iv) خام مال کی قلت کی وجہ سے ملکی رسد میں رکاوٹیں پیدا ہونا۔ مزید برآں، سال کے دوران ملکی بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورتِ حال نے بھی قیمتوں کے دباؤ کو بڑھادیا۔

[27] ستمبر 2021 میں جاری کردہ محتاطیہ ضوابط میں یہ شامل ہیں: (1) گاڑیوں کی مالکاری سہولت کی زیادہ سے زیادہ مدت کو سات سال سے کم کر کے پانچ سال کرنا؛ (ii) تمام بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں سے انفرادی طور پر زیادہ سے زیادہ 30 لاکھ روپے حاصل کرنے کی اجازت ہے؛ (iii) گاڑیوں کی مالکاری کے لیے کم از کم ڈاؤن پیمنٹ کو 15 فیصد سے بڑھا کر 30 فیصد کرنا۔ مئی 2022ء میں موجودہ پی آر زمیں دو اہم ترامیم متعارف کرائی گئیں: (1) گاڑیوں کی مالکاری سہولت کی زیادہ سے زیادہ مدت 1000 سی سی سے زیادہ گاڑیوں کے لیے 5 سال سے کم کر کے 3 سال اور 1000 سی سی تک کی گاڑیوں کے لیے 7 سال سے کم کر کے 5 سال کر دی گئی۔ اور (ii) پہلے جاری کردہ محتاطیہ ضوابط کا اطلاق تمام مقامی طور پر اسمبل / تیار شدہ گاڑیوں کے لیے فنانسنگ پر ہو گا۔ ماخذ: اسٹیٹ بینک، بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 29 آف 2021 اور بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 202219۔

[28] ماخذ: اسٹیٹ بینک (www.sbp.org.pk/epd/2022/FECL9.htm)

جدول 3.8: اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور حصہ

فیصد	شہری					دیہی				
اشیا	وزن*	شش1م س23ء	شش2م س23ء	م س22ء	م س23ء	حصہ*	وزن*	شش1م	شش2م	م س22ء	م س23ء	حصہ*
صارف اشاریہ قیمت	**100.0**	**23.1**	**30.4**	**11.8**	**26.8**		**100.0**	**27.9**	**37.0**	**12.6**	**32.6**	
غذا اور نان الکحل مشروبات	30.4	30.7	42.8	13.7	37.0	11.8	40.9	33.9	47.9	13.2	41.2	17.6
تلف پذیر غذائیں	4.5	45.6	38.2	7.5	41.8	1.9	5.8	49.9	42.6	9.0	46.1	2.7
غیر تلف پذیر غذائیں	26.0	28.2	43.5	14.7	36.2	10.0	35.1	31.4	48.7	13.9	40.5	14.9
گندم	0.6	48.6	83.4	10.9	66.8	0.5	3.5	46.6	86.7	9.2	67.6	2.6
گندمی آٹا	3.0	31.2	81.1	16.0	56.7	1.7	3.4	28.8	75.4	15.9	52.8	1.9
کوکنگ آئل	1.1	56.2	36.6	49.9	45.1	0.7	0.6	56.5	28.7	55.4	40.6	0.4
گوشت	2.0	24.5	19.9	20.7	22.1	0.5	1.7	24.7	19.8	21.0	22.1	0.5
تازہ دودھ	7.1	26.9	33.8	12.5	30.5	2.1	10.4	26.1	37.5	11.0	32.0	3.0
نباتی گھی	1.0	51.9	28.6	50.4	38.8	0.6	2.4	55.9	26.0	52.6	38.8	1.5
دال مسور	0.2	65.8	20.2	32.1	40.0	0.1	0.2	72.4	24.1	31.1	45.0	0.1
چائے پتی	0.8	42.4	94.8	8.2	69.5	0.6	1.3	38.8	87.5	7.7	64.0	0.7
کپڑے اور جوتے	8.0	18.1	19.7	10.8	18.9	1.5	9.5	16.3	20.8	9.9	18.6	1.8
اقامت، بجلی، گیس	27.0	10.8	12.2	9.6	11.5	3.0	18.5	19.1	19.6	13.5	19.4	3.4
بجلی کے چارجز	4.6	31.4	19.9	22.6	25.6	1.2	3.4	31.4	19.9	22.6	25.6	0.9
گھریلو آرام و آرائشی اشیا	4.1	24.9	38.0	11.9	31.7	1.3	4.1	26.3	38.6	13.7	32.8	1.3
صحت	2.3	12.7	18.4	9.7	15.6	0.4	3.5	16.6	19.4	9.0	18.0	0.6
ٹرانسپورٹ	6.1	53.1	43.9	24.4	48.1	3.3	5.6	57.2	46.0	23.4	51.1	3.0
گاڑیوں کا ایندھن	2.9	70.5	55.1	37.5	62.0	2.3	2.5	73.4	58.1	37.1	64.9	2.0
مواصلات	2.4	1.5	6.9	3.2	4.2	0.1	2.0	1.3	2.6	1.0	2.0	0.0
تفریح اور ثقافت	1.7	22.9	58.7	8.3	41.2	0.6	1.4	27.8	59.2	9.3	44.0	0.5
تعلیم	4.9	10.6	7.3	4.9	8.9	0.4	2.1	9.9	15.3	4.5	12.6	0.2
ریستوران اور ہوٹلز	7.4	28.5	38.8	12.7	33.9	2.5	6.2	26.7	33.4	12.3	30.2	1.8
متفرق اشیا اور خدمات	4.8	22.3	36.4	10.4	29.6	1.5	5.0	21.4	36.7	10.9	29.3	1.5
غیر غذائی غیر توانائی	53.7	14.1	18.2	8.1	16.2	8.2	42.6	17.4	23.5	9.0	20.6	8.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں رسدی دھچکوں کے منفی اثرات سے مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ ہوا (**شکل 3.24**)۔ مالی سال 23ء میں غذا اور توانائی کی بڑھتی ہوئی مہنگائی کا اثر عمومی قیمتوں پر بھی پڑا، جس سے لاگتوں میں اضافہ ہوا اور مہنگائی کی توقعات بھی بڑھیں، جس سے قوزی مہنگائی مالی سال 23ء میں کئی سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ یہ امر ملکی طلب میں نمایاں کمی کے باوجود وقوع پذیر ہوا تھا۔

رسد کے جھٹکوں کے اثرات کے علاوہ مالی سال 23ء مہنگائی میں اضافے نے تاخیر شدہ ڈھانچہ جاتی اصلاحات کے ساتھ ساتھ بڑے اور غیر مستحکم مالیاتی خسارے کے اثرات کی بھی عکاسی کی۔ خاص طور پر توانائی کے شعبے میں مہنگائی جس نے مالی سال 23ء کے دوران مجموعی مہنگائی میں دسویں سے زیادہ حصہ ڈالا، توانائی کے شعبے میں دائمی نقائص کے اثرات کا غماز ہے۔

مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران عالمی سطح پر توانائی کی قیمتوں میں کمی کے رجحان کے باوجود مالی سال 23ء میں حکومت کی جانب سے گردشی قرضوں پر قابو پانے اور محصولات میں اضافے کے لیے وسیع ترمالی استحکام کی کوششوں کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران متعدد مواقع پر زیر انتظام توانائی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ دوسری جانب غذائی مہنگائی جو مالی سال 23ء میں بڑھ کر 39.0 فیصد تک پہنچ گئی، نے سیلاب اور درآمدی اشیاء کی محدود دستیابی کے ساتھ ساتھ غیر تلف پذیر اشیا کے غذائی گروپ میں کثیر الجہتی ساختی رکاوٹوں کے اثرات کو ظاہر کیا (**باکس 3.1**)۔

رسدی قلت اور روپے کی قدر میں کمی نے غذائی مہنگائی بڑھادی

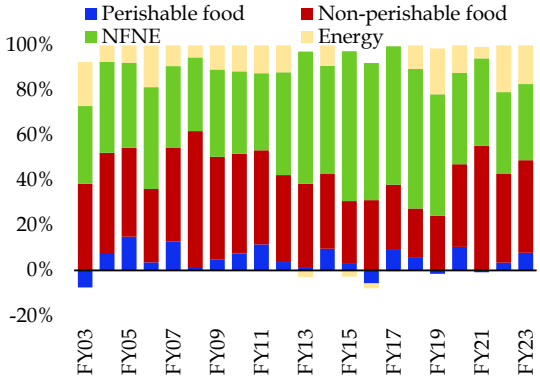
دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں غذائی مہنگائی پچھلے سال کی سطح سے تقریبا تین گنا بڑھ گئی اور مالی سال 23ء کے دوران قومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں آدھے سے زیادہ کا حصہ ڈالا۔[29]

خاص طور پر دودھ اور اس کی مصنوعات، گندم، تیار غذائی اشیا اور خوردنی تیل سمیت خراب نہ ہونے والی اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافے نے غذائی مہنگائی میں اضافے کا رجحان بڑھایا۔

باکس 3.1: پاکستان میں غذائی مہنگائی پر قابو پانے کا چیلنج

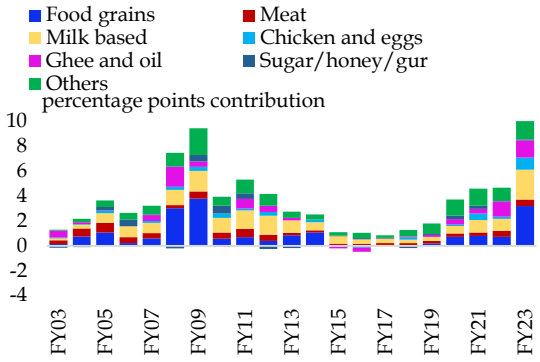
اسٹیٹ بینک نے مہنگائی کی توقعات اور غذا اور توانائی کی قیمتوں کو معیشت کی عمومی مہنگائی پر اثرانداز ہونے سے روکنے کے لیے مجموعی پالیسی ریٹ ستمبر 2021ء کے بعد سے 1500 بی پی ایس بڑھا کر جون 2023ء تک 22 فیصد تک پہنچادیا۔ تاہم، نرخوں کے وسط تا طویل مدتی استحکام کے لیے ملکی پالیسی کے نقائص، خامیاں اور متعدد شعبوں، جن میں سے ایک غذائی قدری زنجیر ہے، میں ساختی مسائل دور کرنے کی غرض سے کمربستہ ہونے کی بھی ضرورت ہے۔ پاکستان میں غذائی قدری زنجیر خاصی کمزور ہے، اور اسے متواتر غذائی درآمدات کے ذریعے عالمی رسدی دھچکے زد پذیر بنادیتے ہیں۔ مہنگائی کے اجزائے ترکیبی کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ محض غذائی گروپ نے عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں نصف سے زائد حصہ ڈالا، جبکہ مالی سال 23ء میں غیر تلف پذیر غذائی اشیا غذائی مہنگائی کا اہم محرک بنے رہے۔ (**شکل 3.1.1**)[30]

شکل 3.1.1: مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی



Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

شکل 3.1.2: غیر تلف پذیر غذائی مہنگائی کے محرکات



Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

غذائی مہنگائی کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران غذائی اناج (گندم، گندمی آٹا، چاول اور دالیں)، گلّہ بانی کی مصنوعات (گوشت اور دودھ)، اور خوردنی تیل اور نباتی گھی نے مہنگائی میں بڑا کردار ادا کیا (**شکل 3.1.2**)۔ کثیر جہتی عوامل ان اجناس کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے ذمہ دار ہیں۔ دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ ان میں عالمی موسمیاتی تبدیلی کے چیلنجز، بیج منڈی اور گلّہ بانی کے شعبے پر توجہ کا فقدان، اور غذائی منڈی کی بدانتظامیاں شامل ہیں۔

گلّہ بانی کے شعبے کی ترقی میں حائل ساختی رکاوٹیں کم کرنا۔ تازہ دودھ اور گوشت کی قیمتوں نے غذائی مہنگائی میں ایک چوتھائی حصہ ڈالا ہے، جس کا سبب گذشتہ دو دہائیوں میں لائیو اسٹاک مصنوعات کی طلب و رسد میں بڑھتی ہوئی خلیج ہے۔ گذشتہ برسوں کے دوران آمدنی کی سطح میں اضافے کی وجہ سے بڑھتی ہوئی طلب نے صارفین کی ترجیحات تبدیل کردیں اور گوشت کی برآمدات میں اضافہ ہوا، رسدی اعتبار سے مساوی بہتری نہ ہونے کے باعث ملکی منڈی میں دودھ اور گوشت کی قیمتوں میں بڑی حد تک اضافہ ہوا ہے۔

متعدد عوامل نے ملک میں گلّہ بانی کے شعبے کی ترقی کے امکانات کو جکڑ لیا۔ پاکستان میں گلّہ بانی زیادہ تر ایک غیر رسمی سرگرمی ہے، جسے غذائیت سے بھرپور چارے کی کمی اور توسیعی خدمات کے فقدان کے پیشِ نظر مویشیوں کی پرورش کے ناقص طریقوں سے منسوب کیا جاتا ہے،[31] اس کی وجہ سے دودھ اور گوشت کی پیداوار عالمی اوسط سے کم ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر نشوونما نہ پانے والی دیسی نسلوں پر حد سے زیادہ انحصار، ڈیری کاروبار شروع کرنے اور چلانے کی بلند لاگت، چارے کی موسمی کمی، مویشیوں میں وبائی بیماریوں کا پھیلاؤ، ناکافی قدری زنجیر، لائیو اسٹاک مصنوعات کی نرخ سازی کا ناقص طریقہ کار اور کچھ دیگر

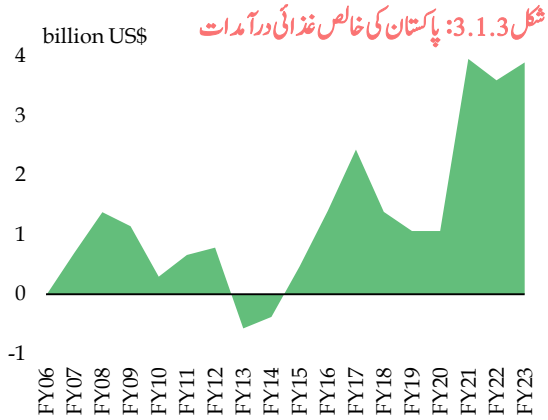
[29] مالی سال 23ء کے دوران شہری اور دیہی علاقوں میں غذائی مہنگائی میں بالترتیب 37.6 فیصد اور 41.1 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 22ء میں شہری اور دیہی علاقوں میں بالترتیب 13.4 فیصد اور 13 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

[30] مہنگائی کے اشاریے **شکل 3.1.1** اور **3.1.2** کی بنیاد درج ذیل سال ہیں: مالی سال 2002ء تا 2008ء کا اساسی سال مالی سال 2000ء، مالی سال 2009ء تا مالی سال 2008ء کا مالی سال 2008ء اور مالی سال 17ء تا 23ء کا مالی سال 16ء۔

[31] توسیعی خدمات کا مقصد علم کی منتقلی کے ذریعے موثر زرعی طریقوں کے بارے میں معلومات کے پھیلاؤ سے زرعی شعبے کی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانا ہے۔

عوامل لائیو اسٹاک مصنوعات کی ترقی کے امکانات کی راہ میں حائل ہیں۔[32] لائیو اسٹاک مصنوعات کی طلب و رسد کے فرق کو ختم کرنے کے لیے رسدی زنجیر کے مسائل حل کرنے کی غرض سے پالیسی اقدامات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، جن میں یہ امور خصوصی توجہ کے متقاضی ہیں: (i) ملک میں لائیو سٹاک کی پیداوار کے تازہ ترین رجحانات کا قابلِ اعتماد تخمینہ فراہم کرنے کی خاطر مویشی شماری کا انعقاد ہونا تاکہ باخبر فیصلہ سازی میں مدد مل سکے؛ (ii) فیڈ (چارا/ دانہ) صنعت کو فروغ دینا، تاکہ سستے داموں مویشیوں کے چارے کی گھریلو دستیابی کو یقینی بنایا جاسکے۔ (iii) چارے کی موسمی قلت سے نمٹنے کے مؤثر طریقوں کے بارے میں آگاہی پیدا کرنا؛ (iv) لائیو اسٹاک اور ویٹرنری خدمات کو تقویت دینا، تاکہ مویشیوں کی پرورش کے موثر طریقوں اور مویشیوں کی بیماریوں سے نمٹنے کے بارے میں گلّہ بانوں کی آگاہی میں اضافہ ہونا؛ (v) مویشیوں کی قدری زنجیر کے لیے بنیادی ڈھانچے کا قیام اور برقرار رکھنا؛ (vi) مناسب قیمتوں کو یقینی بنانے کے لیے تشہیری نظام کو بہتر بنانا؛ اور (vii) تجارتی گلّہ بانی کی پالیسی پر توجہ مرکوز کرنا۔

شکل 3.1.3: پاکستان کی خالص غذائی درآمدات



Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

فصلی پیداواریت میں اضافہ: زرعی ملک ہونے کے باوجود پاکستان اپنی ملکی غذائی ضروریات، بشمول گندم اور چینی، کو مناسب طریقے سے پورا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اسی طرح، اگرچہ ملک چاول پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے، تاہم چاول کی ملکی قیمتوں میں متواتر دوہندسی اضافہ دیکھا جاتا ہے۔ درحقیقت، پاکستان بیشتر غذائی اجناس، خاص طور پر خوردنی تیل، دالیں، چائے—اور کبھی کبھار چینی اور گندم، کا خالص درآمد کنندہ رہا ہے (**شکل 3.1.3**)۔

اس سے عالمی قیمتوں کے دھچکوں اور شرح مبادلہ کی منفی حرکت کے حوالے سے ملک کی زدپذیری میں اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ چند سالوں کے دوران ان دونوں عوامل نے ملکی قلت بھی بڑھادی جس نے غذائی مہنگائی کے اضافے میں کردار ادا کیا۔

فصلوں کی پیداوار بہتر بنانے کے لیے حکومت مختلف ترغیبات کے ذریعے کھادوں کی پیداوار اور استعمال کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، جیسے کھاد بنانے والے پلانٹس کو سستی گیس کی فراہمی کے ساتھ ساتھ کاشت کار برادری کو براہ راست قیمتوں پر زرِاعانت دینا۔ تاہم، گیس کی ملکی پیداوار میں کمی، ایل این جی کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ، اور محدود مالیاتی گنجائش نے اس طرح کی زرِاعانت برقرار رکھنے کی حکومتی اہلیت محدود کردی۔

مزید برآں، اس طرح کے اقدامات سے پست زرعی پیداوار اور منڈی کے نقائص کی بنیاد بننے والے عوامل کا تدارک نہیں ہوتا ہے۔ غذائی منڈی کے نقائص فصل کٹائی سے قبل اور کٹائی کے بعد دونوں مراحل میں موجود ہیں۔ جن میں بنیادی طور پر یہ شامل ہیں: (i) آب وہوا کی تبدیلی کے خلاف مزاحم اور بلند پیداوار والی فصلوں کی اقسام تیار کرنے کے لیے تحقیق و پرداخت پر ناکافی پالیسی توجہ کی شکل میں بیج منڈی میں بے اعتدالیاں، جعلی بیجوں کے پھیلاؤ کا نہ تھمنے والا سلسلہ اور غیر موثر زرعی توسیعی خدمات؛ (ii) فصل کے غذائی اجزا کے استعمال میں مسائل؛ اور (iii) معلومات کے فقدان سے غذائی منڈی میں جنم لینے والے نقائص، پڑوسی ممالک کے ساتھ غیر رسمی تجارت، تھوک اور خردہ لین دین کی رسدی زنجیر انتظامی سقم اور ذخیرہ کاری کی ناقص سہولتیں۔[33] تحریری مواد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف بہتر بیجوں کی دستیابی سے فصل کی پیداوار میں تقریباً 15-20 فیصد اضافہ ہوسکتا ہے جبکہ دیگر اشیا، جیسے کھاد، کیڑے مار ادویات اور آبپاشی، کے بہتر استعمال سے فصل کی پیداوار میں 45 فیصد تک اضافہ ہوسکتا ہے۔[34]

---

[32] ماخذ: (1) ایس کے جعفری، ایس زیڈ حسین اور اے عباسی (2022ء)۔ "پاکستان میں گوشت کی برآمدی صلاحیت کا تجزیہ"، اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ 22/3 (2) ایم اے ستار (2020)۔ "پاکستان میں دودھ کی پیداوار میں کیا رکاوٹیں آرہی ہیں؟"، پی آئی ڈی ای بلاگ (iii) اے اے برکی اور ایم اے خان (2016ء)۔ "پاکستان میں ڈیری شعبے کے معاشی اثرات: پائیدار مستقبل کی تعمیر کے لیے ماضی سے سبق"۔ پہلا ایڈیشن۔ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز

[33] ماخذ: (1) ایس کے جعفری، ایم عمران اور ایم ایچ آصف (2022ء)۔ "پاکستان کی بیج صنعت کی حرکیات پر تحقیق"، اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ 22/2۔ (2) اے خالد اور صباحت (2020ء)۔ "پاکستان کی غذائی مارکیٹ میں قیمتوں کے استحکام کا طریق کار: مسائل اور ممکنہ چیلنجوں کی کھوج"، اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ 20/2۔

[34] (i) اے اے علی (2016ء)۔ "ہندوستانی زرعی شعبے میں بیج کا کردار اور اس کی تکنیکی اختراع" بائیو سائنس بائیو ٹیکنالوجی ریسرچ کمیونی کیشنز، 9(4)، 621-624۔
(ii) (www.doi.org/10.21786/bbrc/9.4/8) ایس آر پرودا (2013)۔ "انڈین سیڈ سیکٹر: آگے بڑھنے کا راستہ"، لیکچر، انڈین سیڈ کانگریس، گڑگاؤں، ہریانہ۔
(www.nsai.co.in/storage/app/media/Dr.%20Raj%20Paroda%20Lectures%20-%20NSAI_13-2-2013_Corrected.پی ڈی ایف)

موسمیاتی تبدیلی کے حوالے سے زرعی شعبے کی تیاری کو یقینی بنانے کے لیے، بیج منڈی میں ساختی کمزوریاں دور کرنے پر توجہ دی جانی چاہیے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل پہلو اہم ہیں: (i) جعلی بیجوں کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے نگرانی، جانچ پڑتال اور قانونی فریم ورک کو مضبوط بنانا؛ (ii) بلند یافت والے بیج کی اقسام کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لیے سرکاری شعبے کے تحقیق و ترقی کے اداروں کی مالی اور انسانی وسائل کے حوالے سے رکاوٹیں کم کرنا؛ (iii) بیج کے شعبے میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی سہولت کاری اور اس سے استفادہ کرنا، اور کثیر قومی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ شراکت داری میں سہولت فراہم کرنا؛ اور (iv) بیج کی نئی اقسام کی ترقی کے لیے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی خاطر حقوقِ املاکِ دانش کے موجودہ نظام کا باقاعدہ نفاذ۔

ایک اور اہم مسئلہ فصلوں کے انتظام کے موثر طریقوں کے بارے میں کسانوں کی معلومات کو بہتر بنانے کے سلسلے میں ناقص توسیعی خدمات ہیں، جو کھاد کے غیر متوازن استعمال پر منتج ہوتی ہیں، جس نے وقت کے ساتھ ساتھ مٹی کے معیار کو کم کر دیا، اس سے فصل کے غذائی اجزا سے حاصل ہونے والے فوائد محدود ہو گئے۔[35] یہ صورتِ حال توسیعی خدمات کے محکموں میں انسانی وسائل کی تعداد میں اضافے کی متقاضی ہے تاکہ کھاد کے استعمال سے حاصل ہونے والے فوائد کی پائیداری یقینی بنائی جا سکے۔

بعد از فصل کٹائی غذائی منڈی کے نقائص میں درست معلومات نہ ہونے سے جنم لینے والے نقائص، پڑوسی ممالک کے ساتھ غیر رسمی تجارت، تھوک اور خردہ فروخت کی پوری چین میں انتظامی کمزوریاں اور ذخیرہ کاری کی ناکافی سہولتیں شامل ہیں۔

غذائی اجناس کے لیے منڈی کی ترقی اور نجی شعبے میں ذخیرہ کاری کی سہولتوں کی تعمیر میں سہولت فراہم کرنا۔ پالیسی اقدامات کا مقصد اجناس کا صَرف اور دستیاب ذخیرے کے تخمینے، مستقبل کی قیمتوں کے رجحانات، متوقع موسمی عمل اور پیداوار کے حجم پر شدید موسمی اثرات کی بروقت پیش گوئی کی بنیاد پر غذائی اجناس کی طلب و رسد کے ممکنہ فرق کے بارے میں بروقت معلومات کے تبادلے کا طریقہ کار تشکیل دینا ہے۔ یہ معلومات نہ صرف کاشت کاروں کے لیے اہم ہیں، بلکہ خراب موسمی حالات کی وجہ سے فصلیں تباہ ہونے کی صورت میں ملکی رسد کے انتظام میں بھی متعلقہ حکام کے لیے مددگار ثابت ہوں گی۔ تاہم معلومات کا متحرک نظام بنانے کے لیے متعلقہ وفاقی اور صوبائی حکومتی اداروں میں انسانی سرمائے کی تعداد میں اضافہ، فصلوں کے حجم کی نگرانی کے لیے سیٹلائٹ امیجنگ جیسی جدید ترین ٹیکنالوجیز کے استعمال اور مختلف سرکاری اداروں کے درمیان ہم آہنگی درکار ہو گی۔

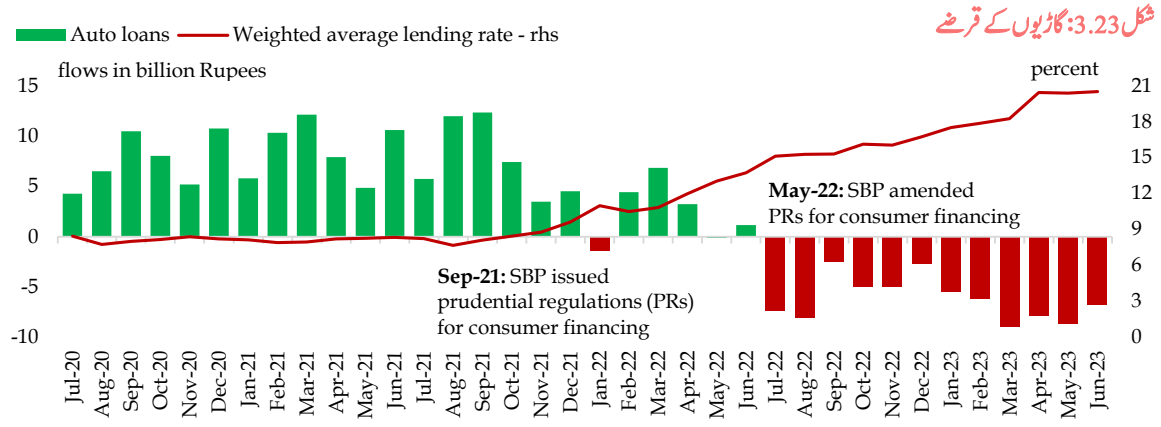
اس پس منظر میں غذا کے شعبے میں مارکیٹ کے نقائص دور کرتے ہوئے زرعی شعبے کی خامیوں کا تدارک کی خاطر پالیسی سازی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، وسیع پیمانے پر دستیابی یقینی بنانے کے لیے بیج منڈی میں اصلاحات، اور موسمیاتی تبدیلی کے خلاف مزاحم بلند یافت کی حامل بیج کی اقسام کو اپنانے اور ملکی قیمتوں میں استحکام لانے کے لیے گلّہ بانی کے شعبے کو پروان چڑھانے سے پہلو تہی نہیں کی جا سکتی۔

چارے کی بڑھتی ہوئی لاگت نے دودھ کی قیمتیں بڑھادیں

مالی سال 23ء میں دودھ بشمول تازہ دودھ، پاؤڈر والا دودھ اور دیگر ڈیری مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے نے شہری اور دیہی علاقوں میں اوسط مہنگائی میں بالترتیب 2.4 اور 3.3 فیصدی پوائنٹس کا حصہ ڈالا۔

اس کی ایک اہم وجہ سیلاب سے متعلق رسدی کمی کی وجہ سے مویشیوں کے چارے جیسے مکئی اور 'کھلی' کی قیمت میں اضافہ تھا (**شکل 3.25**)۔ مزید برآں، سیلاب کے باعث بڑی تعداد میں مویشیوں کا نقصان ہوا اور خصوصاً سندھ اور

شکل 3.23: گاڑیوں کے قرضے



Source: State Bank of Pakistan

[35] ایم علی، ایف احمد، ایچ چنا، اور ایس ڈیوس (2016ء)۔ "پاکستان میں کھاد کے شعبے کا ڈھانچہ، پالیسیاں، کارکردگی اور اثرات" انٹرنیشنل فوڈ پالیسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ڈسکشن پیپر، 01516۔

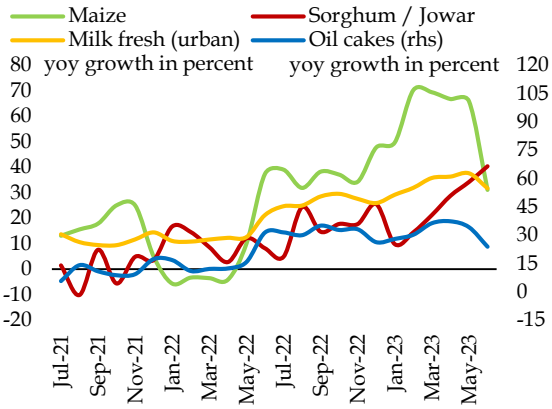
بلوچستان میں سڑکیں تباہ ہو گئیں۔[36] مزید برآں، تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے ٹرانسپورٹ اور مزدوری کی لاگت بڑھنے سے بھی دودھ کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔[37]

رسدی قلت گندم کی قیمتوں پر انداز ہوئی

مالی سال 23ء میں شہری اور دیہی علاقوں میں گندم کے آٹے کی قیمتوں میں 56.7 فیصد اور 52.8 فیصد اضافہ ہوا، اس کے برعکس گذشتہ سال یہ نمو 16.0 فیصد اور 15.9 فیصد تھی۔ مالی سال 22ء کے آغاز سے ہی گندم کی پیداوار میں کمی اور روس یوکرین جنگ کی وجہ سے گندم کی عالمی قیمتوں بڑھنے کی وجہ سے گندم کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مالی سال 23ء میں بعد از سیلاب قلت کے ساتھ ساتھ کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) میں اضافہ گندم کی قیمتیں بڑھانے کا موجب بنا (**شکل 3.26**)۔[38]

اہم امر یہ ہے کہ سیلاب نے نہ صرف حکومت اور دیہی برادری دونوں کی گندم ذخیرہ کرنے کی سہولیات کو نقصان پہنچایا بلکہ کھیتوں سے کھڑے پانی کی نکاسی میں تاخیر کے خدشات نے آنے والے سال کے لیے بھی گندم کے نقطہ نظر کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے۔[39] مزید برآں، غیر سرکاری

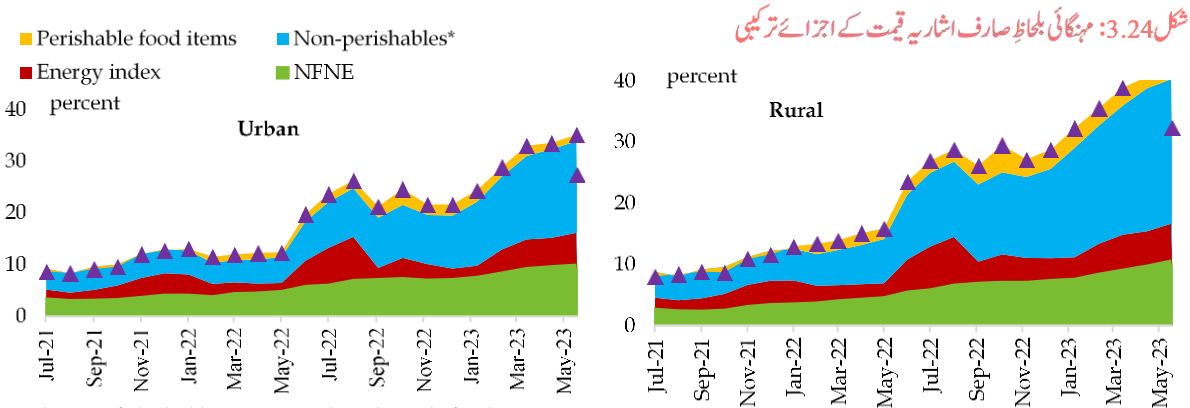
شکل 3.25: گلہ بانی کے چارے کی قیمتیں



Source: Pakistan Bureau of Statistics

تجارت کے ذریعے افغانستان کو تقریباً پانچ ملین ٹن برآمد کیا گیا۔[40] رسد کی صورتحال پر خدشات کو دور کرنے کے لیے ملک نے مالی سال 23ء کے دوران گندم کی درآمدات کو 2.7 ملین ٹن تک بڑھا دیا جو گذشتہ سال 2.2 ملین ٹن تھا۔ تاہم، بین الاقوامی مارکیٹ میں بڑھتی ہوئی قیمتوں نے رسد میں بہتری کے اثرات کو جزوی طور پر بے اثر کر دیا۔

شکل 3.24: مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی



*Inclusive of alcohol beverages and readymade food

Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

[36] وزارتِ منصوبہ بندی اور خصوصی اقدام (2022ء)۔ پاکستان میں سیلاب 2022ء کے بعد آفاتی تقاضوں کا جائزہ۔ اسلام آباد: ایم او پی ڈی ایس آئی

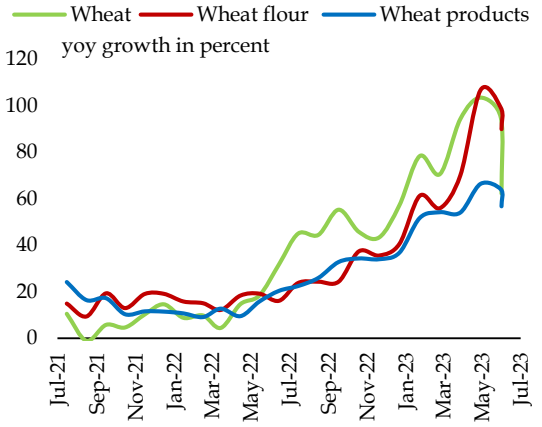
[37] پاکستان ڈیری ایسوسی ایشن، پریس ریلیز نمبر ڈی ایس اے/پی ڈی اے/پی ایم\020 تاریخ 11 فروری 2021ء (دستیاب ہے: www.pda.com.pk/2021/02/19/letter-to-the-pm/ 11 اگست، 2023ء تک رسائی حاصل کی۔

[38] ایف اے او (2022ء)۔ گیوزا سپیشل رپورٹ۔ نمبر 351۔ روم: ایف اے او

[39] کاشت کار اپنی گندم کی پیداوار کا تقریباً 60 فیصد اگلے موسم کے لیے ذاتی کھپت اور بیج کے مقصد سے ذخیرہ کرتے ہیں۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے (2020ء)۔ امریکہ کے محکمہ زراعت اناج اور فیڈ رپورٹ، اپریل 2020ء۔ اسلام آباد: یو ایس ڈی اے

[40] یو ایس ڈی اے (2023ء)۔ اناج اور فیڈ اپ ڈیٹ جون 2023ء رپورٹ نمبر: پی کے 2020-0022 اسلام آباد: یو ایس ڈی اے۔

شکل 3.26: گندم اور اس پر مبنی مصنوعات کی قیمت کا رجحان (شہری)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

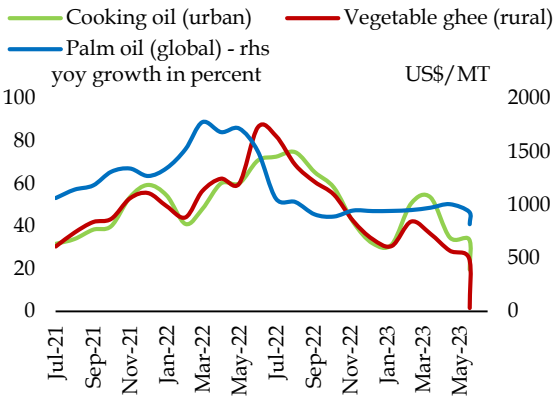
مزید برآں، سال 24-2023ء کے لیے سندھ اور پنجاب کی صوبائی حکومتوں نے گندم کی کم از کم امدادی قیمت بالترتیب 2200 روپے فی 40 کلوگرام سے بڑھا کر 4 ہزار روپے اور 3900 روپے فی 40 کلوگرام کرنے کا اعلان کیا۔[41] اس فیصلے سے قیمتوں میں اضافے کو مزید تقویت ملی۔ علی الخصوص، سال کی دوسری ششماہی کے دوران رسدی صورتِ حال پر بڑھتے ہوئے خدشات نے گندم اور اس کے آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے رجحان کو بڑھا دیا (**شکل 3.26**)۔

روپے کی قدر میں تخفیف سے خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وضاحت ہوتی ہے

خوردنی تیل شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں غذائی مہنگائی کے اہم کرداروں میں شامل تھا، جو مالی سال 23ء کے دوران مجموعی غذائی مہنگائی کے تقریباً دسویں حصے کی وضاحت کرتا ہے۔[42] تاہم، خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافے کی رفتار میں قدرے کمی آئی، خاص طور پر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران شہری اور دیہی باسکٹس دونوں میں (**شکل 3.27**)۔ بنیادی طور پر پام آئل کی عالمی قیمتوں میں کمی نے اس رجحان کو آگے بڑھایا۔

تاہم مالی سال 23ء میں پام آئل کی عالمی قیمت میں اوسطاً 32.4 فیصد کمی کے باوجود مقامی کرنسی کی قدر میں کمی اور درآمدات کی کلیئرنس میں کچھ تاخیر کی وجہ سے ملکی خوردنی تیل کی قیمتیں بلند رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، مالی سال 23ء میں توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث پیداواری لاگت میں عمومی اضافے نے بھی خوردنی تیل کی ملکی قیمتیں بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

شکل 3.27: خوردنی تیل کی قیمتیں



Sources: State Bank of Pakistan and World Bank

خام مال کی لاگت نے تیار غذاؤں کی قیمتیں بلند رکھیں

خوردنی تیل، گندم، چاول، پولٹری اور گوشت کی قیمتیں بڑھیں، جو تیار غذاؤں کے اہم اجزاء ہیں، مالی سال 23ء میں اس نے شہری اور دیہی علاقوں میں تیار غذاؤں کی قیمتوں میں بالترتیب 37.0 فیصد اور 33.6 فیصد کے اضافے میں بنیادی کردار ادا کیا، اس کی نسبت مالی سال 22ء میں یہ حجم 13.7 فیصد اور 14.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

مالی سال 23ء میں شہری علاقوں میں چاول کی قیمتوں میں 59.7 فیصد کا تیز تر اضافہ دیکھا گیا، اس کی نسبت مالی سال 22ء میں یہ حجم 11.1 فیصد تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر مالی سال 23ء میں سیلاب کی وجہ سے چاول کی پیداوار میں 21.0 فیصد کی کمی کے باعث ہوا۔ اسی طرح پولٹری مصنوعات اور گوشت کی

[41] خلائی اور اپر ایٹموسفیئر ریسرچ کمیشن (2022ء)۔ پاک-ایس سی ایم ایس بلیٹن۔ جلد بارہویں، شمارہ 03، سیریل نمبر 113512 تا مارچ 2022ء اور خلائی اور اپر ایٹموسفیئر ریسرچ کمیشن (2023ء) جلد XII، شمارہ 12، سیریل نمبر 1144.2-دسمبر 2022ء۔ کراچی: سپارکو۔
ڈی جی پبلک ریلیشنز، حکومت پنجاب
(dgpr.punjab.gov.pk/node/16960#:~:text=The%20spokesperson%20of%20Food%20Department,on%20that%20fixed%20support%20price، اخذ شدہ بتاریخ 18 اگست 2023ء)

[42] بشمول خوردنی تیل نے مجموعی شہری اور دیہی مہنگائی میں بالترتیب 1.4 فیصد اور 1.9 فیصد حصہ ڈالا۔ خاص طور پر شہری اور دیہی غذائی مہنگائی میں کوکنگ آئل اور نباتی گھی کا حصہ بالترتیب 3.6 اور 4.1 فیصد رہا۔

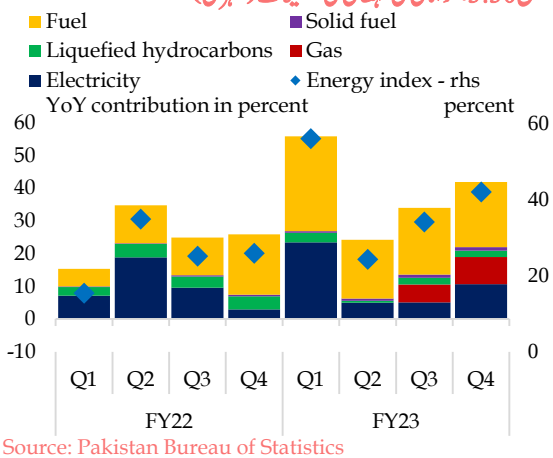
قیمتوں میں گذشتہ سال کی نسبت نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 3.28**)۔ اسے جزواً سیلاب سے ہونے والے تباہی سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس نے نہ صرف مویشیوں کی آبادی کو متاثر کر دیا تھا بلکہ نقل و حمل کے راستوں میں بھی رکاوٹیں ڈالیں۔[43] ایک اور اہم عنصر سویابین کے درآمدی مسائل تھے جن کی وجہ سے فیڈ کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں، جو چکن اور انڈے کی قیمتوں میں اضافہ پر منتج ہوئیں۔[44]

اسی طرح اس شعبے کی بڑھتی ہوئی آپریشنل لاگت نے تیار غذاؤں کی قیمتوں میں اضافے کو مزید تقویت دی۔ قدرتی گیس کی محدود دستیابی کی وجہ سے، خاص طور پر سردیوں کے موسم کے دوران، سیال گیس عام طور پر گھروں اور ریستورانوں میں کھانا پکانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اگرچہ ایل پی جی اور ایل این جی زیادہ تر درآمدی اشیا ہیں، تاہم مالی سال 23ء میں شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ اور گیس کی عالمی قیمتوں میں بڑے اضافے کی وجہ سے ان اشیا کی ملکی قیمتوں میں اضافہ ہوا، گو کہ عالمی قیمتوں میں کمی سے راحت ملی ہے۔

سیلاب نے تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتوں پر بھی نمایاں اثرات مرتب کیے

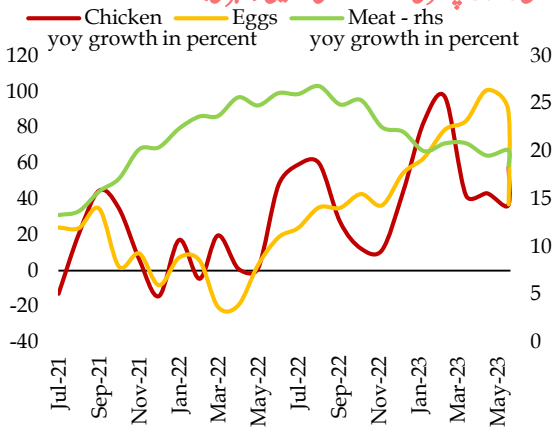
مالی سال 23ء کے دوران شہری علاقوں میں تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتوں میں 41.8 فیصد اضافہ ہوا، اس کی نسبت مالی سال 22ء میں 7.5 فیصد اضافہ

شکل 3.30: توانائی کی مہنگائی کی تفصیلات (شہری)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.28: پولٹری اور گوشت کی قیمتیں (شہری)

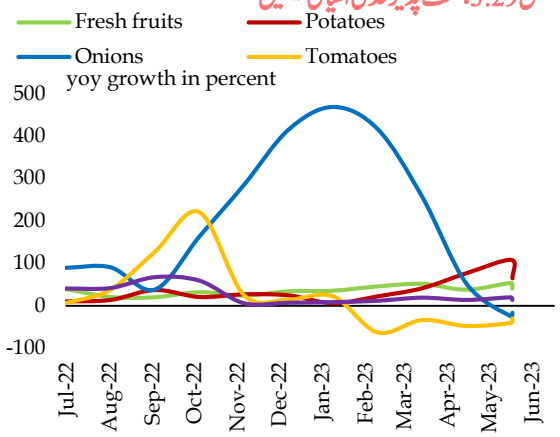


Source: Pakistan Bureau of Statistics

ہوا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ پیاز کی قیمتوں میں تیزی سے بڑھنا تھا، خاص طور پر اکتوبر تا جنوری مالی سال 23ء کے دوران سندھ اور بلوچستان میں زیر کاشت رقبے کم ہونے اور سیلاب سے متعلق بڑے پیمانے پر تباہی دونوں کی وجہ سے (**شکل 3.29**)۔[45]

جولائی تا فروری مالی سال 23ء میں پیاز کی قلت سے نمٹنے کے لیے اس کی درآمدات بڑھ کر 617.1 ملین کلوگرام (176 ملین ڈالر) تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 134.2 ملین کلوگرام (22 ملین ڈالر) تھیں، اس کی بدولت جنوری 23ء کے بعد سے پیاز کی قیمتیں کم کرنے میں مدد ملی۔

شکل 3.29: تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتیں



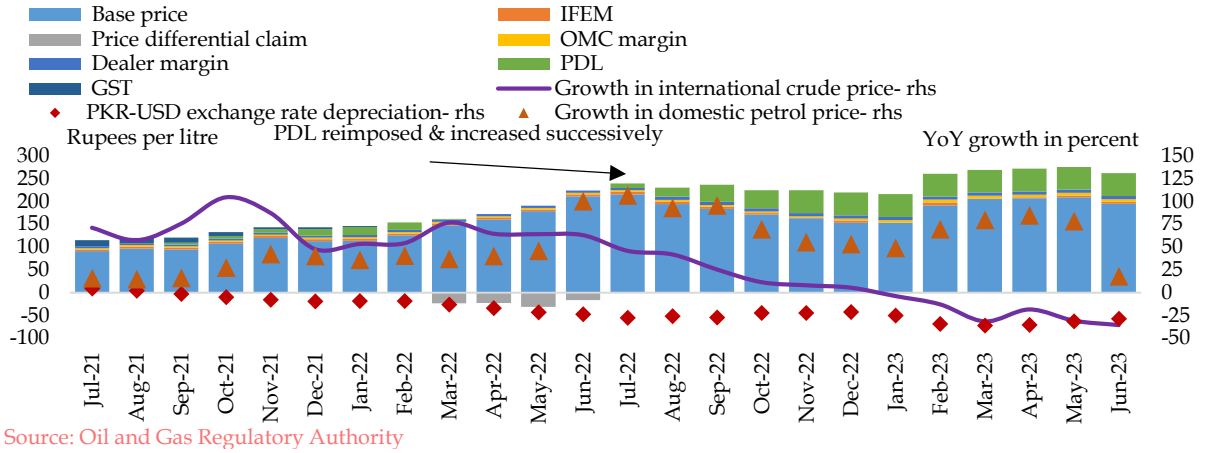
Source: Pakistan Bureau of Statistics

[43] وزارتِ خزانہ (2022-23ء)۔ پاکستان اقتصادی سروے۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

[44] ماخذ: یو ایس ڈی اے، فارن ایگریکلچرل سروس، پاکستان: غذائی اور زرعی درآمدی ضوابط اور معیارات ملک رپورٹ

[45] پیاز کی پیداوار مالی سال 23ء میں کم ہو کر تقریباً 1.7 ہزار ٹن رہ گئی جو گذشتہ سال 2.1 ملین ٹن تھی۔ اس کے علاوہ فصل کا زیر کاشت رقبہ بھی مالی سال 2023ء میں ایک لاکھ 41 ہزار ہیکٹر سے کم ہو کر ایک لاکھ 28 ہزار ہیکٹر رہ گیا۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 3.31: پیٹرول کی قیمتوں کے اجزائے ترکیبی، اور خام تیل کی بین الاقوامی قیمتوں اور روپے کی قدر میں کمی کے اثرات

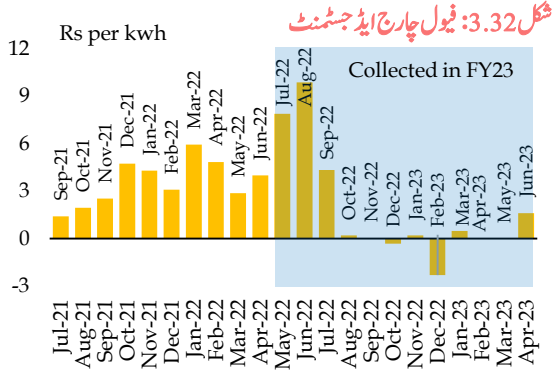


Source: Oil and Gas Regulatory Authority

توانائی کی مہنگائی

مالی سال 23ء کے دوران شہری اور دیہی علاقوں میں توانائی کی مہنگائی بڑھ کر بالترتیب 38.4 فیصد اور 39.1 فیصد تک پہنچ گئی، جو گذشتہ سال 25.3 فیصد اور 24.8 فیصد بڑھی تھی۔ تفصیلی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ توانائی کی مہنگائی میں اضافہ کو بنیادی طور پر گاڑیوں کے ایندھن اور بجلی کے چارجز سے منسوب کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد گیس کا نمبر آتا ہے (**شکل 3.30**)۔[46] خام تیل اور ایل این جی کی بلند عالمی قیمتوں کے ساتھ ساتھ، توانائی کی مہنگائی میں اضافے نے اس شعبے میں مستقل ساختی مسائل کے اثرات کو بھی ظاہر کیا ہے، جس کی وجہ سے گردشی قرضے کا ضخیم اسٹاک جمع ہوا ہے۔ بجلی کے نرخوں میں اضافے کا ایک اہم حصہ گردشی قرضوں کا بہاؤ مسدود کرنے پر مبنی ہے۔ اسی طرح محاصل کی وصولی بڑھانے کے لیے حکومت نے جولائی 22ء سے ٹرانسپورٹ ایندھن پر پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (2023ء) نافذ کردی۔

شکل 3.32: فیول چارج ایڈجسٹمنٹ



Note: x-axis indicates months for which FCA was charged; indicative months around the bars are months in which FCA was actually billed. FCA is collected with a one-month lag.

Source: National Electric Power Regulatory Authority

سال بھر گاڑیوں کے ایندھن کا مہنگائی میں حصہ مختلف عوامل کی وجہ سے مسلسل بلند رہا۔ اوّل، مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں خام تیل کی عالمی قیمت بلند رہی، جن میں دوسری ششماہی کے دوران تنزلی کا رجحان شروع ہوا (**شکل 3.31**)۔ دوم، نسبتاً کمزور کرنسی نے تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی سے حاصل ہونے والے فوائد زائل کردیے (**شکل 3.31**)۔ سوم، حکومت نے اگست 2022ء میں ڈیلرز کے مارجن میں اضافے، اور دسمبر 2022ء اور جنوری 2023ء میں دوبار آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے مارجن میں اضافے کی اجازت دیدی، جس سے ایندھن کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا۔[47] چہارم، حکومت نے جولائی 2022ء سے غیر ٹیکس محاصل بڑھانے کے لیے ٹرانسپورٹ ایندھن پر پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) دوبارہ عائد کر دی۔ نومبر 2022ء اور اپریل 2023ء تک پٹرول اور ڈیزل پر لیوی بڑھا کر 50 روپے فی لیٹر کردی گئی تھی۔[48]

[46] دیہی علاقوں کے معاملے میں، ٹھوس ایندھن نے توانائی کی مہنگائی میں قابل ذکر کردار ادا کیا، کیونکہ ملک کے زیادہ تر دیہی علاقوں میں گیس کی قلت کے دوران اس کا وسیع استعمال ہوتا ہے۔

[47] ڈیلر کا ماہانہ اوسط مارجن مالی سال 22ء میں 3.4 روپے فی لیٹر سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں 4.4 روپے فی لیٹر تک پہنچ گیا۔

[48] پٹرول پر اوسط ماہانہ پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی مالی سال 22ء میں 5.5 روپے فی لیٹر سے بڑھ کر مالی سال 23ء میں 42.3 روپے فی لیٹر تک پہنچ گئی۔ اسی طرح مالی سال 22ء میں ڈیزل پر اوسط ماہانہ لیوی 3.9 روپے فی لیٹر تھی جو مالی سال 23ء میں بڑھ کر 30.1 روپے فی لیٹر تک جا پہنچی۔ اعداد و شمار کے ذرائع: آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی اور پاکستان اسٹیٹ آئل

جدول 3.9: سالانہ اساس بندی اور بجلی کے نرخوں میں سہ ماہی ردّوبدل

مجموعی سالانہ نو اساس بندی برائے م س22ء اور 23		
مرحلے	یونٹ (روپے فی کلوواٹ آور)	نافذ العمل
پہلا مرحلہ	3.5	25 جولائی 2023ء
دوسرا مرحلہ	3.5	یکم اگست 2023ء
تیسرا مرحلہ	0.91	یکم اکتوبر 2023ء
مجموعہ	**7.91**	
نرخوں میں سہ ماہی ردّوبدل (برائے گھریلو صارفین)		
سہ ماہی	یونٹ (روپے فی کلوواٹ آور)	نافذ العمل
سہ 1م س22ء	0.57	یکم جون 2023ء
سہ 2م س22ء	1.55	یکم جولائی 2023ء
سہ 3م س22ء	0.51	یکم ستمبر 2023ء
سہ 4م س22ء	3.21 تا 1.49	یکم اکتوبر 2023ء
سہ 1م س23ء	3.21 تا 1.49	یکم فروری 2023ء
سہ 2م س23ء	0.5	یکم اپریل 2023ء

نوٹ: 1) عموماً سہ ماہی وار ردّوبدل کا اطلاق نفاذ کی تاریخ کے بعد دو سے چار ماہ کے لیے ہوتا ہے؛ 2) مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی اور چوتھی سہ ماہی کے لیے سہ ماہی وار ردّوبدل کا تعین اور وصولی م س24ء میں ہونی ہے۔

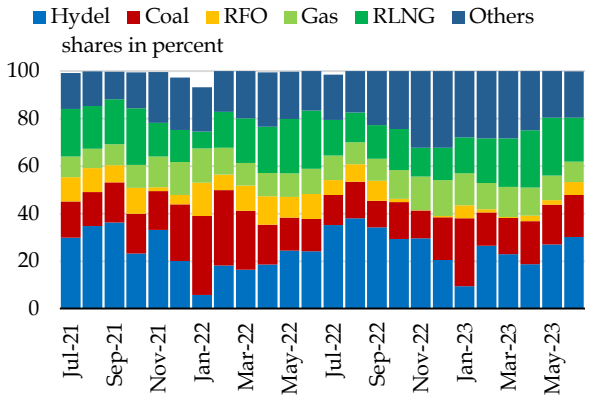
ماخذ: آئی ایم ایف، نیپرا

مالی سال 23ء کے دوران توانائی کی مہنگائی میں ایک اور بڑا حصہ بجلی کے چار جز کا تھا۔[49] بجلی نرخوں کو لاگت کی وصولی سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سالانہ اساس بندی (ری بیسنگ)، سہ ماہی ردّوبدل (ایڈجسٹمنٹ) اور ایندھن ماہانہ فیول چارج ایڈجسٹمنٹ عائد کیے گئے، تاکہ گردشی قرضوں کی نمو کو سُست کیا جاسکے۔ تاہم مالی سال 23ء کی ایڈجسٹمنٹ پر مالی سال 22ء میں تاخیر سے ہونے والی سالانہ اساس بندی اور سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ کا بھی اثر پڑا۔ مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے لیے مجموعی طور پر 7.91 روپے فی کلو واٹ کی سالانہ ری بیسنگ جولائی تا اکتوبر مالی سال 23ء کے دوران تین مراحل میں متعارف کرائی گئی تھی۔ مالی سال 22ء کے لیے سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ جون 22ء میں شروع ہوئی، جس کے بعد مالی سال 23ء کی پہلی دو سہ ماہیوں کے لیے بروقت ایڈجسٹمنٹ کی گئی (**جدول 3.9**)۔[50]

بالخصوص مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ سے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا، (**شکل 3.32**)۔ بلحاظِ وسیلہ بجلی کی پیداوار کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ گیس اور کوئلے پر مبنی مجموعی پیداوار کا بجلی کی کُل پیداوار میں بڑا حصہ تھا (**شکل 3.33 الف**)۔[51] فرنس آئل کو بھی بطور ایندھن بجلی سازی کے ذرائع میں شامل کیا گیا، خاص طور پر مالی سال 22ء کی آخری سہ ماہی میں، اس کی گرتی ہوئی لیکن اب بھی بلند قیمت (**شکل 3.33 ب**) مالی سال 23ء میں ایندھن کی بلند لاگتی ایڈجسٹمنٹ پر منتج ہوئی۔

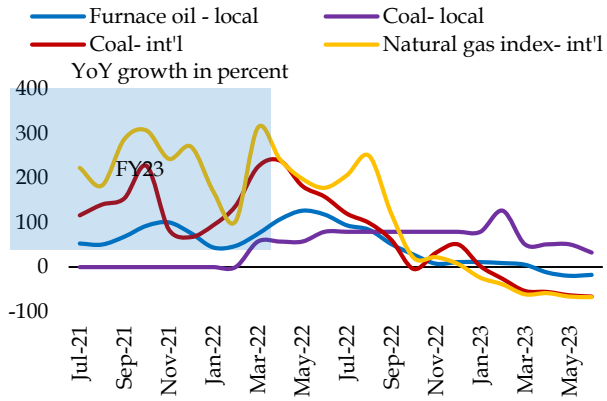
تاہم، توانائی کی گرتی ہوئی عالمی قیمتوں اور ستمبر 2022ء میں صارفین کو فراہم کردہ ریلیف پیکج کے باعث سال گزرنے کے ساتھ ساتھ ایندھن کی لاگتی

شکل 3.33 الف: ذرائع کے لحاظ سے توانائی کی پیداوار



Source: National Electric Power Regulatory Authority

شکل 3.33 ب: توانائی کی پیداوار میں ایندھن کے استعمال کا رجحان



Sources: Pakistan Bureau of Statistics and Haver Analytics

[49] سالانہ اساس بندی اور سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ کی وجوہ کیپیسٹی چارجز (یعنی پاور پلانٹ کی یومیہ پیداوار کی نسبت یومیہ صلاحیت کے تحت ادائیگی)، ترسیلی چارجز اور مارکیٹ آپریٹر فیس ہیں۔ مختلف آپریشن اور مرمتی اخراجات؛ اور ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ پر ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن نقصانات کے اثرات۔ جبکہ، ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ کا مطلب بجلی کی پیداوار کے لیے ایندھن کی متغیر لاگت کا احاطہ کرنا ہے۔ ماخذ: نیپرا

[50] سہ ماہی ٹیرف ایڈجسٹمنٹ عام طور پر نفاذ کی تاریخ سے 2-4 ماہ کے لیے لاگو ہوتا ہے۔

[51] مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی اور مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی کے درمیان مجموعی طور گیس اور کوئلے سے پیدا ہونے والی پیداوار کا کُل حصہ تقریباً نصف رہا۔

ایڈجسٹمنٹ لگ بھگ نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ حکومت پہلے ہی مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں سالانہ اور سہ ماہی بنیادوں پر نرخوں میں خاصا ٹھوس ردّوبدل متعارف کرواچکی ہے، مالی سال 23ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی میں توانائی کی مہنگائی میں بجلی کے چارجز کے حصے میں کوئی خاص اضافہ نہ ہوا۔

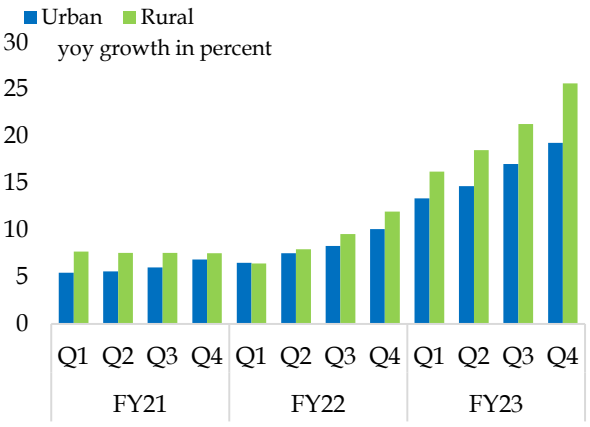
بہرحال، آخری سہ ماہی کے دوران توانائی کی مہنگائی میں بجلی کے چارجز کے حصے میں اضافہ دیکھا گیا۔ یہ اضافہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے برعکس ہوا تھا، جب حکومت نے روس اور یوکرین تنازع کے تناظر میں صارفین کو توانائی کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے سے بچانے کے لیے زرِ اعانت فراہم کرکے بجلی کی قیمتوں کو منجمد کردیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے سیلاب کی وجہ سے صارفین کو جزوی ریلیف فراہم کرنے کے لیے ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ کے کچھ حصے کی ادائیگی برائے اگست اور ستمبر 2022ء موخر کردی تھی۔ موخر شدہ ایندھن کی لاگتی ایڈجسٹمنٹ آٹھ ماہ، مارچ 2023ء سے اکتوبر 2023ء، میں وصول کی جانی تھی، جس سے مالی سال 23ء کی آخری سہ ماہی میں بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ (**جدول 3.10**)

مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں گاڑیوں کے ایندھن اور بجلی کے ہمراہ گیس کے چارجز میں بھی اضافہ کیا گیا (**شکل 3.30**)۔[52] ملکی شعبے کی کھپت کے حوالے سے بجلی کے غیر محفوظ صارفی زمرے میں دو نئے سلیب شامل کیے گئے تھے۔ حکومت نے مختلف سلیبوں کے صارفین کے لیے گیس کی قیمتوں کو 33.0 فیصد سے 112.0 فیصد تک بڑھادیا، جو اوسطاً 64 فیصد بنتا ہے۔[53] اس کے ساتھ ساتھ تجارتی اور برآمدی اداروں (کیپٹو پاور جنریشن– ذاتی کھپت کے لیے بجلی سازی– میں استعمال ہونے والی گیس کے لیے) کے لیے بھی گیس کی قیمتوں میں تقریباً 29 فیصد اضافہ کیا گیا۔[54]

متعدد رسدی دھچکوں کے دور ثانی کے اثرات اور بلند مہنگائی کی توقعات نے قوزی مہنگائی بڑھادی

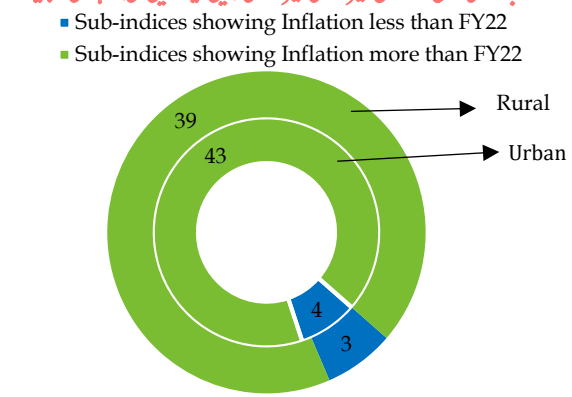
گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 23ء میں شہری اور دیہی دونوں زمروں میں قوزی مہنگائی دوگنی ہوگئی، جو کئی سالوں کی بلند ترین سطح یعنی بالترتیب 16.2 اور 20.6 فیصد تک پہنچ گئی۔[55] اس کی اولین وجوہ بنیادی اشیا کی بلند قیمتیں ہیں، اس کے بعد خدمات اور مکان کے کرایہ کا نمبر آتا ہے۔ سہ ماہی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ سال گذرنے کے ساتھ ساتھ سال بہ سال اور سہ ماہی بنیادوں پر قوزی مہنگائی کی رفتار میں اضافہ ہوا (شکل 3.34 الف)۔ مزید برآں، مالی سال 23ء کے پورے عرصے میں شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں

شکل 3.34 الف: غیر غذائی غیر توانائی میں سہ ماہی مہنگائی کا رجحان



Source: Pakistan Bureau of Statistics

3.34ب: مالی سال 23ء میں غیر غذائی غیر توانائی (این ایف این ای) مہنگائی کا پھیلاؤ



Sources: Pakistan Buraeu of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

[52] ذرائع: اوگرا کا اعلامیہ بتاریخ 15 فروری 2023ء جو یکم جنوری 2023ء سے نافذ العمل تھا۔

[53] اس معلومات کا تعین صرف نئے اور پرانے اعلامیوں میں تقابلی سلیب کے لیے کیا جاتا ہے۔ ماخذ: اوگرا

[54] مطلق زمروں میں کمرشل ٹیرف فی ایم ایم بی ٹی یو 1283 روپے سے بڑھ کر 1650 روپے اور برآمدی ٹیرف فی ایم ایم بی ٹی یو 852 روپے سے بڑھ کر 1100 روپے تک پہنچ گیا۔ ماخذ: اوگرا

[55] یہ مالی سال 16ء کے بعد سے قوزی مہنگائی کی درج شدہ بلند ترین سطح ہے، جب پاکستان دفتر شماریات نے پہلی بار شہری اور دیہی علاقوں کے لیے مہنگائی کے جداگانہ اشاریے متعارف کرائے تھے۔

جدول 3.10: اگست-ستمبر کے بلوں میں ایندھن کی موخر لاگتی ایڈجسٹمنٹ کی وصولی ایکس ڈبلیو ڈسکوز

روپے فی کلوواٹ آور

	مارچ23ء	اپریل23ء	مئی23ء	جون23ء	جولائی23ء	اگست23ء	ستمبر23ء	اکتوبر23ء	کُل
تحفظ یافتہ (200 یونٹ یا اس سے کم)	2.00	2.00	1.50	0.95	0.89	1.00	1.00	1.00	**10.34**
غیر تحفظ یافتہ (200 یونٹ یا اس سے کم)	2.75	2.75	2.25	0.95	0.79	1.50	1.75	1.50	**14.24**
غیر تحفظ یافتہ (201 سے 300 یونٹ)	2.75	2.75	2.25	0.95	0.79	1.50	1.75	1.50	**14.24**
نجی زرعی	3.00	2.00	0.50	0.50	0.50	0.90	1.50	1.00	**9.90**

ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی

قوزی مہنگائی بلند رہی۔[56] جیسا کہ شکل 3.34 ب میں دکھایا گیا ہے، قوزی مہنگائی میں اضافہ خاصہ وسیع البنیاد تھا۔

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں سب سے بڑا حصہ کرایہ مکان، ذاتی دیکھ بھال کی اشیا،[57] کپڑے دھونے کے صابن / ڈٹرجنٹ، سوتی کپڑے، ٹرانسپورٹ خدمات، تعلیم، شادی ہال کے چارجز، ذاتی اشیا[58] اور ٹیکسٹ بکس شامل ہیں (**شکل 3.35**)۔

مالی سال 23ء میں ملکی طلب میں نمایاں کمی کے باوجود قوزی مہنگائی میں مسلسل اضافہ ہوا۔ گذشتہ سال سے متعارف کردہ انتظامِ طلب کے اقدامات بشمول ستمبر 2021ء کے بعد سے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 1500 بی پی ایس کا اضافہ، سیلاب کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں کو پہنچنے والے نقصانات اور گھرانوں کی حقیقی آمدنی میں سکڑاؤ نے مالی سال 23ء کے دوران ملکی طلب کافی حد تک سُست کر دی۔

مالی سال 23ء کے دوران گھرانوں کے حقیقی حتمی صَرف کے اخراجات میں اضافے کا تخمینہ گذشتہ سال کے 6.8 فیصد سے بڑی حد تک کم ہو کر 1.7 فیصد رہ گیا ہے (**شکل 3.36**)۔ اسی طرح، سال کے دوران ملکی فروخت کے اعتبار سے بلند تعدّد کے مختلف طلبی اظہاریوں میں کمی آئی (**شکل 3.37**)۔

ملکی طلب میں واضح کمی سے قطع نظر، قوزی مہنگائی میں اضافہ بڑی حد تک شرح مبادلہ میں کمی کے اثرات اور، توانائی اور خوراک کی قیمتوں کے ثانوی دور کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے، جو عمومی قیمتوں اور اجرتوں تک سرائیت کر گئے (**شکل 3.38 الف**)۔ خوراک اور توانائی کی بلند مہنگائی نے مزدوروں کی حقیقی آمدنی کو کم کر دیا، جس کی وجہ سے سال کے دوران اجرتوں کی مہنگائی میں اضافہ ہوا۔[59] مالی سال 23ء کے دوران پست اجرتوں میں 21.2 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ پانچ سال کے دوران 7.6 فیصد کے اوسطاً اضافے سے تگنا ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے بھی کم از کم اجرت میں اضافہ کیا تھا، جس نے مالی سال 23ء میں اجرتوں کی مہنگائی میں جزواً حصہ ڈالا تھا۔[60]

اس کے ہمراہ غیر لازمی درآمدی اشیا کی رسد میں کمی کے ساتھ ساتھ روپے کی قدر میں کمی نے درآمدی خام مال کی لاگت اور اشیاسازی کے لیے نیم تیار اشیا کی قیمت میں اضافہ کر دیا، جس کے سبب قیمتوں کا دباؤ بڑھ گیا (**شکل 3.38 ب**)، دوسری جانب اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی اور درآمدی طلب گھٹنے کے اثرات زائل ہو گئے (**باب 6 - بیرونی**)۔ مزید برآں، فروری 2023ء میں فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء کے ذریعے متعارف کردہ رقوم مجتمع کرنے کے

[56] شہری مہنگائی کی نسبت دیہی مہنگائی بنیادی طور پر دونوں باسکٹس میں گھرانوں کے اخراجات کے مختلف رجحانات کی وجہ سے بڑھی تھی۔ مثلاً، دیہی گھرانے شہریوں کی نسبت ٹرانسپورٹ خدمات پر زیادہ اور گھر کے کرایوں پر کم خرچ کرتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ خدمات کی مہنگائی ریکارڈ سطح پر ہونے کی وجہ سے اس نے شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں کو زیادہ متاثر کیا ہے۔ اس کے علاوہ شہری مراکز سے دیہی علاقوں تک سامان کی ترسیلی لاگت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ امر دیہی اور شہری علاقوں میں اسی طرح کی اشیا کے لیے نسبتاً بلند مہنگائی کی وضاحت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر: سوتی کپڑا، ادویات اور، ٹیکسٹ بکس، وغیرہ۔

[57] ذاتی دیکھ بھال کی اشیا میں یہ شامل ہیں: صابن، ٹوتھ پیسٹ / برش، بالوں کی رنگت، بالوں کو ہٹانے والی کریم، شیونگ کریم اور بلیڈ، ڈسپوزایبل ریزر، شیمپو، لپ اسٹک، نیل پالش، پرفیوم، فیس کریم، ٹیلکم پاؤڈر، بالوں کا تیل، ٹشو پیپر (پرفیوم) اور ڈائپرز۔

[58] ذاتی اثرات میں یہ شامل ہیں: سونا 24 قیراط، چاندی 24 قیراط، دیوار کی گھڑی، مصنوعی زیورات، سوٹ کیس اور ٹرنک، خواتین کا بٹوا۔

[59] پست اجرتوں میں سلائی، گھریلو ملازم، صفائی اور لانڈرنگ، تعمیراتی کارکن، کچرا جمع کرنے، ڈینٹل سروسز، ڈاکٹر فیس، مکینیکل سروسز اور انفرادی نکھار کی خدمات شامل ہیں۔

[60] وفاقی حکومت نے مالی سال 22ء میں کم از کم اجرت کی شرح 17 ہزار 500 روپے سے بڑھا کر 20 ہزار روپے کر دی تھی۔ مالی سال 2023ء میں صوبوں نے کم از کم اجرت کی شرح بڑھا کر 25 ہزار روپے ماہانہ کر دی تھی۔ ماخذ: ایمپلائرز فیڈریشن آف پاکستان (www.efp.org.pk/minimum-notifications/page/2)

شکل 3.35: م س 23ء میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی (شہری) میں بڑے حصہ دار

YoY growth in percent

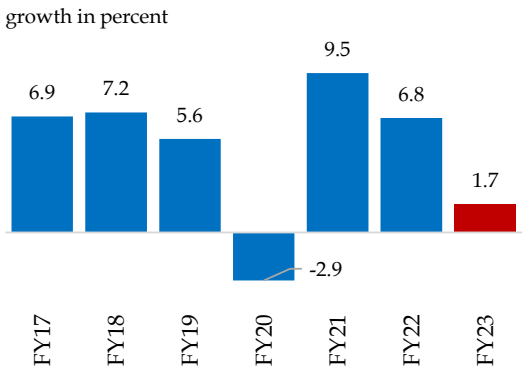
	wt.	Contribution in CPI Inflation	Jul-22	Aug-22	Sep-22	Oct-22	Nov-22	Dec-22	Jan-23	Feb-23	Mar-23	Apr-23	May-23	Jun-23
House rent	19.3	0.9	5.6	5.6	5.6	5.3	5.3	5.3	5.4	5.4	5.4	5.3	5.3	5.3
Top Contributors in Goods														
Goods	18.2	4.9	16.5	20.5	21.9	22.9	23.1	23.9	25.2	28.7	33.2	35.7	37.1	34.6
Appliances/Articles/Products for personal care	3.0	0.8	15.8	19.6	22.1	23.8	24.3	25.7	26.7	31.8	34.3	38.7	40.1	38.4
Washing soap/detergents/match box	1.4	0.7	24.7	28.9	37.7	41.5	43.4	46.6	47.0	51.6	57.2	60.4	63.7	62.0
Cotton cloth	2.2	0.6	18.1	23.5	23.7	24.2	22.2	21.4	20.7	18.8	32.7	31.5	31.5	28.4
Personal effects n.e.c.	0.9	0.4	18.2	21.2	22.8	19.2	19.3	24.9	32.6	38.6	36.8	44.8	53.3	45.5
Text books	0.7	0.3	8.7	20.0	17.2	20.6	20.5	59.2	71.3	74.1	74.0	106.8	114.0	114.0
Motor vehicles	0.8	0.3	24.0	38.4	34.9	34.3	28.2	27.5	28.0	38.8	45.5	41.5	38.0	36.6
Top Contributors in Services														
Services	16.3	2.3	14.3	15.6	15.9	16.8	15.4	14.6	15.4	16.8	16.2	16.2	15.9	13.5
Transport services	1.7	0.5	39.7	44.6	42.4	41.3	33.4	28.4	30.0	33.1	30.6	28.8	24.1	12.5
Education	4.9	0.4	10.5	10.1	10.0	11.1	11.1	10.8	10.4	10.4	5.8	6.0	5.7	5.9
Marriage hall charges	1.8	0.4	21.7	24.2	24.3	24.5	18.8	17.0	19.9	25.5	32.3	32.9	33.4	25.3
Personal grooming services	0.8	0.2	18.2	20.6	27.5	30.8	29.5	29.1	31.7	31.1	31.0	31.9	37.5	34.7
Tailoring	1.1	0.2	12.4	17.1	17.4	17.8	17.6	17.4	18.7	23.6	24.3	21.2	19.7	19.0
Household servant	0.8	0.1	13.3	14.3	15.1	20.1	20.6	20.5	19.5	17.2	18.4	18.7	18.5	17.1
NFNE Inflation	53.7	8.2	12.0	13.8	14.4	14.9	14.6	14.7	15.4	17.1	18.6	19.5	20.0	18.5

Note: 1) This heat map is extracted from one drawn for all 47 sub-indices of core inflation, which are sorted by contribution to growth in overall inflation in FY23 in the descending order. 2) Red= highest, Green= lowest

Sources: Pakistan Bureau of Statistics, and State Bank of Pakistan calculations

اقدامات، بشمول جی ایس ٹی کی شرح 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنا اور شادی ہالوں، مارکیز، ہوٹلوں، ریستورانوں یا اس مقصد کے لیے استعمال ہونے

شکل 3.36: خاندان کا حتمی صَرف اخراجات

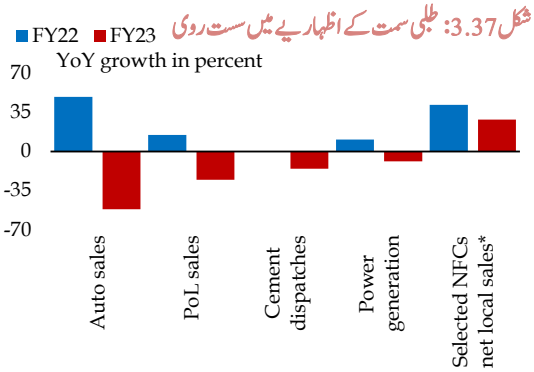


Source: Pakistan Bureau of Statistics

والی کسی بھی دوسری جگہ پر منعقد ہونے والی تقریبات اور اجتماعات پر 10 فیصد ایڈوانس ٹیکس شامل ہے، نے بھی اشیا اور خدمات کی قیمتوں کو ہوا دی۔

آخراً، بڑھتی ہوئی مہنگائی کی توقعات نے مہنگائی کے بنیادی دباؤ میں اضافے کے رجحان کو تقویت دی، کیونکہ صارفین اور فرموں کی ان توقعات کو اجرتوں اور قیمتوں میں ملحوظ رکھا گیا (**شکل 3.38ج**)۔ تحریری مواد سے معلوم ہوتا ہے کہ صارفین اور کاروباری اداروں کی مہنگائی کی توقعات بنیادی طور پر توانائی کی مہنگائی کے رجحان سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اس کے ہمراہ، غذا اور غیر توانائی

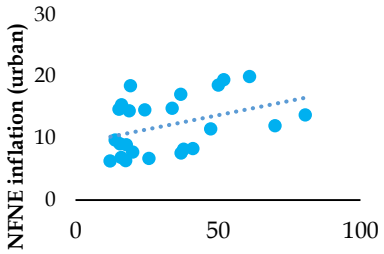
شکل 3.37: طلبی سمت کے اظہاریے میں سست روی



*Jul-Mar, NFC stands for Non-financial companies

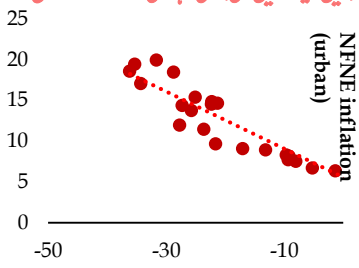
Sources: SBP Quarterly Financial Statements Analysis Mar-2023, NEPRA, APCMA, OGRA, PAMA

شکل 3.38الف: توانائی کی مہنگائی کا غیر غذائی غیر توانائی (این ایف این ای) کی مہنگائی کے ساتھ تعامل



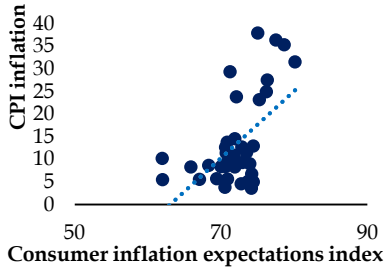
Note: YoY growth for monthly data during Jul 2021-Jun 2023

شکل 3.38ب: شرح تبادلہ کا غیر غذائی غیر توانائی (این ایف این ای) کی مہنگائی کے ساتھ تعامل



Note: YoY growth for monthly data during Jul 2021-Jun 2023

شکل 3.38ج: صارفی مہنگائی کی توقعات کا اثر صارف اشاریہ قیمت (سی پی آئی) مہنگائی پر ہوا



Data used here ranges from Jul-2017 to Jun-2023, corresponding to months in which Consumer Confidence Surveys were conducted

Sources: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

قیمتوں، روزگار کی سطح اور شرح سود کی موجودہ اور متوقع سمت بھی صارفین کی مہنگائی کی توقعات پر اثر انداز ہوتی ہے۔[61] اجناس کی عالمی قیمتوں کے مستقبل کا منظر نامہ، زری پالیسی کے فیصلے اور شرح مبادلہ کا اتار چڑھاؤ صارفین کی مہنگائی کی توقعات پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل ہیں۔

[61] اچ عباس، ایس بیگ، اور ایم اے چوہدری (2015)۔ "ترقی پذیر ملک میں مہنگائی کی توقعات اور معاشی تصورات"، جو ذیل میں درج اس لنک پر دستیاب ہے: (ii) (www.sbp.org.pk/ccs/paper.pdf) آر موسنر (2022ء)۔ "یورپی خطے میں مہنگائی کی توقعات کے تعین"، انٹر اکنامکس: یورپی اقتصادی پالیسی کا جائزہ، 57(2)، 99-102۔ (iii) ایم ڈی پاترا، اور پی رے (2010ء)۔ "ہندوستان میں مہنگائی کی توقعات اور زری پالیسی: ایک تجرباتی کھوج"، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ۔

مالیاتی پالیسی



مالی سال 22ء کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران مالیاتی اور بنیادی توازن میں کچھ بہتری آئی، تاہم بجٹ کے اہداف کا حصول بہت دور رہا۔ گذشتہ سال کی نسبت بہتری کی بنیادی وجہ غیر سودی اخراجات کی نمو میں کمی تھی۔ دوسری جانب محصولات کا توازن خراب ہوا کیونکہ اخراجاتِ جاریہ میں ہونے والا اضافہ مجموعی محصولات میں اضافے سے بڑھ گیا۔ محصولات کے اندر نان ٹیکس محصولات میں خاصا اضافہ ہوا جس کی وجہ پی ڈی ایل کی زیادہ وصولی تھی جبکہ طلب اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور درآمدات میں کمی کی وجہ سے ٹیکس محاصل کم جمع ہوئے۔ ٹیکس کی وصولی میں ہونے والا تمام اضافہ براہ راست ٹیکسوں کی وجہ سے ہوا، جسے بینک منافع میں اضافے سے سہارا ملا اور فرموں پر بھی پہلے سے زیادہ سپر ٹیکس عائد کیا گیا۔ اخراجات بڑھنے کی بنیادی وجہ شرح سود میں اضافہ اور قرضوں کے اسٹاک، خاص طور پر رواں شرح والے قرضے کی بنا پر سودی ادائیگیوں میں نمایاں اضافہ تھا، تاہم غیر سودی اخراجات کی نمو کم ہوگئی۔ مزید برآں، صوبائی فاضل رقم، اگرچہ مالی سال 22ء سے کم رہی، تاہم اس نے مجموعی مالیاتی خسارہ محدود رکھنے میں مدد کی۔

4

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ[1]

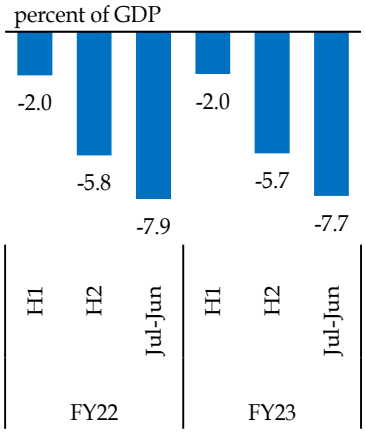
مالی سال 23ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 7.7 فیصد تھا جو مالی سال 22ء کے 7.9 فیصد سے قدرے کم تھا، تاہم 4.9 فیصد کے بجٹ ہدف اور 7.0 فیصد کے نظر ثانی شدہ تخمینے سے خاصا زیادہ تھا (**شکل 4.1 الف**)۔ اہم بات یہ ہے کہ مجوزہ مالیاتی استحکام حاصل نہ کیا جا سکا کیونکہ بنیادی خسارہ جی ڈی پی کا 0.8 فیصد تھا، جبکہ بجٹ کی فاضل رقم جی ڈی پی کا 0.2 فیصد تھی (**شکل 4.1 ب**)۔ یہ امر مالی سال 22ء میں ہونے والے 3.1 فیصد بنیادی خسارے کے مقابلے میں بہتری کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، مالی سال 23ء میں محصولات کا خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 5.8 فیصد ہو گیا، جو مالی سال 22ء میں 5.2 فیصد رہا تھا (**شکل 4.1 ج**)۔

مالی اظہاریوں، مالیاتی اور بنیادی خساروں میں مالی سال 22ء کے مقابلے میں آنے والی بہتری کی وجہ غیر سودی اخراجات میں نمایاں کمی ہے۔ مزید برآں، مجموعی طور پر صوبوں نے مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کا 0.2 فیصد فاضل رقم حاصل کیا، جو اگرچہ گذشتہ برس کے 0.5 فیصد سے کم ہے، تاہم اس نے بنیادی اور مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں مدد دی۔[2] تاہم، آمدنی کے توازن میں بگاڑ سود کی زائد ادائیگیوں کی وجہ سے آیا جس سے اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ مجموعی آمدنی میں اضافے سے آگے نکل گیا (**جدول 4.1**)۔

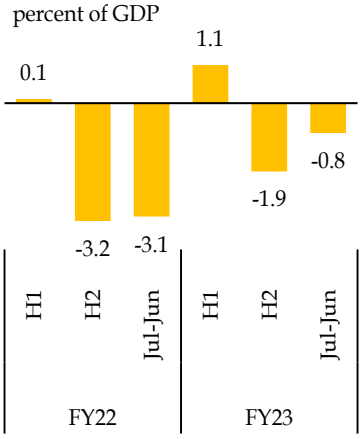
مالی سال 23ء میں مجموعی اخراجات 21.5 فیصد بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال یہ 29.0 فیصد بڑھے تھے۔[3] اخراجات میں سست نمو کی بڑی وجہ کم گرانٹس اور زرِ اعانت تھیں۔ اس کے علاوہ غیر سودی اخراجات کی نمو میں کمی کے ساتھ ساتھ مجموعی ترقیاتی اخراجات اور خالص قرضوں کی نمو میں سست روی بھی ایک وجہ تھی۔ تاہم، سود کی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافے نے اخراجاتِ جاریہ میں گرانٹس اور زرِ اعانت میں کمی کے اثرات کو پوری طرح زائل کر دیا۔ قرضوں کا اسٹاک اور شرح سود بڑھنے کے پس منظر میں ملکی اور بیرونی دونوں قرضوں پر سود کی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا۔

نمو سست پڑنے کے باوجود اخراجات آمدنی میں اضافے کے مقابلے میں زیادہ رہے، جس میں کچھ تیزی بھی ریکارڈ کی گئی۔ محصولات کی نمو میں تیزی کا بڑا سبب پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولی بڑھنے کی وجہ سے نان ٹیکس آمدنی میں اضافہ ہے حالانکہ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی ہوئی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع، جو نان ٹیکس آمدنی کا ایک اہم جزو ہے، کی منتقلی میں کمی ہوئی جس کی وجہ اسٹیٹ بینک ایکٹ میں ترامیم کے بعد اس منافع کی منتقلی کا طریقہ کار تبدیل ہونا ہے۔ دوسری جانب ٹیکس آمدنی میں اضافہ نمایاں طور پر کم ہو گیا۔ درآمدات میں کمی، معاشی سرگرمیوں میں سست روی اور سیلاب نے

شکل 4.1 الف: مالیاتی توازن



شکل 4.1 ب: بنیادی توازن



شکل 4.1 ج: محاصل کا توازن



Sources: Ministry of Finance, and SBP calculations

[1] مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجات منہا کرنے سے حاصل شدہ رقم مالیاتی توازن کہلاتی ہے، بنیادی توازن مالیاتی توازن میں سے سود کی ادائیگیاں نکال کر حاصل کیا جاتا ہے، جبکہ محاصل کا توازن حاصل کرنے کے لیے مجموعی محاصل میں سے مجموعی اخراجاتِ جاریہ کو نکالا جاتا ہے۔

[2] مالی سال 23ء میں صوبوں کی مجموعی فاضل رقم 154.6 ارب روپے ہے، جو سالانہ بجٹ کے 750 ارب روپے سے بہت کم اور مالی سال 22ء کے 351 ارب روپے سے کم ہے۔

[3] مطلق معنوں میں مالی سال 23ء کے دوران مجموعی اخراجات 16.2 ٹریلین روپے رہے جبکہ بجٹ کا ہدف 9.6 ٹریلین روپے تھا اور مالی سال 22ء میں حقیقی اخراجات 13.3 ٹریلین روپے ہوئے تھے۔

ٹیکس وصولیوں پر منفی اثرات مرتب کیے جبکہ مہنگائی میں اضافہ، شرح سود میں اضافہ اور فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں آمدنی کو متحرک کرنے کے اقدامات نے ٹیکس وصولیوں کو بڑھایا۔

ٹیکس وصولیوں میں نسبتاً اضافے کے باوجود ٹیکس گزاروں کی تعداد کم ہونے کے سبب الیف بی آر ٹیکس اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب کم ہو کر 8.5 فیصد رہ گیا جبکہ بالواسطہ اور ودہولڈنگ ٹیکسوں پر زیادہ انحصار، مالی خسارے میں مسلسل اضافہ اور قرضوں کی ادائیگی میں اضافہ قرضوں کا استحکام برقرار رکھنے میں دشواری کا باعث بن رہا ہے۔ سود کے اخراجات میں مسلسل اضافہ مستحکم نہیں ہے کیونکہ یہ ترقی کے لیے مالیاتی گنجائش اور سماجی تحفظ پر دیگر ضروری اخراجات کو محدود کر سکتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان دیرینہ ساختی مسائل کو حل کرنے کی کوششیں کی جائیں تاکہ مالیاتی خسارہ کم ہو اور بنیادی فاضل رقم جمع ہو اور اس کے نتیجے میں قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار کو کم کیا جائے۔ مالیاتی نظم وضبط کے حصول اور قرضوں کے اسٹاک کو جی ڈی پی

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مالیت		نمو فیصد					
			پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**8,035**	**9,634**	**18.0**	**18.8**	**14.8**	**21.0**	**16.4**	**19.9**
(الف) ٹیکس محاصل	6,755	7,819	29.9	16.9	26.5	14.7	28.1	15.7
وفاقی	6,143	7,169	32.1	17.4	26.2	16.1	28.9	16.7
صوبائی	612	650	10.3	11.7	29.9	1.6	20.5	6.1
(ب) غیر ٹیکس	1,280	1,815	-14.6	26.4	-29.9	64.5	-21.5	41.8
وفاقی	1,152	1,649	-17.8	28.5	-28.1	65.5	-22.2	43.1
صوبائی	128	166	43.1	4.5	-41.1	56.8	-14.6	29.3
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	13,295	16,155	18.7	19.8	37.0	22.7	29.0	21.5
(الف) اخراجاتِ جاریہ	11,521	14,583	16.0	29.6	35.4	24.5	26.8	26.6
مارک اپ	3,182	5,831	-1.5	77.1	35.7	88.4	15.7	83.2
دفاع	1,412	1,586	7.0	22.7	7.4	6.2	7.2	12.3
نان مارک اپ	8,339	8,752	26.2	8.2	35.3	2.9	31.6	5.0
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	1,657	1,953	24.8	11.4	26.6	21.2	26.0	17.8
(ج) شماریاتی تفرق	116	-381	-	-	-	-	-	-
3۔ بجٹ کی مجموعی رقم	-5,260	-6,521	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-7.9	-7.7	-	-	-	-	-	-
4۔ بنیادی توازن	-2,077	-690	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-3.1	-0.8	-	-	-	-	-	-
5۔ محاصل کا توازن	-3,486	-4,950	-	-	-	-	-	-
جی ڈی پی کا فیصد	-5.2	-5.8	-	-	-	-	-	-
6۔ مالکاری (الف+ب)	5,260	6,521					54.6	24.0
(الف) بیرونی (خالص)	1,178	-680					-11.9	-157.7
(ب) ملکی (خالص)	4,081	7,201					97.6	76.4
غیر بینک	981	3,673					399.8	274.5
بینک	3,101	3,529					65.9	13.8

ماخذ: وزارتِ خزانہ

کے 60 فیصد کی مستحکم سطح تک لانے کے لیے ضروری ہے کہ ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھائی جائے، نیز سرکاری شعبے کے ناکارہ اداروں، بالخصوص بجلی کے شعبے سے متعلق اداروں کا خسارہ کم کیا جائے۔[4] اس کے نتیجے میں انفراسٹرکچر، صحت، تعلیم، تربیت اور تحقیق و ترقی میں سرمایہ کاری کرکے پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے اضافی وسائل کے حصول میں مدد ملے گی۔

4.2 محاصل

مالی سال 23ء میں مجموعی محاصل 19.9 فیصد بڑھے جبکہ مالی سال 22ء میں 16.4 فیصد بڑھے تھے (**جدول 4.2**)۔ محاصل بڑھنے کی بنیادی وجہ مالی سال 23ء میں نان ٹیکس محاصل میں اضافہ تھا، جسے پی ڈی ایل کی وصولیوں میں زائد نمو سے سہارا ملا۔ دوسری جانب مالی سال 23ء میں ٹیکس محاصل میں نمو سست پڑ گئی جس کی وجہ درآمدات میں کمی اور معاشی سرگرمیوں کا ماند پڑنا تھا حالانکہ منڈی کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا تھا۔ صوبوں کی جانب سے ٹیکس میں رعایت کے اعلان کردہ مختلف اقدامات کی وجہ سے صوبائی محاصل میں اضافہ سست روی کا شکار رہا۔[5]

ایف بی آر ٹیکس محاصل

مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں 16.6 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کی 29.6 فیصد کی نمو سے تقریباً نصف ہے (**جدول 4.3**)۔

نتیجتاً، مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر ٹیکس اور جی ڈی پی کا تناسب کم ہو کر 8.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 9.2 فیصد تھا۔ حالانکہ فروری 2023ء میں فنانس (ضمنی) ایکٹ میں محاصل کے اضافی اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا۔ ایف بی آر ٹیکسوں کی اس سست نمو میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا، جن میں درآمدات میں تخفیف؛ ملکی طلب میں نمایاں کمی، بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں سکڑاؤ؛ تباہ کن سیلاب؛ درآمد شدہ پی او ایل مصنوعات اور خام تیل پر صفر جی ایس ٹی؛ نیز ڈیوٹیوں پر ایڈہاک چھوٹ، مثلاً سیلاب کے تناظر میں درآمدات اور امدادی اشیا–بالخصوص ادویات، غذائی اشیا اور ایمبولینسوں، کی فراہمی پر ٹیکس شامل ہیں۔

تاہم، اضافی ٹیکس اقدامات – سپر ٹیکس، جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی میں اضافے نے ایف بی آر کو مالی سال 23ء کے ہدف کے قریب پہنچنے میں مدد کی۔ تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولی ہدف سے تجاوز کر گئی ہے، جس سے بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی کی تلافی ہوتی ہے۔ خاص طور پر، ود ہولڈنگ ٹیکسوں اور رضاکارانہ ادائیگیوں نے بلاواسطہ ٹیکسوں میں اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری جانب درآمدات میں کمی کے باعث بالواسطہ ٹیکس وصولیوں میں معمولی نمو ہوئی، بالخصوص قابلِ محصول درآمدات کی وجہ سے، جس سے درآمدات سے متعلق سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹم ڈیوٹیز کی وصولیوں کو دھچکا لگا۔

جدول 4.2: پاکستان میں محاصل کی مجموعی وصولی

وصولیاں ارب روپے؛ نمو فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	وصولیاں		نمو				حصہ	
	جولائی تا جون		پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
مجموعی محاصل (1+2)	**8,035**	**9,634**	**18.0**	**18.8**	**14.8**	**21.0**	**-**	**-**
1۔ ٹیکس محاصل (الف+ب)	6,755	7,819	29.9	16.9	26.5	14.7	21.5	13.2
وفاقی	6,143	7,169	32.1	17.4	26.2	16.1	20.0	12.8
صوبائی	612	650	10.3	11.7	29.9	1.6	1.5	0.5
2۔ غیر ٹیکس محاصل	1,280	1,815	-14.6	26.4	-29.9	64.5	-5.1	6.7
وفاقی	1,152	1,649	-17.8	28.5	-28.1	65.5	-4.8	6.2
صوبائی	128	166	43.1	4.5	-41.1	56.8	-0.3	0.5

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[4] مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے مطابق

[5] صوبائی محاصل پر مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے "**صوبائی مالیاتی سرگرمیاں**"

جدول 4.3: ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں کا خاکہ - نمو اور حصہ

مالیت ارب روپے؛ نمو / حاصل کردہ خالص فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	مالیت		نمو		مجموعی نمو میں حصہ		ہدف کا حاصل کردہ خالص	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
1- بلاواسطہ ٹیکس	**2,285**	**3,272**	**32.0**	**43.2**	**11.7**	**16.1**		**114.8**
درآمدات	288	290	31.8	0.8	1.5	0.0	-	-
ملکی	1,997	2,982	32.0	49.3	10.2	16.0	-	-
2- بالواسطہ ٹیکس	**3,864**	**3,897**	**28.2**	**0.9**	**17.9**	**0.5**	**99.8**	**89.6**
سیلز ٹیکس	2,532	2,592	27.4	2.4	11.5	1.0	98.3	92.3
درآمدات	1,741	1,618	56.0	-7.0	13.2	-2.0	-	-
ملکی	792	974	-9.3	23.0	-1.7	3.0	-	-
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	321	370	15.7	15.3	0.9	0.8	95.2	80.9
درآمدات	23	14	16.2	-38.5	0.1	-0.1	-	-
ملکی	298	356	15.7	19.4	0.9	0.9	-	-
کسٹمز	1,011	935	35.0	-7.5	5.5	-1.2	105.3	86.2
مجموعہ (2+1)	**6,148**	**7,169**	**29.6**	**16.6**	**29.6**	**16.6**	**-**	**99.6**

نوٹ: ایف بی آر اور وزارتِ خزانہ کی ٹیکس محاصل کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔

ماخذ: وفاقی دفتر محاصل اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

مالی سال 23ء میں ایف بی آر ٹیکسوں کی نمو میں چار اہم عوامل نے حصہ لیا۔ اوّل، بلند مہنگائی؛ دوم، سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری، سیونگ سرٹیفکیٹس، سیونگ ڈپازٹس، بینکوں کے منافع اور ان پر ادا کیے جانے والے انکم ٹیکسز پر سودی آمدنی میں اضافہ۔ سوم، فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں ٹیکس کی شرح میں اضافہ۔ مثال کے طور پر تنخواہوں پر انکم ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرنا، بلند آمدنی کے حامل افراد پر لاگو سپر ٹیکس کو چار فیصد سے بڑھا کر دس فیصد کرنا؛ جی ایس ٹی کو 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنا؛ مقامی طور پر تیار کردہ کاروں اور لگژری درآمدات پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کرنا۔ چہارم، ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس پر عمل درآمد کو بہتر بنانے اور کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے لیے انتظامی کوششیں (**باکس 4.1**)۔

باکس 4.1: ایف بی آر کے انتظامی اقدامات

مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے دوران ایف بی آر کی جانب سے کیے گئے اقدامات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

الف) اے ڈی آر (تنازعات کے متبادل حل) عدالت سے باہر تنازعات کو حل کرنے کا ایک طریقہ کار، جو کاروبار کرنے میں آسانی پیدا کرتا ہے، اس پر فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے نظر ثانی کی گئی تاکہ اسے زیادہ مستعد اور مؤثر بنایا جاسکے۔ اہم تبدیلیوں میں سے ایک یہ تھی کہ اب امر واقعہ اور قانونی مسئلے دونوں سے متعلق تنازعات کو حل کے لیے لایا جاسکتا ہے۔ قبل ازیں یہ محض تحقیق طلب امر واقعہ تھا۔

ب) سوپیس (سنکرونائزڈ ہولڈنگ ایڈمنسٹریشن اینڈ پیمنٹ سسٹم)، وِد ہولڈنگ ٹیکسوں کی وصولی اور کٹوتی کا ایک خودکار نظام، جسے فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا، اس کا آغاز وِد ہولڈنگ ایجنٹوں کی جانب سے ایف بی آر کو وِد ہولڈنگ ٹیکس وصولی، کٹوتی اور ادائیگی کو آسان بنانے کے لیے کیا گیا ہے۔

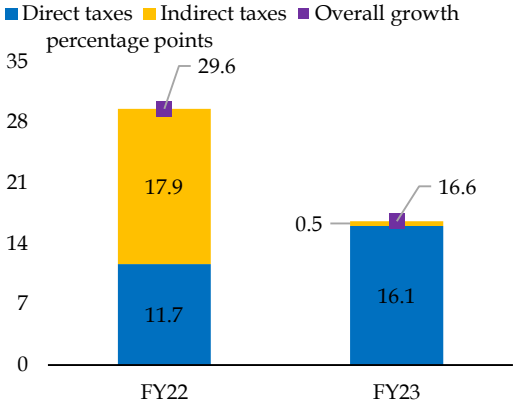
ج) سیلز ٹیکس ایجنٹس کے ساتھ ساتھ ٹیئر ون ریٹیلرز، جو سیلز ٹیکس کے مقصد کے لیے رجسٹریشن نہیں کرواتے، یا اطلاع کردہ رجسٹرڈ ٹیئر ون ریٹیلرز، جن کو ایف بی آر کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ساتھ مربوط نہیں کیا گیا، کے گیس اور بجلی کے کنکشن بند کرنا۔ ٹیکس ادائیگی میں اضافے کے اس اقدام کا نفاذ فنانس ایکٹ 2022ء کے ذریعے کیا گیا تھا۔

د) جنوری 2022ء میں نیشنل سیلز ٹیکس ریٹرن (این ایس ٹی آر) متعارف کرایا جائے گا تاکہ سیلز ٹیکس گوشواروں کی فائلنگ کو آسان اور مستحکم کر کے کاروبار کرنے میں آسانی پیدا کی جاسکے۔ این ایس ٹی آر کا مقصد پرانے پراسس کو ہموار کرنا ہے، جہاں سیلز ٹیکس ایجنٹوں کو ہر مہینے مختلف سیلز ٹیکس جمع کرنے والے حکام میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ سیلز ٹیکس ریٹرن فائل کرنا پڑتا تھا۔

بلاواسطہ ٹیکسوں کی وجہ سے ایف بی آر کے ٹیکسوں میں نمو

مالی سال 23ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 43.2 فیصد نمو ہوئی، جو مجموعی ٹیکسوں کی تقریباً تمام نمو پر محیط تھی (**شکل 4.2** اور **جدول 4.3**)۔ مالی سال 23ء کے دوران مجموعی بلاواسطہ ٹیکس وصولیاں ملکی وصولیوں کے 90 فیصد سے کچھ زائد تھیں، جو بنیادی طور پر ود ہولڈنگ ٹیکس (61.3 فیصد) اور رضاکارانہ ادائیگیوں (29.6 فیصد) پر مشتمل تھیں (**جدول 4.4**)۔

شکل 4.2: مجموعی ٹیکسوں کی نمو میں حصہ



Sources: Federal Board of Revenue, and SBP calculations

ودہولڈنگ ٹیکس

مالی سال 23ء کے دوران ود ہولڈنگ ٹیکسوں میں 30.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 24.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ اضافہ بھی وسیع البنیاد تھا، جس میں بینک کے سود اور تمسکات، معاہدات اور تنخواہوں پر ٹیکسوں کا سب سے زیادہ حصہ تھا (**جدول 4.4**)۔[6]

مالی سال 23ء کے دوران بینک کے سود اور تمسکات پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی گذشتہ برس کے مقابلے میں دوگنی سے زیادہ ہوگئی۔ جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہے، اس کی بنیادی وجہ بڑھتی ہوئی شرح سود اور سرکاری تمسکات اور بچت کے دیگر آلات میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری تھی۔ مزید برآں، وفاقی حکومت کے تمسکات میں سرمایہ کاری پر ٹیکس فوائد واپس لینے سے بھی بلند وصولی کو سہارا ملا۔ قبل ازیں تمام افراد (علاوہ بینکاری کمپنیاں) کے قرضوں کے منافع پر 15 فیصد کی پست شرح سے ٹیکس عائد کیا جاتا تھا۔ فنانس ایکٹ 2022ء کے مطابق اس شرح کا اطلاق صرف ان افراد پر ہوتا ہے جن کا منافع 50 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو۔[7]

اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی کے باوجود معاہدات پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی نے گذشتہ برس کی رفتار برقرار رکھی۔[8] معاہدات سے وصولی میں اضافے کو مستحکم کرنے میں دو اہم پیش رفتوں سے مدد ملی۔ اوّل، فنانس ایکٹ 2022ء کے تحت قابلِ ٹیکس خدمات کے دائرہ کار میں توسیع کی گئی اور رئیل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ (آر ای آئی ٹی) مینجمنٹ سروسز کی خدمات اور نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ (این سی سی پی ایل) کی جانب سے پیش کی جانے والی خدمات شامل کی گئیں۔ دوم، سیکشن 153 کے تحت اشیا یا خدمات کی فروخت، بشمول چاول، خوردنی تیل، نقل و حمل کی خدمات، فضائی باربرداری کی خدمات، کوریئر سروسز، سامان منتقل کرنے کی خدمات اور دیگر خدمات کی بلند قیمتوں کے سبب ود ہولڈنگ ٹیکس کی وصولی بڑھ گئی۔[9] مثال کے طور پر مالی سال 2023ء میں نقل و حمل کی خدمات میں 54.6 فیصد مہنگائی دکھائی دی جو گذشتہ برس 15.1 فیصد تھی۔ اسی طرح مالی سال 23ء کے دوران ان لینڈ کوریئر سروسز کے چارجز میں 13.4 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہے۔[10]

مالی سال 23ء کے دوران تنخواہوں پر ود ہولڈنگ ٹیکس میں 40.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 29.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ فنانس ایکٹ 2022ء میں

[6] یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ فعال ٹیکس دہندگان کی فہرست (اے ٹی ایل) میں شامل نہ ہونے والے افراد کے لیے ٹیکس کی شرح بالعموم اے ٹی ایل میں موجود افراد کی شرح سے دوگنی ہے۔

[7] فنانس ایکٹ 2022ء میں شرح سود میں کمی کے فائدے کا دائرہ کار کم کر دیا گیا۔

[8] انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کے سیکشن 153 کے مطابق 'معاہدات' سے مراد اشیا یا خدمات کی فروخت اور معاہدوں پر عمل درآمد ہے۔

[9] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[10] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 4.4: جولائی تا جون کے دوران براہِ راست ٹیکس وصولیاں

مالیت ارب روپے؛ نمو فیصد؛ حصہ فیصدی درجات میں

	مالیت		نمو		مجموعی براہِ راست ٹیکسوں میں حصہ (خالص)	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
عند الطلب وصولی	**101.1**	**161.7**	**26.2**	**59.9**	**1.2**	**2.7**
رضاکارانہ ادائیگی	**676.4**	**1,093.6**	**44.6**	**61.7**	**12.0**	**18.3**
پیشگی ٹیکس	597.9	974.6	44.5	63.0	10.6	16.5
ودہولڈنگ ٹیکس	**1,534.3**	**2,007.0**	**24.0**	**30.8**	**17.2**	**20.7**
بینک کا سود اور تمسکات	155.0	314.9	14.8	103.2	1.2	7.0
کنٹریکٹ	341.4	424.5	25.5	24.3	4.0	3.6
تنخواہیں	196.2	276.1	29.3	40.7	2.6	3.5
بجلی کے بل	71.4	98.6	39.2	38.0	1.2	1.2
ٹیلیفون/موبائل فون	67.9	86.9	7.4	28.1	0.3	0.8
برآمدات	65.0	77.3	54.0	19.0	1.3	0.5
درآمدات	281.6	289.8	28.9	2.9	3.6	0.4
منافع منقسمہ	83.3	87.1	30.6	4.5	1.1	0.2
براہِ راست ٹیکس مجموعی*	**2,284.9**	**3,272.4**	**32.0**	**43.2**	**32.0**	**43.2**

* براہِ راست ٹیکس ری فنڈز کے لیے خالص براہِ راست ٹیکس میں ردوبدل کی جاتی ہے۔ اجزا کو مجموعی بنیاد پر ریکارڈ کیا جاتا ہے۔

ماخذ: وفاقی دفتر محاصل اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

انکم ٹیکس میں بلحاظِ سطح بتدریج افزوں شرحوں میں اضافے سے تنخواہوں پر وصولی کے لیے خاصی تحریک ملی۔ سات سطوح (قبل ازیں 12) میں تنخواہ دار افراد، جن کی قابلِ ٹیکس آمدنی 36 لاکھ روپے (پہلی تین سطحوں) سے زیادہ ہے، یا درمیانی سطح کی بالائی حد (یعنی 24 لاکھ روپے سے 35 لاکھ روپے) کے قریب ہے، کے ٹیکس کی ذمہ داری گذشتہ برس کی سطح کے تحت ٹیکس واجبات کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے۔ اس کے علاوہ مالی سال 23ء کے دوران وفاقی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا۔[11]

مالی سال 23ء کے دوران بجلی کی پیداوار اور اس کی فراہمی میں کمی کے باوجود بجلی کے بلوں سے ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیوں کی رفتار تقریباً گذشتہ برس کے برابر رہی۔ وصولی بڑھنے کی بنیادی وجہ بجلی کے چارجز میں اضافہ تھا جس نے مالی سال 23ء کے دوران بجلی کی پیداوار میں کمی کے اثر کو زائل کر دیا۔[12]

فنانس ایکٹ 2022ء میں خردہ فروشوں اور کچھ خدمات فراہم کنندگان کے بجلی کے بلوں میں معین انکم ٹیکس کے نفاذ سے مزید اضافہ ہوا۔

غالباً پست درآمدی مالیتوں کی وجہ سے درآمدات پر ودہولڈنگ ٹیکس کی نمو گھٹ گئی، حالانکہ اس کی شرح کو 2.0 فیصد سے بڑھا کر 3.5 فیصد تک کر دیا گیا تھا۔ مزید برآں، غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت یا منتقلی پر بھی ودہولڈنگ ٹیکس کو 1.0 فیصد سے بڑھا کر 2.0 فیصد کر دیا گیا تھا۔ مزید یہ کہ فنانس ایکٹ 2022ء میں حاملی مدت (ہولڈنگ پیریڈ) کی شرط بھی ختم کر دی گئی جس کے تحت ٹیکس دہندگان کو چار سال سے زائد حاملی مدت پر ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔[13]

[11] پی پی ایس-2017ء کے تنخواہ کے ڈھانچے کی جگہ پی پی ایس-2022ء لے لی، اور تنخواہوں کے زمروں کو بڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ بنیادی تنخواہ کے 15 فیصد کے برابر ایڈہاک ریلیف دیا گیا جو 10 فیصد سے زیادہ ہے۔ ماخذ: وزارت خزانہ؛ ww.finance.gov.pk/circulars/circular_01072022.pdf

[12] مالی سال 23ء میں بجلی کی پیداوار میں 9.5 فیصد کمی ہوئی۔ ماخذ: نیپرا

[13] اے ٹی ایل میں شامل نہ ہونے والے خریداروں کے لیے ٹیکس میں 250 فیصد اضافہ کیا گیا۔

رضا کارانہ ادائیگیاں

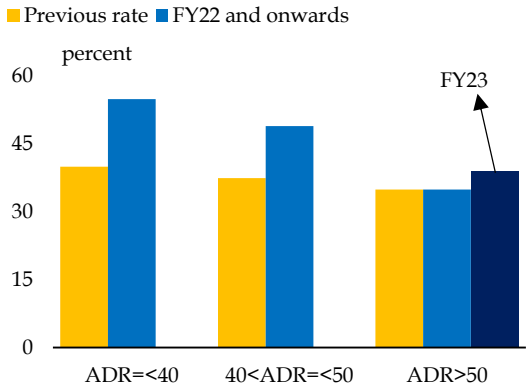
مالی سال 23ء کے دوران رضاکارانہ ادائیگیوں میں 61.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 44.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ بلند رضاکارانہ ادائیگیوں کی وجہ بننے والے اہم عوامل میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

i. انکم ٹیکس آرڈیننس کے سیکشن 4بی کی جگہ نئے سیکشن 4 سی کے تحت بلند آمدنی والے افراد پر سپر ٹیکس کا نفاذ۔[14] مالی سال 23ء میں سیکشن 4سی کے تحت 30 کروڑ روپے سے زائد آمدن والی بینکاری کمپنیوں پر سپر ٹیکس 4.0 فیصد سے بڑھا کر 10.0 فیصد کر دیا گیا۔ غیر بینکاری کمپنیوں کے ضمن میں مالی سال 22ء کے لیے 10.0 فیصد سپر ٹیکس عائد کیا گیا تھا (**جدول 4.5**)۔

ii. سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ٹیکس میں اضافہ؛ اس ٹیکس کا تعین بینکوں کے ایڈوانس اور ڈپازٹ کے تناسب (اے ڈی آر) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے (**شکل 4.3**)۔[15]

iii. مالی سال 23ء کے دوران بینکوں کی آمدنی پر کم از کم ٹیکس 35.0 فیصد سے بڑھا کر 39.0 فیصد کرنا۔

شکل 4.3: حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری پر اے ڈی آر سے منسلک ٹیکس



Source: Finance Act 2022

جدول 4.5: مالی سال 23ء کے دوران بلند آمدنی کے حامل افراد پر سپر ٹیکس

نمبر	سیکشن 4سی کے تحت آمدنی	م س 23ء کے لیے شرح
1	جہاں آمدنی 150 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	0 فیصد
2	جہاں آمدنی 150 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 200 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	ایک فیصد
3	جہاں آمدنی 200 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 250 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	2 فیصد
4	جہاں آمدنی 250 ملین روپے سے زیادہ ہو لیکن 300 ملین روپے سے زیادہ نہ ہو	3 فیصد
5	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو	4 فیصد
6	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو اور بینکاری کا کاروبار ہو	10 فیصد
7	جہاں آمدنی 300 ملین روپے سے زیادہ ہو اور افراد ایئر لائنز، گاڑیوں، مشروبات، سیمنٹ، کیمیکلز، سگریٹ اور تمباکو، کھاد، لوہا و فولاد، ایل این جی ٹرمینل، آئل مارکیٹنگ، آئل ریفائننگ، پٹرولیم اور گیس کی تلاش و پیداوار، فارما، چینی اور ٹیکسٹائل کے کاروبار سے منسلک ہوں۔	مالی سال 22ء کے لیے 10 فیصد*

نوٹ: نمبر 1 تا 5 کسی بھی کاروبار – بینکاری یا دیگر۔ سے ہونے والی آمدنی سے متعلق ہے۔ نمبر 6 اور 7 بالترتیب بینکاری اور مخصوص کاروباری اداروں کے کسی گروپ سے متعلق ہیں، بشرطیکہ ان کی آمدنی کی سطح 300 ملین روپے سے زیادہ ہو۔

* اس ٹیکس کا اطلاق مالی سال 22ء کے لیے کیا گیا ہے۔

ماخذ: فنانس ایکٹ 2022ء

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ بلند شرح سود کے ماحول میں مالی سال 2022ء کے دوران بینکوں کی نفع آوری خاصی بڑھ گئی، جس نے رضاکارانہ ادائیگیوں پر مذکورہ بالا ٹیکس ترامیم کے اثرات میں اضافہ کر دیا۔ جنوری تا دسمبر 2022ء کے دوران بینکوں کے مجموعی قبل از ٹیکس منافع میں 55.8 فیصد اضافہ ہوا جو گزشتہ پانچ برسوں (مالی سال 21-2017ء) کی اوسط نمو سے تقریباً چھ گنا زیادہ ہے۔[16] سرکاری وثیقوں میں جدولی بینکوں کی خالص سرمایہ کاری بینکوں کی نفع آوری کا اہم ذریعہ بنی رہی، جو دسمبر 2021ء میں مجموعی قرض کے 50.6 فیصد سے بڑھ کر دسمبر 2022ء میں 54.6 فیصد اور جون 2023ء میں 58.4 فیصد ہو گئی۔[17]

[14] مالی سال 22ء تک سپر ٹیکس کا نفاذ سیکشن 4بی 'عارضی بے گھر افراد کی نو آبادکاری کے لیے سپر ٹیکس' کے تحت کیا گیا تھا۔ مالی سال 23ء میں ایک نیا سیکشن 4سی ('بلند آمدنی والے افراد پر سپر ٹیکس') نے اس کی جگہ لے لی۔ فنانس ایکٹ 2022ء کے مطابق اس کا ہدف ملک کے امیر طبقے تھے۔

[15] واضح رہے کہ مالی سال 24ء کے بجٹ میں اے ڈی آر سے منسلک ان ٹیکسوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ماخذ: ایف بی آر ایس آر او 226(آئی)/2023ء، بتاریخ 27 فروری 2023ء

[16] ڈیٹا کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

[17] آخر جون کے اسٹاک کا استعمال کرتے ہوئے ان تناسبات کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔

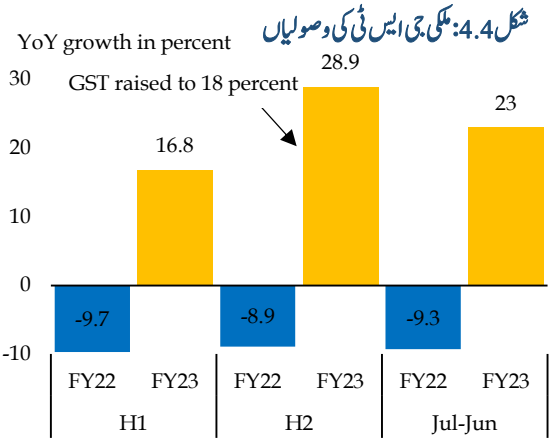
درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکسوں کی شرح نمو پست رہی

مالی سال 23ء کے دوران بالواسطہ وصولیوں میں صرف 0.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 28.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹم ڈیوٹی) میں کمی اس سست روی کی وجہ تھی۔ اگرچہ روپے کی قدر میں کمی نے ڈالر کے لحاظ سے درآمدات میں کمی کے اثر کو جزوی طور پر زائل کر دیا، تاہم بنیادی طور پر گاڑیوں، سیل فونز اور دیگر لگژری اشیا کی درآمدات میں کمی کے نتیجے میں درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی واقع ہوئی۔[18] مزید برآں، مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی کے دوران غیر ضروری لگژری اشیا کی درآمدات پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کر دیا گیا۔[19] ان عوامل نے مل کر مالی سال 23ء کے دوران ٹیکس وصولیوں پر درآمدات میں کمی کے اثرات کو محدود کر دیا۔[20]

اس سے قطع نظر، درآمدات سے متعلق ٹیکسوں میں کمی کی تلافی ملکی سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی کی بلند وصولیوں سے ہو گئی۔ ان وصولیوں کو مہنگائی کی بلند سطح کی بدولت جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی کی وصولیوں میں اضافے؛[21] فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء میں جی ایس ٹی کو 17 فیصد سے بڑھا کر 18 فیصد کرنے (**شکل 4.4**)، اور مقامی ساختہ کاروں پر جی ایس ٹی کو بڑھا کر 25 فیصد کرنے سے مدد ملی۔[22]

فنانس ایکٹ 2022ء میں اعلان کردہ محصولاتی اقدامات سے توقع تھی کہ مالی سال 23ء میں جی ایس ٹی اور ایف ای ڈی کی وصولیاں بڑھ جائیں گی۔ اہم محصولاتی اقدامات یہ ہیں: (i) سطح اول کے خردہ فروشوں کے زمروں میں توسیع کرتے ہوئے جیولروں کو شامل (علاوہ وہ جن کی دکان کا سائز 300 اسکوائر فٹ سے کم ہو) کرنا؛ (ii) ایف بی آر کے بروقت فروخت کے رپورٹنگ نظام میں رجسٹرڈ نہ ہونے والے خردہ فروشوں کو گیس اور بجلی کی فراہمی منقطع کرنا، جس کا مقصد خردہ فروشوں کے ساتھ ساتھ دیگر سیلز ٹیکس ایجنٹوں کی جانب سے ایف بی آر کے ڈجیٹلائزیشن پروٹوکولز پر عملدرآمد میں اضافے کے علاوہ سطح اول کے عملدرآمد نہ کرنے والے خردہ فروشوں[23] کے لیے مالی جرمانے کے نظام کا قیام، اور (iii) سگریٹوں اور کلب، بزنس اور فرسٹ کلاس فضائی سفر پر فنانس ایکٹ 2022ء اور فنانس (ضمنی) ایکٹ 2023ء پر ایف ای ڈی میں اضافہ۔

شکل 4.4: ملکی جی ایس ٹی کی وصولیاں



Source: Federal Board of Revenue

ان پیش رفتوں کی روشنی میں کمزور معاشی سرگرمی اور پیٹرولیم مصنوعات (ایم ایس اور ڈیزل) اور خام تیل پر صفر جی ایس ٹی کے باوجود ملکی سیلز ٹیکس اور ایف ای ڈی میں اضافہ ہو گیا۔[24] مالی سال 23ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات

---

[18] درآمدات سے متعلق ٹیکسوں کا تخمینہ درآمدات کی روپیہ مالیتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا دیگر عوامل کے علاوہ درآمدات پر ٹیکس وصولی میں شرحِ مبادلہ کی حرکیات اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ روپے میں درآمدی مالیتوں میں صرف 5.2 فیصد کمی واقع ہوئی کیونکہ ڈالر میں درآمدات میں کمی سے روپے کی قدر میں کمی کا اثر جزواً زائل ہو گیا۔

[19] ٹیکس کی نئی شرح کا اطلاق 800 نرخ ناموں پر ہوتا ہے، جس میں کاریں (سی بی یو)؛ گھریلو آلات (سی بی یو)؛ مرتکز ہوا آمیز پانی اور جوس؛ مٹھائی؛ سینٹری اور بیت الخلا کا سامان۔ قالین؛ فانوس؛ چاکلیٹ؛ دروازے اور کھڑکیوں کی چوکھٹیں۔ چمڑے کی جیکٹیں اور ملبوسات؛ زیورات؛ اور دیگر شامل ہیں۔ ماخذ: ایف بی آر ایس آر او نمبر 297(آئی)/2023ء، بتاریخ 08 مارچ 2023ء۔
https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2023382232741774SRO-297-OF-2023.pdf

[20] درآمدات سے متعلق ٹیکس (سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور کسٹمز) میں مالی سال 23ء کے دوران 6.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں 45.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ماخذ: وفاقی دفتر محاصل

[21] تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3 میں مہنگائی کا سیکشن۔

[22] ماخذ: FBR SRO No. 297(I)/2023, dated Mar 08, 2023; https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2023382232741774SRO-297-OF-2023.pdf

[23] پہلی نادہندگی پر پانچ لاکھ روپے جرمانہ؛ پہلی نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد دوسری نادہندگی کے لیے 1.0 ملین روپے؛ دوسری نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد تیسری نادہندگی پر 2.0 ملین روپے؛ تیسری نادہندگی کے آرڈر کے 15 دن بعد چوتھی نادہندگی پر 3.0 ملین روپے؛ ان جرمانوں کے علاوہ ان خردہ فروشوں کی دکانیں بھی سیل کی جا سکتی ہیں۔

[24] ان مصنوعات پر جی ایس ٹی کو مارچ 2022ء میں ایف بی آر ایس آر او 321(I)/2022 کے ذریعے فروری 2022ء سے ہٹا دیا گیا تھا۔

سے ملکی جی ایس ٹی کی وصولی میں گذشتہ برس کی نسبت 41.9 فیصد کا قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا۔ اس کی وضاحت فرنس آئل، ایچ او بی سی، جے پی 8 اور جے پی 1 سمیت دیگر پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہوتی ہے۔ مزید برآں، جولائی تا جنوری مالی سال 23ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بین الاقوامی خام تیل کی قیمتوں کے بلند سطح پر ہونے کی وجہ سے ایک مثبت محصولاتی اثر ہونے کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں تیزی سے کمی نے پیٹرولیم مصنوعات کی اساسی قیمتوں کو بڑھادیا۔

الاقوامی قیمتوں کے حالات میں عوام کو ریلیف فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ تاہم، جولائی 2022ء سے پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل پر لیویز دوبارہ عائد کی گئیں، اور ان میں بتدریج اضافہ کرتے ہوئے بجٹ میں مقررہ ہدف 50 روپے فی لیٹر کر دیا گیا۔ اس سے خصوصاً دوسری ششماہی میں پی ڈی ایل کی وصولیاں بڑھ گئیں، حتیٰ کہ پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں کمی کی تلافی بھی ہو گئی۔[25] اس کے نتیجے میں حکومتی وصولیاں 542 ارب روپے کے نظر ثانی شدہ ہدف سے تجاوز کر گئیں۔[26]

جدول 4.6: پاکستان میں غیر ٹیکس محاصل (مجموعی) کی وصولی-یکجا

فیصد

	نمو				مجموعی غیر ٹیکس محاصل میں حصہ	
	پہلی ششماہی		دوسری ششماہی		جولائی تا جون	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
(الف)وفاقی	**-17.8**	**28.5**	**-28.1**	**65.5**	**-20.1**	**38.8**
پٹرولیم لیوی	-74.6	154.0	-61.5	599.0	-18.2	35.3
مارک اپ (سرکاری شعبے کے ادارے اور دیگر)	-25.9	138.2	71.2	21.5	0.7	4.4
گیس اور تیل پر رائلٹی	11.2	45.0	44.8	22.9	1.2	2.3
منافع منقسمہ	118.8	57.2	-47.2	64.8	-0.1	2.0
خام تیل پر ونڈفال لیوی	590.9	188.3	302.5	39.4	0.7	1.0
پاسپورٹ فیس	49.2	57.9	84.8	61.1	0.5	1.0
پی ٹی اے کا منافع	108.9	-16.2	215.7	-19.4	3.9	-1.5
اسٹیٹ بینک کا فاضل نفع	2.0	-2.3	-66.3	-100.0	-10.9	-8.0
(ب)صوبائی	**43.1**	**4.5**	**-41.1**	**56.8**	**-1.3**	**2.9**
غیر ٹیکس محاصل (الف+ب)	**-14.6**	**26.4**	**-29.9**	**64.5**	**-21.5**	**41.8**

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

غیر ٹیکس محاصل

گذشتہ دو برسوں کے دوران مسلسل کمی کے بعد مالی سال 23ء میں این ٹی آر میں 41.8 فیصد اضافہ ہوا (**جدول 4.6**)۔ تقریباً تمام نمو پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولیوں میں ہوئی جو مالی سال 23ء میں بڑھ کر 579.9 ارب روپے ہوگئی۔ مالی سال 22ء میں لیوی کو صفر پر یا پھر بجٹ کے ہدف سے کافی نیچے رکھا گیا (**شکل 4.5**)، کیونکہ حکومت نے تیل کی بڑھتی ہوئی بین

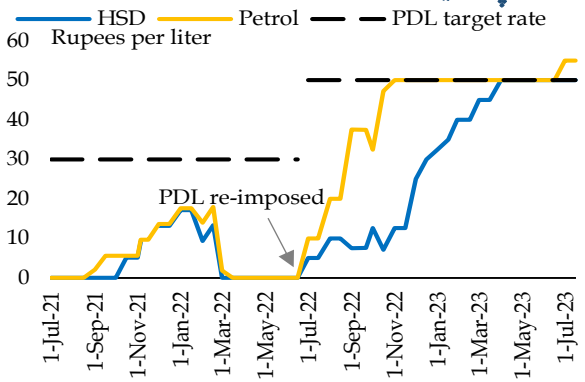
ایس بی ایکٹ میں ترامیم کی روشنی میں منتقلی کے طریقہ کار میں تبدیلی کے سبب اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی کی سطح خاصی کم رہی (**شکل 4.6**)۔ نئے قواعد کے مطابق فاضل منافع اسٹیٹ بینک کی جانب سے سالانہ مالی گوشواروں کے اجرا کے 30 دنوں کے اندر حکومت کو منتقل کیا جاتا ہے۔[27] واضح رہے کہ مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی میں 371 ارب روپے کی منتقلی مالی سال 22ء

[25] مالی سال 23ء میں پیٹرول اور ڈیزل کی فروخت میں ایک برس پہلے کے مقابلے میں بالترتیب 16.8 فیصد اور 28.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔ ماخذ: وزارت خزانہ اور آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل۔

[26] ابتدائی طور پر حکومت مالی سال 23ء کے دوران بجٹ میں مقررہ 855 ارب روپے کے ہدف کو حاصل نہیں کر سکی تھی، جسے پی ڈی ایل میں یکبارگی کے بجائے بجٹ کے مطابق بتدریج اضافہ کر کے 50 روپے فی لیٹر کرنے اور پیٹرولیم مصنوعات کی کم فروخت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

[27] ماخذ: اسٹیٹ بینک ایکٹ (ترمیم شدہ): https://www.sbp.org.pk/about/act/SBP-Act.pdf

شکل 4.5: پی ڈی ایل کا رجحان



Sources: Pakistan State Oil, and Oil and Gas Regulatory Authority

کی چوتھی سہ ماہی کے بقایاجات کی مد میں کی گئی۔[28] دوسری جانب، صوبائی غیر ٹیکس محاصل میں بھی 29.3 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 14.6 فیصد کمی آئی تھی جس کا اہم سبب پراپرٹی کی منتقلی، اور انتظامی چارجز اور فیسوں کی مد میں بلند آمدنی سے حاصل ہونے والی رقوم تھیں۔

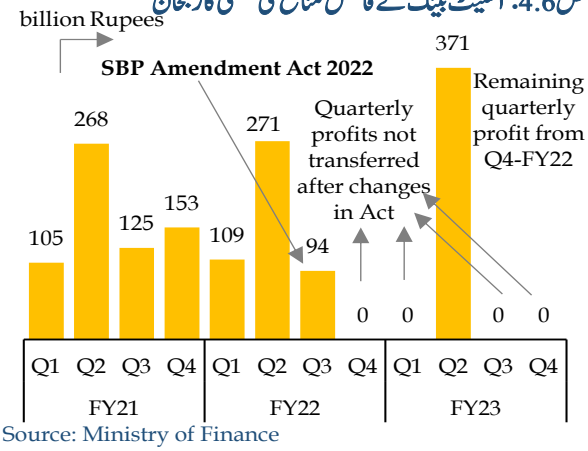
4.3 وفاقی اخراجات

مالی سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجات میں 21.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس 26.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مارک اپ ادائیگیوں میں اضافے کے باوجود اخراجات میں سست نمو کا سبب غیر سودی اخراجات میں کمی تھی، اس کی بنیادی وجہ زراعانت اور گرانٹس میں کمی تھی۔ اس کے مقابلے میں دفاع، پنشن اور سول حکومت چلانے کے اخراجات سمیت دیگر اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ ہوگیا۔ خصوصاً، مالی سال 22ء کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران دفاعی امور اور خدمات میں بلند نمو دیکھی گئی (**شکل 4.7**)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 23ء میں ترقیاتی اخراجات میں اضافہ ہوگیا، جبکہ پچھلے مالی سال میں کمی دیکھنے میں آئی تھی (**جدول 4.7**)۔

وفاقی اخراجاتِ جاریہ

مالی سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں نمو کچھ سست رفتاری کے ساتھ 28.6 فیصد پر آگئی، جبکہ مالی سال 22ء میں یہ 33.1 فیصد تھی۔ سست رفتاری کا بنیادی سبب زراعانت اور گرانٹس میں کمی تھی۔ جاری اخراجات کی بلند نمو میں سودی ادائیگیوں میں خاصا اضافے نے اہم کردار ادا کیا، اور مالی

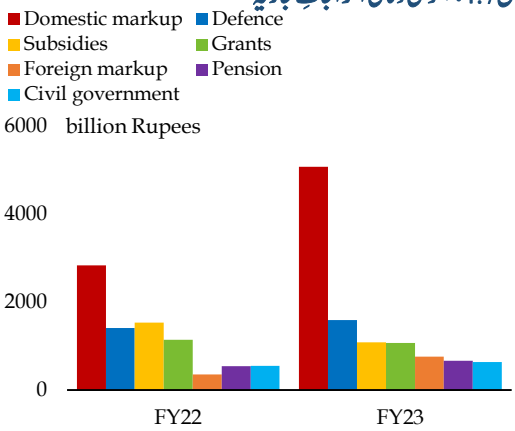
شکل 4.6: اسٹیٹ بینک کے فاضل منافع کی منتقلی کا رجحان



Source: Ministry of Finance

سال 23ء کے دوران وفاقی اخراجاتِ جاریہ میں ان کا حصہ 5 4 فیصد رہا (**شکل 4.8**)۔ اسی طرح، مالی سال 23ء میں دفاع، پنشن اور سول حکومت چلانے کے لیے درکار رقوم میں بھی اخراجات کی بلند سطح دیکھی گئی۔

شکل 4.7: مجموعی وفاقی اخراجاتِ جاریہ



Source: Ministry of Finance

سودی ادائیگیوں میں مسلسل اضافہ

مالی سال 23ء کے دوران مارک اپ ادائیگیوں میں 83.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس 15.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مطلق لحاظ سے سودی ادائیگیوں میں 5.8 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا (**شکل 4.9 الف**)، جو مالی سال 23ء میں ٹیکس محاصل کا 70 فیصد اور مالیاتی خسارے کا 93 فیصد بنتا ہے (**جدول 4.8**)۔ اسی طرح، مالی سال 22ء میں سودی ادائیگیاں مارچ 2022ء تک قدرے کمزور رہنے کے بعد آخری سہ ماہی میں بڑھی تھیں، لیکن ان میں پورے مالی سال 23ء کے دوران بتدریج اضافہ ہوتا رہا (**شکل 4.9 ب**)۔

[28] ایکٹ کی تبدیلیوں کے مطابق اسٹیٹ بینک کے پہلے پورے سال کے فاضل منافع کو مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں منتقل کیا جائے گا۔

جدول 4.7: وفاقی اخراجات کی صورتِ حال

ارب روپے، نمو فیصد میں

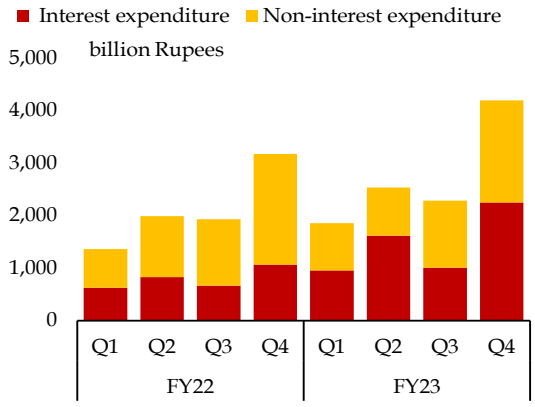
	مطلق		سال بسال نمو		مجموعی اخراجات کا فیصد		جی ڈی پی کا فیصد	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
مجموعی اخراجات (الف+ب)	**9,350.1**	**11,332.4**	**26.3**	**21.2**	**100**	**100**	**14.0**	**13.4**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	**8,451.6**	**10,867.2**	**33.1**	**28.6**	**92.3**	**92.4**	**12.6**	**12.8**
مارک اپ ادائیگیاں	3,182.4	5,831.1	15.7	83.2	34.8	49.6	4.8	6.9
ملکی	2,828.6	5,071.2	12.1	79.3	30.9	43.1	4.2	6.0
غیر ملکی	353.9	759.9	56.6	114.7	3.9	6.5	0.5	0.9
دفاعی امور اور سروسز	1,411.6	1,585.5	7.2	12.3	15.4	13.5	2.1	1.9
پنشن	541.9	666.3	23.1	23.0	5.9	5.7	0.81	0.8
سول حکومت کے اخراجات	546.7	634.0	8.1	16.0	6.0	5.4	0.8	0.7
زرِاعانت	1,529.6	1,080.3	259.9	-29.4	16.7	9.2	2.3	1.3
صوبوں اور دیگر کو گرانٹس	1,239.3	1,070.0	36.0	-13.7	13.5	9.1	1.9	1.3
صوبوں کو گرانٹس	97.5	82.0	16.2	-15.9	1.1	0.7	0.1	0.1
دیگر کو گرانٹس	1,141.8	988.0	37.9	-13.5	12.5	8.4	1.7	1.2
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	**701.1**	**890.4**	**-11.1**	**27.0**	**7.7**	**7.6**	**1.0**	**1.1**
مجموعی ترقیاتی اخراجات	**558.1**	**743.0**	**-19.6**	**33.1**	**6.1**	**6.3**	**0.8**	**0.9**
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	558.1	743.0	-16.4	33.1	6.1	6.3	0.8	0.9
جس میں سے صوبوں کو ترقیاتی گرانٹس	157.7	91.0	-30.3	-42.3	1.7	0.8	0.2	0.1
خالص قرض گاری	**143**	**147.3**	**51.4**	**3.0**	**1.6**	**1.3**	**0.2**	**0.2**
صوبے	102.6	87.5	485.2	-14.8	1.1	0.7	0.2	0.1
دیگر	40.4	59.9	-47.5	48.2	0.4	0.5	0.1	0.07

ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

اگرچہ ملکی اور بیرونی قرضوں دونوں کی سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، تاہم ملکی قرض پر مارک اپ مجموعی اخراجات کا 87 فیصد رہا۔

مالی سال 23ء میں مارک اپ کی اصل ادائیگیاں 3.9 ٹریلین روپے کے بجٹ میں مقررہ ہدف سے 48.7 فیصد تجاوز کر گئیں۔[29] مالی سال 23ء میں قلیل مدتی ٹی بلز اور رواں شرح سود کے حامل پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز پر قرض گیری میں اضافے کا نتیجہ ملکی قرض پر مارک اپ کی بلند ادائیگیوں کی صورت میں نکلا۔ مزید برآں، قرضوں کی واپسی کی بلند سطح سے بلند شرح کے حامل قرضوں کی ادائیگی کے مالی تقاضے کو پورا کرنے کی ضرورت مستحکم ہوئی۔ مزید برآں، واجب الادا قرضوں میں رواں شرح تمسکات کے بڑھتے ہوئے حصے سے سودی ادائیگیوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

شکل 4.8: سہ ماہی وفاقی اخراجاتِ جاریہ



Source: Ministry of Finance

[29] یہ مالی سال 22ء کے بجٹ میں دیے گئے 3.1 ٹریلین روپے کے ہدف کے مقابلے میں تھا۔

جدول 4.8: اہم مالیاتی کھاتوں کے فیصد کے طور پر سودی ادائیگیاں

	اوسط		
	م س17ء تا م س21ء	م س22ء	م س23ء
مالیاتی توازن	71.6	60.5	89.4
مجموعی ٹیکس محاصل	46.6	47.1	74.6
مجموعی اخراجات	23.7	23.9	49.6
اخراجاتِ جاریہ	28.4	27.6	53.7
دفاع	180.9	225.4	367.8
پنشن	527.2	587.3	875.1
سول حکومت کے اخراجات	424.4	582.1	919.7
زرِاعانت	927.2	208.1	539.8
گرانٹس	377.3	278.7	545.0
ترقیاتی اخراجات	154.2	192.0	654.9

ماخذ: وزارتِ خزانہ

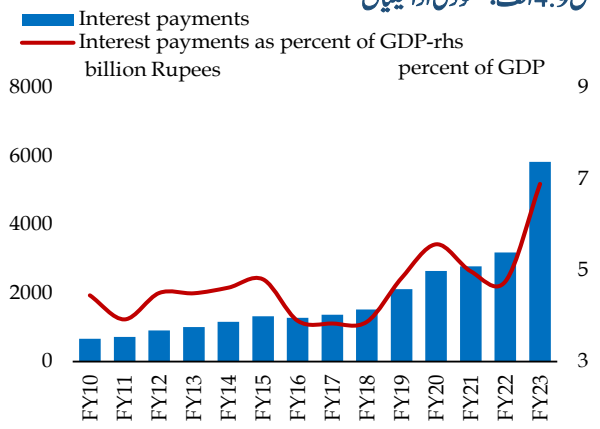
مالی سال 23ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی میں 114.7 فیصد کا خاصا اضافہ درج کیا گیا۔ یہ زیادہ تر پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور قرضہ واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی)[30] کی میعاد ختم ہونے کے بعد دوطرفہ قرض دہندگان کو مارک اپ ادائیگیوں کا آغاز تھا۔

مالی سال 23ء میں مجموعی زراعانت کم ہو کر 1.1 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 1.3 فیصد) رہ گیا، جو گذشتہ برس 1.5 ٹریلین روپے (جی ڈی پی کا 2.3 فیصد) تھا (**شکل 4.10**)۔[31] مالی سال 23ء میں تقریباً 67 فیصد زراعانت بجلی کے شعبے کو دیا گیا، جس میں آزاد جموں وکشمیر، زرعی ٹیوب ویلوں، ڈسکوز، کے الیکٹرک اور واپڈا/پیپکو کی قابل وصولی رقوم شامل ہیں (**شکل 4.11**)۔[32]

توانائی کے بعد پیٹرولیم مصنوعات پر کافی سبسڈی دی گئی؛ جس میں صنعتی شعبے، گھریلو صارفین کی سبسڈی اور شرح مبادلہ کے خسارے کی وجہ سے پی ایس او کو ادائیگی شامل تھی۔ صنعتی شعبہ پیٹرولیم اور گیس سبسڈی کا سب سے بڑا وصول کنندہ رہا، جس میں سبسڈی والی ایل این جی اور بجلی اور صنعتی سپورٹ پیکیج (آئی ایس پی) میں توسیع شامل ہے۔[33]

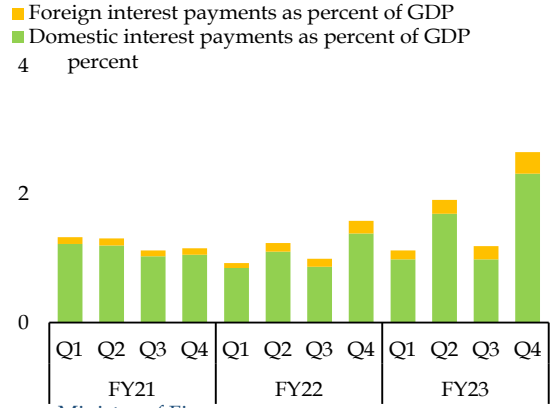
مزید برآں، حکومت نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں 44 ارب روپے کی سبسڈی فراہم کی، خاص طور پر فرٹیلائزر پر (19 ارب روپے)، میرا پاکستان میرا گھر اسکیم کے مارک اپ پر (10 ارب روپے)، کسانوں کے لیے خطرات

شکل 4.9 الف: سودی ادائیگیاں



Source: Ministry of Finance

شکل 4.9 ب: بلحاظِ سہ ماہی سودی ادائیگیاں



Source: Ministry of Finance

[30] تفصیلات کے لیے دیکھیے، باب 5، ملکی اور بیرونی قرضے۔

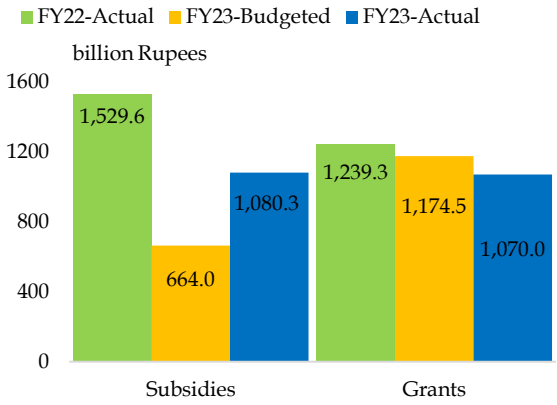
[31] مجموعی زراعانت کا ہدف 644 ارب روپے مقرر کیا گیا، جس میں سے گردشی قرضے کے تصفیے سمیت 463 ارب روپے بجلی کے شعبے کے لیے مختص کیے گئے۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران بجلی کے شعبے کو 870 ارب روپے موصول ہوئے۔ ہدف سے اس بڑے انحراف کا سبب گردشی قرضے کی بلند سطح اور مالیاتی پیکج کے تحت کی گئی ادائیگیاں تھیں۔

[32] شکل 4.11 جولائی تا مارچ کی مدت کے ڈیٹا پر مبنی ہے۔

[33] وافر دستیاب بجلی کی طلب پیدا کرنے اور صنعتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے نومبر 2020ء میں آئی ایس پی اسکیم کا اعلان کیا تھا۔ اس اسکیم کے تحت صنعتی صارفین کے لیے پیک اور آف پیک ٹیرف اسٹرکچر کو ابتدائی طور پر نومبر 2020ء سے اپریل 2020ء کے آخر تک ختم کر دیا گیا تھا۔ تاہم توانائی کی زیادہ طلب کی وجہ سے پیکج کو پہلے جون 2022ء اور پھر اکتوبر 2023ء تک بڑھایا گیا۔ (ماخذ: نیپرا (2021)، اسٹیٹ آف انڈسٹری رپورٹ)

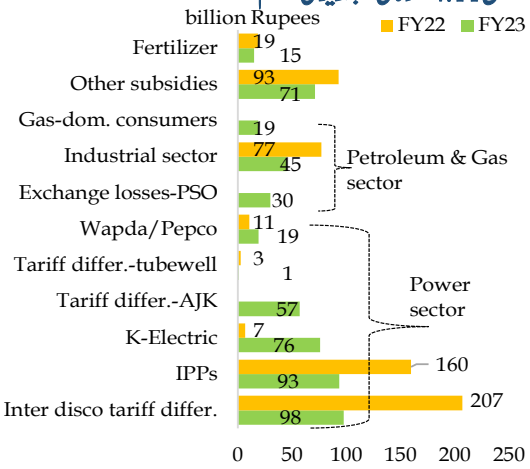
سے آگاہی اور مارک اپ سبسڈی اسکیم پر (3 ارب روپے) اور ربیع کی فصلوں پر مارک اپ سبسڈی (8 ارب روپے)۔

شکل 4.10: وفاقی سبسڈیز اور گرانٹس کا ہدف بمقابلہ حقیقی تخمینے



Source: Ministry of Finance

شکل 4.11: وفاقی سبسڈیز کی تقسیم

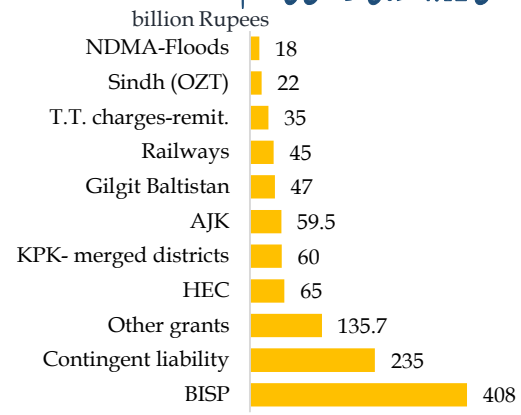


Source: Ministry of Finance

اسی طرح، مالی سال 23ء میں مجموعی گرانٹس 1070.0 ارب روپے ریکارڈ کی گئیں جو مالی سال 22ء کے 1239.3 ارب روپے سے 13.7 فیصد کم ہیں (**شکل 4.12**)۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) وفاقی گرانٹس کا بڑا وصول کنندہ برقرار رہا، اس کے بعد امکانی واجبات، دیگر گرانٹس اور ایچ ایس ای کو زیادہ گرانٹس دی گئیں۔

مالی سال 23ء میں بی آئی ایس پی کو 360 ارب روپے کے بجٹ کے مقابلے میں 408 ارب روپے موصول ہوئے۔ 2022ء کے دوران سیلاب سے متاثرہ 2.72 ملین خاندانوں کی ہنگامی نقد امداد کے لیے بی آئی ایس پی کے ذریعے 70 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔[34] نقد معاونت پروگرام کے تحت حکومت نے فی کنبہ 25 ہزار روپے کی ہنگامی مالی معاونت فراہم کی۔[35] مزید برآں، بی آئی ایس پی پروگرام میں غیر مشروط نقد منتقلی (یو سی ٹی) اور مشروط نقد منتقلی (سی سی ٹی) پروگراموں کے تحت جاری اسکیموں کا بھی احاطہ کیا گیا۔

شکل 4.12: وفاقی گرانٹس کی تقسیم



Source: Ministry of Finance

بے نظیر کفالت کے تحت، جو ایک بڑا یو سی ٹی پروگرام ہے،[36] حکومت نے مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی میں تقریباً 7.7 ملین خاندانوں کو 7 ہزار روپے فی کنبہ نقد معاونت فراہم کی جسے بعد میں مہنگائی کے حساب سے ردّوبدل کر کے 8750 روپے کر دیا گیا اور اس کا اطلاق یکم جنوری 2023ء سے ہوا۔ قومی سماجی و اقتصادی رجسٹری (این ایس ای آر) کے تازہ ترین ڈیٹا بیس کی بنیاد پر یو سی ٹی کفالت پروگرام کی کوریج 9 ملین خاندانوں تک بڑھا دی گئی تھی۔ مالی سال 23ء کے جولائی تا مارچ کے عرصے میں سی سی ٹی کے ایک بڑے پروگرام،

[34] ابتدائی طور پر حکومت نے 28 ارب روپے کے پیکج کا اعلان کیا تھا جسے بڑھا کر 70 ارب روپے کر دیا گیا تھا۔ (ماخذ: ایم او ایف پریس ریلیز، 30 اگست، 2022ء (پی آر نمبر 106)

[35] ماخذ: بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام۔ www.bisp.gov.pk/

[36] 2008ء میں شروع ہونے والے "بے نظیر کفالت پروگرام" کا مقصد مستحق خاندانوں کو نقد امداد کی فراہمی کے ذریعے غریبوں بالخصوص خواتین کو سست معاشی نمو، غذائی بحران اور مہنگائی کے منفی اثرات سے بچانا ہے۔

جدول 4.9: سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام، اہداف اور اجرا کا موازنہ

ارب روپے

وزارت / ڈویژن	پی ایس ڈی پی اختصاص	اخراجات			
		جولائی-مئی	اختصاص کا فیصد	جولائی-جون	اختصاص کا فیصد
صوبے اور خصوصی علاقے (سابقہ ایف ڈی / کے اے اور جی بی کے ماتحت)	128.8	61.0	47.4	100.5	78.0
نیشنل ہائی وے اتھارٹی	99.2	62.1	62.6	114.8	115.7
آبی وسائل ڈویژن	102.6	80.6	78.6	115.5	112.6
کابینہ ڈویژن	116.1	64	55.1	93.4	80.5
ہائیر ایجوکیشن کمیشن	44.7	30.5	68.2	43.0	96.2
این ٹی ڈی سی / پیپکو	50.1	89.5	178.5	116.7	232.7
منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات ڈویژن	5.4	2.8	52.1	4.4	82.4
ریلویز ڈویژن	26.1	25.3	96.9	25.3	97.0
ہاؤسنگ اینڈ ورکس ڈویژن	22.9	11.2	48.8	22.2	96.9

ماخذات: پی ایس ڈی پی 23-2022، خلاصہ بہ لحاظ وزارت / ڈویژن (جولائی-مئی اور جولائی-جون، 2023)، منصوبہ بندی کمیشن وزارت منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات

'بے نظیر تعلیمی وظائف' اسکیم کے ذریعے بی آئی ایس پی کے استفادہ کنندگان کے بچوں کے لیے 23.4 ارب روپے تقسیم کیے گئے۔[37]

بی آئی ایس پی کے علاوہ حکومت نے غیر بجٹ شدہ پاکستان تخفیف غربت فنڈ (پی پی اے ایف) پروگرام بھی چلایا۔ اس پروگرام کے تحت بڑی اسکیموں میں سے ایک سود سے پاک قرضہ (آئی ایف ایل) پروگرام تھا جو غریب اور پسماندہ گھرانوں کے چھوٹے کاروباروں کو فنڈز فراہم کرتا ہے۔

تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ

مالی سال 23ء کے دوران پنشن اور سول حکومت کے امور چلانے کے اخراجات دونوں میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مالی سال 22ء میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین کے لیے اعلان کردہ ریلیف سے اسے کافی تحریک ملی۔ جولائی 2022ء میں حکومت نے تمام وفاقی ملازمین اور خود مختار و نیم خود مختار اداروں اور کارپوریشنز کے ملازمین کے لیے 15 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے ساتھ حکومت نے سول سرونٹس بی پی ایس-1 تا بی پی ایس-21 کی تنخواہوں کے اسکیل میں بھی اضافہ کیا۔[38] مزید برآں، بی پی ایس-1 تا بی پی ایس-16 کے سول ملازمین کو خصوصی الاؤنس سے بھی نوازا۔[39] تنخواہوں میں اضافے کی طرح مالی سال 23ء میں پنشن میں بھی 15 فیصد اضافہ کیا گیا جس سے اخراجات 666.3 ارب روپے تک پہنچ گئے اور اس نے اخراجاتِ جاریہ میں بھی اضافہ کیا۔[40]

وفاقی ترقیاتی اخراجات

مالی سال 23ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں 33.1 فیصد کا تیزی سے اضافہ ہوا وفاقی پی ایس ڈی پی کے تحت زیادہ تقسیم کی عکاسی کرتا ہے جبکہ مالی سال 22ء میں 16.4 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 23ء میں جی ڈی پی کے لحاظ سے گذشتہ برس کی نسبت پی ایس ڈی پی کے اجرا میں 0.8 فیصد کے مقابلے میں 0.9 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی عدم توازن اور بڑھتی ہوئی سبسڈیز، گرانٹس اور سود کی ادائیگیوں کی وجہ سے وفاقی ترقیاتی اخراجات گزشتہ چند سالوں کے دوران

[37] بی آئی ایس پی کے مطابق بے نظیر تعلیمی وظائف اسکیم ابتدائی طور پر نومبر 2012ء میں پانچ اضلاع میں شروع کی گئی تھی۔ کوریج کو آہستہ آہستہ بڑھایا گیا اور 2020ء میں ملک کے تمام اضلاع کا احاطہ کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت بی آئی ایس پی کے لیے اہل گھرانوں کے بچوں کو سہ ماہی وظیفہ (جنس، عمر اور تعلیم کی سطح کے لحاظ سے) فراہم کیا جاتا ہے جس میں 70 فیصد حاضری کے ساتھ اسکول میں داخلے کی شرط ہوتی ہے۔ جون 2023ء تک ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں کو اس اسکیم میں شامل کیا جا چکا ہے اور 63 ارب 30 کروڑ روپے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

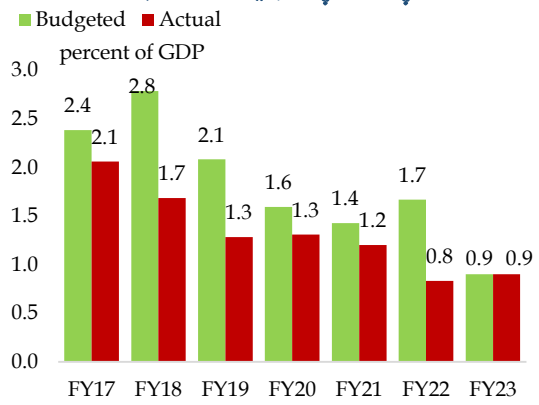
[38] آفس میمورنڈم ایف نمبر 1(2)ایل ایم پی/2022-283، تاریخ یکم جولائی 2022ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

[39] آفس میمورنڈم ایف نمبر 9(7)آر-1/2014-62/2023، تاریخ 14 فروری 2023ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

[40] آفس میمورنڈم نمبر۔ ایف 4(1)ریگ 6/2022-486، تاریخ یکم جولائی 2022ء، ریگولیشنز ونگ، فنانس ڈویژن

بجٹ کی رقم سے مسلسل کم رہے ہیں۔[41] مالی سال 22ء کے برعکس، جب پی ایس ڈی پی کا ہدف پچھلے دو سالوں کے مقابلے میں زیادہ تھا، حکومت نے مالی سال 23ء کے لیے کم ہدف کا تخمینہ لگایا (**شکل 4.13**)۔

شکل 4.13: وفاقی پی ایس ڈی پی، میزانیہ اور حقیقی اخراجات کا موازنہ



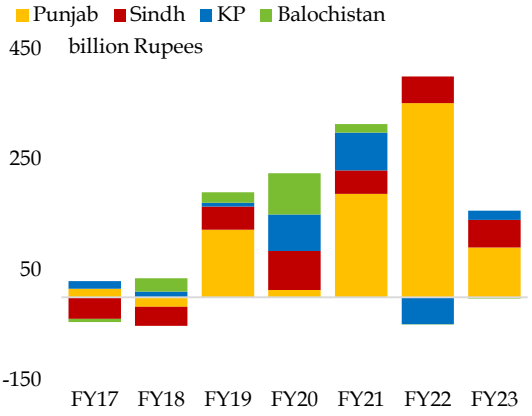
Source: Ministry of Finance

مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی پی ایس ڈی پی کا اجرا گذشتہ سال کے مقابلے میں کم رہا، جو پہلی سہ ماہی میں 10 فیصد، دوسری سہ ماہی میں 20 فیصد، تیسری سہ ماہی میں 30 فیصد اور چوتھی سہ ماہی میں 40 فیصد فنڈز مختص کرنے کی حکمت عملی کے مطابق تھا۔ مزید برآں، جاری پی ایس ڈی پی منصوبوں کو کچھ عملی رکاوٹوں کا بھی سامنا کرنا پڑا جن میں مشینری کی درآمد کے لیے لیٹر آف کریڈٹ (ایل سیز) کھولنے میں مشکلات بھی شامل ہیں۔[42]

فنڈز کے اجرا کی رفتار اس وقت مزید سست ہو گئی جب حکومت نے تباہ کن سیلاب سے نمٹنے کے لیے محدود مالیاتی گنجائش اور بیرونی مدد کے سبب ترقیاتی منصوبوں سے فنڈز سیلاب سے بچاؤ کی سرگرمیوں کے لیے مختص کیے۔ اس طرح مالی سال 23ء کے دوران مختص بجٹ 727 ارب روپے کے مقابلے میں وفاقی پی ایس ڈی پی کی تقسیم 499.8 ارب روپے رہی۔[43]

مالی سال 23 میں تقریباً 164 منصوبے مکمل ہوئے۔ بجٹ 23-2022ء میں جن بڑے ترقیاتی منصوبوں کا ذکر کیا گیا ان میں شامل ہیں: i) خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع میں جاری ترقیاتی منصوبے؛ ii) سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر خاص طور پر موٹروے سیکشنز؛ بڑے ڈیمز بشمول دیامیر بھاشا اور مہمند ڈیم؛ اور iv) بجلی کے منصوبے، جیسے جامشورو میں کوئلے سے چلنے والے پاور پروجیکٹ کی تنصیب اور این ٹی ڈی سی سسٹم کی ٹرانسمیشن استعداد میں اضافہ وغیرہ۔ وزارت کے لحاظ سے مختص رقم اور اخراجات کی اصل صورتِ حال کا موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مئی 2023ء تک زیادہ تر وفاقی وزارتوں اور دیگر اداروں کو مقررہ ہدف سے کم رقم ملی، اصل ادائیگی جون 2023ء میں تیزی سے بڑھی (**جدول 4.9**)۔

شکل 4.14: صوبائی فاضل



Source: Ministry of Finance

4.4 صوبائی مالیاتی آپریشنز

مالی سال 23ء میں صوبائی مالیاتی کھاتوں میں خرابی دیکھی گئی۔ مجموعی طور پر صوبائی زرِ فاضل (سرپلس) مالی سال 22ء کے دوران 351.0 ارب روپے (جی ڈی پی کا 0.5 فیصد) سے کم ہو کر مالی سال 23ء میں 154.6 ارب روپے (جی ڈی پی کا 0.2 فیصد) رہ گیا۔ زرِ فاضل مالی سال 23ء کے لیے 750 ارب روپے کے ہدف کے صرف 20.6 فیصد تک پہنچ سکا۔[44]

[41] پی ایف ایم اصلاحات میں شامل ہیں: (i) بجٹ مینجمنٹ؛ (ii) ترقیاتی منصوبے، دیکھ بھال اور سرکاری اثاثوں کا استعمال؛ (iii) پبلک فنانس مجموعی فنڈ اور پبلک اکاؤنٹ کا کنٹرول؛ (iv) خزانے کا انتظام؛ (5) خصوصی مقاصد کے فنڈز؛ (6) اکاؤنٹنگ اور رپورٹنگ؛ (vii) سرکاری ادارے؛ (viii) غیر ٹیکس محاصل؛ اور (ix) قواعد بنانے میں آسانی اور اختیار

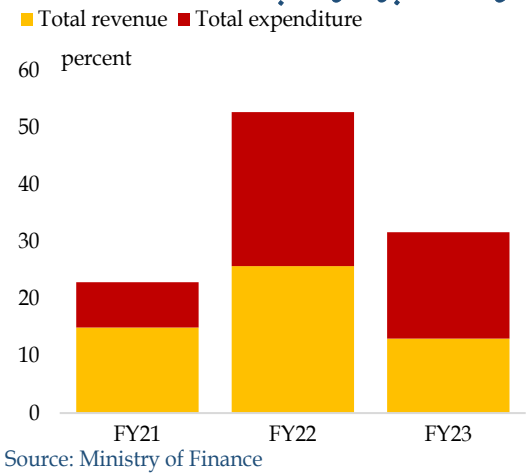
[42] تفصیلات کے لیے **باب 6** ملاحظہ کیجیے

[43] پلاننگ کمیشن آف پاکستان

[44] مالی سال 23ء کے بجٹ میں 31.6 فیصد اضافے کے ساتھ 750.0 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو گزشتہ سال 570.0 ارب روپے تھا۔

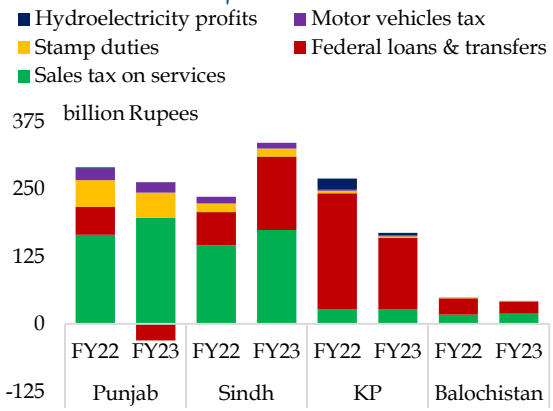
صوبہ وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران صوبائی زرفاضل مجموعی طور پر سکڑنے میں پنجاب کا سب سے زیادہ حصہ تھا جبکہ بلوچستان نے خسارہ ریکارڈ کیا۔ اس کے برعکس، سندھ اور کے پی نے مالی سال 23ء کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ زرفاضل پیدا کیا (**شکل 4.14**)۔ صوبائی زرفاضل میں کمی بنیادی طور پر محصولات میں سست نمو اور بلند اخراجاتِ جاریہ کی وجہ سے آئی (**جدول 4.10** اور **شکل 4.15**)۔

شکل 4.15: صوبائی آمدنی واخراجات



Source: Ministry of Finance

شکل 4.16: صوبوں کی اپنی آمدنی کے اہم ذرائع



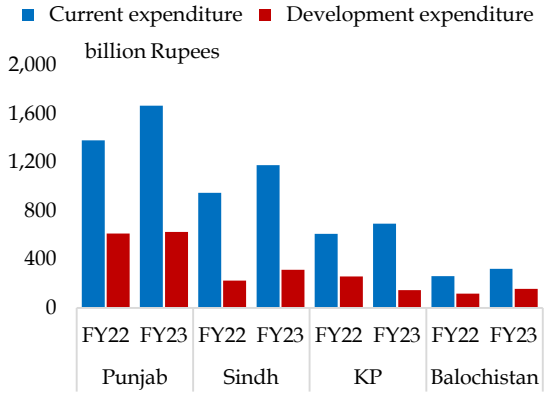
Source: Ministry of Finance

صوبائی محصولات

مالی سال 23ء میں صوبائی محصولات میں نمو کم ہو کر 13.1 فیصد رہ گیا جو گذشتہ سال 25.7 فیصد تھا۔ اس سست روی کی وجہ وفاقی محصولات میں صوبوں کا حصہ کم ہونا اور صوبوں کے اپنے محصولات میں کمی ہے۔

مالی سال 23ء میں صوبائی محصولات میں 10.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 12.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ صوبوں کی اپنی آمدنی میں سست روی ٹیکس محصولات کی وجہ سے ہوئی، یہ مالی سال 2023ء میں 6.1 فیصد اضافے کے ساتھ 649.6 ارب روپے رہی جو گذشتہ سال 612.4 ارب روپے تھی۔ ٹیکسوں کے مختلف ذرائع میں خدمات پر سیلز ٹیکس نے سب سے زیادہ حصہ ڈالا، اس کے بعد دیگر ٹیکسز اور اسٹامپ ڈیوٹیز کا نمبر آتا ہے۔ صوبوں کے اندر تقریباً 46 فیصد ٹیکس پنجاب، 44 فیصد سندھ، 6.4 فیصد کے پی اور 4.0 فیصد بلوچستان نے جمع کیا (**شکل 4.16**)۔

شکل 4.17: صوبائی اخراجات کی تفصیل



Source: Ministry of Finance

مالی سال 23ء کے دوران صوبائی ٹیکس وصولیوں کی نمو میں کمی کی وجہ صوبوں کے متعلقہ بجٹ میں اعلان کردہ مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر 30 سے زائد شعبوں کے لیے خدمات پر سیلز ٹیکس کی کم شرح میں توسیع اور پنجاب میں برقی گاڑیوں پر رجسٹریشن اور ٹوکن ٹیکس سے استثنیٰ۔ اس کے علاوہ سندھ کی جانب سے مالی سال 23ء کے بجٹ میں کسی نئے ٹیکس کا اعلان نہیں کیا گیا جبکہ کاٹن فیس، پروفیشنل ٹیکس اور انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی کی وصولی پر خصوصی التوا عائد کیا گیا۔ سندھ نے برآمدی شعبے کو سندھ انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس سے مستثنیٰ قرار دے دیا، کیبل ٹی وی آپریٹرز کی جانب سے فراہم کی جانے والی خدمات پر لیوی کی شرح کم کردی اور کمیشن چارجز کے لیے سندھ سیلز ٹیکس (ایس ایس ٹی) 13 فیصد سے کم کرکے 8 فیصد کردیا۔ کے پی نے مالی سال 23ء میں مختلف ٹیکسوں اور فیسوں پر بھی ریلیف فراہم کیا، جس میں موٹر گاڑیوں کی پہلی بار رجسٹریشن پر ایکسائز ڈیوٹی میں 20 فیصد چھوٹ، اور کیپٹل ویلیو ٹیکس (سی وی ٹی) اور رجسٹریشن فیس سے مکمل استثنیٰ کے ساتھ صفر ٹیکس آن لینڈ شامل ہے۔

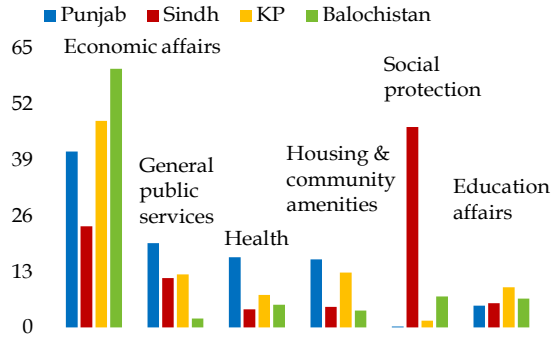
مالی سال 23ء میں صوبائی غیر ٹیکس محصولات میں 29.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ گذشتہ سال اس میں 14.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر محکمہ جنگلات کی وصولیوں سمیت دیگر غیر ٹیکس ذرائع سے ہوا۔ اس کے برعکس، بڑے غیر ٹیکس وسائل، کے پی کو پَن بجلی کے منافع کی منتقلی مالی سال 23ء میں صرف 4.9 ارب روپے رہی جو گذشتہ سال کے دوران 21.0 ارب روپے تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وفاقی گرانٹس اور قرضوں کا زیادہ تر حصہ سندھ میں غذائی سرگرمیوں کی مالی اعانت کے لیے استعمال کیا گیا۔

صوبائی اخراجات

صوبائی اخراجات میں اضافہ بھی مالی سال 23ء کے دوران کم ہو کر 18.6 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 27.0 فیصد تھا۔ اس کمی کی وجہ ترقیاتی اخراجات میں سست نمو تھی جبکہ اخراجاتِ جاریہ میں تیزی سے اضافہ ہوا (**شکل 4.17**)۔

مالی سال 2022ء کے 12.5 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 23ء میں اخراجاتِ جاریہ میں 20.6 فیصد اضافہ ہوا جس کی بڑی وجہ متعلقہ صوبوں کی تنخواہوں اور پنشن اخراجات سمیت انتظامیہ اور مقننہ کے اداروں کے مالی اور مالیاتی امور پر اخراجات میں اضافہ ہے۔ تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کی وجہ مختلف صوبوں کی جانب سے مالی سال 23ء کے بجٹ میں ملازمین کو خصوصی ایڈہاک ریلیف اور تفاوت الاؤنس دینا ہے۔ مالی سال 23ء میں امن عامہ اور تحفظ کے امور میں

شکل 4.18: مالی سال 2023ء میں ترقیاتی اخراجات کی ترجیحات (صوبائی ترقیاتی اخراجات میں فیصد حصہ)



Source: Ministry of Finance

13.3 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر گذشتہ برس کے مقابلے میں محکمہ پولیس کے لیے 15.5 فیصد زیادہ فنڈز مختص کرنے کی وجہ سے ہوا۔

صوبائی ترقیاتی اخراجات میں مالی سال 23ء میں صرف 2.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 58.0 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ خیبر پختونخوا میں خاصی کمی دیکھی گئی جبکہ پنجاب اور سندھ نے بھی ترقیاتی اخراجات کی رفتار قابو میں رکھی۔ ترقیاتی اخراجات میں سب سے زیادہ زور اقتصادی امور پر رہا کیونکہ فنڈز خاص طور پر پنجاب، کے پی اور بلوچستان میں تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کے شعبے میں جاری منصوبوں کی مالی اعانت کے لیے استعمال کیے گئے۔ سندھ میں، صوبائی وسائل کا رخ سماجی تحفظ اور زراعت اور متعلقہ شعبوں کی طرف موڑ دیا گیا (**شکل 4.18**)۔

جدول 4.10: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے؛ فیصد

	مالیت		نمو	
	مالی سال 2022ء	مالی سال 2023ء	مالی سال 2022ء	مالی سال 2023ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب+ج)	**4,687.5**	**5,299.4**	**25.7**	**13.1**
الف۔ وفاقی آمدنی میں صوبوں کا حصہ	3,589.0	4,223.5	30.9	17.7
ب۔ وفاقی قرضے اور رقوم کی منتقلی	357.8	260.5	9.3	-27.2
ج۔ صوبوں کی اپنی آمدنی	740.7	815.4	12.5	10.1
ٹیکس	612.4	649.6	20.5	6.1
نان ٹیکس	128.3	165.9	-14.6	29.3
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**4,336.5**	**5,144.8**	**27.0**	**18.6**
الف۔ جاریہ	3,200.8	3,859.6	12.5	20.6
ب۔ ترقیاتی	1,216.6	1,241.0	57.9	2.0
ج۔ شماریاتی تفرق	-80.9	44.2	17.1	-154.6
مجموعی رقم (الف-ب)	**351.0**	**154.6**	33.3	-56.0

ماخذ: وزارت خزانہ

ملکی اور بیرونی قرضہ



مالی سال 23ء میں گذشتہ سال کی نسبت سرکاری قرضے میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ ملکی اور بیرونی دونوں ہی اجزا نے سرکاری قرضہ بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ بلند مالی ضروریات اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں کمی کی وجہ سے ملکی قرض کا حجم بڑھا جبکہ بیرونی قرضے میں اضافہ مکمل طور پر ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوا۔ تاہم آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر اور بین الاقوامی ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ میں تنزلی کے پس منظر میں بلند طے شدہ ادائیگیوں اور توقع سے کم بیرونی ادائیگیوں کی وجہ سے بیرونی قرضوں میں ڈالر کے لحاظ سے کمی واقع ہوئی۔ ملکی قرض کے حوالے سے بات کی جائے تو حکومت نے بیشتر قرضہ غیر بینک اداروں سے حاصل کیا برعکس گذشتہ برس کے جب قرض گیری کا بنیادی ذریعہ بینکاری شعبہ تھا۔ مزید برآں، بینکوں سے قرض گیری ٹی بلز میں مرتکز رہی جبکہ غیر فنڈ قرضہ(unfunded debt) میں بھی خالص واپسی ہوئی۔ نتیجتاً، سرکاری قرض کا خاکہ عرصیت تھوڑا سا بگڑا جس نے بیرونی قرض کے خاکہ عرصیت میں آنے والی بہتری کا اثر زائل کردیا۔ مزید برآں، ملکی و بیرونی سطح پر بلند سودی ادائیگیوں، ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں سست روی اور زرمبادلہ آمدنی میں تنزلی نے ملک کی قرض کی واپسی کی صلاحیت کو بھی کسی حد تک نقصان پہنچایا۔ بہرحال بیرونی قرضہ جاتی پائیداری کے اظہاریوں میں ملا جلا رجحان رہا۔

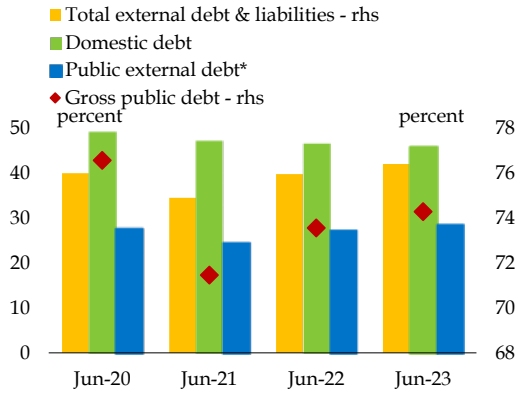
5

5.1 سرکاری قرضہ

مالی سال 23ء میں قرض گیری کی رفتار میں اضافہ ہوا اور مجموعی سرکاری قرض 27.7 فیصد بڑھ گیا جو گذشتہ مالی سال میں 23.5 فیصد بڑھا تھا۔ نتیجتاً، مالی سال 23ء میں مجموعی سرکاری قرض اور جی ڈی پی تناسب بڑھ کر 74.3 فیصد ہو گیا جو گذشتہ مالی سال کے دوران 73.9 فیصد تھا (**شکل 5.1** اور **جدول 5.1**)۔ قرض کے بوجھ میں اضافے کی بنیادی وجوہات بڑے مالیاتی خسارے کے سبب بلند حکومتی مالکاری ضروریات اور ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تنزلی تھی (**شکل 5.2**)۔

ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے، سرکاری قرضوں میں تیزی ملکی قرض کی وجہ سے آئی؛ مالی سال 23ء کے دوران مجموعی سرکاری قرض میں اس کا حصہ 56.6 فیصد کے قریب رہا جو مالی سال 22ء میں 51.4 فیصد تھا (**شکل 5.3**)۔ ایسا اس لیے ہوا کہ حکومت نے بیرونی ذرائع سے تخمینے سے کم رقوم کی آمد کی وجہ سے خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی ذرائع پر انحصار بڑھایا۔ دوسری جانب، مالی سال 23ء میں پاکستانی روپے کے لحاظ سے بیرونی قرض میں اضافہ محض ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوا۔[1] اس نے ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرض میں بلند واجب الادا رقوم کی واپسی اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی محدود آمد کے سبب ہونے والی کمی کا اثر زائل کر دیا۔ ملکی قرض کے اندر مالی سال 23ء کے دوران حکومت نے بڑے پیمانے پر غیر بینک قرض ذرائع سے فنڈز جمع کیے۔ یہ مالی سال 22ء کے برعکس ہے جب حکومت نے قرض کا بڑا حصہ بینکوں سے حاصل کیا تھا۔[2،3] اس تبدیلی کے پیچھے جو عوامل کار فرما تھے ان میں سرمایہ کاری کے دیگر شعبوں کے مقابلے میں کم خطرہ اور پرکشش ریٹس شامل ہیں جن سے غیر بینک سرمایہ کاری حکومتی تمسکات کی جانب مائل ہوئی۔ مالی سال 23ء میں شعبہ بینکاری کے ذریعے

شکل 5.1 : جی ڈی پی کے فیصد کے اعتبار سے قرض کے اظہاریے



*Government External Debt + Debt from IMF
Source: State Bank of Pakistan

(خالص بنیادوں پر) فنڈز کی ترسیل میں معمولی کمی واقع ہوئی جس کی وجہ اسٹیٹ بینک کو قرضوں کی واپسی تھی[4]۔

قرضوں کی میعاد کے حوالے سے تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ سرکاری قرض کے خاکہ عرصیت میں معمولی بگاڑ آیا۔ ایسا بڑی حد تک ٹی بلز کے شیئر میں اضافے اور ملکی قرضے میں غیر فنڈ قرضوں میں کمی کی وجہ سے ہوا جس نے قلیل مدتی کمرشل اور کثیر فریقی قرضے کی ادائیگی کی وجہ سے بیرونی قرضے کے خاکہ عرصیت میں آنے والی بہتری کے اثر کو زائل کر دیا (**شکل 5.4**)۔ قلیل مدتی قرضے کے حصے میں اضافے نے اجرائے ثانی کا خطرہ بڑھا دیا ہے۔[5،6]

---

[1] جون 2022ء کے اختتام کی بنسبت جون 2023ء کے اختتام پر ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تقریباً 28.6 فیصد کمی واقع ہوئی۔

[2] غیر بینک اداروں میں بیمہ کمپنیاں، ہولڈنگ کمپنیاں، سرمایہ کاری کمپنیاں، نومالکاری کمپنیاں وغیرہ شامل ہیں جن کے پاس مکمل بینکنگ لائسنس نہیں ہوتا اور وہ عوام سے امانتیں وصول نہیں کر سکتے۔ تاہم، وہ متبادل مالیاتی خدمات جیسے سرمایہ کاری، انتظام خطر (رسک پولنگ)، مالی مشاورت، بروکرنگ، رقم کی منتقلی اور چیک کلیشنگ کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔

[3] بینکاری کے شعبے میں جدولی بینک اور اسٹیٹ بینک دونوں شامل ہیں۔

[4] ترمیم شدہ اسٹیٹ بینک ایکٹ کے مطابق "بینک حکومت یا کسی بھی سرکاری ملکیت والے ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کو براہ راست قرض یا اس کے واجبات کی ضمانت نہیں دے گا۔

[5] اجرائے ثانی کا خطرہ قرض کی نومالکاری سے وابستہ ہوتا ہے، اگر شرح سود اس وقت بڑھ جائے جب قرض اپنی عرصیت مکمل کرنے والا ہو اور اسے اجرائے ثانی کی ضرورت ہو۔ جاری کنندہ کو اپنے قرض کی زیادہ شرح پر نومالکاری کرنی ہوگی اور زیادہ سود کے اخراجات برداشت کرنا ہوں گے۔

[6] قلیل مدتی قرض میں قرض کے وہ تمسکات شامل ہیں جن کی عرصیت ایک سال سے کم یا اس کے برابر ہوتی ہے۔

مزید برآں، ملکی اور بیرونی قرضوں دونوں پر بلند سودی ادائیگیوں، زرِ مبادلہ کی آمدنی میں کمی اور ایف بی آر ٹیکس آمدنی میں سست نمو نے حکومت کی قرض کی واپسی کی صلاحیت کو متاثر کیا[7]۔ خاص طور پر ایف بی آر کے ٹیکس محاصل مالی سال 23ء میں 16.6 فیصد بڑھ گئے جبکہ گذشتہ برس ان میں 29.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسی اثنا میں، ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی میں 71.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال یہ 13.5 فیصد تھا۔ نتیجتاً، مالی سال 23ء میں سودی ادائیگیوں تا ایف بی آر ٹیکس تناسب میں بگاڑ پیدا ہوا۔

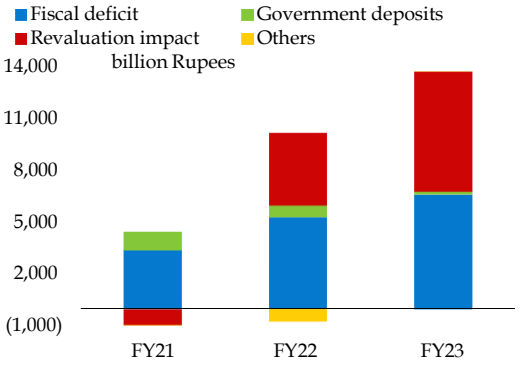
اسی طرح بیرونی قرضوں کی ادائیگیوں میں اضافے اور زرِ مبادلہ کی آمدنی میں کمی نے بیرونی قرضوں کی ادائیگی اور زرِ مبادلہ آمدنی کے تناسب میں اضافہ کیا۔ زرِ مبادلہ کی آمدنی میں کمی برآمدات اور ترسیلاتِ زر میں سست روی کی وجہ سے ہوئی۔ اسی اثنا میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی میں اضافہ بلند طے شدہ ادائیگیوں، ڈی ایس ایس آئی کے اختتام اور لائبور / محفوظ شبینہ مالکاری شرح (ایس او ایف آر) میں اضافے کی وجہ سے ہوا۔[8]

قلیل مدتی قرضوں میں نمایاں کمی کے باعث قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضوں (ایس ٹی پی ای ڈی) تا ذخائر و بیرونی تناسب میں استحکام آیا جبکہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی میں اضافے اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں کمی کی وجہ سے قرضوں کے اشاریے خراب ہوئے۔ مزید برآں عالمی زری سختی اور ملکی غیر یقینی صورتِ حال کی وجہ سے نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) میں سرمایہ کاری سے خالص اخراج ہوا۔[9]

ان حالات نے قرضوں کی پائیداری اور مالیاتی صورتِ حال کے لیے چیلنجز پیدا کیے۔ اوّل، رواں شرح سود پر طویل مدتی تمسکات کے ذریعے زائد قرضوں کے حصول سے حکومت کا شرح سود کا خطرہ بڑھ گیا۔[10] دوم، بیرونی ذرائع سے ناکافی آمدِ رقوم نے نسبتاً زائد شرح سود پر ملکی قرض کے حصول پر انحصار بڑھایا جس سے حکومت کے قرضوں کی لاگت میں اضافہ ہوا۔ سوم، مقامی منڈی میں سرمایہ کاروں کی دلچسپی نسبتاً قلیل مدتی تمسکات کی طرف رہی جس سے اجرائے ثانی کا خطرہ بڑھا۔ چہارم، بلند مالکاری ضروریات کے سبب کمرشل بینکوں پر بڑھتے ہوئے انحصار نے حکومت کے لیے قرض کی لاگت پر گفت و شنید کی گنجائش بہت کم کر دی۔

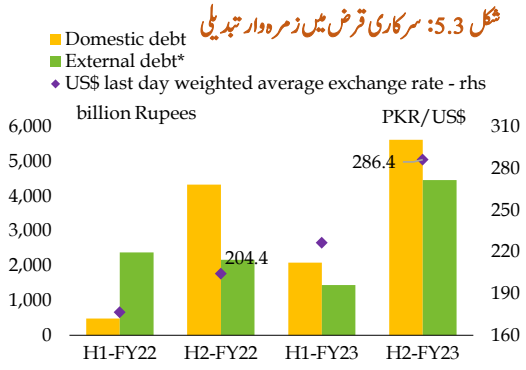
قرضوں کی پائیداری اور واپسی کی صلاحیت بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ بعض ساختی اور غیر ساختی اقدامات کیے جائیں جن کا مقصد یہ ہو کہ (i) ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر اور مالیاتی نظم و ضبط کو برقرار رکھ کر مالیاتی خسارہ کم کیا جائے؛ (ii) برآمدات اور ترسیلاتِ زر میں تنوع پیدا کر کے بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں اضافہ کیا جائے (iii) براہ راست بیرونی سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) میں اضافہ کیا جائے؛ اور (iv)

شکل 5.2 : سرکاری قرض میں اضافے کے ذرائع



Sources: State Bank of Pakistan and Ministry of Finance

شکل 5.3: سرکاری قرض میں زمرہ وار تبدیلی



*including debt from the IMF

Source: State Bank of Pakistan

[7] قرضہ واپسی کی صلاحیت کا اندازہ دو تناسبوں سے کیا جاتا ہے: ملکی سود کی ادائیگی تا ایف بی آر ٹیکسز اور سرکاری بیرونی قرض کی واپسی (ای ڈی ایس) تا زرِ مبادلہ آمدنی (ایف ای ای)۔

[8] محفوظ شبینہ مالکاری شرح (ایس او ایف آر) ٹریژری سیکیورٹیز کی ضمانت پر نقد شبینہ قرض گیری کی لاگت کی پیمائش کرتا ہے۔ جبکہ لائبور وہ شرح ہے جو بینک بین الاقوامی سطح پر ایک دوسرے سے قرض کے لین دین کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لائبور کی جگہ اب ایس او ایف آر نے لے لی ہے۔ جون 2023ء تک پاکستان میں زیادہ تر سود کی ادائیگیاں ایس او ایف آر میں منتقل کر دی گئی ہیں جبکہ بقیہ رقم اجرائے ثانی / تجدید یا نئی کوپن ادائیگی وغیرہ کے وقت تبدیل کر دی جائے گی۔

[9] مثال کے طور پر، مالی سال 23ء کے دوران پاکستان کا اوسط اقتصادی پالیسی غیر یقینی (ای پی یو) انڈیکس بڑھ کر 196.5 ہو گیا جو مالی سال 22ء میں 149.5 تھا (ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان)۔

[10] شرح سود میں اتار چڑھاؤ سے حاملین بانڈ کے لیے شرح سود کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔

جدول 5.1: پاکستان کے قرض اور واجبات کا خلاصہ

ارب روپے

	اسٹاک		بہاؤ	
	آخر جون 2022ء	آخر جون 2023ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء
مجموعی سرکاری قرضہ (I+II+III)	49,242.0	62,880.1	9,375.9	13,638.1
I۔ حکومتی ملکی قرضہ	31,085.4	38,808.9	4,820.0	7,723.5
II۔ حکومتی بیرونی قرضہ	16,747.0	22,030.9	4,307.9	5,283.9
III۔ آئی ایم ایف کا قرضہ	1,409.6	2,040.2	248.0	630.7
IV۔ بیرونی واجبات	2,275.6	3,101.9	897.2	826.3
V۔ نجی شعبے کا بیرونی قرضہ	3,697.7	5,159.1	1,122.7	1,461.4
VI۔ پی ایس ایز کا بیرونی قرضہ	1,667.1	2,150.8	602.5	483.7
VII۔ پی ایس ایز کا ملکی قرضہ	1,393.4	1,687.2	-43.3	293.7
VIII۔ اجناسی کارروائیاں	1,133.7	1,485.9	229.7	352.3
IX۔ انٹر کمپنی بیرونی قرضہ	837.6	1,114.0	204.6	276.5
یادداشتی اجزا				
مجموعی سرکاری قرضہ (جی ڈی پی کے فیصد کے مطابق)	**73.9**	**74.3**	-	-
حکومت کا مجموعی قرضہ*	44,361.5	57,778.3	8,693.0	13,416.8

ایف آر ڈی ایل اے کی تعریف کے مطابق*

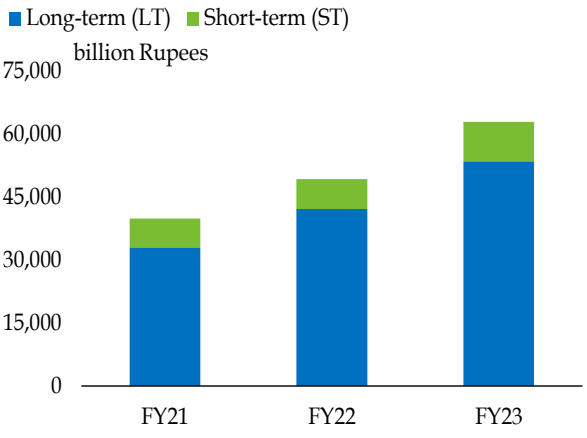
ماخذ: بینک دولت پاکستان

قرض کے معاہدے کرتے وقت خاکہ عرصیت کی طوالت اور قرض کی لاگت میں توازن برقرار رکھا جائے۔[11]

5.2 ملکی قرضہ

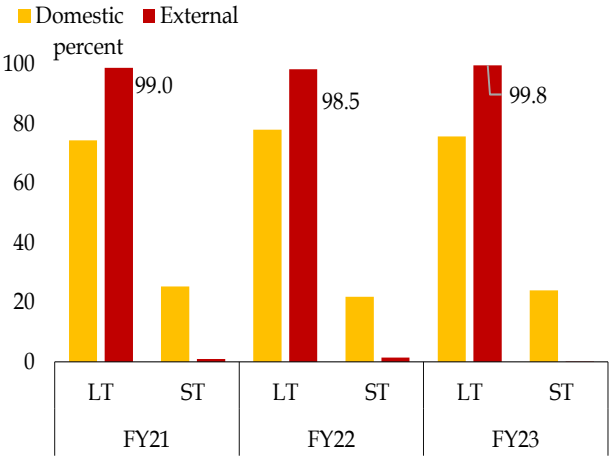
جون 2023ء کے آخر تک ملکی قرضوں کا حجم 38.8 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا، جو 24.8 فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے جبکہ مالی سال 22ء میں 18.4 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 5.2**)۔ قرضوں میں تیزی سے اضافے کی بنیادی وجوہات مسلسل بلند مالیاتی خسارہ اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی ناکافی آمد تھیں

شکل 5.4 الف: سرکاری قرض کے اجزائے ترکیبی



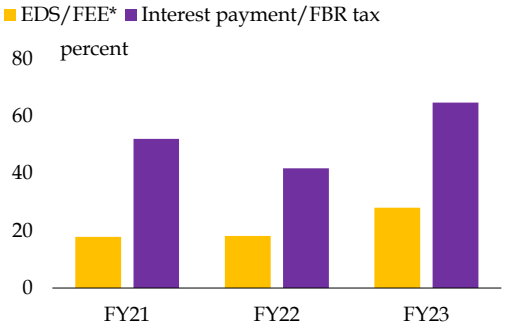
Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.4 ب: ملکی اور بیرونی قرض کے اجزائے ترکیبی



[11] زیادہ بیرونی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لیے پاکستان کو کاروبار میں آسانی اور سیاسی استحکام پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

شکل 5.5 : قرض واپسی کی صلاحیت



*EDS: External debt servicing
*FEE: Foreign exchange earnings
Source: Ministry of Finance and State Bank of Pakistan

جنہوں نے حکومت کو اپنی مالی ضروریات پورا کرنے کے لیے قرض گیری لاگت زیادہ ہونے کے باوجود مقامی طور پر قرضے حاصل کرنے پر مجبور کیا۔

غیر بینک ادارے ملکی مالکاری کا بڑا ذریعہ تھے

ادارہ وار ڈیٹا ظاہر کرتا ہے کہ ماضی کے رجحان کے برعکس مالی سال 23ء میں ملکی قرضوں میں جو اضافہ ہوا اس کا زیادہ تر حصہ (تقریباً 51.4 فیصد) غیر بینک ذرائع مثلاً ترقیاتی مالی اداروں، بیمہ کمپنیوں، بازارِ زر کے فنڈز وغیرہ سے آیا (**شکل 5.6**)۔ پرکشش شرح سود اور خطرہ کم ہونے کی وجہ سے ان سرمایہ کاروں نے حکومتی تمسکات میں زیادہ دلچسپی ظاہر کی۔ مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں جدولی بینکوں کی جانب سے سرمایہ کاری کم رہی تاہم بیرونی مالکاری کم ہونے کی وجہ سے حکومت کی مالی ضروریات بڑھیں تو دوسری ششماہی میں جدولی بینکوں کی سرمایہ کاری میں نمایاں اضافہ ہوا۔ نتیجتاً، مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں بینکوں کا ملکی فنڈنگ میں حصہ پہلی ششماہی کے 28.0 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 23ء کی دوسری ششماہی میں 52.4 فیصد ہو گیا۔ البتّہ، مالی سال 23ء میں اسٹیٹ بینک کے پی آئی بیز کی عرصیت مکمل ہونے پر کی جانے والی ادائیگیوں (تقریباً 291.0 ارب روپے) کی وجہ سے مجموعی ملکی قرضوں میں بینکاری شعبے کا کُل حصہ کم ہو کر 48.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 22ء میں 78.8 فیصد تھا۔[12]

ملکی قرضے کے مجموعے میں پی آئی بیز اور ٹی بلز کا زیادہ حصہ رہا

مالی سال 23ء میں حکومت نے زیادہ تر رقوم کا بندوبست پی آئی بیز اور ٹی بلز کے ذریعے کیا۔ پہلی تین سہ ماہیوں میں ملکی قرضہ زیادہ تر پی آئی بیز اور اجارہ صکوک کی وجہ سے بڑھا جبکہ قرضوں پر بلند لاگت کی وجہ سے ٹی بلز کی مکمل ادائیگی کر دی گئی۔ تاہم مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں ملک میں بے یقینی کی صورتحال اور بڑھتی شرح سود کے ماحول کی وجہ سے سرمایہ کاروں کا جھکاؤ قلیل مدتی ٹی بلز کی جانب ہوا جس کی بنا پر 11.0 ٹریلین روپے کے ٹی بلز جاری کیے گئے۔ دریں اثنا، حسبِ سابق، مالی سال 23ء کے دوران انعامی بانڈز کو منہا کر کے قومی بچت اسکیموں سے خالص رقوم کا انخلا ہوا۔ اس نے حکومتِ پاکستان کو ٹی بلز کے ذریعے رقم کا بندوبست کرنے پر مجبور کیا۔ نتیجتاً، مالی سال 22ء کے مقابلے میں مالی سال 23ء میں ملکی قرضے کے خاکہ عرصیت میں قلیل مدتی قرضہ (رواں قرضہ) بڑھنے اور غیر فنڈ (طویل مدتی) قرضے کا حجم کم ہونے کی وجہ سے بگاڑ آیا (**جدول 5.2**)۔

ایک طرف، رواں شرح تمسکات میں ملکی قرضے کے ارتکاز، جس میں رواں شرح، پی آئی بیز (پی ایف ایلز) اور متغیر رینٹل ریٹ (وی آر آر) صکوک شامل ہیں، نے شرح سود کے خطرے میں اضافہ کیا ہے۔ دوسری جانب ٹی بلز کے ذخائر میں اضافے نے اجرائے ثانی اور شرح سود دونوں کا خطرہ بڑھایا۔ اس کے نتیجے میں بڑھنے والی سود کی ادائیگیوں نے مالی ضروریات میں اضافہ کر دی الہٰذا قرض کا حجم مزید بڑھا۔[13]

مستقل قرضے کے حصے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی[14]

مالی سال 23ء کے دوران پی آئی بیز کے اسٹاک 24.4 فیصد بڑھ کر 22.0 ٹریلین روپے ہو گئے جو جون 2022ء کے آخر تک 17.7 ٹریلین روپے تھے (**جدول 5.2**)۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر پی ایف ایلز کی وجہ سے ہوا اور مجموعی طور پر پی آئی بیز کے ذریعے حاصل ہونے والے رقم میں اس کا حصہ 80.2

[12] اسٹاک پوزیشن کی بنیاد پر ملکی قرضوں کے ذخیرے میں شعبہ بینکاری کا حصہ جون 2023ء کے اختتام پر کم ہو کر 69.4 فیصد رہ گیا جو جون 2022ء کے اختتام پر 74.6 فیصد تھا؛ اس کی اہم وجہ اسٹیٹ بینک کے قرضوں کی واپسی تھی (جون 2023ء کے اختتام تک 21.3 فیصد سے جون 2023ء کے آخر میں 16.3 فیصد)۔ غیر بینک قرض گیری میں اضافے کی وجہ سے قرض کے اسٹاک میں جدولی بینکوں کا حصہ 53.3 فیصد سے معمولی کم ہو کر 53.1 فیصد رہ گیا۔

[13] رواں شرح تمسکات کی کوپن ادائیگیاں 3 ماہ اور 6 ماہ کے ٹی بلز کی قطع شرح سود سے منسلک ہیں۔ پالیسی ریٹ میں اضافے کے ساتھ ٹی بلز کی قطع شرح سود بھی بڑھی جس کے نتیجے میں سودی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا۔

[14] مستقل قرض بنیادی طور پر پی آئی بیز، اجارہ صکوک اور پرائز بانڈز پر مشتمل ہوتا ہے۔

جدول 5.2: حکومت کے ملکی قرضے اور واجبات

ارب روپے

	اسٹاک		ملکی قرضے میں حصہ		بہاؤ		نمو	
	2022ء	آخر جون 2023ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
I۔ مستقل قرضہ، جس میں:	**20,843.7**	**26,021.5**	**67.1**	**67.1**	**4939.6**	**5177.8**	**31.1**	**24.8**
حکومتِ پاکستان اجارہ صکوک	2,279.8	3,150.6	7.3	8.1	1614.6	870.7	242.7	38.2
پی آئی بیز	17,687.0	22,009.3	56.9	56.7	3097.0	4322.3	21.2	24.4
انعامی بانڈز	374.6	382.5	1.2	1.0	-69.1	7.9	-15.6	2.1
II۔ رواں قرضہ، جس میں:	**6,804.1**	**9,335.3**	**21.9**	**24.1**	**123.7**	**2531.2**	**1.9**	**37.2**
مارکیٹ ٹریژری بلز	6,752.4	9,269.2	21.7	23.9	75.4	2516.8	1.1	37.3
III۔ غیر فنڈڈ قرضہ، جس میں:	**3,336.0**	**2,925.6**	**10.7**	**7.5**	**-309.90**	**-410.4**	**-8.5**	**-12.3**
این ایس ایس (انعامی بانڈز کا خالص)	3,208.3	2,817.6	10.3	7.3	-289.6	-390.6	-8.3	-12.2
IV۔ غیر ملکی کرنسی تمسکات	**8.7**	**383.8**	**0.0**	**1.0**	**2.0**	**375.1**	**29.3**	**4315.4**
V۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز)	**92.9**	**142.7**	**0.3**	**0.4**	**64.7**	**49.8**	**228.9**	**53.6**
حکومتی ملکی قرضہ (I+II+III+IV+V)	**31,085.4**	**38,808.9**	**-**	**-**	**4820.0**	**7723.52**	**18.4**	**24.8**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

فیصد رہا، معین شرح سود کے پی آئی بیز کے مقابلے میں اس کی مقبولیت کی وجہ پر کشش منافع تھی۔[15]

پی آئی بیز کا خاکہ نیلامی ظاہر کرتا ہے کہ پی ایف ایلز میں سرمایہ کاروں کی دلچسپی نسبتاً قلیل مدتی تمسکات کی جانب رہی جبکہ معین شرح سود پی آئی بیز میں ان کا جھکاؤ وسط مدتی تمسکات (5 سالہ اور 10 سالہ) کی طرف رہا (**شکل 5.7 الف** اور **5.7 ب**)۔ ایسا اس لیے تھا کہ بینکوں کو وسط مدت کے بجائے مستقبل قریب میں پالیسی ریٹ بڑھنے کی توقع تھی۔

سہ ماہی تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سرمایہ کاروں کی دلچسپی پانچ سالہ تمسکات کی طرف رہی، خاص طور پر پی ایف ایلز میں، کیوں کہ مسلسل بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے مارکیٹ توقع کر رہی تھی کہ قلیل اور وسط مدت میں پالیسی ریٹ میں اضافہ ہوگا۔[16] بڑھتی ہوئی معاشی غیر یقینی کے تناظر میں مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی میں مارکیٹ کی توجہ قلیل مدتی سہ ماہی کوپن تمسکات پر تھی تاکہ پرکشش شرحوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔[17] تاہم مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں مارکیٹ پی ایف ایلز سے کنارہ کشی اختیار کرکے معین شرح سود والے پی آئی بیز اور ٹی بلز میں سرمایہ کاری پر راغب ہوگئی۔ (مزید تفصیلات کے لیے **باب 3** ملاحظہ کیجیے)

مالی سال 23ء کے دوران اسلامی تمسکات کی نیلامی میں پرائمری ڈیلرز (پی ڈی) کی شرکت محدود رہی۔ حکومت نے اجارہ صکوک کے ذریعے 870.8 ارب روپے (منہا عرصیت) جمع کیے جبکہ گذشتہ برس 1.6 ٹریلین روپے اکھٹے ہوئے تھے (**جدول 5.2**)۔ مجموعی طور پر اس کا بڑا حصہ متغیر رینٹل شرح (وی آر آر) اجارہ صکوک کے ذریعے حاصل ہوا تھا جو روایتی منڈی کے میلان اور گذشتہ برس دیکھے جانے والے رجحان کے عین مطابق تھا (**شکل 5.8 الف** اور **شکل 5.8 ب**)۔

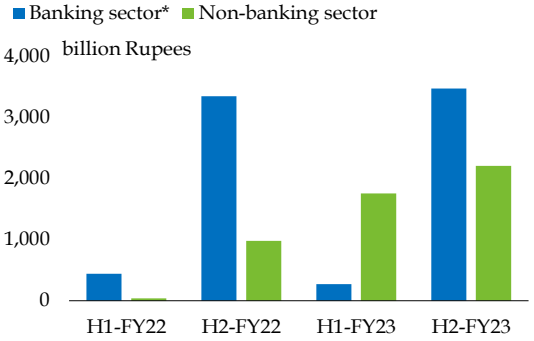
اسلامی تمسکات میں دلچسپی کم ہونے کی وجوہات یہ ہیں: (i) مہنگائی میں اضافے کی وجہ سے اسلامی ڈپازٹس میں تخفیف؛ (ii) بڑھتی ہوئی معاشی بے یقینی؛ اور (iii) محض طویل مدتی تمسکات کی دستیابی۔ مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں

[15] پی ایف ایلز میں حاصل ہونے والی پیشکیش معینہ پی آئی بیز میں حاصل ہونے والی پیشکشوں سے تقریباً دوگنی تھی۔

[16] اکتوبر 2022ء میں صارف اشاریہ قیمت (سی پی آئی) سال بہ سال کی بنیاد پر 26.6 فیصد تک پہنچ گئی جس میں غذائی مہنگائی کی شرح تقریباً 36 فیصد تھی جو 15 فیصد کے پالیسی ریٹ سے کہیں زیادہ تھی۔

[17] دو اور تین سالہ پی ایف ایلز سہ ماہی کوپن ادا کرنے والے تمسکات ہوتے ہیں، ان کا کوپن یا تو سہ ماہی بنیادوں پر دوبارہ ترتیب دیا جاتا ہے، یا بانڈ کی میعاد کے دوران (یعنی پندرہ دن) 3 ماہ کے ٹی بلز کی ہر نیلامی کے تصفیے کے دن، جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نیلامی کیلنڈر کے ذریعے اعلان کر سکتا ہے۔

شکل 5.6: ملکی قرض کی تحویل میں اضافہ - بلحاظِ ادارہ



* Banking sectors includes both scheduled banks and SBP

Source: State Bank of Pakistan

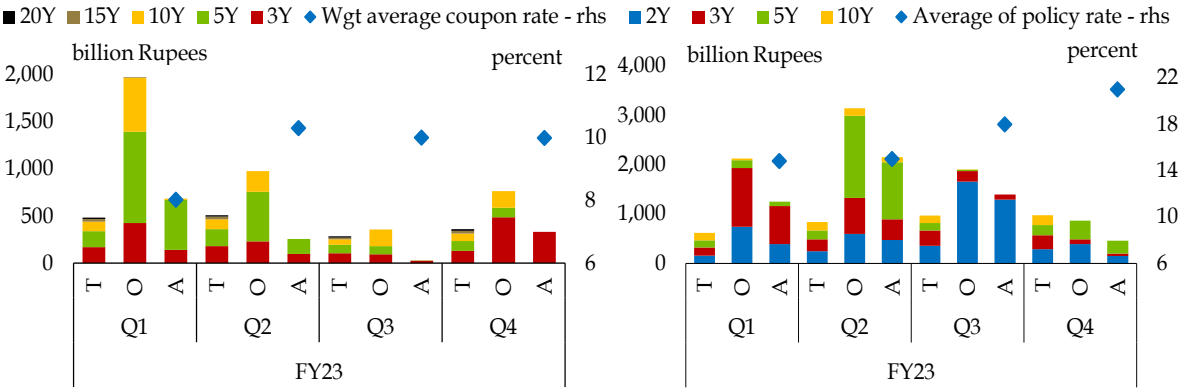
سرمایہ کاروں کے لیے صرف 5 سالہ صکوک دستیاب تھے۔ مارکیٹ نے بلند ہوتی مہنگائی اور بڑھتی شرح سود کے پیش نظر 5 سالہ معینہ رینٹل شرح (ایف آر آر) کو نفع بخش نہیں سمجھا لہٰذا اس نے سرمایہ کاری کا رخ وی آر آر صکوک کی جانب موڑ دیا۔ بہر حال، مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی میں ایک سالہ صکوک متعارف کرائے جانے اور تین سالہ اجارہ صکوک دوبارہ جاری کیے جانے پر مارکیٹ نے شریعت سے ہم آہنگ تمسکات میں پیشکشیں شروع کر دیں۔ ان قلیل مدتی صکوک کے اجرا کے بعد مارکیٹ نے 5 سالہ ایف آر آر میں سرمایہ نہیں لگایا۔ یہی معاملہ وی آر آر اجارہ صکوک کا تھا، ماسوائے مئی اور جون 2023ء کے مہینوں کے۔ لہٰذا صکوک کی نیلامی سے مجموعی طور پر آفر کی جانے والی رقم ہدف سے کم رہی۔[18] کم تعداد میں اجارہ صکوک کے اجرا کی دیگر وجوہات بولی کی بلند شرحیں اور طویل عرصیت تھیں لہٰذا یہ حکومت کے پاس موجود دیگر آپشنز کے مقابلے میں زیادہ پرکشش نہیں تھے (تفصیلات کے لیے **باب 3 کا جدول 3.3** دیکھیے)۔

اگرچہ رواں شرح تمسکات نے حکومت کی مالی ضروریات پوری کرنے میں معاونت کی لیکن طویل مدتی تمسکات کی نسبت قلیل مدتی تمسکات پر معکوس خط یافت اور بلند شرح منافع کے باعث حکومت کے قرضوں کی لاگت میں اضافہ ہو گیا، اس دوران قلیل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاروں کی دلچسپی بڑھی۔

مالی سال 19ء کے بعد 2023ء میں پہلی بار پرائز بانڈز میں خالص آمدِ رقوم ریکارڈ کی گئی (**جدول 5.2**)۔ رقوم کی آمد کا ارتکاز 1500 اور 750 روپے مالیت والے بانڈز میں رہا جبکہ دیگر تمام مالیت کے پرائز بانڈز سے خالص رقم کا انخلا ہوا (**شکل 5.9**)۔ ایسا معیشت کی دستاویزیت میں بہتری اور انسداد منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی معاونت سے نمٹنے (اے ایم ایل / سی ایف ٹی) سے متعلق خطرات کو کم کرنے کی غرض سے حکومت کے زائد مالیت کے بانڈز کو بند کرنے کے فیصلے کی وجہ سے ہوا۔[19] لہٰذا سرمایہ کاروں نے 1500 اور 750 روپے والے بانڈز میں سرمایہ کاری کی۔

خام آمدنی میں اضافے کے باوجود 100 روپے، 200 روپے اور پریمیم بانڈز (25 ہزار روپے اور 40 ہزار روپے) میں خالص انخلا ہوا۔ بانڈز بھنانے کے

شکل 5.7 الف: پی ایف ایلز کی نیلامی کا خلاصہ



T: Target O: Offered A: Accepted

Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.7 ب: معین پی آئی بیز کی نیلامی کا خلاصہ

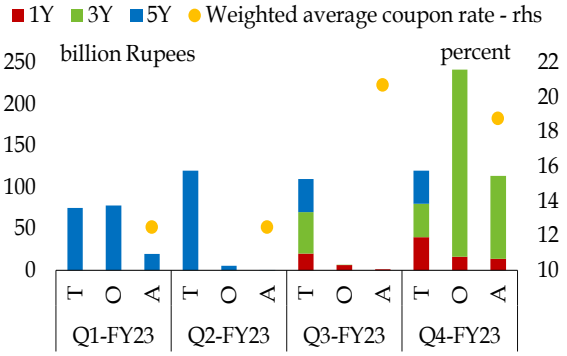
T: Target O: Offered A: Accepted

Source: State Bank of Pakistan

[18] صکوک میں مجموعی طور پر ہونے والی پیشکشیں ہدف کے قریب تھیں۔

[19] حکومت نے مالی سال 2021ء میں 7,500، 15,000، 25,000 اور 40,000 روپے مالیت والے پرائز بانڈز کو بند کیا۔ اس کے بعد 25 ہزار اور 40 ہزار روپے والے بانڈز کو بالترتیب 25 ہزار اور 40 ہزار روپے کے پریمیم بانڈز سے تبدیل کیا گیا۔

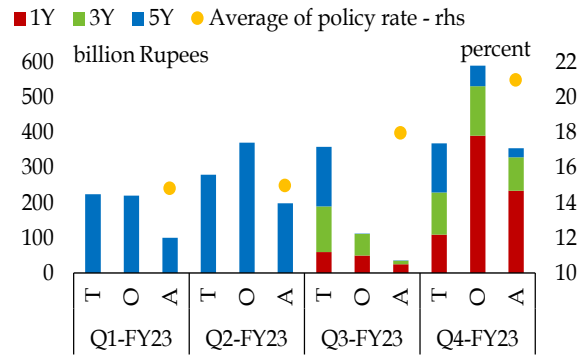
شکل 5.8 الف: حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی کا خلاصہ - معین



T: Target O: Offered A:Accepted

Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.8 ب: حکومت پاکستان کے اجارہ صکوک کی نیلامی کا خلاصہ - متغیر (وی آر آر)



T: Target O: Offered A: Accepted

Source: State Bank of Pakistan

اس عمل کے پیچھے یہ عوامل کار فرما تھے: (i) سرمایہ کاروں کا عدم اعتماد اور حکومتی پالیسیوں سے متعلق غیر یقینی، کیوں کہ سرمایہ کار وں کو ڈر تھا کہ حکومت ان بانڈز کو کسی بھی وقت بند کر سکتی ہے؛ اور (ii) زائد منافع کی وجہ سے سرمایہ کاروں کی دلچسپی حکومتی تمسکات کی جانب ہو جانا۔

رواں قرضے میں نمایاں اضافہ

رواں قرضے (ایک سال کے اندر میعاد پوری کرنے والے تمسکات) میں مالی سال 23ء میں 2.5 ٹریلین روپے کا نمایاں اضافہ دیکھا گیا جبکہ گذشتہ سال صرف 123.6 ارب روپے (منہا عرصیت) کا اضافہ ہوا تھا۔ موجودہ معاشی غیر یقینی صورتِ حال اور بڑھتی ہوئی شرح سود کے پیش نظر مارکیٹ کا جھکاؤ تقریباً پورے مالی سال 23ء کے دوران 3 ماہی ٹی بلز میں سرمایہ کاری کی جانب رہا۔ نتیجتاً، ان بانڈز پر خالص بنیادوں پر رقوم کی واپسی کے اپنے ہدف کے باوجود حکومت پاکستان نے ان ٹی بلز کے ذریعے زیادہ تر رقم جمع کی۔

مجموعی طور پر حکومت نے مالی سال 23ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران مارکیٹ کی جانب سے طلب کردہ زائد بولی کی شرح کے سبب کلی بنیادوں پر 521.8 ارب روپے مالیت کے ٹی بلز کی خالص واپسی کی۔ تاہم مالی سال 2023ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران ناکافی بیرونی مالکاری کے ساتھ بڑھتی ہوئی مالیاتی ضروریات کے پیش نظر حکومت نے 3 ماہی ٹی بلز کے ذریعے نمایاں طور پر زیادہ رقم حاصل کی (**شکل 5.10**)۔ نتیجتاً، مالی سال 2023ء کی چوتھی سہ ماہی میں ٹی بلز کے اسٹاک میں (خالص بنیادوں پر) تقریباً 3.0 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا۔ خاص طور پر ٹی بل اسٹاک میں سہ ماہی وثیقوں کا حصہ مالی سال 22ء کے 55 فیصد کے مقابلے میں بڑھ کر مالی سال 23ء کے اختتام تک 83 فیصد ہو گیا۔

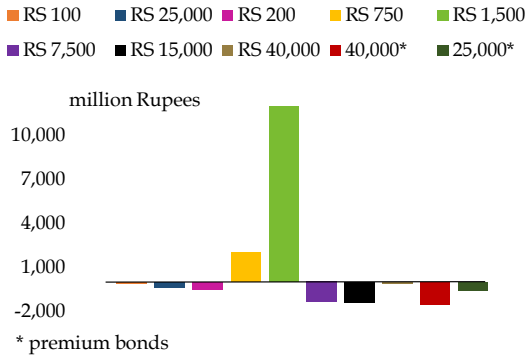
غیر فنڈ قرضوں سے خالص اخراج

مسلسل تیسرے سال غیر فنڈ قرضوں سے خالص اخراج ریکارڈ کیا گیا (**شکل 5.2**)۔[20] زیادہ تر رقوم کا اخراج اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس (ایس ایس اے) سے اور اس کے بعد ریگولر انکم سرٹیفکیٹس (آر آئی سی)، اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹس (ایس ایس سی) اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (ڈی ایس ایس) سے ہوا (**شکل 5.11 الف**)۔ مذکورہ تمسکات سے رقم کے انخلا نے قلیل مدتی سیونگ سرٹیفکیٹس (ایس ٹی ایس سی)، سیونگ اکاؤنٹس اور پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ (پی بی اے) میں رقوم کی خالص آمد کے اثر کو زائل کر دیا۔ مجموعی سرمایہ کاری میں اضافے کے باوجود انخلا کی بنیادی وجوہات یہ ہیں (**شکل 5.11 ب**): (i) ڈی ایس سی سے ادارہ جاتی انخلا؛ (ii) حکومتی تمسکات کے مقابلے میں غیر مسابقتی شرح منافع؛ اور (iii) نکالی گئی رقوم کی زائد شرحوں پر دوبارہ سرمایہ کاری۔[21] اس کے نتیجے میں مجموعی وصولیوں میں اضافہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اخراج بھی ظاہر ہوا۔

[20] غیر فنڈڈ قرضے بنیادی طور پر قومی بچت اسکیموں (این ایس ایس) - پرائز بانڈز کا خالص پر مشتمل ہیں۔

[21] تقریباً تمام این ایس ایس تمسکات کو کسی بھی وقت نقد میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، ان پر منافع کی ادائیگی کی مدت بچت اسکیم پر منحصر ہو سکتی ہے۔ منافع کی شرح میں اضافے کے ماحول میں سرمایہ کار پچھلی اسکیم سے اپنا پیسہ نکال سکتے ہیں اور اسے زیادہ منافع بخش اسکیموں میں لگا سکتے ہیں۔

شکل 5.9 : مالی سال 23ء کے دوران انعامی بانڈز کا خالص بہاؤ



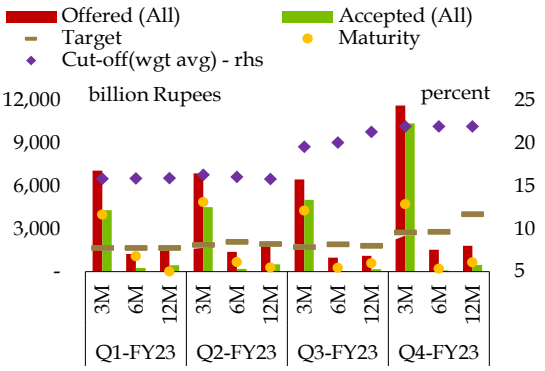
Source: Central Directorate of National Savings and State Bank of Pakistan

مالی سال 2023ء کی ایک اہم خصوصیت چوتھی سہ ماہی میں ثروہ اسلامک سیونگ اکاؤنٹ اور ثروہ اسلامک ٹرم اکاؤنٹ (ایس آئی ٹی اے) کو متعارف کرایا جانا ہے۔ شرعی اصولوں سے ہم آہنگ ان تمسکات کے ذریعے حکومت تقریباً 5 ارب روپے جمع کرنے میں کامیاب ہوئی۔ ڈیٹا کے مطابق زیادہ تر خالص آمد ثروہ اسلامک سیونگ اکاؤنٹ کے ذریعے ہوئی۔

نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (مقیم پاکستانیوں کی زیرِ تحویل) میں سرمایہ کاریوں میں کمی

مالی سال 23ء میں روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے کے باوجود پاکستان میں مقیم شہریوں کی نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سیز) میں سرمایہ کاری گھٹ کر 49.9 ارب روپے (خالص بنیادوں پر) ہوگئی جو گذشتہ برس 64.7 ارب روپے تھی (**جدول 5.2**)۔ یہ کمی دنیا بھر میں زری سختی اور ملک میں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے ہوئی۔ دیگر تمسکات میں زائد شرح منافع کی وجہ سے این پی سیز سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش نہیں رہے۔ مثال کے طور پر، 3 ماہی این پی سیز (ڈالر) اور 3 ماہی لائبور (ڈالر) کے درمیان اوسط تفاوت جون 2022ء کے 349.5 بیسس پوائنٹس کے مقابلے میں جنوری 2023ء میں کم ہو کر 69.3 بیسس پوائنٹس ہوگیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے بڑھتے ہوئے خطرے (risk) نے این پی سیز کو سرمایہ کاروں کے لیے کم منافع بخش بنادیا[22]۔ مزید برآں، غیر رسمی منڈی کے زیادہ پریمیم نے سرمایہ کاروں کو دیگر راہیں اختیار کرنے پر راغب کیا۔ نتیجتاً، سرمایہ کاروں نے این پی سیز سے رقوم نکال لیں۔

شکل 5.10 : ٹی بلز کی نیلامی کا خلاصہ – بلحاظ تمسکات

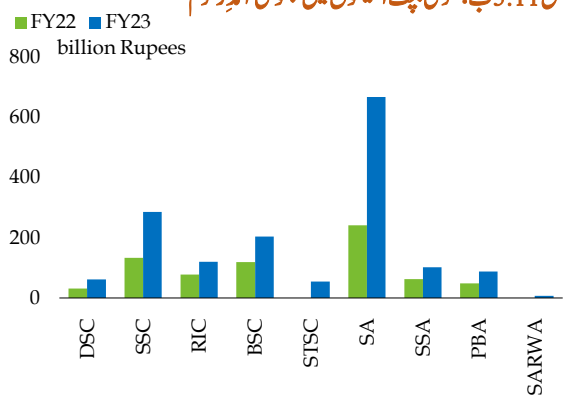


Source: State Bank of Pakistan

ملکی قرضے پر سود کی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ

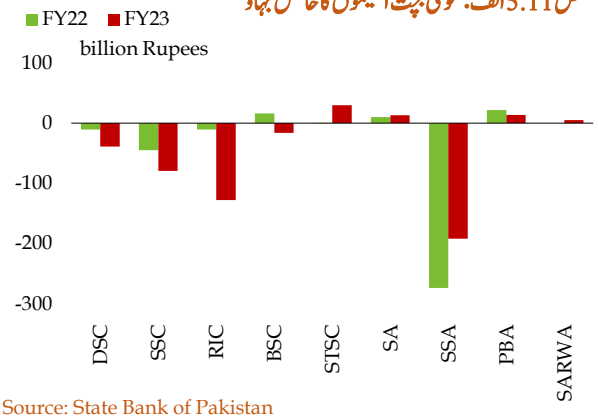
مالی سال 23ء کے دوران ملکی قرضے پر سود کی ادائیگیوں میں گذشتہ برس کے 13.5 فیصد کی نسبت 71.2 فیصد کا اضافہ ہوا اور قرضوں پر سود کی مد میں ہونے والی ادائیگیوں کا حجم مالی سال 23ء میں 4.9 ٹریلین تک جا پہنچا جو مالی سال 22ء میں 2.8 ٹریلین روپے تھا۔ یہ اضافہ بڑی حد تک بلند قرض گیری

شکل 5.11ب: قومی بچت اسکیموں میں مجموعی آمدِ رقوم



Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.11الف: قومی بچت اسکیموں کا خالص بہاؤ



Source: State Bank of Pakistan

[22] برطانوی پاؤنڈ، امریکی ڈالر اور یورو میں این پی سیز کی شرح سود پر 22 جنوری 2023ء تک نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔

ضروریات اور بڑھتی ہوئی شرح سود کے تناظر میں رواں شرح تمسکات کے بڑھتے ہوئے حصے کی وجہ سے ہوا (**شکل 5.12الف**)۔

واجب الادا قرضوں کے اسٹاک میں رواں شرح پی آئی بیز اور اجارہ صکوک کے بڑھتے ہوئے حصے اور بڑھتی ہوئی شرح سود / منافع کے نتیجے میں ان پر ہونے والی سود کی ادائیگیوں میں خاص طور پر اضافہ ہوا۔[23] مزید برآں، ٹی بلز پر سود کی ادائیگی، خاص طور پر سہ ماہی پیپر نے بھی اس اضافے میں حصہ ڈالا۔ مثال کے طور پر 3 ماہی ٹی بلز پر سود کی ادائیگی مالی سال 23ء کے دوران بڑھ کر 756.4 ارب روپے ہوگئی جو مالی سال 22 ء میں 179.3 ارب روپے تھی (**شکل 5.12ب**)۔[24]

بڑھتی شرح منافع کی وجہ سے نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹس (این ایس ایس) میں سود کی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا، خاص طور پر ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (ڈی ایس سی)، اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹس (ایس ایس سی) اور بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس (بی ایس سی) پر (**شکل 5.12ج**)۔ تاہم مالی سال 23ء میں اسٹاک میں کمی کی وجہ سے ریگولر انکم سرٹیفکیٹس (آر آئی سیز) کے منافع کی ادائیگیوں میں معمولی کمی آئی جس نے شرح منافع میں معمولی اضافے کا اثر زائل کر دیا۔[25]

5.3 بیرونی قرضے اور واجبات

مالی سال 23ء کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں (پی ای ڈی) کے اسٹاک میں 4.8 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 22ء میں 2.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 5.3**)۔[26] یہ کمی اس وجہ سے تھی: (i) اصل رقم کی زیادہ ادائیگیاں؛ (ii) بڑھتی ہوئی عالمی شرح سود اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی تکمیل کے بارے میں غیر یقینی صورتِ حال کے تناظر میں محدود بیرونی مالکاری؛ اور (iii) دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے سے حاصل ہونے والے فوائد۔ مالی سال 23ء میں پاکستان نے خالص ادائیگیاں کمرشل بینکوں، پیرس کلب، کثیر فریقی اداروں (قلیل مدتی قرضے) اور یورو / صکوک بانڈز کو کیں۔ زرِ مبادلہ کے خالص واجبات خاص طور پر تبدّل (سواپ) میں بھی مالی سال 23ء کے دوران 303 ملین ڈالر کی کمی واقع ہوئی جبکہ پچھلے سال 2.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 5.3**)۔

نتیجتاً، قلیل مدتی قرضوں کی خالص واپسی کے بعد مجموعی بیرونی قرضوں کے ذخیرے میں طویل مدتی قرضوں کا زیادہ حصہ ہونے کی وجہ سے خاکہ عرصیت میں تھوڑی بہتری آئی۔ اس کے نتیجے میں قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضوں (ایس ٹی پی ای ڈی) تا بیرونی قرضہ اور ذخائر کے تناسب میں بہتری آئی۔ دریں اثنا، ادائیگی قرض کی صلاحیت کے مماثل کمزور ہوگئے۔

این پی سیز (غیر مقیم افراد کی تحویل میں) سے رقوم کا خالص انخلا

نومبر 2022ء اور جنوری 2023ء کے آخر میں منافع کی شرح میں اضافے کے باوجود این پی سیز (غیر مقیم افراد کی تحویل میں) نے مالی سال 23ء میں 419 ملین ڈالر کا خالص اخراج ریکارڈ کیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اس کی وجہ بیرونی ممالک میں بڑھتی ہوئی شرح سود اور مہنگائی میں اضافہ (یعنی کم بچت)، ملک میں سیاسی اور معاشی عدم استحکام اور کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے سیالیت کے خدشات کی وجہ سے پاکستان کی درجہ بندی میں کمی ہے۔

مجموعی بیرونی رقوم (جی ای ڈی) بجٹ کے تخمینے سے خاصی کم رہی

پاکستان نے مالی سال 23ء کے دوران بہت کم مجموعی بیرونی رقوم (تقریباً 10.8 ارب ڈالر) وصول کیں، جو سال کے بجٹ تخمینے (22.8 ارب ڈالر) اور مالی سال 22ء میں حقیقی ادائیگی (15.4 ارب ڈالر) دونوں کے مقابلے میں کم تھی۔[27] بیرونی مالکاری میں کمی کی بنیادی وجہ، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، آئی ایم ایف پروگرام کی تکمیل کے بارے میں غیر یقینی صورتِ حال تھی جس نے دیگر دوطرفہ اور کثیر فریقی ذرائع سے بھی آمد رقوم کو متاثر کیا۔

[23] رواں شرح تمسکات کی کوپن ادائیگی سہ ماہی اور ششماہی ٹی بلز کی قطع شرحوں سے منسلک ہے۔

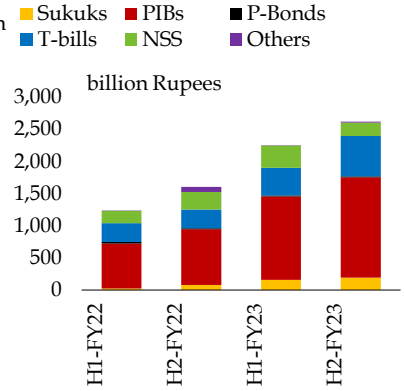
[24] سود کی ادائیگیوں میں سہ ماہی ٹی بلز کا حصہ مالی سال 22ء کے دوران 6.3 فیصد سے بڑھ کر 15.5 فیصد ہو گیا۔

[25] بی ایس سی اور پی بی اے کے معاملے میں منافع کی شرح میں تقریباً 247 بی پی ایس اور 240 بی پی ایس کا اضافہ ہوا جبکہ آر آئی سی کی شرح سود میں صرف 48 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔

[26] سرکاری بیرونی قرضے میں بیرونی واجبات شامل نہیں ہیں۔

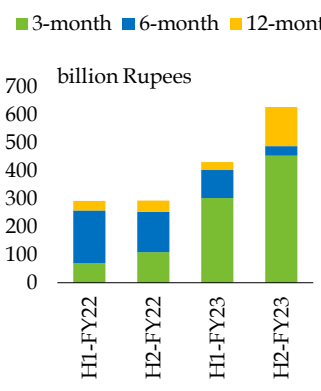
[27] مالی سال 23ء کے دوران مجموعی بیرونی ادائیگیوں میں قرضے اور گرانٹس شامل ہیں، جبکہ ان میں مالی سال 22ء میں ضمانت شدہ قرضوں کو چھوڑ کر 3 ارب ڈالر کے ڈپازٹس بھی شامل ہیں۔

شکل 5.12الف: ملکی قرض پر سود کی ادائیگیاں



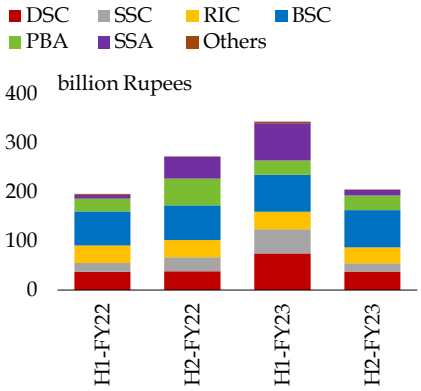
Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.12ب: سود کی ادائیگی-ٹی بلز



Source: State Bank of Pakistan

شکل 5.12ج: سود کی ادائیگی-این ایس ایس



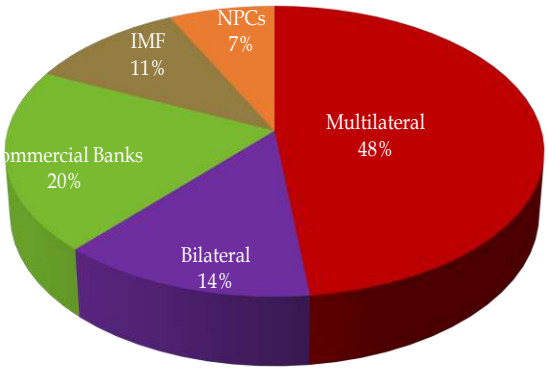
Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 23ء میں جی ای ڈی کے جُزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً نصف غیر ملکی مالکاری کثیر فریقی ذرائع سے اور اس بعد کمرشل بینکوں اور دوست ممالک سے آئی (**شکل 5.13**)۔[28] پہلی تین سہ ماہیوں میں کثیر فریقی ادارے، آئی ایم ایف اور دوطرفہ معاہدے جی ای ڈی کے اہم ذرائع رہے۔ تاہم مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی میں غیر ملکی کمرشل بینکوں کی جانب سے ادائیگیوں کی وجہ سے ان بینکوں کا حصہ 11.6 فیصد سے بڑھ کر 20.3 فیصد ہو گیا۔ اگرچہ اس سے زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کو روکنے میں مدد ملی لیکن اس کے نتیجے میں شرح سود میں اضافہ اور بیرونی قرضوں کے اجرائے ثانی کا خطرہ بھی بڑھ گیا۔

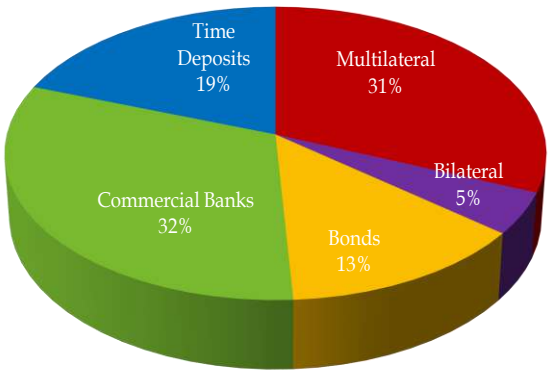
مالی سال 22ء کے دوران لگ بھگ 62.7 فیصد بیرونی رقوم غیر ملکی کمرشل بینکوں اور کثیر فریقی اداروں کی جانب سے وصول کی گئیں، اس کے بعد مرکزی بینک ڈپازٹس اور یورو بانڈز میں آئیں۔ تاہم مالی سال 23ء میں بڑھتے ہوئے ملکی خطرے (کنٹری رسک) کی وجہ سے (بجٹ تخمینہ 2.0 ارب ڈالر ہونے کے باوجود) یورو بانڈز کے ذریعے کوئی رقم جمع نہیں کی جا سکی۔

کثیر فریقی زمرے میں، مالی سال 22ء کی طرح مالی سال 23ء میں بھی کثیر فریقی اداروں سے حاصل ہونے والی مالکاری کا 80 فیصد سے زائد حصہ ایشیائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی) اور عالمی بینک کا رہا (**شکل 5.14**)۔ دریں اثناء دوطرفہ زمرے میں، مالی سال 23ء میں بیرونی رقوم کا بڑا حصہ سعودی عرب اور چین سے آیا (**شکل 5.15**)۔

شکل 5.13: بیرونی قرضے کی مجموعی تقسیم-م س23ء



بیرونی قرضے کی مجموعی تقسیم-م س22ء



Source: Economic Affairs Division

[28] ابتدائی تین سہ ماہیوں میں کثیر فریقی ادارے، آئی ایم ایف اور دوطرفہ ذرائع اہم بیرونی مالیاتی ادارے رہے۔

جدول 5.3: سرکاری بیرونی قرض کا خلاصہ

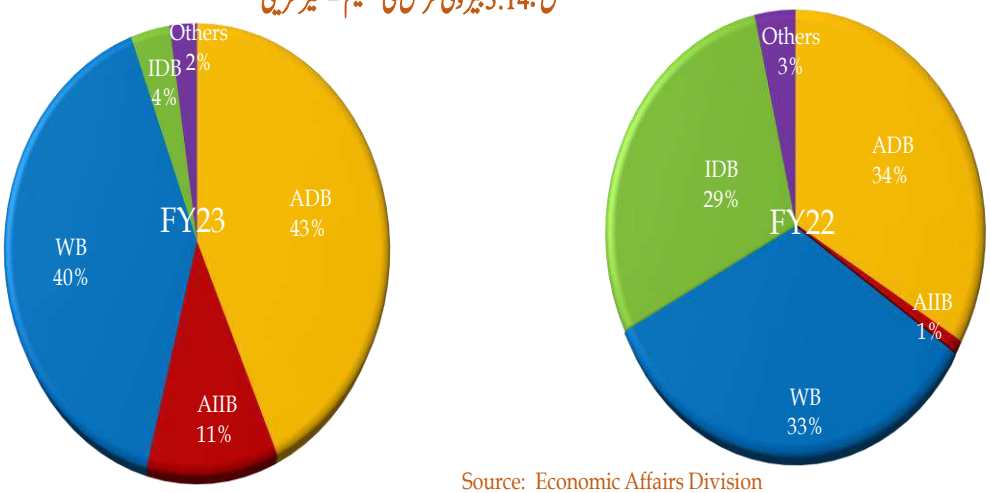
ملین امریکی ڈالر

	اسٹاک		سرکاری بیرونی قرضے میں حصہ (فیصد)		اسٹاک میں تبدیلی دورانِ مدت		نمو (فیصد)	
	جون 2022ء	جون 2023ء	جون 2022ء	جون 2023ء	م س 22ء	م س 23ء	م س 22ء	م س 23ء
سرکاری بیرونی قرضہ (2+1)	88,838	84,050	-	-	2,381	-4,788	2.8	-5.4
1۔ حکومتی بیرونی قرضہ، جس میں:	81,941	76,926	91.5	92.2	2,868	-5,015	3.6	-6.1
(i) طویل مدتی (ایک سال سے زائد)، جس میں:	80,592	76,766	91.3	90.7	2,377	-3,826	3.0	-4.7
پیرس کلب	9,232	7,901	9.4	10.4	-1,494	-1,331	-13.9	-14.4
کثیر فریقی	34,023	37,363	44.5	38.3	187	3,340	0.6	9.8
دیگر دوطرفہ	18,053	17,572	20.9	20.3	3,232	-481	21.8	-2.7
یوروصکوک عالمی بانڈز	8,800	7,800	9.3	9.9	1,000	-1,000	12.8	-11.4
تجارتی قرضے	9,481	5,564	6.6	10.7	-214	-3,917	-2.2	-41.3
نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	953	534	0.6	1.1	144	-419	17.8	-43.9
(ii) قلیل مدتی (ایک سال سے کم)؛	1,349	160	0.2	1.5	491	-1,189	57.2	-88.1
جس میں، کثیر فریقی	1,327	160	0.2	1.5	821	-1,167	162.4	-87.9
2۔ آئی ایم ایف کی طرف سے	6,897	7,124	8.5	7.8	-487	227	-6.6	3.3
زرمبادلہ واجبات، جس میں	11,134	10,831	-	-	2,372	-303	27.1	-2.7
مرکزی بینک ڈپازٹس	2,700	2,700	-	-	-	-	-	-
دیگر واجبات (ایس ڈبلیو اے پی)	4,535	4,225	-	-	-114	-310	-2.5	-6.8
ایس ڈی آر کا انتخصاص	3,897	3,904	-	-	2,487	7	176.4	0.2

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مطلق لحاظ سے، بیرونی رقوم میں بڑی کمی اسلامی ترقیاتی بینک (آئی ڈی بی)، بین الاقوامی بانڈز، کمرشل بینکوں اور ڈپازٹس کی جانب سے آئی، جس سے آئی ایم ایف، سعودی عرب، این پی سیز، اے ڈی بی، ڈبلیو بی اور ایشین انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک (اے آئی آئی بی) کی جانب سے رقوم کی آمد میں اضافے کا اثر زائل ہو گیا (**جدول 5.4**)۔

شکل 5.14: بیرونی قرض کی تقسیم - کثیر فریقی



Source: Economic Affairs Division

جدول 5.4: بیرونی قرضوں کی مجموعی تقسیم اور ان کا استعمال-بڑے شراکت دار

ملین امریکی ڈالر

قرض دہندگان	منصوبہ		پروگرام/اعانت میزانیہ		دیگر		مجموعہ		تبدیلی
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	
اے ڈی بی	905.6	464.3	720.3	1,801.7	–	–	1,625.9	2,266.1	640.2
اے آئی آئی بی	41.6	59.0	–	500.0	–	–	41.6	558.9	517.3
آئی ڈی بی	79.0	16.8	–	–	1327.8 *	161.0*	1,406.8	177.8	-1,229.0
آئی ایم ایف	–	–	–	1,166.2	–	–	–	1,166.2	1,166.2
عالمی بینک	825.8	1,140.8	721.9	940.8	31.33 **	16.4 **	1,579.0	2,099.5	519.0
چین	162.6	128.0	–	–	–	–	162.6	128.0	-34.6
سعودی عرب	1.1	–	–	–	1182.3*	1182.3*	1.1	1,182.3	1,181.2
امریکا	69.8	31.1	–	–	–	–	69.8	31.1	-38.7
جاپان	20.6	35.2	–	–	–	–	20.6	35.2	14.7
فرانس	15.5	33.8	–	–	–	–	15.5	33.8	18.3
این پی سیز^	–	–	–	789.0	–	–	–	789.0	789.0
بانڈز	–	–	2,041.7	–	–	–	2,041.7	–	-2,041.7
کمرشل بینک	–	–	4,863.3	2,206.0	–	–	4,863.3	2,206.0	-2,657.3
میعادی امانتیں***	–	–	3,000.0	–	–	–	3,000.0	–	-3,000.0
دیگر	99.6	85.8	514.3	86.1	0.1	-0.0	614.0	170.4	-442.1
قرضوں کی تقسیم کا مجموعہ	2,221.1	1,994.8	11,861.6	7,489.7	1,359.2	1,359.7	15,441.9	10,844.3	-4,597.6

* قلیل مدتی قرضہ ** ٹی ڈی پیز *** انہیں سرکاری بیرونی قرضے میں شامل نہیں کیا گیا کیوں کہ یہ بیرونی واجبات کا حصہ ہیں۔

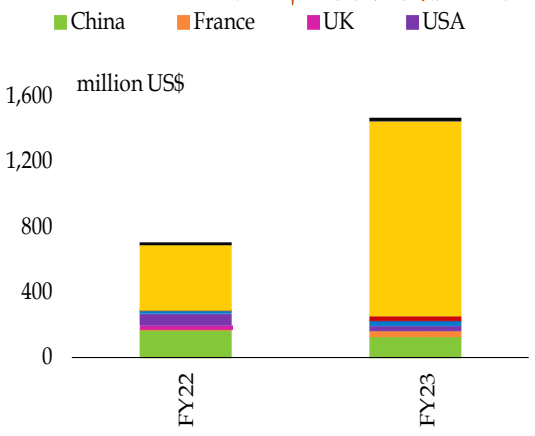
^ مالی سال 2023ء میں این پی سیز بیرونی قرضوں کی تقسیم کا پہلی بار حصہ بنے

راؤنڈ آف اثر کی وجہ سے مجموعے میں فرق ہو سکتا ہے

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

بڑے پیمانے پر بیرونی رقوم کی آمد کا مقصد اعانت میزانیہ تھا مصرف کے لحاظ سے، مالی سال 23ء کے دوران دو تہائی سے زیادہ (تقریباً 68.4 فیصد) غیر ملکی مالکاری اعانت میزانیہ کے لیے استعمال کی گئی، اس کے بعد منصوبہ جاتی مالکاری اور تیل اور ایل این جی کی درآمد کے لیے قلیل مدتی قرض کے طور پر استعمال ہوئی۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی عالمی بینک کی جانب سے زیادہ تر مالکاری اور دوست ممالک کی جانب سے دیے گئے قرضے منصوبوں کے لیے امداد پر مشتمل تھے۔ تاہم مالی سال 22ء کے برعکس اے ڈی بی اور اے آئی آئی بی کی جانب سے حاصل ہونے والی رقوم کا بڑا حصہ مالی سال 23ء کے دوران بجٹ آپریشنز کی مالکاری کے لیے استعمال کیا گیا۔ دریں اثنا، سعودی عرب اور اسلامی ترقیاتی بینک (آئی ڈی بی) کی طرف سے فراہم کردہ تمام قلیل مدتی قرضے تیل اور گیس کی درآمد کے لیے استعمال کیے گئے (**جدول 5.4**)۔

شکل 5.15: بیرونی قرض کی تقسیم-دوطرفہ



Source: Economic Affairs Division

مالی سال 23 ءمیں بیرونی قرضوں کی واپسی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی

حکومت نے مالی سال 23ء کے دوران 17.8 ارب ڈالر کی ادائیگی کی جبکہ پچھلے سال تقریباً 13.0 ارب ڈالر ادا کیے گئے تھے (**جدول 5.5**)۔[29] تاہم اسٹاک میں کمی کی وجہ سے مالی سال 23ء کے دوران غیر ملکی واجبات پر قرضوں کی ادائیگی کم ہو کر 224 ملین ڈالر رہ گئی جو مالی سال 22ء میں 330 ملین ڈالر تھی۔

قرضوں کی واپسی کے جُز وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران اصل رقم اور سود کی ادائیگیوں دونوں میں اضافے نے قرضوں کی واپسی میں اضافہ کیا۔ بہرحال، بڑا اضافہ اصل رقم کی طے شدہ ادائیگیوں کے نتیجے میں ہوا (**جدول 5.5**)۔

تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ قرضوں کی واپسی میں بڑا حصہ کمرشل بینکوں کو دیا گیا، اس کے بعد دوطرفہ اور پھر کثیر فریقی قرض دہندگان کو ادائیگی کی گئی۔ اس کے علاوہ قرضوں کی واپسی کا ایک بڑا حصہ بین الاقوامی بانڈز، کثیر فریقی قلیل مدتی قرضوں، آئی ایم ایف اور این پی سیز کے کھاتے میں گیا۔

مالی سال 23ء کے دوران قرضوں کی زیادہ واپسی کے پس پشت یہ عوامل ہیں: (i) پچھلے واجب الادا اسٹاک میں اضافہ؛ (ii) لائبور میں اضافے کے ساتھ عالمی زری سختی؛ اور (iii) قرض واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کا خاتمہ۔[30] چونکہ زیادہ تر بیرونی قرضوں کا معاہدہ رواں شرح پر کیا گیا تھا، لہٰذا لائبور / ایس او ایف آر میں اضافے کے نتیجے میں سود کی ادائیگی میں بھی اضافہ ہوا۔[31]

بیرونی قرضوں کی پائیداری کے اظہاریوں نے مخلوط تصویر پیش کی

قلیل مدتی قرضوں کے اظہاریوں میں بہتری آئی جبکہ مالی سال 23ء کے دوران ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریوں (solvency indicators) میں بگاڑ دیکھا گیا (**شکل 5.16 الف** اور **5.16 ب**)۔[32] ادائیگی قرض کی صلاحیت کے تمام اظہاریے کسی حد تک کمزور ہو گئے جس

جدول 5.5: سرکاری بیرونی قرضوں کی واپسی

ملین امریکی ڈالر

	مجموعہ		اصل رقم		سود	
	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء	م س22ء	م س23ء
1۔ سرکاری بیرونی قرضہ (الف + ب + ج)	12,990	17,820	11,002	14,732	1,988	3,088
الف۔ طویل مدتی حکومتی قرضہ، جس میں:	11,276	15,086	9,455	12,438	1,821	2,647
پیرس کلب	599	1,317	503	1,121	97	196
کثیر فریقی	2,101	2,470	1,654	1,702	447	768
دیگر دوطرفہ	763	2,143	502	1,568	261	576
یورو / صکوک عالمی بانڈز	1,587	1,611	1,000	1,000	587	611
تجارتی قرضے	5,508	6,380	5,152	5,942	357	438
این پی سیز	718	1,164	645	1,105	73	59
ب۔ آئی ایم ایف کو واپسی	1,154	1,362	1,014	966	140	396
ج۔ قلیل مدتی حکومتی قرضہ	560	1,372	533	1,328	28	44
2۔ زرمبادلہ کے واجبات	330	224	-	-	330	224

ماخذ: بینک دولت پاکستان

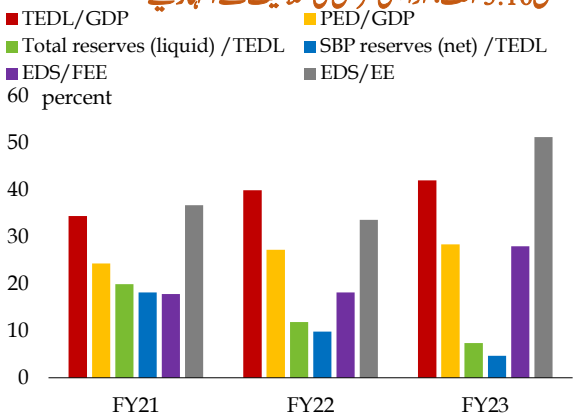
[29] اس میں سرکاری بیرونی قرضوں کی واپسی (اصل رقم اور سود کی ادائیگی) شامل ہے۔ اس میں غیر ملکی واجبات کی ادائیگی شامل نہیں ہے۔

[30] ڈی ایس ایس آئی نے مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی قرضوں کی واپسی کو کم کرنے میں مدد کی۔

[31] مالی سال 23ء کے دوران اوسط ایس او ایف آر میں 396 بی پی ایس کا اضافہ ہوا جبکہ 12 ماہ کے ڈالر کے لیے لائبور میں 247 بی پی ایس کا اضافہ ہوا۔

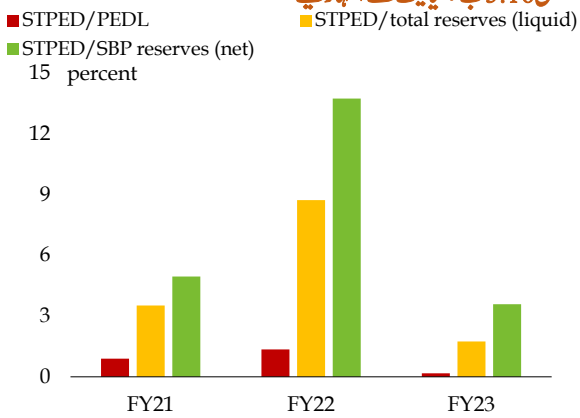
[32] بیرونی قرضوں کی پائیداری کی وضاحت کے لیے سالانہ رپورٹ 2021-2022ء (پاکستان کی معیشت کی صورتحال) ملاحظہ کیجیے۔

شکل 5.16 الف: ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے



Source: State Bank of Pakistan and Economic Affairs Division

شکل 5.16ب: سیالیت کے اظہاریے



Source: State Bank of Pakistan and Economic Affairs Division

کی وجوہات یہ ہیں: (i) قرضوں کی زیادہ واپسی؛ (ii) زرِ مبادلہ کی کم آمدنی جیسے برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر (مزید تفصیلات کے لیے **باب 6** ملاحظہ کیجیے)؛ اور (iii) بیرونی قرضوں کے مقابلے میں ڈالر کے لحاظ سے جی ڈی پی میں کمی۔

ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی کے نتیجے میں مجموعی ذخائر سے مجموعی بیرونی قرضہ جات تا واجبات (ٹی ای ڈی ایل) اور اسٹیٹ بینک کے ذخائر تا ٹی ای ڈی ایل کا تناسب کم ہوا۔ مزید برآں، برآمدی وصولیوں اور ترسیلاتِ زر میں کمی نے بیرونی قرضوں کی ادائیگی (ای ڈی ایس) تا برآمدی آمدنی (ای ای) اور ای ڈی ایس تا زرِ مبادلہ آمدنی (ایف ای ای) کے تناسب کو مزید ابتر کر دیا۔ برآمدات میں کمی پیداواری لاگت میں اضافے، درآمدی خام مال کی عدم دستیابی اور عالمی معاشی سست روی کے نتیجے میں ہوئی۔ دریں اثنا، عالمی سست معاشی سرگرمیوں نے روزگار کے مواقع کم کر دیے اور عالمی مہنگائی میں اضافے نے بیرون ملک پاکستانی کارکنوں کی بچت کو کم کر دیا جس کی وجہ سے کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں کمی واقع ہوئی (تفصیلات کے لیے **باب 6** ملاحظہ کیجیے)۔

واضح رہے کہ مالی سال 22ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی تا زرِ مبادلہ آمدنی اور بیرونی قرضوں کی واپسی تا برآمدی آمدنی میں جو بہتری آئی وہ قرضہ واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت قرضوں کی تنظیم نو کی وجہ سے بیرونی قرضوں کی واپسی میں کمی اور برآمدات و ترسیلاتِ زر دونوں میں اضافے کا نتیجہ تھی۔

بہرحال، مالی سال 23ء کے اختتام پر قلیل مدتی واجب الادا قرضوں میں کمی کی وجہ سے مالی سال 23ء میں قلیل مدتی سرکاری قرضوں (ایس پی ای ڈی) تا ذخائر اور بیرونی قرضوں کے تناسب میں بہتری آئی۔ قلیل مدتی قرضوں میں کمی بنیادی طور پر تقریباً 1.2 ارب ڈالر کے قلیل مدتی کثیر فریقی قرضوں کی واپسی کی وجہ سے تھی۔ اس نے کم زرِ مبادلہ کے ذخائر کا اثر زائل کر دیا۔ نتیجتاً، قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرض (ایس ٹی پی ای ڈی) تا سرکاری بیرونی قرض اور واجبات (پی ای ڈی ایل)؛ ایس ٹی پی ای ڈی تا مجموعی سیال ذخائر اور ایس ٹی پی ای ڈی تا ایس بی پی خالص ذخائر میں نمایاں بہتری دیکھی گئی (**شکل 5.16ب**)۔

بیرونی شعبہ



پاکستان کا بیرونی شعبہ پورے مالی سال 23ء کے دوران بنیادی طور پر ملکی غیر یقینی کیفیت، آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر، اور ناسازگار عالمی صورتِ حال کے سبب دباؤ میں رہا۔ مالی کھاتے سے رقوم کا خالص اخراج ہوا جس کی بڑی وجہ بیرونی رقوم کی ناکافی آمد کے بیچ قرضوں کو مقررہ وقت پر واپس کرنا تھا ۔ مالی رقوم کی کم آمد نے کرنٹ اکاؤنٹ کی رقم میں آنے والی معقول بہتری کو ماند کر دیا ۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں بہتری کا بڑا سبب درآمدات کو محدود کرنے کی پالیسی تھی۔ اس پالیسی پر عمل درآمد کے اثر سے برآمدات اور ترسیلاتِ زر میں ہونے والی کمی کا بخوبی ازالہ ہوگیا۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر مالی سال 23ء میں 5.3 ارب ڈالر کم ہوگئے، اور شرحِ مبادلہ دباؤ میں رہی جس میں دورانِ سال 28.5 فیصد کی نمایاں تخفیف ہوئی۔

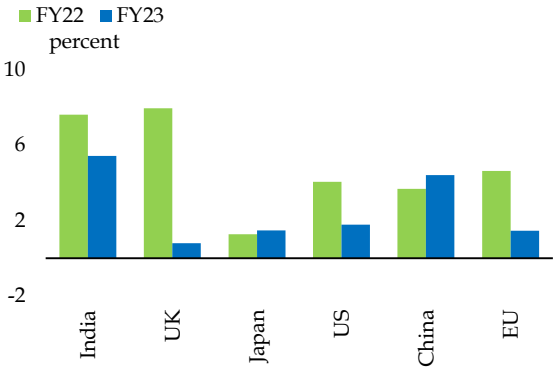
6

6 بیرونی شعبہ

6.1 عالمی اقتصادی جائزہ

مالی سال 23ء کے دوران عالمی اقتصادی سرگرمیاں سست ہو گئیں جس کی بنیادی وجہ جغرافیائی معاشی مسائل اور مرکزی بینکوں کی جانب سے مہنگائی کی توقعات کو قابو میں لانے اور مہنگائی کو کم کرنے کے لیے پالیسی کو بیک وقت سخت کرنا ہے (**شکل 6.1**)۔ مالی سال 23ء کے دوران عالمی مہنگائی کئی عشروں کی بلند ترین سطح پر جا پہنچی جس کو اجناس کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے مہمیز ملتی رہی جبکہ اس اضافے کا سبب پہلے کی رُکی ہوئی (pent-up) طلب اور سپلائی چین میں پڑنے والا خلل تھا جسے ابتدا میں روس یوکرین جنگ، اور بعد میں لیبر مارکیٹوں کی سخت صورتِ حال نے مزید بگاڑا۔

شکل 6.1: اہم ملکوں میں جی ڈی پی کی حقیقی نمو*



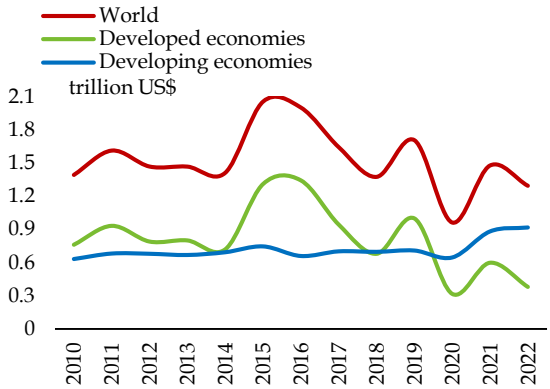
*average of four quarters

Sources: Bloomberg, OECD and PBS

زری پالیسی میں جارحانہ سختی آئی جس کے ساتھ ساتھ بالخصوص امریکہ چین تجارتی کشیدگی کے تسلسل اور روس یوکرین تنازع کے سبب پیش رفت منفی رہی جس نے عالمی اقتصادی سرگرمیوں کو سست کر دیا۔ مالی سال 23ء کے دوران بڑی معیشتوں (مثلاً یورپی یونین، برطانیہ، امریکہ اور بھارت) کی نمو میں نمایاں سست روی آئی۔ عالمی سپلائی چین چونکہ نہایت مربوط ہے اس لیے بڑے ترقی یافتہ ملکوں اور ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں سست نمو کا براہِ راست اثر ان کے تجارتی شریک ملکوں، اور اس کے نتیجے میں عالمی تجارت پر پڑا۔ نیز، بڑھتی ہوئی تجارتی رکاوٹوں اور امریکی ڈالر کی قدر میں اضافے سے قابلِ تجارت اشیا کی لاگت کئی ملکوں کے لیے بڑھ گئی جس سے عالمی تجارت مالی سال 23ء کے دوران مزید سست پڑ گئی۔

اسی طرح عالمی سطح پر بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری 2022ء میں 12.4 فیصد کمی کے بعد 1.3 ٹریلین ڈالر رہ گئی، جس میں بڑا حصہ ترقی یافتہ ملکوں میں ہونے والی سرمایہ کاری میں کمی کا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی منصوبہ جاتی مالکاری، اور عالمی سطح پر انضمام اور تحویل کے سودوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے (**شکل 6.2**)۔ عالمی سطح پر ناسازگار معاشی صورتِ حال بشمول کمزور مالیاتی پوزیشن، قرضوں کی بڑھتی ہوئی سطح اور کساد بازاری کے خوف کی وجہ سے سرمایہ کاری کو فی الحال بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ نیز، جغرافیائی و معاشی تقسیم کے تناظر میں عالمی سپلائی چینز کی از سرِ نو ترتیب (reconfiguration) بھی تشویش کا ایک سبب بنی رہی جو عالمی سطح پر بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے بہاؤ کو بری طرح متاثر کر رہی ہے (**باکس 6.1**)۔

شکل 6.2: بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی عالمی صورتِ حال



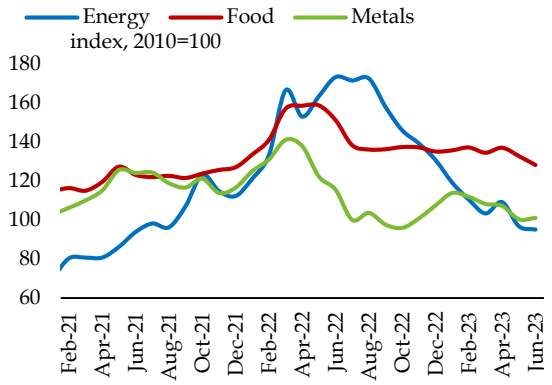
Source: United Nations Conference on Trade and Development

کووڈ کے بعد کے عرصے میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں نمایاں اضافہ کئی عوامل بشمول طلب کی مستحکم بحالی، اور رسد میں وبا سے متعلقہ کئی رکاوٹوں کے مجموعی اثر، کی بنا پر ہوا۔ ان عوامل کو روس یوکرین تنازع نے مزید بڑھا دیا۔ اجناس کی قیمتیں اگرچہ 2022ء کے وسط، جب وہ بلند ترین سطح پر تھیں، کے مقابلے میں خاصی گر چکی ہیں تاہم وہ اب بھی کووڈ وبا سے قبل کی سطح سے اوپر ہیں (**شکل 6.3**)۔ مزید برآں، باربرداری اور نقل و حمل کے کرائے کچھ کم ہونے کے باوجود کووڈ وبا سے قبل کی اوسط سے اب بھی زیادہ ہیں (**شکل 6.4**)۔

ریکارڈ بلند مہنگائی نے دنیا بھر کو بیک وقت پالیسی اقدام کرنے پر مجبور کیا۔ تقریباً 95 فیصد مرکزی بینکوں نے اوائل 2021ء تا وسط 2023ء کے دوران اپنے پالیسی ریٹ بڑھائے۔ کی گئی زری سختی اگرچہ ماضی کے مقابلے میں بہت

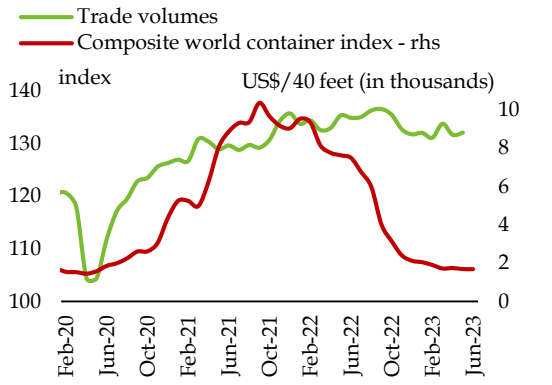
تیز رفتار تھی (**شکل 6.5**)، تاہم پالیسی شرحیں اب بھی مہنگائی سے کم تھیں اور، بعض ترقی یافتہ ملکوں کے معاملے میں، یہ متوقع مہنگائی سے بھی کم تھیں جس کا مطلب منفی حقیقی شرحیں تھا۔[1] تاہم ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر ملکوں پر اس کے اثرات پڑے۔ اولاً، اس کے نتیجے میں ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر ملکوں سے سرمائے کا انخلا (capital flight) ہوا (**شکل 6.6**)۔ ثانیاً، سرمائے کی بین الاقوامی مارکیٹوں سے رقوم اکٹھا کرنے کی لاگت بڑھ گئی۔ ثالثاً، ترقی یافتہ ملکوں میں سست رفتار نمو کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں برآمدات کی طلب بھی پست ہوگی۔

شکل 6.3: اجناس کی بین الاقوامی قیمتیں



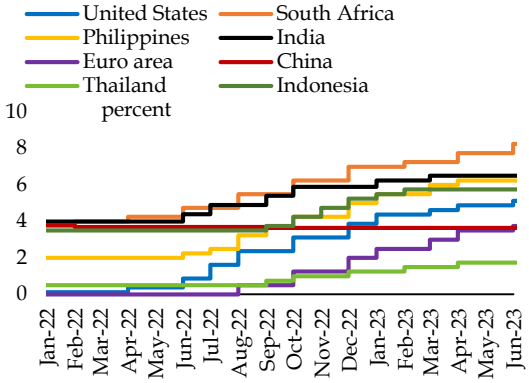
Source: World Bank

شکل 6.4: تجارت کا عالمی حجم اور باربرداری کے نرخ



Source: CPB World Trade Monitor

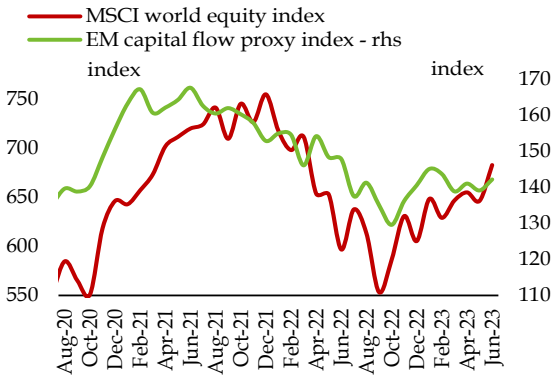
شکل 6.5: عالمی سطح پر پالیسی ریٹ



Source: Bank for International Settlements

عالمی سطح پر غیر یقینی اقتصادی ماحول کے ساتھ ساتھ زری سختی، بالخصوص امریکہ میں، اور امریکی ڈالر کے مزید استحکام سے ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر ملکوں کی اپنے موجودہ قرضے واپس کرنے کی استعداد کمزور ہوگئی بلکہ ریاستی بانڈز جاری کرکے نئی رقوم اکٹھا کرنے کے امکانات پر بھی ایک ایسے وقت اثر پڑا جب سرکاری قرضے بلند ترین سطح پر تھے[2]، جبکہ عالمی وبا ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور ترقی پذیر ملکوں کے قرضوں کی سطح پر پہلے ہی بھاری اثرات ڈال چکی تھی، بلکہ بعض معیشتوں کے لیے تو وہ دیوالیے کا سبب بن رہی تھی۔[3]

شکل 6.6: ایم ایس سی آئی کا عالمی ایکویٹی اشاریہ



Source: Bloomberg

پالیسی ریٹ میں تیز رفتار اضافے اور سخت مالی حالات نے بعض غیر محفوظ (vulnerable) بینکوں کو ظاہر کر دیا۔ انتظامِ خطر کے ناکافی طریقوں کی بنا پر قدر پیمائی کے نقصانات (Valuation losses) نے ڈپازٹرز اور سرمایہ

[1] بی آئی ایس سالانہ اقتصادی رپورٹ، جون 2023ء

[2] Arteta, Kamin, Ruch (December 2022). 'How Do Rising US Interest Rates Affect EMDE's?', World Bank Working Paper.

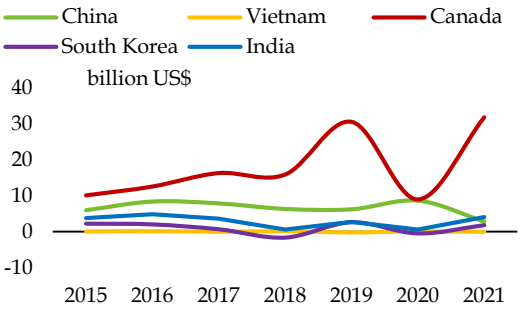
[3] بیلارس، گھانا، ملاوی، اور سری لنکا 2022ء کے دوران ریاستی طور پر دیوالیہ ہوگئے جس کے بعد دیوالیہ ملکوں کی مجموعی تعداد آٹھ ہوگئی۔ ماخذ: گلوبل فنانشل اسٹیبلٹی رپورٹ-اپریل 2023ء، آئی ایم ایف

کاروں کا اعتماد مجروح کیا جس سے رقوم کا بحران پیدا ہوا اور امریکہ کے دو علاقائی بینک سلیکون ویلی بینک اور سگنیچر بینک بند ہوگئے۔ بعد ازاں، یورپ میں نظامیاتی لحاظ سے اہم ایک بین الاقوامی بینک (global systemically important bank) کریڈٹ سوئس بھی مارکیٹ کا اعتماد کھونے کے نتیجے میں بند ہوگیا۔ تاہم نظامیاتی خطرات (systemic risks) کو ٹالنے کے لیے پالیسی سازوں کے بروقت اور مستحکم اقدام نے مارکیٹ کی تشویش کو بڑھنے نہ دیا۔[4]

باکس 6.1: جغرافیائی و اقتصادی تقسیم اور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی عالمی رقوم کے رجحان میں تبدیلی

عالمی مالی بحران 2008ء اور 2009ء کے بعد عالمی معیشت کو جغرافیائی و اقتصادی تقسیم کا سامنا کرنا پڑا، جسے عالمی معاشی ارتباط کی معکوسیت قرار دیا جاتا ہے۔ ایسی معکوسیت جس کی بنیاد پالیسی پر ہے اور اسے اکثر اسٹریٹجک حالات کو پیشِ نظر رکھ بنایا جاتا ہے۔ بڑھتی ہوئی عالمگیریت کے فوائد پر اٹھائے گئے سوالات نے جن واقعات سے جنم لیا ان میں برگیزٹ، امریکہ چین بڑھتی ہوئی تجارتی کشیدگی اور روس یوکرین تنازع شامل ہیں۔[5] عالمگیریت کے بارے میں شکوک و شبہات کو مزید بڑھاوا کووڈ 19 کی وبا نے دیا، خاص طور پر جب ممالک نے سامان کی سرحد پار نقل و حرکت محدود کرنے والی پالیسیاں اختیار کیں، حتیٰ کہ کچھ معاملات میں سفر پر بھی پابندی عائد کردی۔ اگرچہ وائرس کا پھیلاؤ لاک ڈاؤن سے رک گیا تھا، تاہم کچھ رکاوٹوں نے، جیسے اہم طبی سازوسامان کی برآمد پر پابندی نے عوام کا کھلی تجارت کی پالیسیوں پر اعتماد کمزور کیا۔ فروری 2022ء میں روس یوکرین تنازع کے آغاز نے ممالک کو جغرافیائی و سیاسی طور پر تقسیم کر دیا، جس سے تجارت میں خلل پڑا، عالمی مالی نظام خطرے میں پڑ گیا، اور کشیدگی کے ساتھ ساتھ غیر یقینی صورت حال بھی بڑھ گئی۔

شکل 6.1.1: امریکہ کی طرف سے بیرونی براہِ راست خالص سرمایہ کاری بلحاظ ملک



Source: Organisation for Economic Co-operation and Development

عالمگیریت کے رد (de-globalization) یا اس میں 'سست روی' ('slow-balization') کی عکاسی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی دنیا بھر میں کمی سے ہوتی ہے، جس سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی تقسیم کو تقویت ملتی ہے۔ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں کمی کی تشریح اس سرمایہ کاری کے میزبان ممالک میں مختلف انداز سے ہوتی ہے۔ ان رقوم کا بہاؤ جغرافیائی و سیاسی اتحادی ممالک کی طرف زیادہ ہو رہا ہے، خاص طور پر اُن اہم شعبوں میں جن میں ملکی یا معاشی مفادات ہوں۔ تجارتی طرزِ عمل بھی سیاسی اور معاشی اتحادیوں کے درمیان تجارتی اتحادوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو رہا ہے، جسے آئی ایم ایف نے 'فرینڈ شورنگ' کا نام دیا ہے۔ رسدی زنجیریں اُن معیشتوں کے ساتھ جوڑی جارہی ہیں جنہیں سیاسی اور / یا معاشی طور پر 'محفوظ' تسلیم کیا جاتا ہے، جو کم خطرات کی حامل ہیں، تاکہ ممکنہ تجارتی خلل سے بچا جاسکے۔[6]

بڑی معیشتوں کی جانب سے اپنائی جانے والی پالیسیاں بھی 'فرینڈ شورنگ' کے رجحان کی نشاندہی کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر امریکہ کی طرف سے سائنس ایکٹ، مہنگائی میں کمی کا ایکٹ، اور سیمی کنڈکٹرز کی تیاری میں مدد گار ترغیبات تشکیل دینے کا (چپس) ایکٹ، اور یورپی چپس ایکٹ۔[7,8,9] اسٹریٹجک الیف ڈی آئی شعبوں کو بھی ان پالیسیوں کا ہدف بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے چین میں خاص طور پر تحقیق اور ترقی اور سیمی کنڈکٹر کے شعبوں میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد میں جمود پیدا ہوا ہے۔

---

[4] ماخذ: عالمی اقتصادی منظر نامہ، آئی ایم ایف، اپریل 2023ء

[5] Aiyar et al (January 15th, 2023). 'Geo-economic Fragmentation and the Future of Multilateralism', IMF Staff Notes

[6] عالمی اقتصادی فورم، (17 فروری 2023ء)۔ 'فرینڈ شورنگ' (friendshoring) اور عالمی تجارت سے متعلق دیگر مقبول عام الفاظ کے درمیان کیا فرق ہے؟

[7] ماخذ: www.congress.gov/117/bills/hr5376/BILLS-117hr5376enr.pdf

[8] ماخذ: www.whitehouse.gov/briefing-room/statements-releases/2022/08/09/fact-sheet-chips-and-science-act-will-lower-costs-create-jobs-strengthen-supply-chains-and-counter-china/

[9] ماخذ: commission.europa.eu/strategy-and-policy/priorities-2019-2024/europe-fit-digital-age/european-chips-act_en

عالمی مالی بحران 2008ء کے بعد کے عرصے میں بھی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کم ہوگئی تھی لیکن اس کے مقابلے میں 2020ء سے 2022ء تک بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں تقریباً 20 فیصد کمی آئی ہے۔ دنیا بھر میں یہ تخفیف غیر مساوی ہے۔ چین میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی ایشیائی اوسط سے زیادہ ہے، جبکہ امریکہ اور ابھرتی ہوئی یورپی معیشتوں میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں اتنی کمی نہیں آئی (اور بعض صورتوں میں اضافہ بھی ہوا)۔ امریکہ سے چین اور ویتنام میں ہونے والی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے بہاؤ میں کمی آئی ہے کیونکہ امریکہ نے اپنی سرمایہ کاری کا رخ یورپ، کینیڈا اور کوریا کی طرف موڑ دیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جغرافیائی و سیاسی عوامل اس فیصلے میں کارفرما ہیں۔[10]

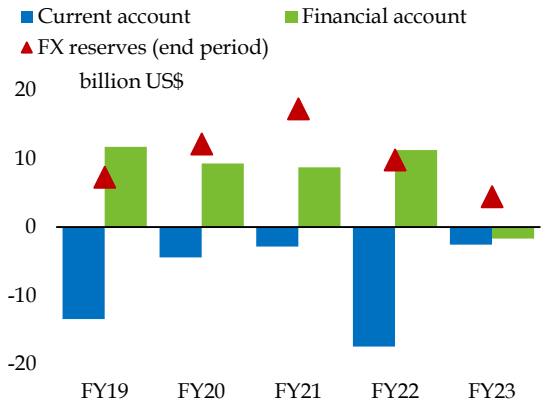
بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی عالمی سطح پر تقسیم کے پاکستان پر اثرات مرتب ہوسکتے ہیں کیونکہ گذشتہ کئی برسوں سے پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد صرف چند ممالک سے ہوتی ہے جن میں چین (بشمول ہانگ کانگ)، امریکہ، برطانیہ، جاپان اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ ماضی قریب میں چین سے اس نوع کی سرمایہ کاری کی آمد بڑھی ہے۔ اس کے برعکس امریکہ سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں مسلسل کمی واقع ہوئی ہے، جو ماضی میں اس نوع کی سرمایہ کاری کے بڑے ذرائع میں سے ایک تھا۔ چنانچہ کمی کا یہ رجحان پاکستان میں مجموعی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد پر ممکنہ اثرات ڈال سکتا ہے۔

اس پس منظر میں حالیہ اقدام یعنی سرمایہ کاری سہولت کی خصوصی کونسل (ایس آئی ایف سی) سے سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک سے بیرونی براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کونسل نے اگلے تین سال کے دوران بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری 100 ارب امریکی ڈالر تک لانے کا ہدف مقرر کیا ہے، جبکہ مالی سال 35ء تک پاکستان میں ایک ٹریلین امریکی ڈالر لانے کا ہدف رکھا ہے۔ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی تقسیم کے رجحان کے پیشِ نظر اس کونسل نے خاص طور پر دوست ممالک، خصوصاً خلیج تعاون کونسل کے ممالک، جیسے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے سرمایہ کاری کو راغب کرنے کی حمایت کی ہے۔ یہ امر بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی تقسیم کے عالمی سطح پر موجود تصور کو مزید نمایاں کرتا ہے۔

6.2 پاکستان کا توازنِ ادائیگی

پاکستان کے جاری کھاتے (Current Account) کے خسارے میں مالی سال 23ء کے دوران خاصی کمی آنے کے باوجود مالی رقوم کی پست آمد کی بنا پر بیرونی کھاتہ دباؤ میں رہا۔ دورانِ سال مالی کھاتے سے 1.8 ارب ڈالر کا خالص اخراج دیکھنے میں آیا جبکہ اس کے بالکل برعکس مالی سال 22ء کے دوران 11.3 ارب ڈالر کی خالص آمد ہوئی تھی (**جدول 6.1**)۔

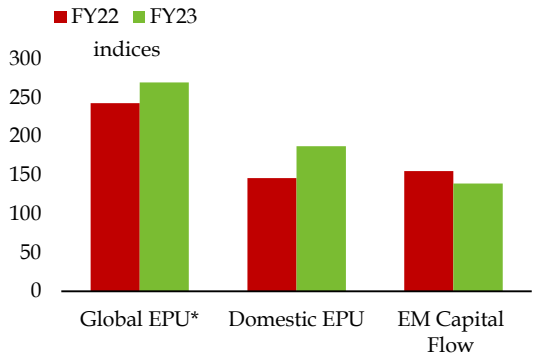
شکل 6.7: پاکستان کا توازنِ ادائیگی



Source: State Bank of Pakistan

بیرونی سرمایہ کاری کی صورت میں مالی رقوم کی آمد، اور بیرونی قرضوں کی رقوم اس قدر ناکافی تھیں کہ جاری کھاتے کا کم خسارہ پورا کر سکیں نہ بیرونی ذمہ داریوں کو (**شکل 6.7**)۔ نیز، آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) پروگرام کی تکمیل میں تاخیر اور دنیا بھر میں سخت مالی حالات کی بنا پر دیگر کثیر طرفہ اور دوطرفہ قرض دہندگان نے پاکستان کو قرضوں کی فراہمی روک دی۔ یہ ایک ایسے وقت میں ہوا جب پاکستان کے رسک پریمیم میں اضافے اور قرضہ جاتی درجہ بندی میں کمی نے تجارتی ذرائع سے قرض لینا مشکل بنا دیا تھا (**شکل 6.8**)۔

شکل 6.8: غیر یقینی صورت حال اور ابھرتی ہوئی منڈیوں میں سرمائے کا بہاؤ



* Economic policy uncertainity

Sources: SBP, FRED and Bloomberg

[10] ماخذ: تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی (او ای سی ڈی)

بیرونی شعبہ

جدول 6.1: پاکستان کا توازنِ ادائیگی

ملین امریکی ڈالر

	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	مالی سال 23ء	
				مطلق فرق	سال بسال فیصد فرق
جاری کھاتے کا توازن	**-2,820**	**-17,481**	**-2,387**	**15,094**	**-86.3**
اشیا کا تجارتی توازن	**-28,634**	**-39,050**	**-24,076**	**14,974**	**-38.3**
برآمدات	**25,639**	**32,493**	**27,903**	**-4,590**	**-14.1**
جس میں سے ٹیکسٹائل برآمدات	14,415	18,442	16,628	-1,814	-9.8
نان ٹیکسٹائل برآمدات	11,224	14,051	11,275	-2,776	-19.8
درآمدات	54,273	71,543	51,979	-19,564	-27.3
جس میں توانائی کی درآمدات	9,747	18,743	17,539	-1,204	-6.4
غیر توانائی درآمدات	44,526	52,800	34,440	-18,360	-34.8
خدمات کا توازن	**-2,516**	**-5,840**	**-761**	**5,079**	**-87.0**
بنیادی آمدنی کا توازن	**-4,400**	**-5,248**	**-5,732**	**-484**	**9.2**
جس میں سودی ادائیگیاں	2,176	2,994	4,840	1,846	61.7
ثانوی آمدنی کا توازن	**32,730**	**32,657**	**28,182**	**-4,475**	**-13.7**
جس میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر	29,450	31,279	27,027	-4,252	-13.6
مالی کھاتے کا توازن*	**-8,768**	**-11,261**	**1,781**	**13,042**	**-115.8**
براہِ راست سرمایہ کاری (خالص)*	-1,648	-1,702	-316	1,386	-81.4
جزدانی سرمایہ کاری (خالص)*	-2,774	55	1012	957	1740.0
جس میں یورو بانڈ / صکوک	3,000	1,000	-1,012	-2,012	-201.2
بیرونِ ملک دیگر زرِ مبادلہ اثاثے	**1,345**	**2,613**	**-1,032**	**-3,645**	**-139.5**
زرِ مبادلہ قرضے اور واجبات	**5,691**	**12,226**	**-2,127**	**-14,353**	**-117.4**
بینک	**499**	**846**	**1,242**	**396**	**46.8**
حکومت	**5,738**	**6,117**	**-2,075**	**-8,192**	**-133.9**
اجرا	9,808	11,256	9,896	-1,360	-12.1
قسط وار واپسی	5855	8,343	11,660	3,317	39.8
دیگر واجبات (خالص)	1,785	3,204	-311	-3,515	-109.7
دیگر شعبہ جات	**922**	**2,491**	**-1,294**	**-3,785**	**-151.9**
اجرا	2,163	3,271	434	-2,837	-86.7
قسط وار واپسی	1,253	1,111	1,666	555	50.0
دیگر واجبات (خالص)	12	331	-62	-393	-118.7
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)	**17,299**	**9,815**	**4,467**	**-5,348**	**-54.5**
پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+) / کمی (-) فیصد میں**	**-1.3**	**-9.8**	**-28.5**		

* بی پی ایم 6 کے مطابق، یہاں منفی علامت کا مطلب ہے زرِ مبادلہ رقوم کی پاکستان میں خالص آمد اور برعکس علامت میں برعکس صورت حال۔ ** سال بسال اوسط اضافہ / کمی بینک کی رواں اوسط شرحوں کی بنیاد پر ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

جاری کھاتے کا خسارہ سکڑنے کی بنیادی وجہ پالیسی کے تحت درآمدات میں لائی گئی کمی تھی چنانچہ درآمدات اتنی کم ہوگئیں کہ برآمدات میں ہونے والی تخفیف اور کارکنوں کی ترسیلات میں نمایاں کمی کے اثرات بھی بخوبی زائل ہوگئے۔ اشیا کے تجارتی کھاتے کی طرح خدمات کے کھاتے کا خسارہ بھی تیزی سے سکڑ گیا۔ دوسری طرف مالی سال 23ء کے دوران بنیادی آمدنی کے کھاتے میں بگاڑ آیا کیونکہ بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ بیرونی سرمایہ کاری پر منافع کی کم واپسی کی بخوبی تلافی ہوگئی۔

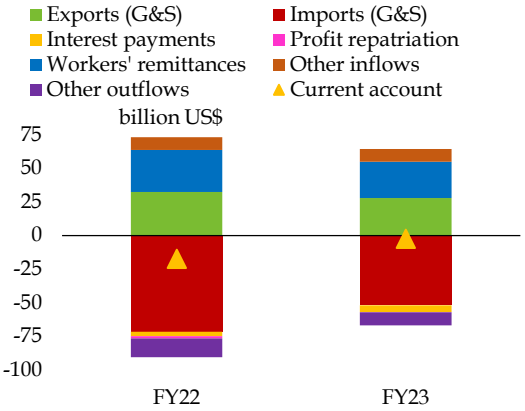
ان حالات کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر 5.3 ارب ڈالر کمی سے مالی سال 23ء کے آخر تک 4.5 ارب ڈالر رہ گئے۔ زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی لانے میں جن چیزوں نے اپنا اثر ڈالا ان میں خصوصی طور پر طویل مدتی کثیر طرفہ قرضوں کی واپسی، دسمبر 2022ء میں یورو بانڈ کی عرصیت کی تکمیل اور تجارتی قرضوں کی واپسی شامل ہے۔ بیرونی کھاتے میں مستقل دباؤ، اور دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر بڑھنے سے پاکستانی روپے کی قدر مالی سال 23ء کے دوران 28.5 فیصد گر گئی۔

بیرونی ادائیگیوں کا بیرونی رقوم کی آمد سے بڑھ جانا جس سے زرِ مبادلہ کے ذخائر کم ہو جاتے ہیں، بار بار پیش آنے والا مسئلہ بن چکا ہے۔ زرِ مبادلہ ذخائر میں اس کمی سے نہ صرف واجبات کی بیرونی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی استعداد متاثر ہوتی ہے بلکہ سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی متزلزل ہوتا ہے جو بیرونی رقوم کی مستقل آمد کے امکانات پر مزید اثر انداز ہوتا ہے۔ اس تناظر میں زرِ مبادلہ کے ذخائر کی مناسب سطح برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ طویل مدت سے چلے آ رہے وہ ساختی مسائل حل کیے جائیں جن کا تعلق اشیا سازی اور برآمدات دونوں کی پست سطح سے ہے۔

جاری کھاتہ

مالی سال 23ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو کر 2.4 ارب ڈالر رہ گیا جو گذشتہ سال 17.5 ارب ڈالر تھا (**شکل 6.9**)۔ اس تیز رفتار بہتری کا بنیادی سبب یہ تھا کہ برآمدات اور ترسیلات گرنے کے باوجود اشیا اور خدمات کے تجارتی خسارے میں نمایاں کمی آئی تھی۔ زیرِ جائزہ سال کے دوران برآمدی وصولیاں 14.1 فیصد کم ہوئیں جس کی وجوہات یہ تھیں کہ جن اہم ملکوں کو پاکستان اپنی برآمدات بھیجتا ہے وہاں اقتصادی سست روی آئی، پیداواری لاگت بڑھی، رسدی زنجیر میں رکاوٹیں آئیں، اور سیلاب کی بنا پر زرعی پیداوار کو نقصانات ہوئے۔ اسی طرح کارکنوں کی ترسیلات مالی سال 23ء میں 13.6 فیصد گر کر 27.0 ارب ڈالر رہ گئیں جو گذشتہ 6 سال میں پہلی بار کمی ہے۔

شکل 6.9: جاری کھاتہ، وصولی (+)/ادائیگی (-)



Source: State Bank of Pakistan

درآمدات میں آنے والی وسیع البنیاد کمی کی اہم وجوہات یہ تھیں: ملکی طلب میں سست روی، طلب کو کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک اور حکومت کے گذشتہ دو سال کے دوران کیے گئے مسلسل پالیسی اور انتظامی اقدامات،[11] زرِ مبادلہ کی رکاوٹیں، اور تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کا رجحان۔ دریں اثنا، خدمات کی درآمد بھی گذشتہ سال کی نسبت 37.7 فیصد گر گئی، جو اشیا کے درآمدی بل میں کمی کا نتیجہ ہے کیونکہ باربرداری اخراجات کی ادائیگی کی مد میں رقوم کا اخراج کم ہوا۔[12]

تجارتی توازن میں آنے والی بہتری کے برعکس بنیادی آمدنی کے خسارے میں مالی سال 23ء کے دوران 9.2 فیصد اضافہ ہوا۔ خسارے میں اس اضافے کی وجہ بھاری سودی ادائیگیاں ہیں جو بیرونی سرمایہ کاری پر منافع کی کم واپسی کے اثرات زائل کرنے کا باعث بنیں۔

خدمات کا کھاتہ

خدمات کی تجارت کا خسارہ مالی سال 23ء میں تیزی سے کم ہو کر 0.8 ارب ڈالر رہ گیا جو گزشتہ سال 5.8 ارب ڈالر رہا تھا۔ واضح رہے کہ مالی سال 23ء میں خدمات کی درآمدات 37.7 فیصد کم ہو کر 8.1 ارب ڈالر رہ گئیں جو مالی سال 22ء میں 12.9 ارب ڈالر ہوئی تھیں۔ حالیہ تخفیف بنیادی طور پر باربرداری

[11] اپریل 2022ء میں مزید 177 اشیا پر کیش مارجن کی شرائط لاگو کر دی گئیں (www.sbp.org.pk/bprd/2022/CL9.htm)، نیز بینکوں کو پابند کیا گیا کہ وہ متعلقہ درآمدات پر وصول کردہ کیش مارجن سے مطلع کریں، اس کی آخری تاریخ بعد میں بڑھا کر 31 مارچ، 2023ء کر دی گئی (www.sbp.org.pk/bprd/2022/CL37.htm)، مئی 2022ء میں بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ الگ الگ پرزوں کی شکل میں آنے والی کاروں سمیت بھاری مالیت کی 25 اشیائے سرمایہ کی ایل سی کھولنے سے قبل اسٹیٹ بینک سے پیشگی اجازت حاصل کریں (www.sbp.org.pk/epd/2022/FECL9.htm)، جس پر جولائی 2022ء میں ایچ ایس کوڈز کے مکمل چیپٹر 84 اور 85 شامل کیے گئے (www.sbp.org.pk/epd/2022/FECL11.htm)۔

[12] لاگت، بیمہ، باربرداری (سی آئی ایف) کا اوسط تناسب جو مالی سال 22ء میں 5.1 تھا، مالی سال 23ء میں گر کر 4.0 رہ گیا۔

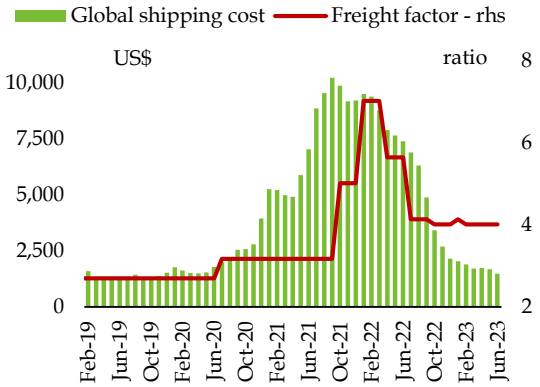
شکل 6.10: درآمدی کنٹینروں کی تعداد



Source: Bloomberg and State Bank of Pakistan

کی ادائیگیاں کم ہونے سے ہوئی جس کا سبب اشیا کی پست درآمدات تھیں (**جدول 6.2**)۔ اس کی تصدیق سال کے دوران درآمدات کے کنٹینرز کی تعداد میں کمی سے بھی ہوتی ہے (**شکل 6.10**)۔ مزید برآں، شپنگ کے عالمی نرخوں میں کووڈ 19 سے پہلے کی سطح تک کمی ہوئی، اس نے بھی باربرداری کی ادائیگیاں کم کرنے میں کردار ادا کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 22ء میں کووڈ کے بعد عالمی تجارت کے بڑھتے ہوئے حجم کے ساتھ باربرداری کی لاگت بلند ترین سطح پر پہنچ گئی تھی جس سے باربرداری کی شرحوں پر دباؤ پڑا تھا۔ تاہم زیر جائزہ مدت کے دوران عالمی تجارت کے معمول پر آنے سے یہ دباؤ ختم ہو گیا جس سے باربرداری کی لاگت بھی کم ہو گئی (**شکل 6.11**)۔[13]

شکل 6.11: شپنگ کے عالمی اخراجات اور باربرداری لاگت



Source: Bloomberg and State Bank of Pakistan

دوسری طرف، سفر سے منسلک خدمات کی درآمد میں اضافہ ہوا اور وہ مالی سال 23ء کے دوران 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گذشتہ سال 1.4 ارب ڈالر رہی تھیں۔ بین الاقوامی پروازیں بحال ہونے سے خاص طور پر تعلیم اور مذہبی

جدول 6.2: خدمات کے تجارتی کھاتے کی تفصیل

ملین ڈالر

	درآمدات (د)		برآمدات (ب)		تجارتی توازن (ب-د)	
	مالی سال 23ء	گذشتہ برس کی نسبت تبدیلی	مالی سال 23ء	گذشتہ برس کی نسبت تبدیلی	مالی سال 23ء	گذشتہ برس کی نسبت تبدیلی
الف) ٹرانسپورٹ جس میں	**3,917.2**	**-3,487.9**	**893.9**	**79.9**	**-3,023.3**	**3,567.8**
بحری مال برداری	2,856.4	-3,268.8	250.5	103.9	-2,605.9	3,372.6
فضائی مسافر	785.0	53.1	419.7	-7.7	-329.3	-60.8
فضائی مال برداری	51.4	-298.3	24.1	-8.8	-27.3	289.9
ب) سفر	**1,878.2**	**465.4**	**974.0**	**431.8**	**-904.2**	**-33.6**
جس میں سے: تعلیمی اخراجات	337.9	72.3	11.6	0.8	-325.8	-71.5
دیگر (ذاتی)	1,525.9	393.2	948.5	423.9	-577.0	30.6
ج) آئی سی ٹی خدمات	**298.0**	**-313.8**	**2,593.3**	**-25.706**	**2,295.3**	**288.1**
ٹیلی مواصلات	37.5	-31.4	488.8	-15.7	451.2	15.8
کمپیوٹر خدمات	253.9	-275.2	2,099.0	-10.4	1,845.1	264.8
مجموعی خدمات	**8,063.4**	**-4,879.0**	**7,303.0**	**200.6**	**-760.5**	**5,079.7**

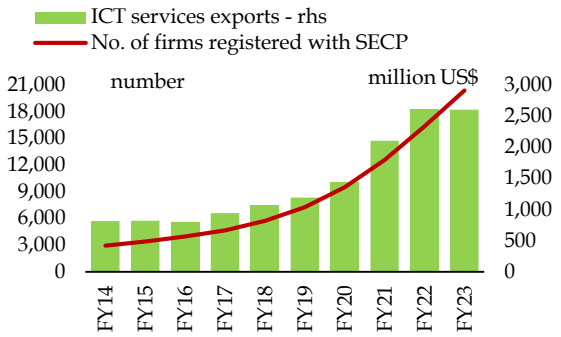
ماخذ: بینک دولت پاکستان

[13] باربرداری کا عنصر مالی سال 23ء میں نسبتاً پست 4.1 فیصد رہا جو گذشتہ سال 5.2 فیصد تھا۔

مقاصد کے لیے ذاتی فضائی سفر پر ادائیگیوں میں مالی سال 22ء کی نسبت 33.1 فیصد اضافہ ہوگیا۔ اس اضافے میں تیل کی بلند عالمی قیمتوں کے اثرات بھی شامل ہیں جنہوں نے ایئرلائنوں کے ٹکٹ مہنگے کر دیے۔

دریں اثنا، خدمات کی برآمد مالی سال 23ء کے دوران 2.8 فیصد اضافے سے 7.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ خدمات کی برآمدات میں سب سے بڑے حصے کی مالک اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) خدمات مالی سال 22ء کی طرح کم و بیش 2.6 ارب ڈالر کی سطح پر برقرار رہیں (**شکل 6.12**)۔ مارکیٹ میں نئی فرموں کی آمد کے باوجود آئی سی ٹی کی برآمدات کے نہ بڑھنے اور جامد رہ جانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ آئی ٹی کے جدید ترین آلات کی درآمدات میں کمی آئی چنانچہ اعلیٰ سطح کے سافٹ ویئر تیار نہ کیے جاسکے اور شرحِ مبادلہ میں تغیر کی بنا پر برآمد کنندگان اپنی ترسیلات ملک میں نہیں لائے۔

شکل 6.12: آئی سی ٹی خدمات والی فرموں کی نمو اور برآمدات

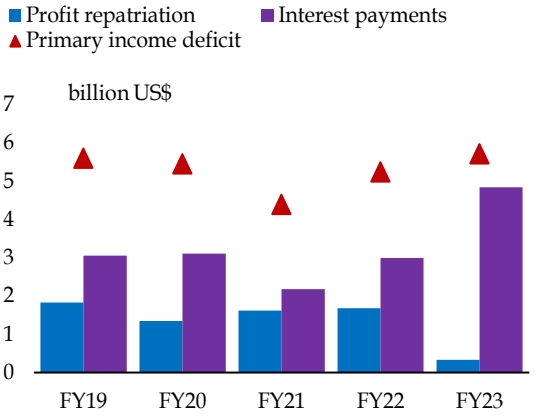


Sources: Securities & Exchange Commission of Pakistan and State Bank of Pakistan

بنیادی آمدنی کا کھاتہ

بنیادی آمدنی کا خسارہ مالی سال 23ء کے دوران بڑھ کر 5.7 ارب ڈالر ہوگیا جو گذشتہ سال 5.2 ارب ڈالر تھا۔ یہ اضافہ بڑی حد تک زرِ مبادلہ کے قرضوں پر سود کی بلند ادائیگیوں کی بنا پر ہوا جس نے بیرونی سرمایہ کاری پر ہونے والے منافع کی واپسی میں کمی کا ازالہ کر دیا (**شکل 6.13**)۔ بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی مالی سال 23ء کے دوران بڑھ کر 4.8 ارب ڈالر ہوگئی جو مالی سال 22ء میں 3.0 ارب ڈالر تھی۔ سود کی ادائیگیوں میں اضافے کی بڑی وجہ بین الاقوامی عوامل ہیں جن میں دنیا بھر میں بیک وقت زری سختی، اور ڈی ایس ایس آئی کا اختتام[14] شامل ہیں، جن کے نتیجے میں طویل مدتی اور قلیل مدتی قرضے دونوں کی واپسی ایک ساتھ کرنا پڑی۔

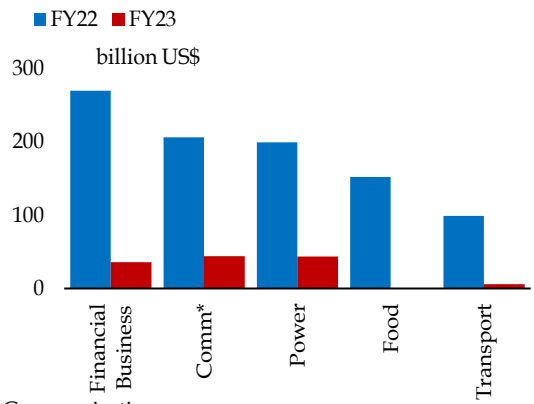
شکل 6.13: پاکستان کا بنیادی آمدنی کھاتہ



Source: State Bank of Pakistan

تاہم مالی سال 23ء کے دوران منافع کی واپسی کمی کے بعد 33.1 ملین ڈالر رہ گئی جبکہ گذشتہ سال 1.7 ارب ڈالر رہی تھی۔ منافع کی واپسی میں اس کمی کے جزوی اسباب مالی سال 23ء کے دوران زرِ مبادلہ میں رکاوٹیں، اور ملکی معیشت میں سست روی کے باعث بعض غیر ملکی کارپوریشنوں کے منافع میں کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ شعبہ وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ منافع کی واپسی میں اس کمی میں سرفہرست مالی ادارے ہیں، جن کے بعد مواصلات (خصوصاً ٹیلی مواصلات)، بجلی (خصوصاً تھرمل بجلی)، اور غذائی شعبہ ہیں (**شکل 6.14**)۔

شکل 6.14: منافع کی واپسی بلحاظ شعبہ



*Communications

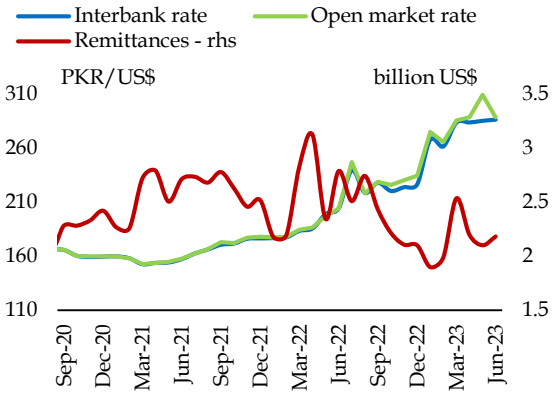
Source: State Bank of Pakistan

[14] ماسوائے جنوبی کوریا کے۔ (www.ead.gov.pk/NewsDetail/OGFkNWU3MDQtYTRiZC00ZjA5LWJkY2YtMGI1MDY0YjlhZTQ1)

کارکنوں کی ترسیلات

مالی سال 23ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلات میں کمی آئی جو گذشتہ چھ سال میں پہلی کمی ہے۔ مالی سال 22ء میں 31.3 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلندی پر پہنچ کر ترسیلات زیرِ جائزہ سال میں 13.6 فیصد کمی سے 27 ارب ڈالر تک گر گئیں۔ تمام اہم مراکز سے، ماسوائے امریکہ کے، ترسیلات کا بہاؤ کم ہوا۔ مالی سال 23ء کے دوران موصولہ سالانہ ترسیلات کی بنیاد پر سعودی عرب، عرب امارات، برطانیہ اور امریکہ ترسیلات کی سرفہرست راہداریاں تھیں (**جدول 6.3**)۔

شکل 6.15: ترسیلاتِ زر اور شرحِ مبادلہ

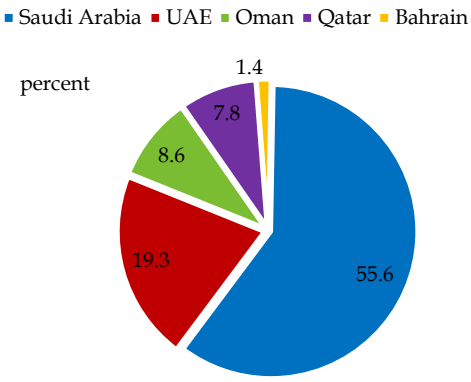


Source: State Bank of Pakistan

کووڈ 19 کی عالمی وبا کے دوران اقتصادی سرگرمیوں کو سہارا دینے کے لیے مالیاتی تعاون کے ماند پڑتے اثرات کے ساتھ ساتھ زائد مہنگائی کو محدود رکھنے کے لیے زری سکڑاؤ کے نتیجے میں بھی بلند آمدنی والے ملکوں میں اقتصادی سست روی آنے لگی۔ عالمی سطح پر اس سست روی کا خلیج تعاون کونسل کی ریاستوں پر بھی اثر پڑا چنانچہ تیل کی عالمی طلب کم ہوگئی اور خام تیل کے نرخ معتدل ہوگئے۔ جہاں اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی سے ملازمتوں کے مواقع کم ہوئے، وہیں بڑھتی مہنگائی اور بلند شرح سود سے بچت کم ہوئی۔ ان تمام عوامل کے مشترکہ اثرات سے وہاں مقیم پاکستانی کارکنوں کی ترسیلات گھٹ گئیں۔

عالمی سطح پر تبدیلیوں اور ملک میں غیر یقینی معاشی و سیاسی حالات کے علاوہ شرحِ مبادلہ میں زیادہ اتار چڑھاؤ، اور کرب مارکیٹ کا زائد پریمیم بھی باضابطہ ذرائع سے ترسیلات کی آمد میں کمی کا سبب بنا (**شکل 6.15**)۔ جب بین الاقوامی پروازیں بحال ہوگئیں تو امکان ہے کہ بے ضابطہ ذرائع سے بھی کچھ ترسیلات ملک میں پہنچنے لگی ہوں گی، کیونکہ مزدور طبقے کے بہت سے افراد (خصوصاً سعودی عرب اور عرب امارات میں مقیم کارکن) ملک کو ترسیلات بھجوانے میں ذاتی روابط اور تعلقات پر بھروسہ کرتے ہیں۔

شکل 6.16: پاکستانی تارکین کے پسندیدہ ترین پانچ ممالک-مالی سال 23ء



Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

ترسیلات میں کمی کے رجحان کے برعکس بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ (بی ای او ای) اور اوورسیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن کے ذریعے 0.8 ملین پاکستانی کارکنوں نے مالی سال 23ء کے دوران اپنا اندراج کرایا۔ ان کارکنوں میں سے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، اومان اور قطر کے لیے بالترتیب 55.6 فیصد، 19.3 فیصد، 8.6 فیصد اور 7.8 فیصد نے اندراج کرایا (**باکس 6.2**) (**شکل 6.16**)۔

ترسیلات وصول کرنے والے اہم ملکوں کی ترسیلات میں مالی سال 23ء کے دوران اضافہ ہوا، تاہم پاکستان اور مصر کی ترسیلات خاصی کم ہوگئیں (**شکل 6.17**)۔ ان دونوں ملکوں کی بین البینک اور اوپن مارکیٹ کی مبادلہ شرحوں میں بہت فرق پایا گیا۔

عالمی بینک کے تخمینوں کے مطابق پست اور متوسط آمدنی والے ملکوں (ایل ایم آئی سی) کو ترسیلات کا بہاؤ 2022ء میں 8 فیصد اضافے سے 647 ارب ڈالر ہوگیا۔ یہ ترسیلات ان ملکوں کے لیے براہِ راست بیرونی سرمایہ کاری، باضابطہ ترقیاتی تعاون (او ڈی اے) اور جزدانی سرمایہ کاری کی رقوم کی نسبت زیادہ بڑا ذریعہ رہیں۔ اس نمو کو بیشتر مدد مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی کے دوران

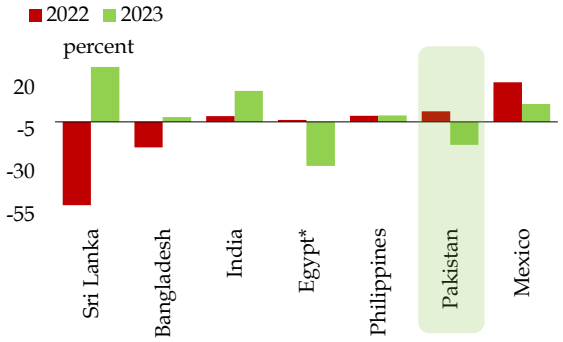
جدول 6.3: اہم راہداریوں سے ترسیلاتِ زر کی پاکستان آمد

ملین ڈالر

	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	مالی سال 23ء میں فرق	
					مطلق	فیصد
امریکہ	1,743	2,600	3,087	3,091	4	0.1
برطانیہ	2,569	4,091	4,493	4,057	-436	-9.7
جرمنی	392	432	509	530	21	4.2
فرانس	240	423	488	443	-45	-9.3
آسٹریلیا	340	598	753	593	-160	-21.3
کینیڈا	313	595	708	551	-157	-22.2
خلیج تعاون کونسل	15,135	17,223	17,226	14,287	-2939	-17.1
سعودی عرب	6,613	7,726	7,754	6,446	-1308	-16.9
عرب امارات	5,612	6,165	5,846	4,649	-1198	-20.5
دیگر خلیجی ممالک	2,910	3,332	3,625	3,191	-434	-12.0
دیگر ممالک	2,399	3,489	4,015	3,477	-538	-13.4
مجموعی ترسیلات	**23,132**	**29,450**	**31,279**	**27,028**	**-4251**	**-13.6**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 6.17: ترسیلاتِ زر وصول کرنے والے اہم ملکوں میں نمو



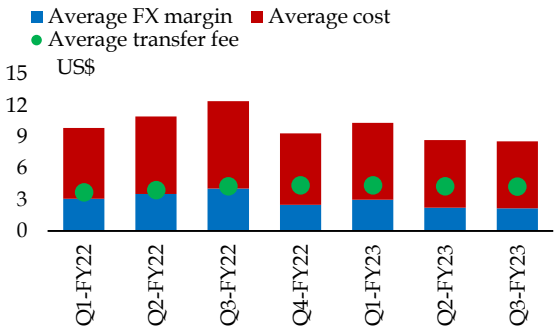
Growth rate; *Jul-Mar,
Sources: Haver Analytics and State Bank of Pakistan

ہونے والی پیش رفت سے ملی۔[15] اسی طرح، جنوبی ایشیا کو ترسیلات کا بہاؤ 2022ء میں 176 ارب ڈالر تک جا پہنچا۔ اس میں بڑا حصہ بھارت کو ملا جس نے 100 ارب ڈالر ترسیلات کے حصول کا سنگِ میل عبور کر لیا۔

ترسیلات پاکستان بھجوانے کی لاگت

ترسیلات بھجوانے کی لاگت دراصل منتقلی کی فیس اور زرِ مبادلہ کے مارجن پر مشتمل ہوتی ہے۔ **شکل 6.18** سے ظاہر ہے کہ اہم راہداریوں سے ترسیلات پاکستان بھجوانے کی اوسط لاگت میں آنے والے اتار چڑھاؤ کی بڑی وجہ زرِ مبادلہ کے اوسط مارجن میں ردوبدل ہے جبکہ منتقلی کی اوسط فیس کم و بیش برقرار رہی ہے۔[16]

شکل 6.18: اہم راہداریوں# سے ترسیلات* پاکستان بھیجنے کی لاگت



*transaction amount of US$ 200; #UAE, Saudi Arabia, USA & UK
Source: World Bank Remittance Prices

[15] جیسے امریکہ اور اوای سی ڈی ملکوں میں مضبوط لیبر مارکیٹ، خلیج تعاون کونسل میں تیل کی افراط اور قطر میں 2022ء کے فیفا عالمی کپ سے لیبر کی طلب میں اضافہ، اور روس کی طرف سے وسط ایشیائی ہمسایہ ملکوں کو ترسیلات میں تیزی سے اضافہ۔ نقل مکانی اور ترقی پر بریف 38، جون 2023ء (ماخذ: عالمی بینک)

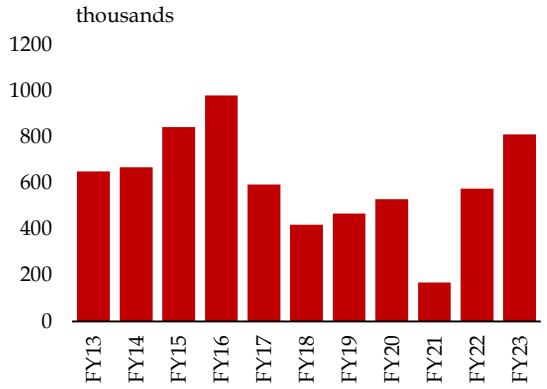
[16] یہ ان ترسیلات کے لیے ہے جو بینک / مبادلہ کمپنیوں کے توسط سے بھیجی گئیں اور جنہیں ٹی ٹی چارجز کی واپسی کی سرکاری اسکیم سے فائدہ ہوا، چنانچہ ترسیلاتِ زر بھیجنے والے فرد پر کوئی فیس عائد نہیں ہوتی۔

سعودی عرب، عرب امارات، امریکہ اور برطانیہ میں قائم رقوم منتقلی کے ادارے (ایم ٹی اوز) اور ایکسچینج کمپنیاں زرِ مبادلہ کا جو اوسط مارجن وصول کرتی ہیں وہ مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھا اور اگلی دو سہ ماہیوں میں وہ کم ہوا۔

باکس 6.2: پاکستانیوں کی دوسرے ملکوں کی طرف نقل مکانی کے رجحانات[17]

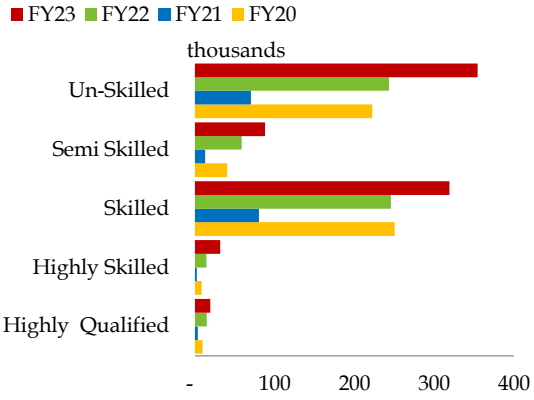
مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء میں پاکستان سے مزدوروں کی نقل مکانی اس سے پہلے کے دو برسوں کی نسبت نمایاں طور پر بڑھتی دیکھی گئی۔ تاہم، بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ (بی ای او ای) کے سالانہ امیگریشن ڈیٹا کے مطابق، نقل مکانی میں حالیہ اضافہ اپنی نوعیت کا پہلا معاملہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی پاکستان سے اسی طرح کے اضافے ہوتے رہے ہیں، جیسے مالی سال 15ء اور مالی سال 16ء کے دوران (**شکل 6.2.1**)۔

شکل 6.2.1: پاکستان سے مزدوروں کے نقل مکانی کے رجحانات



Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

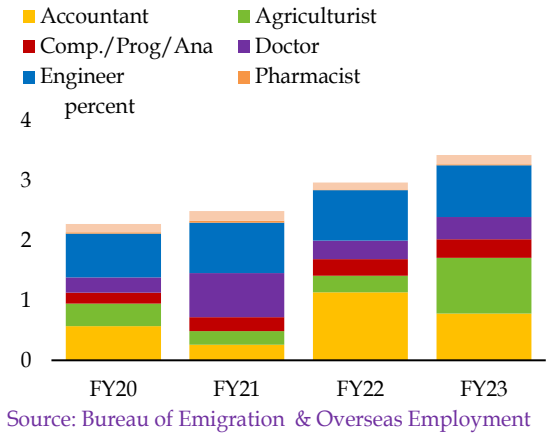
شکل 6.2.2: مزدوروں کی نقل مکانی بلحاظ ہنر مندی (م س20ء تا م س23ء)



Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

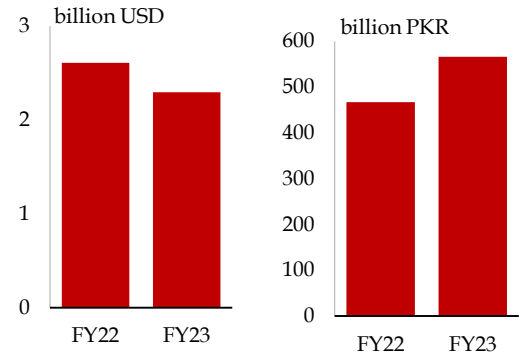
ہنر مندی کی ساخت کے لحاظ سے پاکستان سے مزدوروں کی نقل مکانی سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 20ء اور مالی سال 23ء کے درمیان ہونے والی مجموعی نقل مکانی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ ہنر مند افرادی قوت کا حصہ اوسطاً صرف 2.0 فیصد ہے۔ مالی سال 21ء کے دوران نمایاں کمی آئی جس کے بعد مالی سال 22ء اور مالی سال 23ء کے دوران ہر ہنر مندی کے تحت تارکین وطن کی تعداد میں اضافہ ہوا (**شکل 6.2.2**)۔ ترک وطن کرنے والوں میں حالیہ اضافے کی وجہ کووڈ وبا کے بعد بین الاقوامی سفر کی بحالی اور میزبان معیشتوں کے دروازے کھلنا بھی ہو سکتا ہے۔

شکل 6.2.3: پیشہ ور ہنر مندوں کی نقل مکانی



Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

شکل 6.2.4: کارکنوں کی ترسیلات امریکی ڈالر بمقابلہ پاکستانی روپے میں



Sources: State Bank of Pakistan

[17] یہ تجزیہ ملازمت کے لیے بیرون ملک جانے والے اُن افراد کے ڈیٹا کی بنیاد پر کیا گیا ہے جنہوں نے بی ای او ای کے پاس اندراج کرا رکھا ہے۔ یہ ڈیٹا اُن کارکنوں کی تعداد کو شامل نہیں کرتا جو پاکستان واپس آ گئے۔

مالی سال 20ء سے مالی سال 23ء تک کے دوران پیشہ ورانہ شعبوں کے تحت آنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ ہنر مند کی شناخت کے حامل افراد کی نقل مکانی میں مجموعی طور پر اضافہ ہو رہا ہے (**شکل 6.2.3**)۔ چونکہ ان کا حصہ تارکین وطن میں بہت چھوٹا سا ہے، لہٰذا ترسیلاتِ زر پر ان کا شاید ہی کوئی خاص اثر پڑ سکتا ہے۔ تاہم مالی سال 23ء کے دوران بیرون ملک ملازمت کے لیے بھرتی شدہ اعلیٰ پیشہ ور افراد زیادہ تر مرد ہیں۔ مزید برآں موازنہ سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران امریکی ڈالر میں ترسیلاتِ زر میں کمی آئی ہے، جبکہ پاکستانی روپے میں ترسیلاتِ زر میں اضافے کا رجحان ہے (**شکل 6.2.4**)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ: (i) شرح مبادلہ میں کمی نے امریکی ڈالر میں ترسیلاتِ زر کو کم کیا ہے، کیونکہ پچھلے سال کے مقابلے میں ڈالر کی کم رقم کے بدلے زیادہ پاکستانی روپے ترسیل کیے جاسکتے ہیں، اور (ii) مجموعی نقل مکانی میں مزدور کارکنوں کے مسلسل غلبے کا مطلب ہے ترسیلات کا اوسط حجم کم رہا اور اس وجہ سے امریکی ڈالر میں ترسیلاتِ زر میں کمی واقع ہوئی۔ اگر مستقبل میں عالمی اور ملکی معاشی حالات بہتر ہونا شروع ہو جائیں تو بڑھتی ہوئی نقل مکانی پاکستان کی طرف آنے والی ترسیلات میں بہتری لا سکتی ہے۔

مالی کھاتے

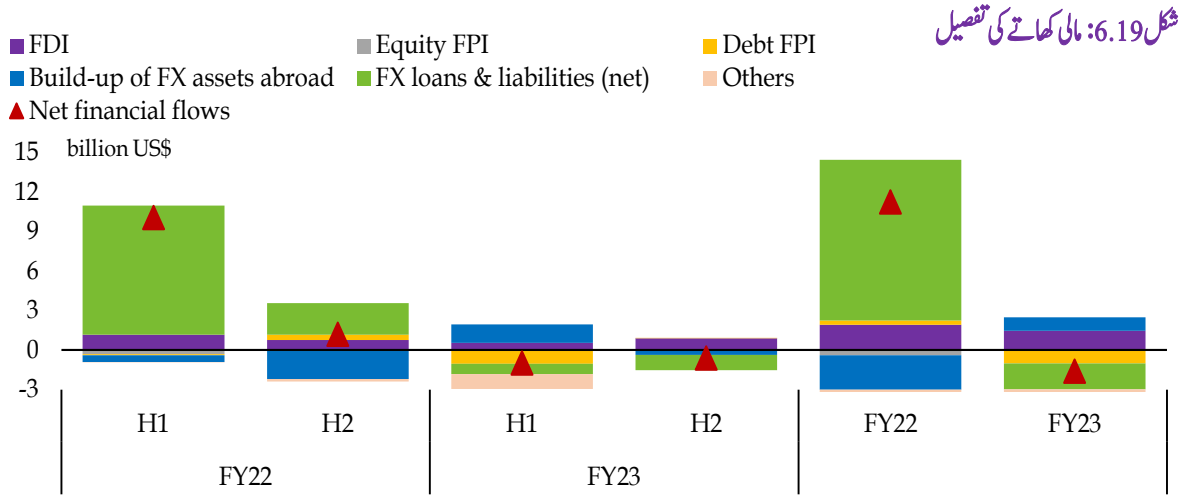
مالی سال 23ء کے دوران باضابطہ قرضوں کا اجرا کم ہونے، سرکاری اور نجی قرضوں کی بالاقساط ادائیگی نسبتاً بلند رہنے، اور نجی رقوم کی آمد کم ہونے کے بعد مالی کھاتے سے 1.8 ارب ڈالر کا خالص اخراج ہوا جبکہ مالی سال 22ء میں 11.3 ارب ڈالر کی خالص آمد ہوئی تھی (**شکل 6.19**)۔ آئی ایم ایف کے ای ایف ایف کے نویں جائزے کی تکمیل میں تاخیر کا اثر دیگر کثیر طرفہ اور دو طرفہ شرکا سے ملنے والی رقوم پر پڑا۔ اس کے نتیجے میں رقوم کی آمد میں تخفیف سے مالی سال 23ء کے دوران بیرونی کھاتے پر دباؤ بڑھنے لگا۔ اس دباؤ کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بجٹ تخمینوں کے مطابق سال کے دوران جتنے قرضے ملنے تھے ان کا صرف 47.1 فیصد ہی مل سکا۔[18]

نجی رقوم کی آمد بھی گر گئی کیونکہ سیاسی و جغرافیائی عالمی حالات میں تغیر اور ملکی حالات میں غیر یقینی تھی، اور شرحِ مبادلہ میں اتار چڑھاؤ تھا۔ عالمی مالی حالات سے جزدانی رقوم کی آمد بالخصوص متاثر ہوئی کیونکہ بہت سے ملکوں نے بیک وقت زری سختی اپنا لی اور پاکستان کی ریاستی درجہ بندی (sovereign ratings) میں تنزّل آیا۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری مالی سال 23ء کے دوران گر کر 1.5 ارب ڈالر رہ گئی جبکہ مالی سال 22ء کے دوران یہ 1.9 ارب ڈالر تھی۔ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں تخفیف کی وجوہات اقتصادی سست روی اور ملکی غیر یقینی کیفیت تھی۔ نیز، مالی سال 23ء کے دوران سی پیک سے منسلک منصوبوں کی تکمیل سے چین سے بجلی کے شعبے میں آنے والی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری بھی گر گئی۔ تاہم، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں 29.7 فیصد حصے کے ساتھ چین ہی حاوی رہا۔ اس کے بعد عرب امارات اور جاپان کا حصہ بالترتیب 12.4 اور 12.6 فیصد رہا۔

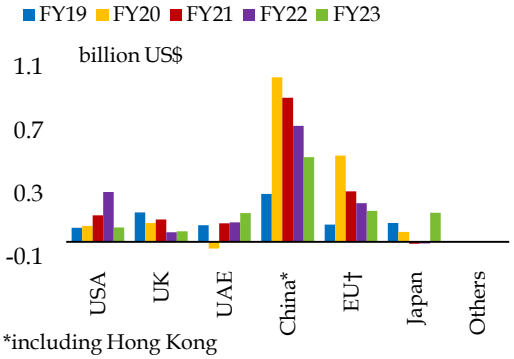
شکل 6.19: مالی کھاتے کی تفصیل



Source: State Bank of Pakistan

[18] مالی سال 23ء میں زرِ مبادلہ قرضوں کی حاصل ہونے والی رقم میں 116 فیصد کمی آئی۔

شکل 6.20: بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی پاکستان آمد، بلحاظ ملک

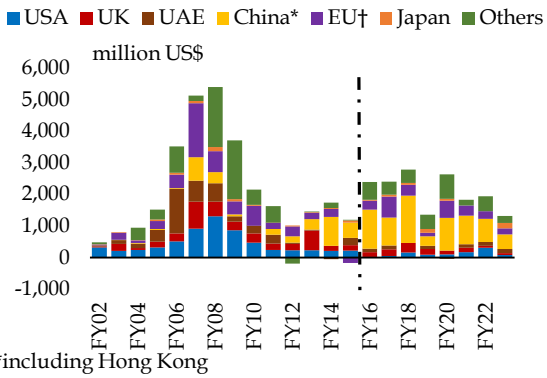


*including Hong Kong
†includes 10 EU countries that have invested in Pakistan
Source: State Bank of Pakistan

گذشتہ کئی سال سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے ضمن میں پاکستان کے ذرائع چند ہی ملکوں اور شعبوں تک محدود ہیں۔ چین (بشمول ہانگ کانگ)، امریکہ، برطانیہ، جاپان، اور عرب امارات بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے اہم ذرائع رہے ہیں، جبکہ یورپی یونین کا کردار کم ہوتا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر راہداری کے آغاز سے سی پیک منصوبے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کو نمایاں طور پر ملک میں راغب کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ برسوں کے دوران چین سے پاکستان آنے والی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا حجم بڑا تھا۔ اسی بنا پر بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری صرف سی پیک سے منسلک شعبوں میں مرکوز ہو کر رہی (**شکل 6.20**)۔ تاہم چونکہ یہ منصوبے تکمیل کے مرحلے پر پہنچ گئے اس لیے سرمایہ کاری کم ہونے لگی۔

شعبوں کے لحاظ سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی مجموعی آمد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 23ء کے دوران بجلی کا شعبہ بدستور حاوی ہے، جس کے بعد مالی کاروبار، اور ذرائع نقل و حمل اور ان کے آلات کی باری آتی ہے۔ بجلی کے شعبے میں 660.2 ملین ڈالر رقم آئی جس میں بیشتر چین سے ملی، اس رقم کا زیادہ تر رُخ سی پیک کے تحت کوئلے سے چلنے والے بجلی کے منصوبوں بشمول تھر کول بلاک پراجیکٹ کی جانب تھا جو مالی سال 23ء میں مکمل ہوا۔ بجلی کے شعبے میں رقوم فرانس سے بھی آئیں جن کا رخ نئے قائم ہونے والے بجلی گھر کی طرف تھا (**شکل 6.21**)۔

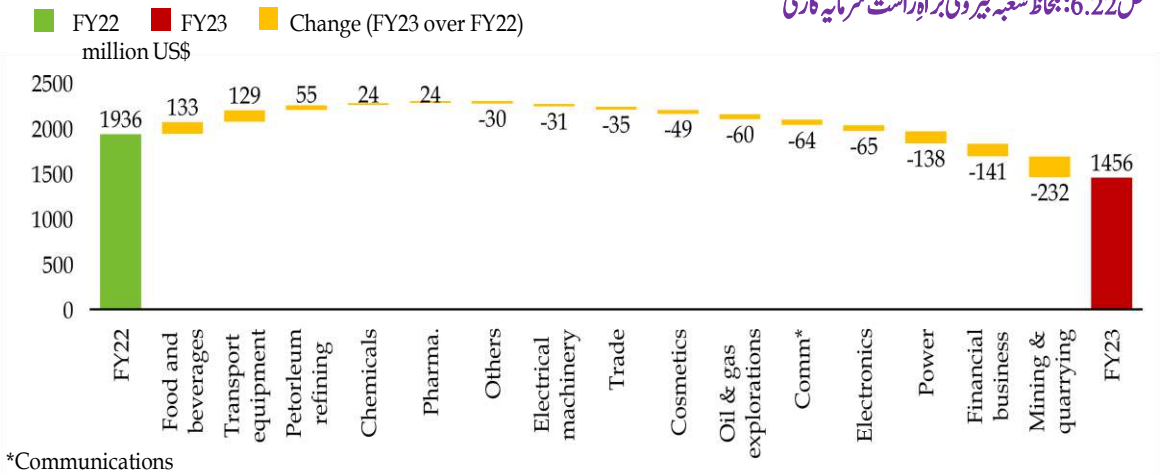
شکل 6.21: بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے رجحانات



*including Hong Kong
†includes 10 EU countries that have invested in Pakistan
Source: State Bank of Pakistan

مالی کاروبار کو 348.8 ملین ڈالر کی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری موصول ہوئی جس میں سے بیشتر بینکاری شعبے کو ملی۔ بعض بینکوں کے غیر ملکی شیئر ہولڈرز

شکل 6.22: بلحاظ شعبہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

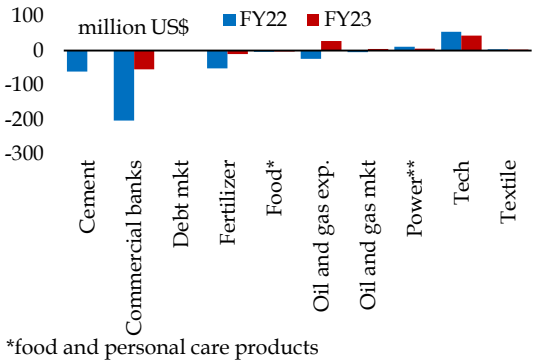


*Communications
Source: State Bank of Pakistan

نے اپنی آمدنی واپس لے جانے کے بجائے دوبارہ سرمایہ کاری کا انتخاب کیا جس کی وجوہات شرحِ مبادلہ کی پست قدر اور زرِ مبادلہ کی رکاوٹیں تھیں۔

جہاں تک بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے اخراج کا سوال ہے تو مالی سال 23ء کے دوران سب سے بڑی کمی کان کنی اور کوہ کنی کے شعبے سے ہوئی۔ اس کے بعد مواصلات، مالی کاروبار اور بجلی کے شعبوں سے اخراج ہوا (**شکل 6.22**)۔ کان کنی اور کوہ کنی سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے اخراج کی وضاحت ریکو ڈیک کیس کے تصفیے سے ہوتی ہے جس کا تنازع حکومت اور ٹیتھیان کاپر لمیٹڈ کے درمیان تھا۔[19]

شکل 6.23: بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کا خالص بہاؤ، بلحاظ شعبہ



*food and personal care products
**power generation and distribution

Source: National Clearing Company of Pakistan, Ltd

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا نمایاں طور پر مجموعی اخراج مواصلات کے شعبے سے بھی ہوا جس کا ایک سبب بھاری کارپوریٹ ٹیکس تھے، جبکہ فی صارف اوسط آمدنی (اے آر پی یو) بہت پست ہونے سے بھی ٹیلی مواصلات کی کمپنیوں کے لیے کمائی کے امکانات متاثر ہوئے۔ پاکستان میں مذکورہ ماہانہ اوسط 0.80 امریکی ڈالر، جبکہ عالمی ماہانہ اوسط 8.26 ڈالر ہے۔[20] مالی سال 23ء کے دوران مواصلاتی شعبے سے سرمایہ کاری کا بیشتر اخراج ناروے کی طرف ہوا، جس کے بعد عرب امارات، ملائشیا اور چین کا نمبر ہے۔

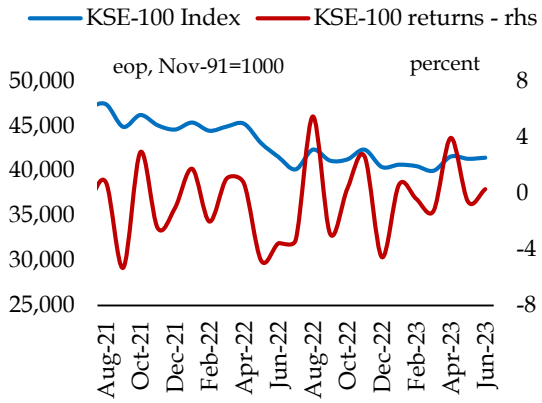
مالی سال 23ء کے دوران تیل و گیس کی تلاش کے شعبے میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد میں گذشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر کمی آئی۔ یہ کمی بنیادی طور پر ہانگ کانگ، اٹلی اور برطانیہ سے ہوئی۔ یہ تخفیف پاکستان میں توانائی کے ناقابلِ تجدید وسائل کی قدرتی کمی کے تناظر میں ہوئی جبکہ تیل و گیس کے نئے ذخائر نسبتاً کم دریافت ہوئے۔[21]

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

مالی سال 23ء کے دوران پاکستان سے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے خالص اخراج خاصا زائد یعنی 1.0 ارب امریکی ڈالر رہا جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں یہ اخراج 79 ملین ڈالر تھا۔ مالی سال 23ء کے دوران تقریباً تمام اخراج دسمبر 2022ء میں عرصیت پوری کرنے والے صکوک بانڈ کی 1.0 ارب ڈالر یکبارگی واپسی (repayment) کی بنا پر ہوا۔ قرضے کے دیگر وثیقہ جات اور ایکویٹی میں رقوم کی آمد تقریباً اتنی ہی رہی اور آمد و اخراج کا معاملہ برابر رہا۔ خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی شعبہ وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن شعبوں سے رقوم کا اخراج ہوا ان میں کمرشل بینک، کھاد، سیمنٹ، خوراک اور ذاتی دیکھ بھال کی مصنوعات شامل ہیں (**شکل 6.23**)۔

شکل 6.24: کے ایس ای-100 اشاریہ



Sources: State Bank of Pakistan and Haver Analytics

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے تحت رقوم کی آمد ملکی اور بیرونی دونوں عوامل سے متاثر ہوئی۔ زائد مہنگائی کے ماحول میں کاروباری اداروں کے منافعوں میں پستی، بڑھتی ہوئی شرح سود اور کرنسی کی قدر میں کمی، بلند آمدنی والی فرموں پر

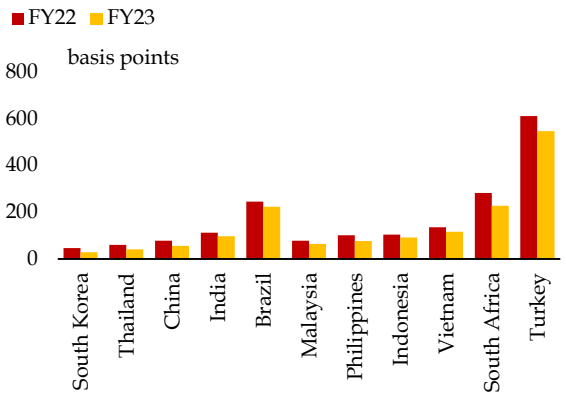
[19] ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی، انویسٹمنٹ پالیسی ہب (www.investmentpolicy.unctad.org/investment-dispute-settlement/cases/463/tethyan-copper-v-pakistan)

[20] جی ایس ایم ایسوسی ایشن، 23/2022

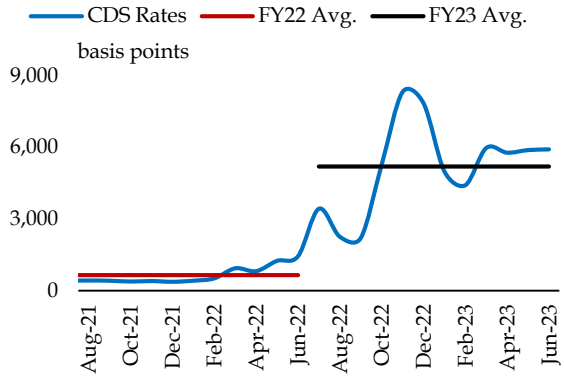
[21] ماخذ: پاکستان انرجی آؤٹ لک رپورٹ، 2021ء تا 2030ء

بیرونی شعبہ

شکل 6.25(الف): اوسط سی ڈی ایس شرحیں



شکل 6.25(ب): پاکستان کی سی ڈی ایس شرحیں



Source: Bloomberg

سپر ٹیکس، آئی ایم ایف پروگرام کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال، اور ملک کی سیاسی حالت وہ اہم عوامل تھے جنہوں نے ایکویٹی مارکیٹ کو دباؤ میں رکھا (**شکل 6.24**)۔[22] بیرونی عوامل میں سب سے نمایاں چیز دنیا بھر میں بلند شرحِ سود تھی جس کی وجہ سے ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ملکوں سے رقوم کا اخراج ہوا اور پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ اس کے علاوہ ایم ایس سی آئی کی جانب سے پاکستان کا درجہ فرنٹیئر مارکیٹ تک کم کرنے، اور مُوڈیز، فچ اور ایس اینڈ پی کی جانب سے کریڈٹ کی ریاستی درجہ بندی میں کمی کی وجہ سے بھی ملک میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد میں کمی واقع ہوئی۔[23]

نیز، 2.0 ارب ڈالر کے بانڈ کا طے شدہ اجرا بھی ملکی اور بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں ناسازگار صورِ حال کی بنا پر شروع نہیں کیا جاسکا۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بلند شرحِ سود، اور ملکی پالیسی کی غیر یقینی کیفیت کے سبب بانڈ کی یافت بڑھ گئی اور پاکستان کے کریڈٹ ڈیفالٹ سواپ (سی ڈی ایس) ریٹس میں اضافہ ہوا۔ سی ڈی ایس ریٹس ریکارڈ بلندی تک جا پہنچے، جو دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھے (**شکل 6.25 الف اور ب**)۔

مالی سال 23ء کے دوران روشن ڈجیٹل اکاؤنٹس سے بھی رقوم کا انخلا ہوا، اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس (این پی سی) کے روایتی اور اسلامی دونوں ورژن میں سرمایہ کاری میں کمی آئی۔ اس کا بنیادی سبب ملکی غیر یقینی کیفیت اور بلند کنٹری رسک تھا (**شکل 6.26**)۔ این پی سی پر منافع میں اضافے کے باوجود ایسا ہوا۔

زرِ مبادلہ قرضے اور واجبات

مالی سال 23ء کے دوران زرِ مبادلہ قرضوں کے خالص اخراج کی مالیت 2.1 ارب ڈالر رہی جبکہ گذشتہ سال کے دوران 12.2 ارب ڈالر کی خالص آمد ہوئی تھی۔ دورانِ سال زرِ مبادلہ قرضوں کا اجرا 10.7 ارب ڈالر ہوا جو تخمینہ شدہ 22.7 ارب ڈالر کا 47 فیصد بنتا ہے۔ جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 15.2 ارب ڈالر کے قرضے ملے تھے (**شکل 6.27**)۔[24] اجرا کی تکمیل میں ہونے والی اس کمی کا بنیادی سبب ای ایف ایف کے تحت آئی ایم ایف کی قسط کے اجرا میں تاخیر تھی، جس کا اثر دیگر کثیر طرفہ اور دو طرفہ قرض دہندگان سے آنے والی رقوم پر بھی پڑا۔

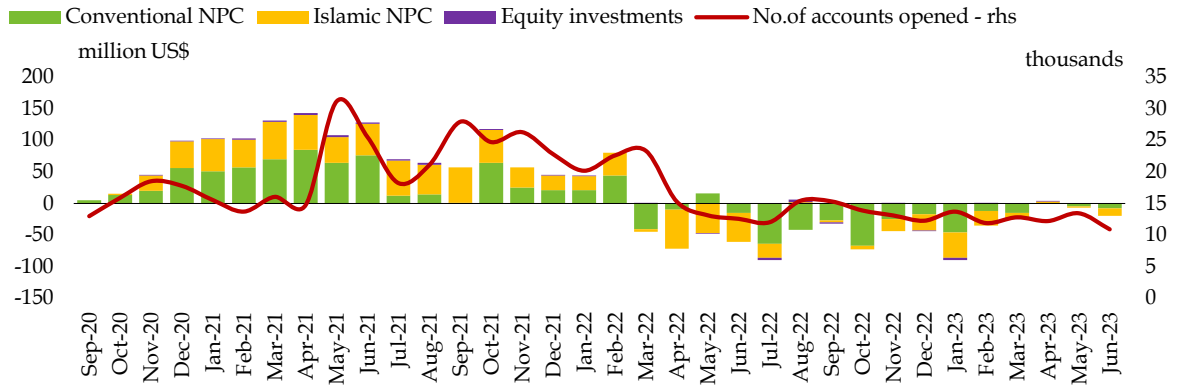
کثیر طرفہ فریقوں سے آنے والے قرضے کی رقوم میں ایشیائی ترقیاتی بینک نمایاں رہا جس کے Building Resilience with Active

[22] مالی استحکام کا جائزہ، بینک دولت پاکستان، 2022ء

[23] بالترتیب رائٹر، بلومبرگ اور فچ کی طرف سے درجہ بندیاں (www.reuters.com/markets/asia/moodys-slashes-pakistans-rating-amid-payment-crisis-2023-02-28/، www.bloomberg.com/news/articles/2022-12-22/pakistan-downgraded-by-s-p-as-fiscal-economic-outlook-worsens، www.fitchratings.com/research/sovereigns/fitch-downgrades-pakistan-to-ccc-14-02-2023#:~:text=Fitch%20Ratings%20%2D%20Hong%20Kong%20%2D%2014,of%20'CCC%2B'%20or%20below)

[24] ماخذ: بیرونی اقتصادی امداد کے ماہانہ اجرا کی رپورٹ، جون 2023ء-اقتصادی امور ڈویژن

شکل 6.26: روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ کا بہاؤ

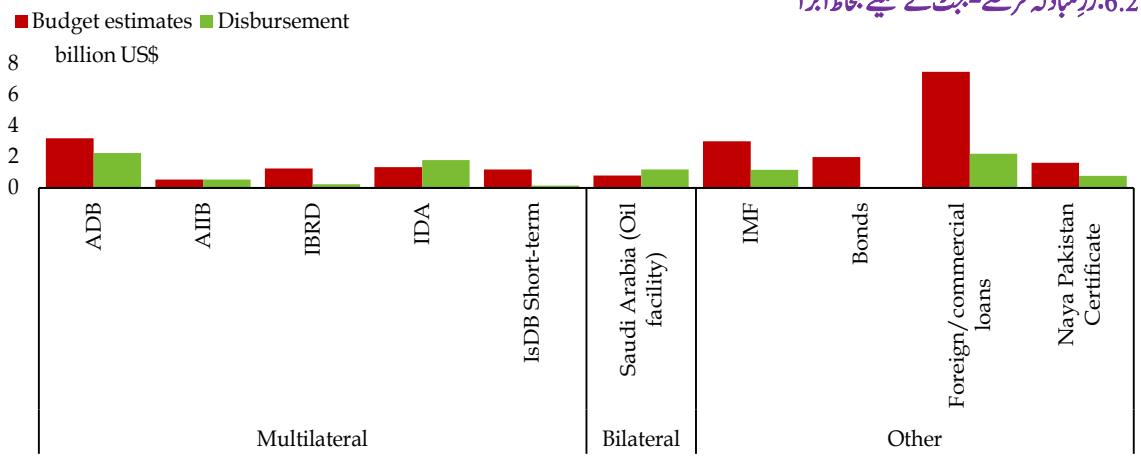


Source: State Bank of Pakistan

Countercyclical Expenditures پروگرام کے تحت رقوم ملیں۔ اس پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں اقتصادی افراتفری کے ذیلی اثرات کم کرنے کے لیے سماجی تحفظ کے اقدامات، کاروبار کے لیے اضافی معاونت، اور غذائی تحفظ کے لیے کوششیں کی جائیں۔[25] مالی سال 23ء کے دوران اس پروگرام کے 2.05 ارب ڈالر کی پوری رقم تقسیم کی گئی۔ ایشیائی ترقیاتی بینک سے آنے والی رقوم میں سماجی تحفظ کے مربوط ترقیاتی منصوبے (Integrated Social Protection Development Project) کی موصولہ رقوم بھی شامل ہیں تاکہ 'احساس' پروگرام کے ترجیحی مقاصد پر عملدرآمد میں حکومت کی کوششوں میں تعاون کیا جائے۔[26]

دو طرفہ قرضوں میں سب سے بڑی بیرونی رقم سعودی عرب سے تیل کی سہولت کی صورت میں 1.2 ارب ڈالر مالیت کی تھی۔ یہ سہولت 'سعودی مصنوعات (پٹرول) کے درآمدی منصوبے' اور تیل کی مصنوعات کی درآمد کے لیے سعودی فنڈ برائے ترقی (ایس ایف ڈی) کے تحت ملی۔[27] آنے والی دیگر رقوم میں 2.2 ارب ڈالر کے بیرونی تجارتی قرضے اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کے تحت 1.2 ارب ڈالر کا اجرا شامل تھا۔ تاہم ابتدا میں ایک اور طے شدہ قسط مالی سال 23ء کے دوران جاری ہونی تھی لیکن پاکستان میں جاری اقتصادی و سیاسی غیر یقینی کیفیت کے باعث اس میں تاخیر ہوئی۔ بہرحال جن چیزوں نے زرِمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ کو تھوڑا کم کیا ان میں 7.0

شکل 6.27: زرِمبادلہ قرضے-بجٹ کے تخمینے بلحاظ اجرا



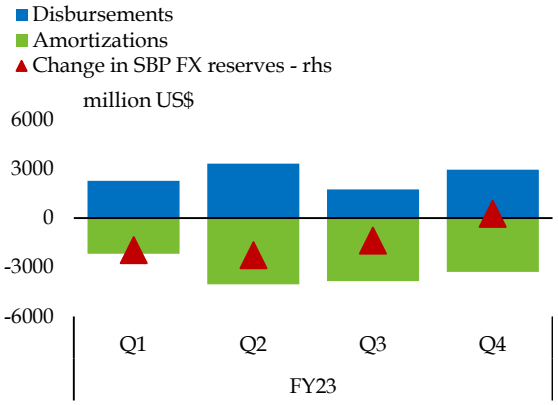
Source: Economic Affairs Division

[25] Building Resilience with Active Countercyclical Expenditures Program, Asian Development Bank (www.adb.org/projects/56148-001/main)

[26] Integrated Social Protection Development Program, Asian Development Program, Asian Development Bank (www.adb.org/projects/45233-007/main)

[27] سعودی فنڈ برائے ترقی، اقوام متحدہ کا ترقیاتی پروگرام (www.undp.org/pakistan/saudi-fund-development)

شکل 6.28: اجرا، قسط وار واپسی اور زرِ مبادلہ کے ذخائر



Source: State Bank of Pakistan

ارب ڈالر کے قرضوں کا اجرائے ثانی (چین سے 4.0 ارب ڈالر اور سعودی عرب سے 3.0 ارب ڈالر) کے ساتھ ساتھ چین کے 1.3 ارب ڈالر تجارتی قرضے کی ری فنانسنگ شامل تھی۔

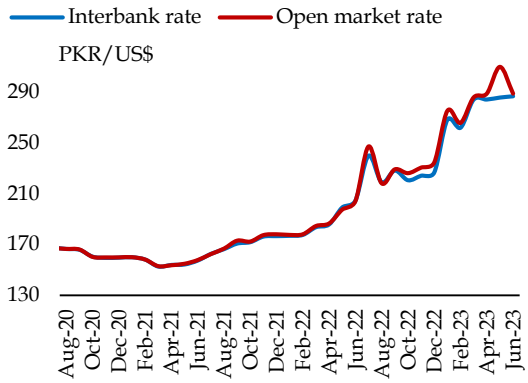
عالمی بینک سے آنے والی رقوم میں آئی بی آر ڈی سے 249 ملین ڈالر اور عالمی بینک کی بین الاقوامی ترقیاتی تنظیم (آئی ڈی اے) سے 1.8 ارب ڈالر شامل ہیں۔ آئی ڈی اے سے آنے والی بیشتر رقوم کو بی آئی ایس پی کے سلسلے میں Crisis Resilient Social Protection پروگرام کے لیے تقسیم کیا گیا۔ کچھ رقوم (161 ملین ڈالر) سیلاب سے پیشگی خبردار کرنے کا نظام مستحکم کرنے کے لیے محکمہ موسمیات کو دی گئیں، جبکہ 143 ملین ڈالر سندھ فلڈ ایمرجنسی پروگرام کو دیے گئے۔ مالی سال 23ء کے دوران اسلامی ترقیاتی بینک سے (طویل مدتی اور قلیل مدتی دونوں طرح کا) 161 ملین ڈالر کا قلیل مدتی قرضہ موصول ہوا۔

مالی سال 23ء میں باضابطہ قرضوں کی قسط وار واپسی کی مالیت 11.7 ارب ڈالر تھی جو گذشتہ سال 9.5 ارب ڈالر تھی۔ قسط وار واپسی کی بیشتر رقم حکومت کی طرف سے لیے گئے طویل مدتی قرضوں کی تھی، جن کی مالیت 10.4 ارب ڈالر تھی۔ قلیل مدتی قرضوں کی قسط وار واپسی مجموعی طور پر 1.3 ارب ڈالر رہی۔

6.3 شرحِ مبادلہ اور ذخائر

پاکستان کے زرِ مبادلہ (foreign exchange) ذخائر مالی سال 23ء میں مسلسل دوسرے سال کم ہوئے۔ دورانِ سال اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ ذخائر میں مجموعی طور پر 5.3 ارب ڈالر کمی آئی جس کے اسباب مقررہ ادائیگیوں کا بلند رہنا، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں تخفیف، قرضہ تمسکات اور ایکویٹی تمسکات سے خالص اخراج، اور قرضے کا تخمینے سے کم اجرا ہیں۔ دوسری طرف، کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 920 ملین ڈالر کمی آئی جس کی اہم وجوہات تجارتی مالکاری کے تحت رقوم کا اخراج، جو گذشتہ سال سے کم رہا، اور ایف ای-25 ڈپازٹس کی تقلیل ہے۔[28]

شکل 6.29: شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ



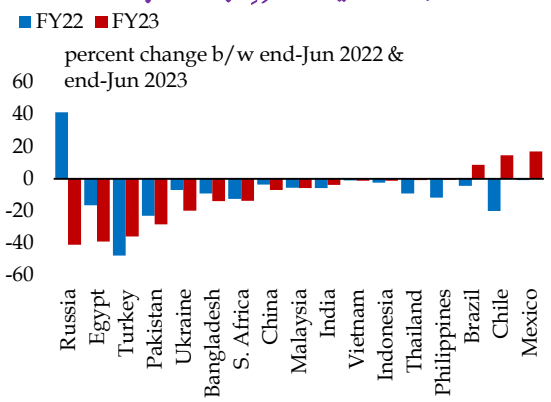
Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 23ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر میں 2.0 ارب ڈالر کمی آئی جس کی اہم وجہ 2.2 ارب ڈالر کے قرضوں کی قسط وار واپسی تھی۔ آئی ایم ایف کے ای ایف ایف کے تحت 7 ویں اور 8 ویں جائزے کی تکمیل کے بعد 1.2 ارب ڈالر کی جو قسط ملی، اور دیگر کثیر طرفہ اور دوطرفہ رقوم کی آمد کے تحت جو 1.1 ارب ڈالر ملے، وہ اس واپسی کی وجہ سے مکمل طور پر زائل ہوگئے۔ مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مالی رقوم کی آمد اگرچہ طویل مدتی قرضوں کی بنا پر بڑھی، تاہم سہ ماہی قسط وار ادائیگی 4.0 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلندی تک جا پہنچی (بشمول تجارتی قرضوں کے تحت 2.3 ارب ڈالر کی واپسی اور صکوک بانڈ کے تحت 1.0 ارب ڈالر کی واپسی)، چنانچہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر آخر دسمبر 2022ء تک مزید 2.3 ارب ڈالر کمی سے 5.6 ارب ڈالر رہ گئے۔ مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قسط وار واپسی 3.8 ارب ڈالر کی ہوئی جبکہ باضابطہ رقوم کی آمد معمولی (1.7 ارب ڈالر) رہی۔ مالی سال 23ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران کثیر طرفہ رقوم اور تجارتی قرضوں کی آمد میں کچھ اضافہ ہوا، نیز قسط وار واپسی پہلے سے کچھ کم

[28] مالی سال 23ء کے دوران ایف ای-25 ڈپازٹس میں 718 ملین ڈالر کمی آئی۔

ہوئی جس سے اسٹیٹ بینک کے مسلسل گرتے ہوئے سیال زرِ مبادلہ ذخائر سنبھلے اور وہ مسلسل چھ سہ ماہی گرنے کے بعد 259 ملین ڈالر بڑھ گئے (**شکل 6.28**)۔

شکل 6.30: ابھرتی ہوئی منڈیوں میں شرحِ مبادلہ کا اتار چڑھاؤ



Source: Haver Analytics

بیرونی کھاتوں کے دباؤ، داخلی سیاسی غیر یقینی صورت حال اور امریکی ڈالر کے اشاریے کی مسلسل مضبوطی کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 28.5 فیصد کم ہوگئی۔ مالی سال کی صرف دوسری سہ ماہی کے دوران روپے کی قدر میں 0.6 فیصد سہ ماہی بہ سہ ماہی اضافے کے سِوا[29] سال بھر روپے پر دباؤ رہا۔ بیرونی دباؤ کے تسلسل اور شرح مبادلہ میں منسلکہ اتار چڑھاؤ کے نتیجے میں مالی سال 23ء کے دوران بین البینک اور اوپن مارکیٹ شرح مبادلہ کے درمیان تفاوت بھی بڑھ گیا۔ بین البینک ریٹ سے اوپن مارکیٹ ریٹ کا انحراف، خاص طور پر جو مالی سال 23ء کی دوسری اور چوتھی سہ ماہی کے دوران ہوا وہ دراصل موجودہ معاشی غیر یقینی، خاص طور پر آئی ایم ایف پروگرام سے متعلق صورت حال کی عکاسی کرتا ہے (**شکل 6.29**)۔ اس کے علاوہ چوتھی سہ ماہی میں زرِ مبادلہ کی طلب بڑھانے میں کچھ موسمی (seasonal) عوامل بھی شامل تھے۔ سیاحت سے متعلق معمول کے سفر کے علاوہ، اس سال حج پر جانے والے پاکستانیوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا گیا، کیونکہ سعودی حکومت نے وبا کے بعد پہلی بار مکمل کوٹا کی اجازت دی۔

مختلف ملکوں کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 23ء میں میکسیکو، چلی اور برازیل جیسے لاطینی امریکہ کے چند ممالک کو چھوڑ کر بہت سی ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں کی قدر امریکی ڈالر کے مقابلے میں گری (**شکل 6.30**)۔ ان کرنسیوں کی قدر گرنے کا بڑا سبب امریکی ڈالر کا استحکام تھا، جو امریکہ کی زری سختی اور سرمایہ کاروں میں امریکی تمسکات کی طلب سے آیا، چنانچہ ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ملکوں سے سرمائے کا اخراج ہوا۔[30]

اس عرصے کے دوران لاطینی امریکہ اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک میں نامیہ مؤثر شرح مبادلہ میں اضافہ ہوا، جبکہ پاکستان ان ابھرتی ہوئی منڈیوں میں شامل تھا جہاں نامیہ مؤثر شرح مبادلہ نسبتی اشاریہ قیمت (آر پی آئی) میں اضافے سے کہیں زیادہ گری۔ نامیہ مؤثر شرح مبادلہ میں پاکستان کی 26.3 فیصد کمی کا تعلق اس کے حریفوں کی شرح میں اضافے (جیسے ویتنام کے معاملے میں) یا نسبتاً کم کمی (جیسے بھارت اور چین کے معاملے میں) سے بھی ہے۔ مزید برآں، ان حریف ممالک میں مہنگائی نسبتاً کم ہونے کی وجہ سے، پاکستان کے نسبتی اشاریہ قیمت میں سال کے دوران 18.8 فیصد اضافہ ہوا، جس نے ملک کی مسابقت کے نقطہ نظر سے بڑی نامیہ کمی کے اثرات گھٹا دیے۔ چنانچہ مالی سال 23ء کے دوران حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں کمی صرف 7.5 فیصد تک محدود رہی (**شکل 6.31**)، جس نے دیگر عوامل کے ساتھ تجارتی خسارہ کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

6.4 تجارتی کھاتہ[31]

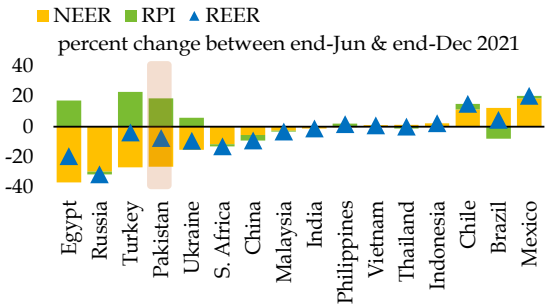
مالی سال 23ء میں پاکستان کا (اشیا کا) تجارتی خسارہ 42.9 فیصد کمی سے 27.6 ارب ڈالر ہوگیا جو گذشتہ سال 48.4 ارب ڈالر تھا (**شکل 6.32**)۔ تجارتی توازن میں یہ نمایاں بہتری درآمدات میں وسیع البنیاد کمی سے آئی جس کی وجہ زرِ مبادلہ کی رکاوٹیں، اور ان کے نتیجے میں حکومت اور اسٹیٹ بینک کے ملکی طلب پر قابو پانے اور زرِ مبادلہ میں کمی کو روکنے کے لیے پالیسی اور انتظامی اقدامات ہیں۔ برآمدات بھی عالمی اور ملکی عوامل کی وجہ سے گریں تاہم درآمدات کی نسبت ان میں کمی نسبتاً سست رفتار سے ہوئی (**جدول 6.4**)۔

[29] مالی سال 23ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کثیر فریقی رقوم کی آمد میں عارضی اضافے کے علاوہ سہ ماہی بہ سہ ماہی درآمدات بھی 19 فیصد کم ہوگئیں جو مالی سال 09ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سب سے بڑی تخفیف ہے۔ اس کی بنیادی وجہ درآمدات گھٹانے کے لیے گذشتہ مہینوں میں کیے گئے اقدامات ہیں۔

[30] Obstfeld, Maurice and H. Zhou. (2022). "The Global Dollar Cycle.', Brookings Papers on Economic Activity, Fall. 361-427.

[31] یہ سیکشن پی بی ایس کی جانب سے رپورٹ کردہ کسٹم ڈیٹا پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں موجود معلومات ادائیگیوں کے ریکارڈ کے ڈیٹا سے میل نہیں کھاتی، جو **سیکشن 6.2** میں درج کیا گیا ہے۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے، ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح میں دیکھیے۔

شکل 6.3.1: ابھرتی ہوئی اہم منڈیوں کی حقیقی موثر شرحِ مبادلہ میں م س 23ء کے دوران فرق*



*JP Morgan effective exchange rates (deflated by CPI)
Source: Haver Analytics

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے بیرونی کھاتوں میں اس وقت تک استحکام نہیں آسکتا جب تک طویل مدتی طور پر برآمدات میں وسیع البنیاد اور پائیدار اضافہ نہ ہو اور اس طرح پائیدار تجارتی توازن حاصل نہ کر لیا جائے۔ اس کے لیے اشیا سازی اور زراعت کے شعبوں میں ان اہم ساختی مسائل کو حل کرنا ہوگا جن میں کم ہنر مند انسانی وسائل، روایتی طریقوں کا استعمال، اور برآمدات کی محدود منڈیاں شامل ہیں۔ نیز، یورپی یونین کی مارکیٹ میں جی ایس پی پلس کا درجہ برقرار رکھنا بھی برآمدی شعبے کے لیے اہم ہے، کیونکہ اس درجے کے تحت یورپی یونین کو پاکستان کی برآمدات پر ترجیحی درآمدی محصول عائد ہوتا ہے جس کی بنا پر اس درجے سے محروم ملکوں کی ٹیکسٹائل برآمد کنندگان پر پاکستان کو مسابقتی فائدہ ہوتا ہے (**باکس 6.3**)۔

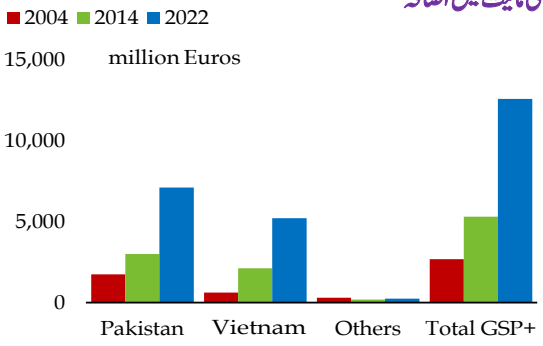
باکس 6.3: جی ایس پی پلس کے درجے کے تحت پاکستان کی ٹیکسٹائل کی برآمدی کارکردگی

'جی ایس پی پلس' یورپی یونین کی جنرلائزڈ اسکیم آف پریفرنسز (جی ایس پی) کے تحت ایک خصوصی ترغیبی انتظام ہے۔ 'جی ایس پی پلس' کا آغاز 2014ء میں کیا گیا تھا، اس کا مقصد کمزور پست اور پست متوسط آمدنی والی معیشتوں کو اضافی تجارتی فوائد فراہم کرنا تھا، خاص طور پر پائیدار ترقی، عمدہ نظم ونسق، غربت کے خاتمے اور عالمی معیشت میں شرکت ان کے لیے آسان بنانا اس کا مقصد تھا تاہم، ملنے والے فوائد اس بات سے مشروط تھے کہ وہ انسانی حقوق، مزدوروں کے حقوق، تحفظِ ماحولیات، ماحول کی تبدیلی، اور عمدہ نظم ونسق سے متعلق 27 بنیادی بین الاقوامی روایات (کنونشن) کی سختی سے تعمیل کریں۔

جی ایس پی پلس پروگرام اہل ممالک کو دستیاب ٹیرف لائنز کے تحت یورپی یونین کی مارکیٹ تک ڈیوٹی فری رسائی دیتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت جی ایس پی پلس سے مستفید ہونے والے پاکستان سمیت چھ دیگر رکن ممالک کے لیے یورپی یونین کی اکثر ٹیرف لائنز پر درآمدی ڈیوٹی کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

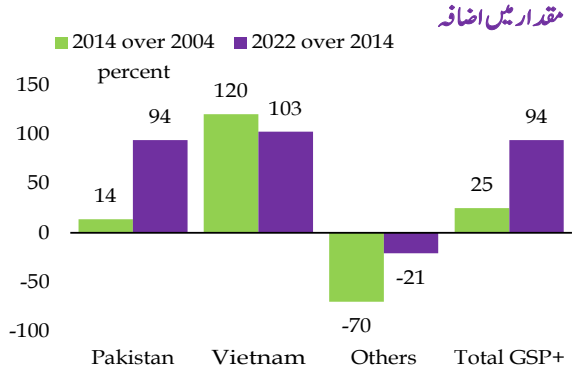
اس انتظام کے آغاز کے بعد سے پاکستان جی ایس پی پلس سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ملکوں میں سے ایک ہے، اور اِس وقت یہ ان چھ ایشیائی ممالک میں سے ایک ہے جنہیں یہ خصوصی درجہ دیا گیا ہے۔ ان تمام ملکوں کا موجودہ جی ایس پی پلس درجہ دسمبر 2023ء تک موثر ہے۔ اس ترجیحی اسکیم سے دوبارہ استفادہ لینے کے لیے یورپی یونین کو نسل سے منظوری درکار ہوگی۔[32] اس باکس میں جی ایس پی پلس درجے کے تحت پاکستان کی تجارتی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے اور ملکی برآمدات بالخصوص ٹیکسٹائل برآمدات کو فروغ دینے میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جی ایس پی پلس کے تحت ترجیحی شرحوں سے یورپی یونین کے ساتھ پاکستان کے تجارتی تعلقات کو فروغ ملا ہے، جس سے ملبوسات اور کپڑے، گھریلو ٹیکسٹائل، کپڑے اور دھاگے، غذائی مصنوعات، چمڑے کے ملبوسات اور آلاتِ جراحی،

شکل 6.3.1(الف): جی ایس پی پلس والے ملکوں کی ٹیکسٹائل برآمدات کی مالیت میں اضافہ



Source: Eurostats

شکل 6.3.1(ب): جی ایس پی پلس والے ملکوں کی ٹیکسٹائل برآمدات کی مقدار میں اضافہ



Source: Eurostats

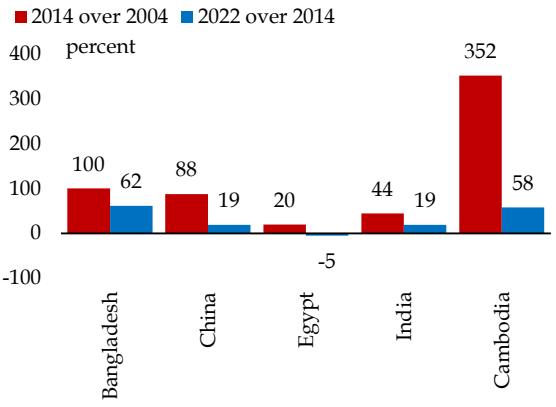
[32] ماسوائے ویت نام کے، جس کی مدت جنوری 2023ء میں ختم ہوئی۔

وغیرہ جیسی 66 فیصد برآمدی مصنوعات کے زمروں کی ڈیوٹی فری رسائی ممکن ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ یورپی یونین کو پاکستان کی موجودہ برآمدات کا 78 فیصد سے زائد جی ایس پی پلس میں دی گئی ترجیحی درآمدی محصولات کے تحت ہوتا ہے۔ اس درجے کے تحت ملنے والے سازگار ماحول کے پیش نظر یورپی یونین کی مارکیٹ حالیہ برسوں میں پاکستان کی سب سے اہم برآمدی منزل کے طور پر ابھری ہے، خصوصاً ٹیکسٹائل اور ملبوسات کے لیے، اور عالمی سطح پر ہماری ٹیکسٹائل شعبے کی مجموعی برآمدات کا 20 فیصد یورپی یونین کو جاتا ہے، جس کی مالیت تقریباً 7 ارب یورو ہے۔[33]

یورپی یونین کو ٹیکسٹائل برآمدات 2014ء میں 3.0 ارب یورو تھی جو 2022ء میں دگنی سے زائد بڑھ کر 7.1 ارب یورو ہوگئی۔ یہ اس عرصے میں 94.0 فیصد کا زبردست اضافہ ہے (**شکل 6.3.1 الف**)۔ جی ایس پی پلس میں شمولیت سے قبل یعنی 2004ء سے 2014ء تک کی شرح نمو دیکھی جائے تو اس کے مقابلے میں جی ایس پی پلس کا درجہ ملنے کے بعد پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کے حجم میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے (**شکل 6.3.1 ب**)۔ مطلق طور پر دیکھا جائے تو دس سال کے عرصے میں 2022ء تک برآمدی حجم تقریباً دوگنا ہوگیا۔ دوسری جانب، اس عرصے کے دوران پاکستان نے عام ممالک کو جو ٹیکسٹائل برآمد کی اس کے حجم میں اضافہ جی ایس پی پلس ممالک سے نسبتاً سست رفتار رہا (**شکل 6.3.2**)۔

یورپی یونین کی جانب سے رکن ممالک کے جی ایس پی پلس درجے کی وقتاً فوقتاً تجدید کی جاتی ہے جس کا انحصار 27 بنیادی بین الاقوامی روایات (کنونشن) پر تسلی بخش عمل درآمد کی تصدیق پر ہے۔ استفادہ کرنے والے تمام ملکوں کا موجودہ جی ایس پی پلس درجہ دسمبر 2023ء تک مؤثر ہے۔ اس ترجیحی اسکیم کی تجدید یورپی یونین کی منظوری سے مشروط ہے۔ لہٰذا پاکستان کے لیے اس رعایتی درجے کو جاری رکھنے کی خاطر ضروری ہے کہ وہ 27 بنیادی روایات کی تعمیل کے ساتھ ساتھ ان اضافی تقاضوں کو پورا کرے جو ماحولیاتی تحفظ اور آب و ہوا کی تبدیلی، جسمانی طور پر معذور افراد کو روزگار تک رسائی اور بچہ مزدوری کے خاتمے سے متعلق ہیں۔

شکل 6.3.2: نان جی ایس پی پلس حریف ملکوں کی برآمدات کی مقدار میں اضافہ

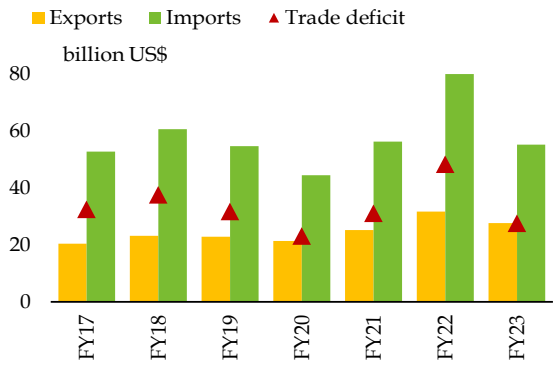


Source: Eurostats

برآمدات

پاکستان کی مصنوعات کی برآمدات پہلی بار مالی سال 22ء میں 30 ارب ڈالر کا سنگِ میل عبور کر گئی تھیں تاہم مالی سال 23ء کے دوران یہ 12.7 فیصد سکڑ کر 27.7 ارب ڈالر رہ گئیں۔ یہ سکڑاؤ طلب اور رسد دونوں عوامل کا نتیجہ تھا، کیونکہ پیداواری لاگت بڑھ گئی تھی، خام مال کی قلت تھی، سیلابوں کی بنا پر تعطل موجود تھا، زری سختی کے ماحول میں عالمی سطح پر معاشی سرگرمیوں میں سست روی تھی۔ علاوہ ازیں، زیرِ جائزہ عرصے میں پاکستانی روپے کی قدر گر رہی تھی چنانچہ برآمد کنندگان کو اپنے نرخوں کو ازسرِنو متعین کرنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملبوسات کے برآمد کنندگان زیادہ آرڈر حاصل کر کے اپنے نقصانات کو پورا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ نان ٹیکسٹائل برآمدات 9.8 فیصد گر گئیں (**شکل 6.33**)۔ بحیثیتِ مجموعی حجم اور اکائی قیمتیں دونوں اشیا کی پست برآمدات کا سبب بنے۔

شکل 6.32: تجارتی کھاتہ



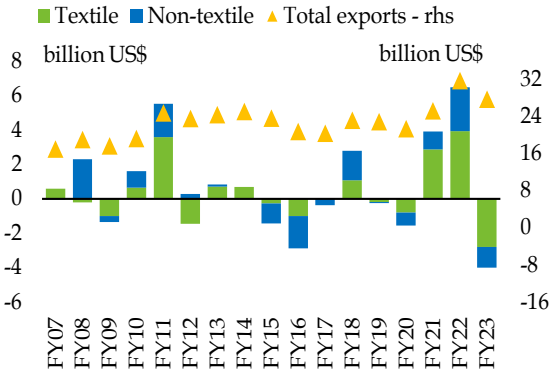
Source: Pakistan Bureau of Statistics

سال کے دوران مجموعی برآمدات میں کمی کے رجحان کو جن چیزوں نے تقویت دی ان میں اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کی شرح سود کو پالیسی ریٹ سے منسلک کرنا، کپاس کی پیداوار میں کمی اور قرضوں کی لاگت میں اضافہ شامل ہے، چنانچہ ٹیکسٹائل کے شعبے میں سست

[33] یورپی کمیشن: پاکستان کے ساتھ یورپی یونین کے تجارتی تعلقات۔ حقائق، اعداد و شمار اور تازہ ترین پیش رفت۔ (policy.trade.ec.europa.eu/eu-trade-relationships-country-and-region/countries-and-regions/pakistan_en)

روی آئی۔ دوسری طرف، اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کے نتیجے میں برآمد کنندگان کے لیے اکائی قدر کم ہوگئی (**شکل 6.34**)۔ برآمدی منزلوں کے لحاظ سے برآمدات میں کمی امریکہ، یورپی یونین، چین اور بنگلہ دیش سمیت تمام روایتی منڈیوں میں نمایاں تھی۔

شکل 6.33: پاکستانی مصنوعات کی برآمدات اور ٹیکسٹائل اور نان ٹیکسٹائل برآمدات میں سال بسال فرق



Source: Pakistan Bureau of Statistics

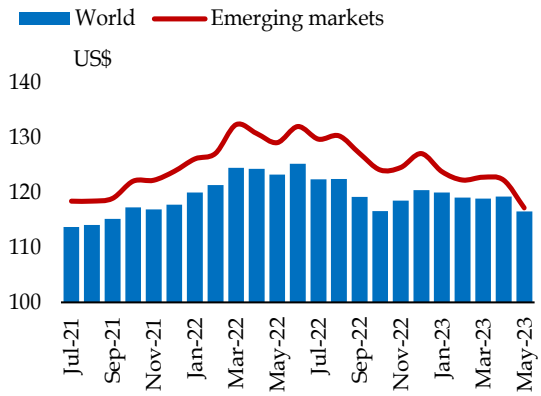
ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 23ء کے دوران ٹیکسٹائل برآمدات 14.6 فیصد کمی سے 16.5 ارب ڈالر رہ گئیں جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 19.3 ارب ڈالر کی ٹیکسٹائل برآمدات ہوئی تھیں۔ اس طرح مجموعی برآمدات میں یہ تقریباً 70 فیصد کمی کا باعث بنیں۔ یہ کمی وسیع البنیاد تھی کیونکہ تمام ہی اہم زمروں کی برآمد گذشتہ سال کی نسبت نمایاں طور پر کم ہوئی بشمول ملبوسات (ہوزری اور بنے بنائے گارمنٹس)، ہوم ٹیکسٹائل (بستر کی چادریں اور تولیے)، اور ٹیکسٹائل کی دیگر مصنوعات (جن میں واشنگ اور ڈش کلاتھ، پردے، میز پوش جیسی چیزیں شامل ہیں) (**جدول 6.5**)۔ تمام اہم زمروں کی ٹیکسٹائل برآمدات پست رہنے میں نرخوں اور حجم دونوں کا اثر کارفرما تھا، ماسوائے ملبوسات والے کپڑے کے جس کے حجم میں بحیثیتِ مجموعی اضافہ دیکھا گیا۔ جہاں تک ملبوسات کا تعلق ہے تو چین سے آنے والے سامان کی نقل و حمل میں کووڈ کی بنا پر تعطل پڑا چنانچہ برآمدی آرڈر خصوصاً یورپی یونین اور امریکہ کے برآمدی آرڈر متبادل ملکوں، بشمول پاکستان کو مل گئے (**شکل 6.35** الف اور ب)۔[34]

حجم کے اثرات

مالی سال 23ء کے دوران ملبوسات کے سوا تمام زمروں میں پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کا حجم تیزی سے کم ہوا۔ اس میں طلب اور رسد دونوں طرح کے عوامل کارفرما تھے۔ طلب کے پہلو سے، تمام روایتی منڈیوں میں سست روی تھی جس نے بیرونی طلب کو بری طرح متاثر کیا، چنانچہ برآمدی حجم میں کمی واقع ہوئی (**شکل 6.36**)۔ رسد کے پہلو سے، خام مال کی مقامی قیمتوں میں اضافے، توانائی کے بھاری نرخوں اور مالکاری کے زائد اخراجات نے مجموعی پیداواری لاگت بڑھا دی جس سے ٹیکسٹائل کے شعبے کو گذشتہ سال جیسی نمو کی رفتار کو جاری رکھنا دشوار ہوگیا۔ مزید برآں، سیلاب کی بنا پر فصلوں کو نقصانات ہوئے، خاص طور پر کپاس کو، چنانچہ ٹیکسٹائل کے شعبے کو کپاس جیسے بنیادی خام مال کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑا (**شکل 6.37**)۔

شکل 6.34: ابھرتی ہوئی معیشتوں سے برآمدات کی اکائی مالیت



Source: CBP World Trade Monitor

[34] چین سے امریکہ کو ملبوسات کی درآمدات میں گذشتہ سال کی نسبت 2022ء میں 2.4 فیصد کمی واقع ہوئی۔ جبکہ اسی عرصے میں باقی دنیا سے بھیجی گئی شپمنٹ میں اضافہ ہوا۔ ماخذ: ایمبر جنگ ٹیکسٹائلز

جدول 6.4: توازنِ تجارت

ملین ڈالر

	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	سال بسال فرق	
			مطلق	فیصد
تجارتی توازن	**-48,354.1**	**-27,595.0**	**-20,759.1**	**-42.8**
برآمدات	**31,782.2**	**27,734.9**	**-4,047.3**	**-12.6**
ٹیکسٹائل، جس میں سے	19,329.9	16,501.8	-2,828.1	-14.6
ملبوسات	9,025.7	7,928.7	-1,097.0	-12.2
گھریلو ٹیکسٹائل	4,404.2	3,691.2	-713.0	-16.2
سوتی دھاگہ	1,206.8	844.3	-362.5	-30.0
نان ٹیکسٹائل، جس میں سے	12,452.1	11,233.1	-1,219.0	-9.7
چاول	2,512.8	2,149.1	-363.7	-14.5
کھیلوں کا سامان	364.9	404.8	39.9	10.9
درآمدات	**80,136.3**	**55,329.8**	**-24,707.5**	**-31.0**
توانائی	23,318.4	17,014.6	-6,304.2	-36.8
غیر توانائی، جس میں سے	56,817.6	38,315.2	-18,502.2	-32.6
پام آئل	3,549.3	3,640.7	91.4	2.6
مشینری	10,920.4	5,807.9	-5,112.5	-46.8
ٹرانسپورٹ	4,453.5	1,758.2	-2,695.3	-60.5

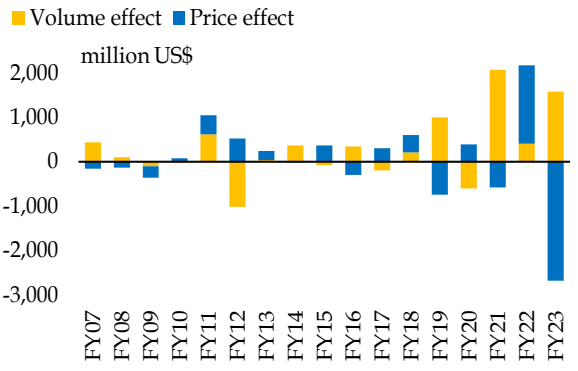
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 23ء کے دوران ٹیکسٹائل میں ملبوسات کا برآمدی حجم 17.5 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال 3.0 فیصد بڑھا تھا۔ اس سال حجم میں اضافے کی اہم وجہ چین کے برآمدی آرڈرز کی دوسرے ملکوں بشمول پاکستان کی طرف منتقلی تھی۔ دریں اثنا پاکستانی روپے کی قدر گرنے سے برآمد کنندگان کے لیے گنجائش پیدا ہوئی کہ وہ قیمتیں گرا کر روپے میں اپنا منافع کم کریں تاکہ بھاری آرڈرز کی تعمیل کر کے فائدہ اٹھائیں (**شکل 6.38 الف**)۔

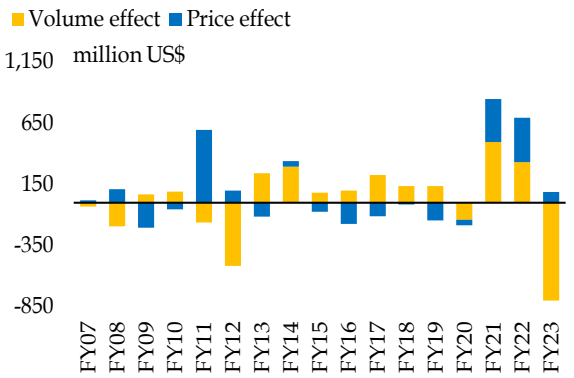
قیمت کے اثرات

مالی سال 23ء کے دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی آنا شروع ہوگئی۔ بنیادی طور پر سپلائی چین اور لاجسٹک سرگرمیوں کے معمول کی طرف واپسی

شکل 6.35 (الف): ملبوسات کی برآمدات میں سال بسال فرق کی تفصیل



شکل 6.35 (ب): گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں سال بسال فرق کی تفصیل



Note: Sum of volume effect & price effect equals change during a given year
Source: Pakistan Bureau of Statistics

کی وجہ سے ایسا ہوا۔ خاص طور پر، گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 23ء کے دوران کپاس کی بین الاقوامی قیمتوں میں 40 فیصد نمایاں کمی آئی، اس سے پیداواری لاگت کم ہوئی اور کپاس سے بنے ملبوسات کی برآمدی قیمتوں میں عالمی سطح پر اثرات ظاہر ہوئے (**شکل 6.38ب**)۔

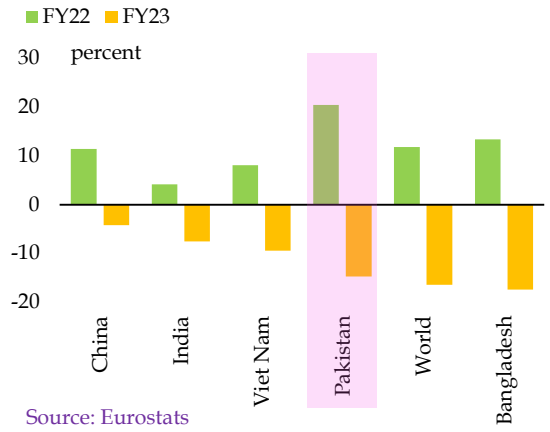
نان ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی کی وجہ پست برآمدی حجم تھا

نان ٹیکسٹائل برآمدات مالی سال 23ء کے دوران 9.8 فیصد کمی سے 11.2 ارب ڈالر رہ گئیں جبکہ گذشتہ سال یہ 12.5 ارب ڈالر تھیں (**جدول 6.6**)۔ زرعی و غذائی مصنوعات میں یہ کمی نمایاں تھی کیونکہ سیلاب سے زرعی پیداوار کا نقصان ہوا تھا۔ دیگر نان ٹیکسٹائل اشیا میں کیمیکل کی برآمدات بھی کم ہوئیں کیونکہ خام مال کی لاگت بڑھنے سے برآمدی حجم گر گیا تھا۔

زرعی و غذائی مصنوعات کی برآمد میں چاول کی برآمدات میں نمایاں کمی آئی کیونکہ غیر باسمتی چاول کی پیداوار سیلاب سے متاثر ہوئی۔ چنانچہ مالی سال 23ء کے دوران غیر باسمتی چاول کی برآمدات بلند نرخوں کے باوجود 319.6 ملین ڈالر کم ہوگئی۔ بھارت نے اپنے یہاں بڑھتی ہوئی غذائی مہنگائی اور غذائی تحفظ کے پیشِ نظر ستمبر 2022ء میں چاول کی برآمد پر پابندی لگادی چنانچہ عالمی سطح پر رسدی رکاوٹوں کے سبب قیمتیں بڑھ گئیں (**شکل 6.39**)۔

دیگر اشیائے خورونوش میں حکومت نے شوگر ملوں کو جنوری 2023ء میں ڈھائی لاکھ میٹرک ٹن چینی برآمد کرنے کی اجازت دی۔ مالی سال 23ء میں چینی کی برآمد سے 104.5 ملین ڈالر حاصل ہوئے۔ اس کے علاوہ مالی سال کے دوران چین اور مصر سے نئے آرڈرز کی وجہ سے گوشت کی برآمدات میں

شکل 6.36: گھریلو ٹیکسٹائل کے درآمدی حجم میں نمو-یورپی یونین



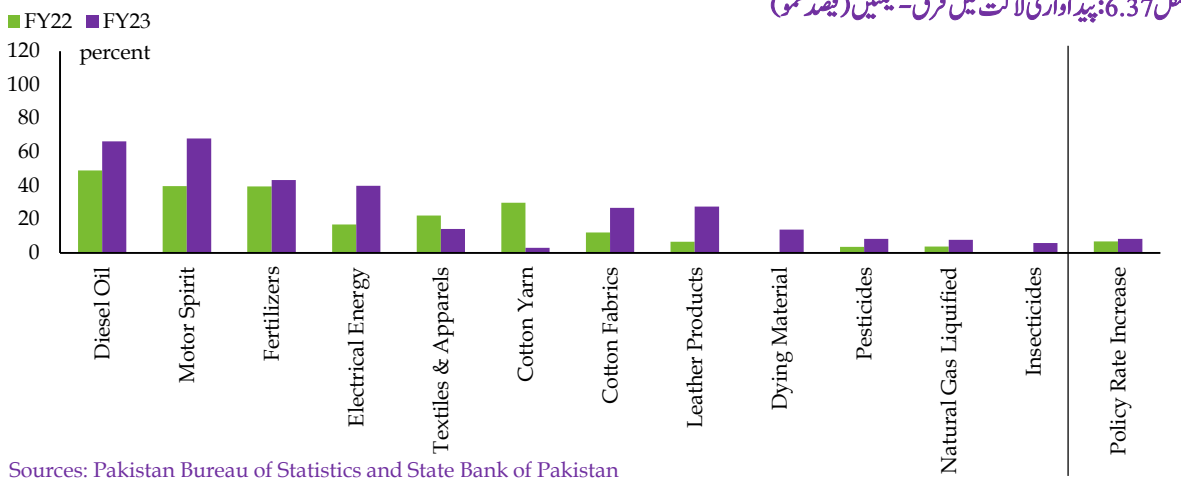
Source: Eurostats

مزید اضافہ ہوا۔ پاکستانی برآمد کنندگان نے مالی سال 23ء کی پہلی ششماہی میں مصر کی مارکیٹ کا رخ کیا۔ اس کے نتیجے میں گوشت کی برآمدی وصولیاں مالی سال میں 25.1 فیصد اضافے کے ساتھ 426.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جو گذشتہ سال 341.0 ملین ڈالر تھیں۔

چمڑے کی مصنوعات کی برآمدات میں نمایاں کمی دیکھی گئی، جو اس صنعت میں سست سرگرمی سے بھی ظاہر ہے۔ ٹینگ کے لیے درکار درآمدی کیمیکلز اور بجلی سمیت خام مال کی زائد لاگت نے پیداوار کم کردی، چنانچہ مالی سال 23ء کے دوران چمڑے کی برآمدات میں 7.0 فیصد کمی واقع ہوئی، پچھلے سال 14.5 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 6.40**)۔

مالی سال 23ء میں سیمنٹ اور کلنکر کی برآمدات میں 15.2 فیصد کمی درج کی گئی، خاص طور پر چین اور بنگلہ دیش کو کم شپمنٹ کی وجہ سے۔ حجم میں اس کمی کی

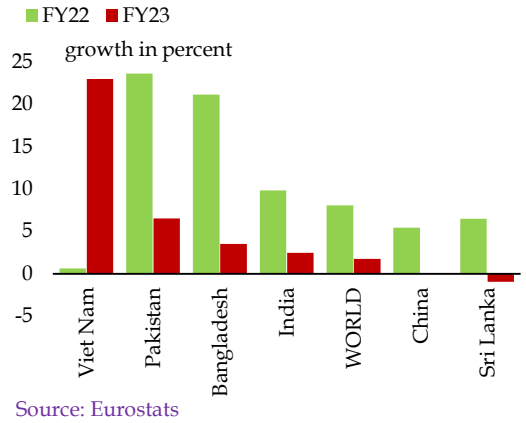
شکل 6.37: پیداواری لاگت میں فرق- قیمتیں (فیصد نمو)



Sources: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of Pakistan

وجہ تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی کے دوران چین میں کمزور طلب کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ دوسری جانب، مالی سال 23ء میں کھیلوں کے سامان خصوصاً فٹ بال کی برآمدات میں 10.9 فیصد اضافہ ہوا جس کی وجہ نومبر اور دسمبر 2022ء میں فیفا ورلڈ کپ کے سبب اس کی زائد طلب ہے۔

شکل 6.38(الف): ملبوسات کی درآمدی مقدار میں نمو-یورپی یونین



Source: Eurostats

درآمدات

مالی سال 23ء کے دوران درآمدات 31.0 فیصد کم ہو کر 55.3 ارب ڈالر رہ گئیں جبکہ مالی سال 22ء کے دوران 80.1 ارب ڈالر تھیں۔ توانائی اور غیر توانائی دونوں اجزا کی درآمدات میں وسیع البنیاد کمی ہوئی (**شکل 6.41**)۔ اگرچہ سال کے آغاز پر توانائی کی درآمدات بلند رہیں تاہم سال گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں کمی آنے لگی (**شکل 6.42**)۔ دراصل حکومت

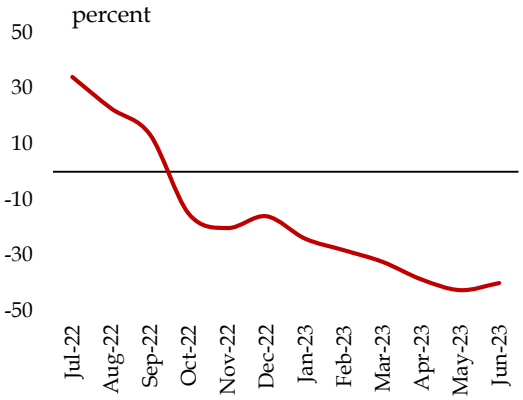
جدول 6.5: ٹیکسٹائل شعبے کی اہم برآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	فرق	حجم کا اثر	قیمت کا اثر
ملبوسات	9,025.7	7,928.7	-1,097.0	1581.9	-2678.8
گھریلو ٹیکسٹائل	4,404.2	3,691.2	-713.0	-798.6	85.6
سوتی کپڑا	2,437.9	2,022.0	-415.9	-581.7	165.8
سوتی دھاگہ	1,206.8	844.3	-362.5	-200.9	-161.6
ٹیکسٹائل کی دیگر مصنوعات (ماسوائے تولیے اور بستر کی چادر کے)	849.1	692.5	-156.6		
ٹیکسٹائل کا دیگر سامان	761.4	713.1	-48.3		
مصنوعی ریشم اور مصنوعی ٹیکسٹائل	460.1	412.3	-47.8	-127.8	80.0
ٹیکسٹائل کی مجموعی برآمدات	**19,329.9**	**16,501.8**	**-2,827.1**	**-**	**-**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 6.38(ب): کپاس کی عالمی قیمتوں میں نمو



Source: World Bank

اور اسٹیٹ بینک کے انتظامی اور ضوابطی اقدامات کی بنا پر ایسا ہوا۔ تباہ کن سیلاب کے حالات میں ملکی طلب کا سست پڑ جانا، اور پالیسی میں سختی اس کے دیگر اسباب ہیں۔ نیز، پاکستانی روپے کی قدر گرنے سے بھی درآمدات کی حوصلہ شکنی ہوئی۔

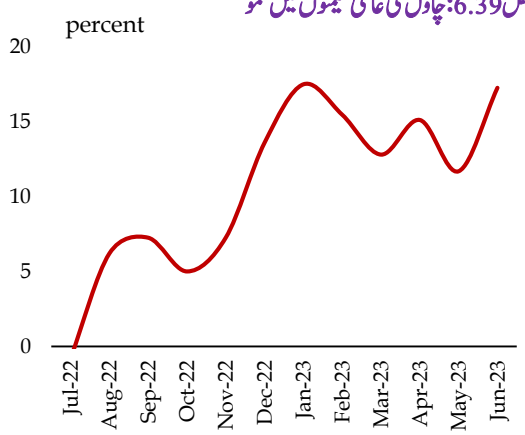
توانائی کی درآمدات

توانائی کی درآمدات، جو مالی سال 22ء میں بنیادی طور پر خام تیل کی عالمی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے دگنی سے زائد ہوگئی تھیں، مالی سال 23ء میں 27.0 فیصد کم ہو کر 17.0 ارب امریکی ڈالر رہ گئیں۔ حجم کا اثر مثبت قیمت کے اثرات سے زیادہ واضح تھا۔ توانائی کی درآمدات[35] گھٹنے کا سبب حجم کا کم ہونا تھا (**شکل 6.43**)، جس سے اس کی کم طلب ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ صنعت، زراعت،

[35] پٹرولیم مصنوعات اور خام پٹرولیم۔

ذرائع نقل و حمل، بجلی اور حکومت سمیت تمام شعبوں میں پیٹرولیم مصنوعات کی پست فروخت سے اظہار ہوتا ہے جبکہ بجلی کے شعبے کی فروخت نصف سے زائد سکڑ رہی ہے (**شکل 6.44**)۔[36]

شکل 6.39: چاول کی عالمی قیمتوں میں نمو



Source: World Bank

مالی سال 23ء کے دوران توانائی کی قیمتیں بھی اپنی بلند ترین سطح سے کم ہوئیں۔ خام تیل کی اوسط قیمت جون 2022ء میں حالیہ بلند ترین سطح پر تھی اور جون 2023ء میں 37.0 فیصد کم ہوگئی جبکہ قدرتی گیس کی قیمتیں جو اگست 2022ء میں اپنی بلند ترین سطح پر تھیں، 81 فیصد کم ہوگئیں۔ خام تیل کی قیمتوں میں کمی طلب اور رسد کے ملے جلے عوامل کی وجہ سے ہوئی۔[37] قدرتی گیس کی قیمتوں میں کمی یورپ سے متعلق تبدیلیوں کی بنا پر واقع ہوئی، جیسے کم سردی کے سبب کم طلب، نسبتاً سستی جاپانی ایل این جی کی درآمد میں اضافہ، توانائی کے تحفظ پر بڑھتی ہوئی توجہ، اور روسی معدنی ایندھن (بشمول قدرتی گیس اور کوئلہ) کی

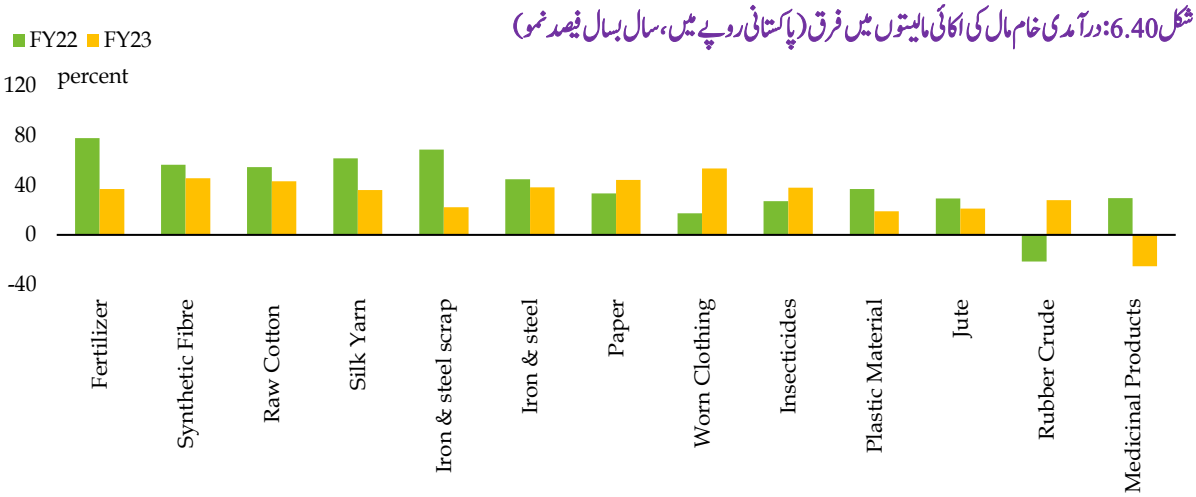
جدول 6.6: نان ٹیکسٹائل اہم برآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال 22ء	مالی سال 23ء	فرق
چاول، جس میں	2,512.8	2,149.1	-363.7
باسمتی چاول	694.5	650.4	-44.1
غیر باسمتی چاول	1,818.3	1,498.7	-319.6
مچھلی اور مچھلیوں کی مصنوعات	430.9	496.3	65.4
شکر	-	104.5	104.5
پھل	477.3	283.4	-193.9
چمڑے کی مصنوعات	621.1	577.4	-43.7
کیمیکل	1,569.1	1,387.0	-182.1
کھیلوں کا سامان	364.9	404.8	39.9
نان ٹیکسٹائل مجموعی برآمدات	**12,452.1**	**11,233.1**	**-1,219.0**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 6.40: درآمدی خام مال کی اکائی مالیتوں میں فرق (پاکستانی روپے میں، سال بسال فیصد نمو)



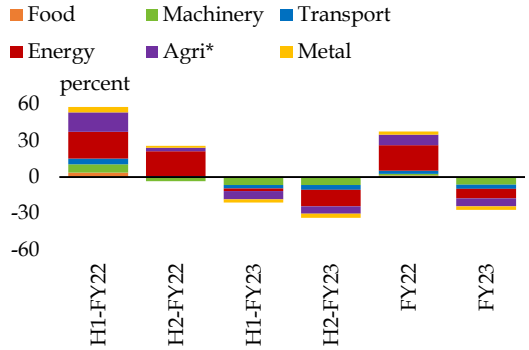
Source: Pakistan Bureau of Statistics

[36] آئل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل (www.ocac.org.pk/wp-content/uploads/2022/05/New-Jul-2022-Jun-2023-ENE-Pak.pdf)

[37] جہاں تک طلب کا تعلق ہے تو امریکہ میں زری سختی، بینکاری شعبے میں افراتفری، اور چین کی کمزور بحالی نے عالمی اقتصادی نمو اور تیل کی طلب کے سست رہنے کے خدشات پیدا کیے۔ رسد کے پہلو سے، روس سے تیل کا بہاؤ توقع سے زیادہ رہنے کے سبب تیل کی عالمی فراہمی میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، گروپ آف سیون (جی 7) کے صنعتی ممالک کی طرف سے دسمبر 2022ء میں روس کے سمندری خام تیل اور فروری 2023ء میں تیل کی مصنوعات پر قیمتوں کی حد متعارف کرانے سے تیل کی قیمتوں میں کمی کا دباؤ پڑا۔

یورپ سے چین، بھارت اور دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ملکوں کو برآمدات۔

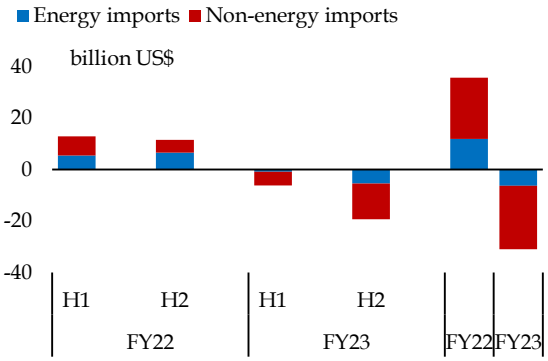
شکل 6.41: درآمدی نمو میں مختلف شعبوں کا کردار



* Agri & other chemicals

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.42: توانائی اور غیر توانائی درآمدات میں سال بسال فرق



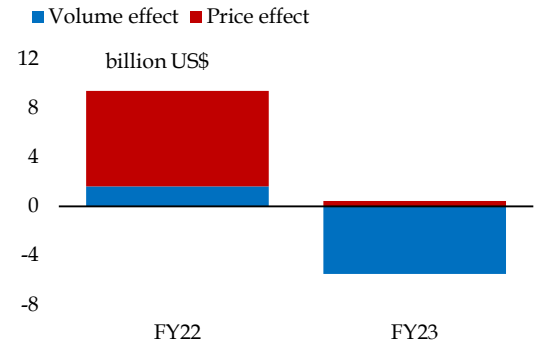
Source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر توانائی درآمدات

مالی سال 23ء کے دوران غیر توانائی درآمدات 32.6 فیصد کمی سے 38.3 ارب ڈالر رہ گئیں۔ اگرچہ غیر توانائی درآمدات کے تمام ہی گروپوں میں یہ کمی آئی تاہم زیادہ نمایاں زراعت اور کیمیکل (ادویاتی مصنوعات، دیگر کیمیکل اور پلاسٹک کا سامان) اور مشینری (موبائل فون اور بجلی بنانے والی مشینری) میں تھی جس کے بعد ٹرانسپورٹ (خصوصاً الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں)، اور دھات (لوہا اور فولاد / اسکریپ) کا گروپ تھا۔

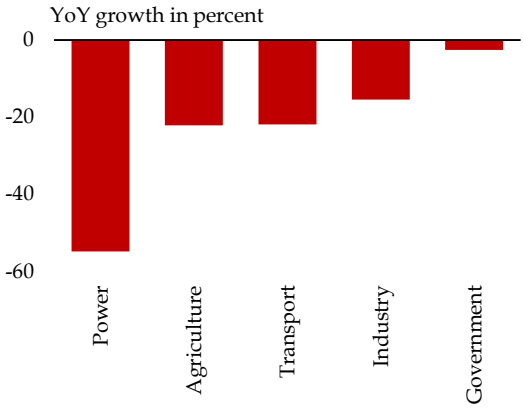
غیر توانائی درآمدات میں یہ وسیع البنیاد کمی دراصل طلب کم کرنے کی پالیسیوں اور متعدد انتظامی اقدامات کا نتیجہ تھی، جیسے زری پالیسی کو سخت کرنا، اُن اشیا کی فہرست میں اضافہ (چیپٹر 84 اور 85 کے ایچ ایس کوڈز کو شامل کرکے) جن کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیشگی منظوری درکار ہوتی ہے، کئی اشیا پر ریگولیٹری ڈیوٹی بڑھانا، بذریعہ کارڈ سرحد پار لین دین پر فی کس 30،000 امریکی ڈالر کی سالانہ حد کا نفاذ، ایکسچینج کمپنیوں کے قواعد وضوابط سخت کرنا، اور کیش مارجن برقرار رکھنے کی مدت مزید ایک سہ ماہی کے لیے مارچ 2023ء تک بڑھانا۔

شکل 6.43: توانائی کی درآمدات میں حجم اور قیمت کے اثرات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 6.44: مختلف شعبوں میں توانائی کی فروخت



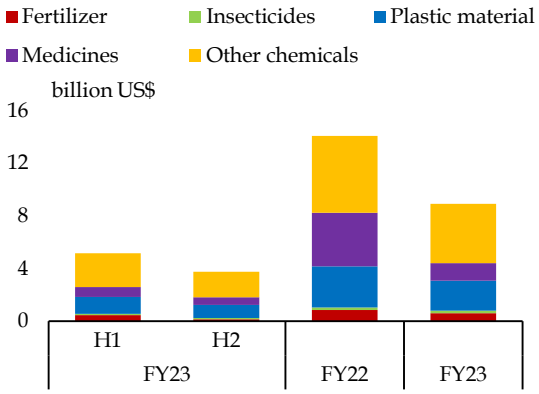
Source: Oil Companies Advisory Committee

زراعت اور کیمیکل

سال کے دوران زرعی اور کیمیاوی درآمدات میں تیزی سے کمی واقع ہوئی، جس نے درآمدات میں مجموعی طور پر 31 فیصد کمی میں 6.4 فیصدی درجے حصہ ڈالا (**شکل 6.45**)۔ اس گروپ کے اندر ادویہ مصنوعات کی درآمد میں 67.3 فیصد کمی واقع ہوئی، جس کی بنیادی وجہ کووڈ ویکسین کی کم درآمدات ہیں۔

چونکہ پلاسٹک کے سامان اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات میں زیادہ تر خام مال شامل ہوتا ہے، جو براہ راست پلاسٹک کے سامان کی ملکی پیداوار سے منسلک ہے، اس لیے ملکی معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے نتیجے میں پلاسٹک کے سامان اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات میں بالترتیب 27.5 فیصد اور 22.7 فیصد کی نمایاں کمی ہوئی۔

شکل 6.45: زرعی اور دیگر اقسام کے کیمیکلز کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

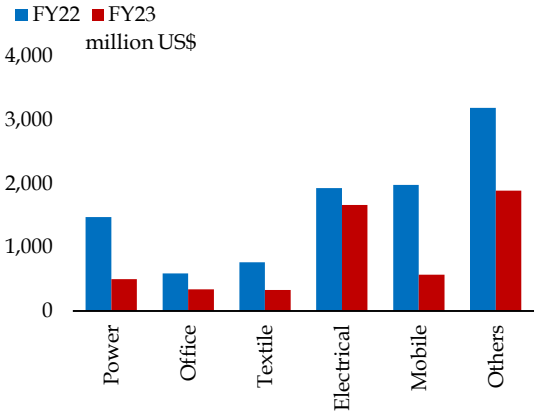
مالی سال 23ء کے دوران کھاد کی درآمدات میں 28.5 فیصد کمی آئی جس کی بنیادی وجہ ڈی اے پی کے درآمدی حجم میں نمایاں کمی ہے۔ مزید برآں، کھاد کی قیمتیں 2022ء میں اپنی بلند ترین سطح سے معتدل ہو گئیں، جبکہ یورپ میں امونیا کی پیداوار میں کٹوتی، روس اور بیلاروس پر پابندیوں اور چین میں مقامی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے برآمدی پابندیوں جیسے رسدی مسائل کے بیچ خریداری صلاحیت اور دستیابی جیسے عوامل کی بنا پر طلب کم ہوئی۔[38]

مشینری

مالی سال 23ء کے دوران مشینری کی درآمدات میں 46.8 فیصد کمی آئی جو بنیادی طور پر ضوابطی اور انتظامی اقدامات کا نتیجہ ہے، مثال کے طور پر مشینری گروپ کے اندر غیر ضروری اشیا جیسے موبائل فون کی درآمد روکنے کے لیے ایل سی کھولنے سے پہلے اسٹیٹ بینک کی پیشگی منظوری کی ضرورت ۔ جن دوسرے اقدامات نے مشینری کی درآمد کو متاثر کیا ان میں سخت زری پالیسی، ایل ٹی ایف ایف کی شرحوں کو پالیسی ریٹ سے منسلک کیا جانا اور ٹی ای آر ایف کا خاتمہ شامل ہیں۔[39]

مشینری کی درآمدات میں مالی سال 23ء کے دوران سب سے بڑی یعنی 71.2 فیصد کمی موبائل فون کی درآمدات میں آئی۔ درآمدات میں کمی لانے کی خاطر جولائی 2022ء میں ضوابطی اقدامات کے سلسلے میں اُن اشیا کی فہرست میں ایچ ایس کوڈز کا چیپٹر 85 شامل کیا گیا (بشمول موبائل فون) جن کی ایل سی کھولنے سے پہلے اسٹیٹ بینک کی پیشگی منظوری درکار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان ادارہ ٹیلی مواصلات (پی ٹی اے) کے جاری کردہ موبائل ڈیوائس مینوفیکچرنگ (ایم ڈی ایم) ریگولیشنز 2021ء نے بھی موبائل فون کی ملک میں تیاری کی راہ ہموار کر دی جس کے نتیجے میں فون کے مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمد میں گذشتہ چند سال کے دوران نمایاں کمی آئی (**شکل 6.46**)۔[40] اسی طرح مالی سال 23ء کے دوران بجلی بنانے والی مشینری کی درآمد بھی 66.0 فیصد گر گئی کیونکہ درآمدات میں رکاوٹیں حائل تھیں اور سی پیک کے تحت توانائی کے منصوبے بھی مکمل ہو چکے تھے۔[41]

شکل 6.46: مشینری کی درآمدات



Source: Pakistan Bureau of Satistics

ٹرانسپورٹ

مالی سال 23ء کے دوران ٹرانسپورٹ گروپ کے تحت درآمدات 60.5 فیصد کم ہوئیں۔ اس کمی کی وضاحت 40 فیصد سے زائد کاروں کی درآمد کم ہونے سے

[38] ورلڈ بینک بلاگ (blogs.worldbank.org/opendata/fertilizer-prices-ease-affordability-and-availability-issues-linger)

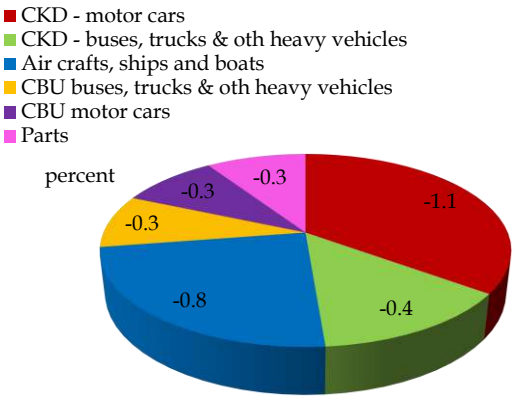
[39] ٹی ای آر ایف کے تحت جاری کیے گئے معینہ سرمایہ کاری قرضے مالی سال 22ء میں 201 ارب روپے تھے جو جون مالی سال 23ء تک 54 ارب روپے رہ گئے۔

[40] پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی-سالانہ رپورٹ 2022ء

[41] ماخذ: cpec.gov.pk/energy

ہوئی جو الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں اور مکمل ساختہ یونٹ کے طور پر بالترتیب 54.9 فیصد اور 72.9 فیصد کم درآمد کی گئیں (**شکل 6.47**)۔ اس کے علاوہ بھاری گاڑیوں کے بھی الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں اور مکمل ساختہ یونٹ کم درآمد کیے گئے۔

شکل 6.47: ٹرانسپورٹ گروپ کا درآمدی نمو میں حصہ - مالی سال 23ء



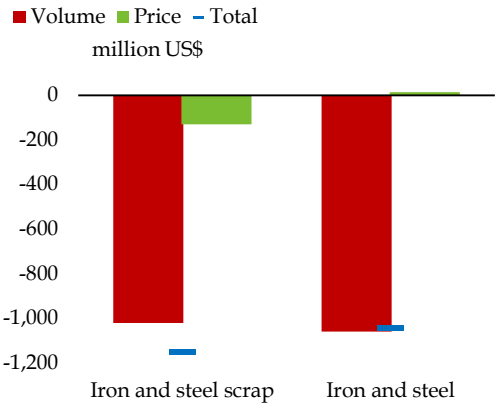
Source: Pakistan Bureau of Statistics

اس کمی کے اہم عوامل زری پالیسی کی سختی، انتظامی اقدامات، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور ملکی قیمتیں تیزی سے بڑھنے کی وجہ سے طلب میں آنے والی کمی ہیں۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے کی درآمدات کم کرنے کے اقدامات میں مکمل ساختہ موٹر گاڑیوں کی درآمد پر ابتدائی پابندی، جس کا اعلان مئی 2022ء میں کیا گیا[42] شامل تھی۔ بعد ازاں جس کو اضافی ڈیوٹیوں سے تبدیل کر دیا گیا۔[43] اس کے علاوہ صارفی مالکاری کے حوالے سے ترمیم شدہ ضابطوں (جن کا ستمبر 2021ء میں اعلان کیا گیا تھا)[44] اور بلند مالیت والی اشیائے سرمایہ کی ایل سی کھولنے سے قبل بینکوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی منظوری لینے کی شرط بھی الگ الگ پرزوں کی شکل میں موٹر گاڑیوں کی درآمد میں کمی کا باعث بنی۔

دھاتیں

دھاتی گروپ کی درآمدات مالی سال 23ء کے دوران 36.4 فیصد کم ہو گئیں جس میں لوہے اور فولاد، اور ان کے اسکریپ کی کم درآمدات کا بڑا حصہ ہے کیونکہ تعمیراتی سرگرمیوں اور گاڑیوں کی فروخت میں تخفیف ہوئی۔ لوہے اور فولاد کی درآمدات میں کمی کا بنیادی سبب ان کے حجم میں کمی ہے کیونکہ نرخوں میں معمولی اضافہ ہوا تھا۔ دوسری طرف، لوہے اور فولاد کے اسکریپ کی کم درآمدات کا سبب حجم اور نرخ دونوں میں ہونے والی کمی ہے (**شکل 6.48**)۔ لوہے کی کچدھات کی عالمی قیمتوں کا بھی یہی رجحان رہا ہے۔ ماسوائے اُس وقت کے جب مالی سال 23ء کی تیسری سہ ماہی میں چین کی فولاد کی پیداوار بڑھنے سے لوہے کی کچدھات (iron ore) کی بین الاقوامی طلب میں موسمی اضافہ ہو گیا تھا، اس کچدھات کی عالمی قیمتیں جون 2023ء تک 25.0 فیصد گر گئیں جبکہ مارچ 2022ء میں یہ بلند ترین سطح پر تھیں۔

شکل 6.48: فولاد کی درآمدات پر حجم اور قیمت کا اثر



Source: Pakistan Bureau of Statistics

خوراک

مالی سال 23ء کے دوران خوراک کی درآمدات واجبی سی یعنی ایک فیصد کم ہوئیں۔ اس کمی کا بڑا سبب دوسرے غذائی گروپوں کی درآمدات میں ہونے والی کمی ہے جس کے اثرات کو دالوں، گندم، سویابین اور پام آئل کی بڑھتی ہوئی درآمدات نے جزوی طور پر زائل کر دیا۔

پاکستان گندم کی درآمدات عام طور پر اگست کے آس پاس میں شروع کرتا ہے کیونکہ ملکی فصل اور گندم کی دستیاب رسد کے بارے میں ٹھوس معلومات اُس

[42] ماخذ: www.commerce.gov.pk/wp-content/uploads/2022/05/SRO-Ban-on-Import-of-Luxury-and-N_essential-Items.pdf

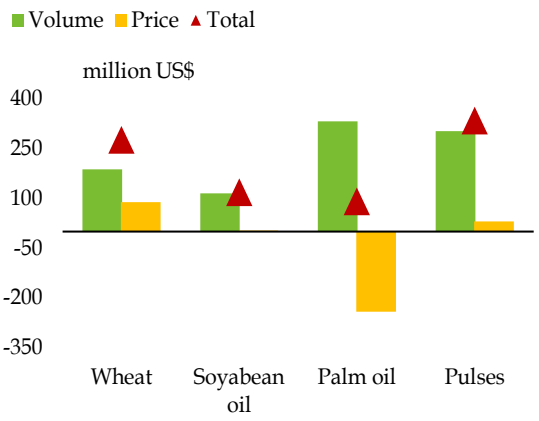
[43] ماخذ: fbr.gov.pk/Budget2022-23/CustomsSROs/SRO-966(I)2022.pdf

[44] ماخذ: www.sbp.org.pk/bprd/2021/CL29.htm

وقت تک مل چکی ہوتی ہیں۔[45] تاہم عالمی منڈیوں کے نرخوں میں اتار چڑھاؤ اور بحیرہ اسود کے ذریعے گندم منگوانے کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کے پیشِ نظر ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان نے مئی 2023ء کے دوران ہی ٹینڈر دینا جلد شروع کر دیے۔[46] اس کے نتیجے میں گذشتہ 14 سال کی گندم کی بلند ترین درآمدات (مالیت کے لحاظ سے) پاکستان آئیں۔[47]

صرف پام آئل کی درآمدات میں اضافہ حجم بڑھنے کی وجہ سے ہوا، جس نے اس کی قیمتوں میں کمی کے اثرات کو زائل کر دیا۔ تاہم دالوں، گندم اور سویابین تیل کی درآمدات میں اضافہ حجم اور قیمتوں دونوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہوا (**شکل 6.49**)۔[48] بہر حال مالی سال 23ء کے دوران اِن اجناس کی قیمتوں کا اثر نسبتاً کم رہا جبکہ مالی سال 22ء کے دوران قیمتوں کا خاصا زیادہ اثر آیا تھا۔

شکل 6.49: غذا سے متعلق درآمدات پر حجم اور قیمت کا اثر



Source: Pakistan Bureau of Statistics

[45] ماخذ: USDA (2023). Grain and Feed Annual – Pakistan, (March), Washington D.C.

[46] ماخذ: www.ppra.org.pk/elv_org.asp?orgid=32&orgname=Trading%20Corporation%20of%20Pakistan%20(TCP)&PageNo=1

[47] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس)

[48] تاہم پام آئل اور سویابین تیل کی قیمتیں 2022ء میں بلند ترین سطح سے گر گئیں جس کی وجوہ خوردنی تیل کی رسد بڑھنا، بی ایس جی آئی، برآمدات پر متعدد پابندیوں کا خاتمہ، اور رسد کی عالمی زنجیروں کی بہتر صورتِ حال تھیں۔

پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف



شماریات شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور کاروباری اداروں، مارکیٹوں اور افراد کے لیے معلومات میں غیر ہم آہنگی کم کر کے معاشی ترقی کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ لہٰذا، کسی ملک کے قومی شماریاتی نظام (این ایس ایس) کے لیے اچھی ساخت کا حامل ہونا اور مؤثر انداز میں فرائض انجام دینا بنیادی اہمیت کا حامل ہے، جس میں این ایس ایس کو قومی شماریاتی تنظیموں (این ایس او)، ذیلی قومی شماریاتی ایجنسیوں، اور سرکاری شماریات کے دیگر پیداکاروں کا اشتراک قرار دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں این ایس ایس کے موضوع پر کم تحقیق ہوئی ہے، حتیٰ کہ شواہد پر مبنی پالیسی اصلاحات کی ضرورت اور مارکیٹ کی معلومات کی کمی جیسے بنیادی عوامل جو شماریات اور این ایس ایس میں اصلاحات کا محرک ہوتے ہیں، ان کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ اس باب میں قومی شماریاتی پروگرام کی آزادی، این ایس ایس اور ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور این ایس ایس سے باہر پیداکاروں کے درمیان اشتراک کی کیفیت، انتظامی ڈیٹا کی دستیابی، شماریات کی طلب اور پاکستان کی سرکاری شماریات میں نمایاں مسائل پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ باب کے آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ملک کے قومی شماریاتی پروگرام کو ایک جامع جائزے اور خاصی اصلاحات کی ضرورت ہے تا کہ اسے بہترین عالمی طریقوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

7 پاکستان کا قومی شماریاتی نظام: ایک تعارف

7.1 تعارف

سرکاری شماریات اور معاشی نظم و نسق کے درمیان ربط کی اہمیت سے سب بخوبی آگاہ ہیں اور ایک ہزار سال سے اسے عملی طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔[1] بیسویں صدی کے وسط سے معاشی نمو اور ترقی میں اس کے ناگزیر کردار کے پیش نظر معاشیات، سیاست اور معاشرے میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں جاننے کے لیے سرکاری شماریات اور شماریاتی نظاموں کے کردار کو مزید اہمیت حاصل ہوچکی ہے۔[2]

اس بات کا تعین کرنے کے لیے تین مختلف لیکن معاون طریقے موجود ہیں جن سے سرکاری شماریات کسی ملک کی معاشی نمو اور ترقی میں کردار ادا کرتی ہے۔ پہلا، سرکاری شماریات شواہد پر مبنی پالیسی سازی کا ایک ستون ہے۔[3] معاشی اصلاحات کا دارومدار قابل بھروسا شماریات پر ہوتا ہے، جبکہ پالیسی ساز وسط مدت میں درستگی، پالیسی میں تبدیلیوں اور اثرات کی جانچ کے لیے بلند تعدد کے حامل گرانیولر ڈیٹا کا تقاضا بھی کرتے ہیں۔[4]

دوسرا، مارکیٹ کی معلومات کو مناسب انداز میں جمع کرنا غیر ہم آہنگی کم کرکے مارکیٹوں کے بہتر انداز میں کام کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔[5] ڈیٹا نئے اقدامات، پروڈکٹ کی تیاری اور بہتر بنانے، جدت پسندی، کارکردگی کے فوائد اور وسائل کے بہترین استعمال میں بنیادی معلومات اور تحریک فراہم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معیاری ڈیٹا تک افراد کی رسائی بچتوں، خرچ، رہن، سرمایہ کاریوں اور تنخواہوں کے معاملات طے کرنے وغیرہ سے متعلق ان کی فیصلہ سازی کو بہتر بناتی ہے۔[6]

تیسرا، اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی اور مالیاتی عدم مرکزیت[7] کے بڑھتے ہوئے عالمی رجحان کے تناظر میں سماجی و معاشی فرق، مسابقت اور کاروباری مواقع کا تقابل کرنے میں ذیلی قومی معاشی اور ترقیاتی شماریات پر زیادہ توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ یہ معاشی نمو اور بیروزگاری جیسے قابل پیمائش اہداف کے لیے ذیلی قومی حکومتوں کے درمیان صحت مند مسابقت کو فروغ دیتا ہے۔ مزید برآں، یہ مختلف ذیلی قومی علاقوں میں تجربہ کی جانے والی اصلاحات اور پالیسیوں کی کارکردگی کو دستاویزی شکل دیتا ہے۔[8]

سرکاری شماریات کی بڑھتی ہوئی افادیت کا نتیجہ گذشتہ آٹھ دہائیوں کے دوران قومی شماریاتی نظاموں میں تبدیلی کی صورت میں نکلا ہے۔ بہتری کی ضرورت سرکاری شماریات[9] کے طریقوں، فریکوینسی، دائرہ کار، دستیابی اور ترسیل پر پالیسی سازوں اور عوامی تنقید کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے، جبکہ تبدیلیوں میں متعدد دیگر عوامل نے بھی کردار ادا کیا ہے۔

سرکاری شماریات کی تزویراتی اہمیت دوسری جنگ عظیم کے دوران زیادہ نمایاں ہوئی، جب ماہرین معاشیات ناکافی شماریاتی بنیادوں کے سبب جنگ کے لیے درکار وسائل کا مناسب انداز میں تخمینہ لگانے سے قاصر رہے۔[10] اس

---

[1] تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ عوام، نگہ بانی اور غذائی اجزا کا شماریاتی اندراج اور ترتیب قدیم مصر، یونان اور چین میں تقریباً 2000ء تا 1000 قبل مسیح پرانا ہے۔ اے وٹ بی (2020ء)۔

[2] آئی کرزمان؛ بی ٹیسوٹ (2021ء)؛ کے شینگوڈیون (2011ء)؛ ڈی سنگا (2013ء)؛ وائے کیریر سوالو اور وی بکسار (2019ء)؛ عالمی بینک (2021ء الف)۔

[3] یورپی یونین پارلیمنٹ (2021ء)؛ آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ Evidencecolloborative.org (2016)۔

[4] آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)؛ کے فلورنس (2009ء)۔

[5] مثلاً، قابل بھروسہ کلی معاشی یا کارپوریٹ ڈیٹا کی دستیابی اور بین الاقوامی معیارات کے ساتھ اس کے قابل تقابل ہونے کے نتیجے میں بنیادی اور ثانوی مارکیٹوں میں قرض گیری کی لاگت کم ہوجاتی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)۔

[6] Y. Carrière-Swallow, V. Haksar (2019); P. C. Nutt (2006); B. Lorenc, et al (2011)۔

[7] A. Rodríguez-Pose, N Gill (2005)۔

[8] PARIS21 (2016)؛ C. Xu (2011)۔

[9] ٹی اور لک (2014ء)؛ پی سی مہالانوبس (1965ء)۔

[10] ڈی کوئل (2016ء)۔

کے اگلے برسوں میں بڑھتے ہوئے علاقائی اور بین الاقوامی معاشی اور تجارتی تعلقات شماریات اور قومی شماریاتی نظاموں میں مزید بہتری پر منتج ہوئے۔[11]

عالمی تجارت کے رجحانات کو اجناس کی نمو اور ترقی، سرمائے اور زرمبادلہ کی منڈیوں، سرحد پار سرمایہ کاریوں (خاص طور پر عالمی قدری زنجیروں کے حصے کے طور پر) اور نئی صنعتوں، پیداواری طریقوں اور نئی معاشی سرگرمیوں کی شروعات جیسے امور میں استعمال کیا گیا۔ ان کے نتیجے میں نئی شماریات اور موجودہ شماریات کو بہتر بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ بدلتے ہوئے ڈھانچوں سے بہتر انداز میں استفادہ کیا جا سکے۔ اسی طرح، نجکاری، ڈی ریگولیشن اور مارکیٹ کی آزادکاری خاص طور پر عالمین پیداوار کو دوبارہ مختص کرنے پر اثر انداز ہوئی اور اس کے لیے شماریات جمع کرنے، ترتیب دینے اور ترسیل کے طریقوں میں مطلوبہ بہتری کی ضرورت تھی۔[12]

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (millennium development goals) اور پائیدار ترقیاتی مقاصد میں وسیع اظہاریوں میں ترقی کی نگرانی کے لیے قابل بھروسا، بروقت اور گرینولر معلومات پر زور دیا گیا ہے۔[13][14]، مزید برآں، معیشت کے دھچکوں نے بھی شماریات اور شماریاتی نظاموں میں بہتری لانے میں کردار ادا کیا ہے۔ مثلاً، 2008ء کا عالمی مالی بحران اور کووڈ19 وبا کے سبب دنیا بھر میں نقد رقوم کی منتقلیوں اور سماجی تحفظ کے پروگراموں پر دوبارہ زور دینے سے پیدا ہونے والی دلچسپی نے مختلف اقسام کی سماجی رجسٹریوں کی تخلیق کی ضرورت کو بڑھا دیا۔ ان رجسٹریوں نے قومی شماریاتی نظاموں سے قریبی اشتراک شروع کر دیا ہے۔[15]

وبا نے بھی حکومتوں پر اثرات مرتب کیے کہ وہ گوگل حرکت پذیری، الیکٹرانک ادائیگیوں، احساسات کے اظہاریوں اور نائٹ لائٹ ڈیٹا جیسے نئے بلند تعدد کے ڈیٹا کو مختلف سرکاری اور نجی ذرائع سے جمع کرنے کی کوششوں کو تقویت دیں۔ اس سے قومی شماریاتی تنظیموں کی جانب سے اطلاعاتی مواصلات اور ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کو اختیار کرنے کے عمل میں بھی تیزی آ گئی۔[16] اسی طرح، معیشت کی بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن سے اس کی پیمائش کے ساتھ ساتھ زیادہ تعداد میں سروے اور شماریوں کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ تیزی سے بدلتے ہوئے حالات پر نظر رکھی جا سکے۔[17]

پاکستان میں سرکاری شماریات کو بہتر بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرنے والے عوامل

پاکستان میں قومی شماریاتی نظاموں اور شماریات کو بہتر بنانے کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ مذکورہ بالا عوامل کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ مثلاً، اصلاحات کے کچھ اہم شعبوں کی اعانت کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی کی خاطر درکار شماریات نامناسب ہیں یا پھر دستیاب نہیں۔ مختلف مطالعوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ناقابل بھروسا اعداد و شمار کے سبب پاکستان میں انفراسٹرکچر کے نقائص کی درست جانچ محدود ہو چکی ہے۔[18] اسی طرح، قابل بھروسا اعداد و شمار کی عدم دستیابی مختلف پیداواری شعبوں کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ گلہ بانی کے شعبے کی مثال لیں تو گوشت، دودھ اور دیگر متعلقہ مصنوعات کی پیداوار اور استعمال پر ناموزوں یا ناقابل بھروسا ڈیٹا کو مدنظر رکھتے ہوئے گوشت اور ڈیری مصنوعات کی برآمدات کے حوالے سے پاکستان کے

---

[11] پیرس 21 (2019ء)؛ اوای سی ڈی (2008ء)۔

[12] مثلاً، کاروباری اداروں کی ملکیت کے لیے شماریات کی طلب (بمقابلہ عمودی ارتباط کارپوریٹ گروپس)؛ نئے شعبوں کی پیداوار (جیسے آؤٹ سورسنگ، سب کنٹریکٹنگ)؛ کارپوریٹ اور شعبہ جاتی روزگار کا ریکارڈ۔ ماخذ: اوای سی ڈی (2008ء)؛ سی رنگاراجن (2001ء)۔

[13] ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (ایم ڈی جیز) کو آخر 2015ء میں حتمی شکل دی گئی، جبکہ تمام ایم ڈی جی مقاصد کے لیے ڈیٹا کی دستیابی صرف 68 فیصد تھی۔ دوسری جانب، پائیدار ترقیاتی مقاصد (ایس ڈی جیز) 2030ء کو مکمل ہوں گے۔ یہ ایک بہت پرعزم ایجنڈا ہے جس میں 17 مقاصد، 169 اہداف اور 230 اظہاریوں پر توجہ مبذول کی گئی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ایم ڈی ایس میں 8 مقاصد، 19 اہداف اور 61 اظہاریے شامل ہیں۔ ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی۔

[14] پیرس 21 (2023ء)۔

[15] ڈی سی مینوز (2018ء)؛ این کبیر اور ایچ واڈنگٹن (2015ء)۔

[16] اقوام متحدہ (2022ء الف)؛ بینک فار انٹرنیشنل سیٹل منٹس: ڈی ایم اینڈ رسن، اے وٹ فورڈ (2014ء)۔

[17] اوای سی ڈی (2020ء الف)؛ اے ڈی بی (2021ء)؛ ٹی ہائی فل، سی سر فیلڈ (2022ء)، آسٹریلین دفتر شماریات؛ اقوام متحدہ (2019ء)۔

[18] عالمی بینک (2012ء ب)۔

امکانات کے متعلق سوالات موجود ہیں۔[19] اسی طرح، پاکستان میں مکانات کی قلت کے اعداد و شمار درست بنیادوں پر استوار نہیں ہیں، جس کا نتیجہ غلط پالیسی تشخیص کی صورت میں نکلا ہے۔[20]

مارکیٹ کی قابل بھروسا معلومات اور بلند شدت کے معاشی اظہاریوں کی عدم موجودگی ایک اور رکاوٹ ہے۔ مثلاً، فرموں کے محدود اعداد و شمار اور مارکیٹ کی معلومات کا فقدان پنجاب کی صنعتوں خصوصاً نئی فرموں کو درپیش اہم چیلنجوں میں سے ایک ہے۔[21] خام معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کے مواقع تلاش کرنے والے ممکنہ چینی سرمایہ کاروں کو بھی ایسی ہی مشکلات درپیش ہیں۔

ملک کے محصولاتی امکانات کا مناسب تخمینہ لگانے کے لیے بھی شماریاتی بنیاد ناکافی ہے۔ پیداواری اکائیوں پر محدود ڈیٹا، جیسے انٹرپرائز سروے یا معاشی شماری، غیر رسمی شعبے کے حجم یا پھیلاؤ کی پیمائش کو مشکل بنا دیتا ہے۔[22] اس سے سرکاری شماریات کے معیار کو نقصان پہنچتا ہے، خصوصاً مارکیٹ کے حجم اور عمومی طور پر معاشی نمائندگی، دونوں لحاظ سے، اور ٹیکسوں کی وصولی بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً، 2019ء میں ٹیکس حکام اور ٹیکسٹائل ایسوسی ایشن کے درمیان ٹیکسٹائل مصنوعات کی ملکی منڈی کے حجم، مارکیٹ کے بنیادی اعداد و شمار، پر اتفاق رائے کے فقدان کے نتیجے میں صنعت پر عائد جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی زیرو ریٹنگ کی واپسی میں مزاحمت پر منتج ہوا۔[23]

متعدد وجوہات کی بنا پر معاشی ساخت بتدریج بدل رہی ہے۔ ان میں آزاد تجارتی سمجھوتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور بتدریج تجارتی کھلے پن کے ساتھ مارکیٹ کی آزاد کاری[24] کے حکومتی منصوبے اور بیرونی سرمایہ کاریوں کو متوجہ کرنے، خصوصاً وہ جو عالمی رسدی زنجیر کا حصہ بننے کی غرض سے ہیں، شامل ہیں۔[25] ملکی معیشت کی بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن کے حالات میں ان عوامل کی وجہ سے معاشی ساخت میں تبدیلی بھی شماریاتی نظام میں بہتری لانے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔[26]

اسی طرح، پائیدار ترقیاتی مقاصد کے ڈیٹا کی رپورٹنگ میں کچھ پیش رفت کے باوجود ابھی تک ڈیٹا میں قابل ذکر مسائل موجود ہیں۔ پاکستان نے نیشنل رپورٹنگ کے لیے 247 اظہاریوں میں سے 193 کو منتخب کیا ہے، جن میں سے وہ صرف 133 اظہاریوں کا ڈیٹا جاری کرتا ہے۔ مزید برآں، سیلاب جیسی قدرتی آفات کی بڑھتی ہوئی شدت اور تعدد کے باعث ایسے فریم ورکس وضع کرنے اور معلومات کے ذخائر جمع کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے تاکہ شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور تجزیے کے ذریعے نگرانی اور ردعمل کے طریقہ کار کو تقویت دی جاسکے۔[27]

اس پس منظر میں اس خصوصی باب میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ آیا پاکستان کا شماریاتی نظام بروقت اور باخبر فیصلہ سازی میں سہولت دینے کے لیے درست ڈیٹا کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار ہے۔[28] لہٰذا، بقیہ باب کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سیکشن 7.2 میں اس بات کی نظری بنیاد رکھی گئی ہے کہ ایک شماریاتی نظام کن اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس سیکشن میں مختلف ممالک کے شماریاتی نظاموں کے

[19] ایس کے جعفری (2022ء)؛ عالمی بینک (2023ء)۔

[20] پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2022ء)۔

[21] پنجاب صنعتی پالیسی 2018ء۔

[22] وائے چوزیڈ ماجوکا (2020ء)؛ عالمی بینک (2020ء)۔

[23] جی انجاز (2022ء)۔

[24] مثلاً، بجلی کے شعبے میں۔ ماخذ: نیشنل پاور پالیسی 2013ء؛ قومی بجلی پالیسی 2021ء۔

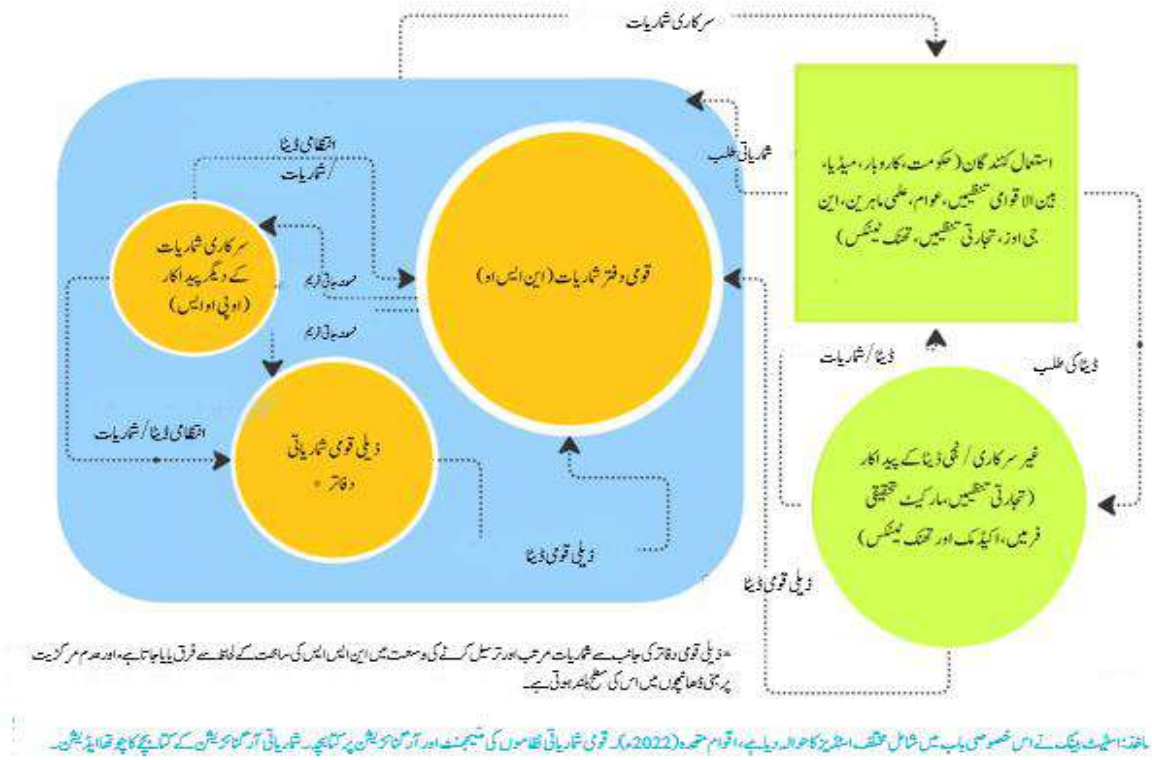
[25] بورڈ آف انویسٹمنٹ۔

[26] وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام (2018ء)۔

[27] نیشنل ڈیزاسٹر رسک منیجمنٹ فریم ورک پاکستان 2007ء؛ پاکستان ایس ڈی جیز کی صورت حال پر رپورٹ، 2021ء۔

[28] پاکستان کا شماریاتی نظام ایک ایسا موضوع ہے جس پر تحقیق نہیں کی گئی، اس لیے اس خصوصی باب کو ایک تعارف کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں ملک کے شماریاتی نظام کا ایک وسیع جائزہ لیا گیا ہے، لیکن یہ جامع نوعیت کا نہیں ہے۔

شکل 7.1: شماریاتی ایکو سسٹم



* ڈیلی قومی دفاتر کی جانب سے شماریات مرتب اور ترسیل کرنے کی وسعت میں این ایس او کی مداخلت کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے، اور عدم مرکزیت پر مبنی ڈھانچوں میں اس کی شمولیت بڑھ جاتی ہے۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک نے اس خصوصی باب میں شامل مختلف اسٹیز کا حوالہ دیا ہے، اقوام متحدہ (2022ء)۔ قومی شماریاتی نظاموں کی تنظیم اور آرگنائزیشن پر کتابچہ۔ شماریاتی آرگنائزیشن کے کتابچے کا چوتھا ایڈیشن۔

درمیان تقابل کرنے کے طریقہ کار میں درپیش بعض مشکلات کی نشاندہی کی گئی ہے، جو اگلے سیکشنوں میں بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ تقابل کو محدود کر دیتا ہے۔[29]

سیکشن 7.3 میں اس باب کی وسعت اور نوعیت کے باعث مفصل طریقہ کار پر مبنی جائزوں کے بغیر دائرہ کار، تعدد اور دیگر متعلقہ پہلوؤں کے تناظر میں پاکستان کی سرکاری شماریات کو درپیش اہم مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سیکشن 7.2 اور سیکشن 7.3 کی روشنی میں سیکشن 7.4 میں پاکستان کے شماریاتی نظام کی ساخت، آزادی، مختلف فریقوں کے مابین اشتراک، اور شماریاتی نظام میں طلب کے پہلو کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں ہر پہلو پر بحث کا آغاز زیر بحث موضوع کے تصوراتی جائزے سے ہوتا ہے، جس کے بعد ملک میں موجودہ ادارہ جاتی انتظامات اور حالیہ ملکی طریقوں کا بہترین عالمی روایات سے تقابل کیا گیا ہے۔ سیکشن 7.5 میں پالیسی غور وخوض کے لیے تجاویز کے ساتھ اس باب کی اہم جھلکیوں کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

7.2 قومی شماریاتی نظام کیا ہے؟

قومی شماریاتی نظام کی درست تعریف پر بین الاقوامی اتفاق رائے موجود نہیں ہے، چاہے اقوام متحدہ ہو یا دیگر کثیر فریقی ادارے۔ تاہم قومی شماریاتی نظام کو عام طور پر کسی ملک کے سرکاری شعبے کے اداروں، وزارتوں اور محکموں کے مجموعے کے طور پر قبول کیا جاتا ہے جسے وسیع تر سماجی اور معاشی پہلوؤں پر مشترکہ یا الگ الگ جمع، پروسیس اور ترسیل کیا جاتا ہے، جن میں آبادی کے رجحانات سے لے کر کاروبار اور معاشی حالات، ماحولیاتی عوامل، تعلیم اور دیگر سماجی اظہاریے شامل ہیں۔[30]

[29] باکس معیار کے شماریاتی اور شماریاتی نظاموں کا بین ملکی تقابل ایک مشکل کام ہے، اور انتہائی محدود نوعیت کا ہے۔ لہٰذا، این ایس ایس پر عالمی لٹریچر پر عمل کرتے ہوئے اس خصوصی باب میں پاکستان کے شماریاتی نظام کا جائزہ لینے کے لیے بہترین بین الاقوامی روایات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس باب میں وفاقی اور صوبائی شماریاتی ایجنسیوں کے موجودہ اور سابقہ عہدیداروں سمیت سرکاری اور نجی شعبے کے مختلف اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ گفتگو سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

[30] شماریات کینیڈا (2021ء)۔

قومی شماریاتی نظام متعدد فریقوں پر مشتمل ہوتا ہے اور وسیع تر شماریاتی ایکو سسٹم میں آپریٹ کرتا ہے (**شکل 7.1**)۔ قومی شماریاتی نظام میں سرکاری شماریات کی تیاری، پیداوار اور ترسیل کا ذمہ دار بنیادی ادارہ قومی دفتر شماریات کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قومی دفتر شماریات کے علاوہ حکومتی وزارتوں، محکموں یا ایجنسیوں میں یہ کام انجام دینے والے اداروں کو سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار کہا جاتا ہے اور یہ ادارے سرکاری شماریات تخلیق کرنے اور ترسیل کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان میں مرکزی بینک، وزارت صحت، زرعی محکمہ جات، ماحولیاتی ایجنسیاں، تجارت اور کامرس کے محکمے اور جرائم کی تفتیشی ایجنسیاں شامل ہیں۔ سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار ملک میں قومی شماریاتی نظام کی قانونی ساخت اور مرکزیت کی سطح اور عدم مرکزیت کے مطابق خود سے یا قومی دفتر شماریات کے ذریعے خود سے شماریات جاری کر سکتے ہیں۔ نتیجتاً، قومی دفتر شماریات اور سرکاری شماریات کے دیگر پیداکاروں کا قومی شماریاتی نظام میں کردار ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتا ہے۔

مختلف ملکوں میں قومی شماریاتی نظام کی ساخت میں فرق پایا جاتا ہے، جن پر قومی واقعات اور تاریخی پیش رفتیں اثرانداز ہوتی ہیں۔ عموماً، ساخت کی زمرہ بندی مرکزیت اور عدم مرکزیت کے منظرنامے کی بنیاد پر کی جا سکتی ہے۔ مثلاً کینیڈا جیسے مرکزیت پر مبنی نظام میں ایک واحد شماریاتی ادارہ سرکاری شماریات جمع اور ترسیل کرنے کی بنیادی ذمہ داری انجام دیتا ہے۔[31] دوسری جانب، عدم مرکزیت کی ساخت کے حامل امریکہ جیسے ممالک میں کئی ادارے اور پالیسی محکمہ جات یا سرکاری شماریات کے دیگر پیداکار اپنی متعلقہ حدود میں شماریات پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

قومی شماریاتی نظام میں علاقائی مرکزیت یا عدم مرکزیت پر مبنی یا ضمنی قومی علاقوں کو نچلی سطح پر منتقل کیا جاتا ہے۔ جرمنی میں قانونی مینڈیٹ کے مطابق شماریاتی سرویز کرنے کے لیے ہر علاقے میں تنظیمیں موجود ہیں۔ تاہم، عدم مرکزیت پر مبنی سیٹ اپ میں بھی بعض سرکاری شماریات قومی سطح پر وفاقی حکام کی جانب سے تخلیق کی جاتی ہے۔ مثلاً، جرمنی میں تقریباً ایک تہائی سرکاری شماریات مرکزی سرویز پر مشتمل ہوتی ہے، جنہیں وفاقی شماریاتی ایکٹ[32] کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔ ساخت سے قطع نظر، بروقت بنیادوں پر قابل بھروسا شماریات تخلیق کرنے کے لیے قومی شماریاتی پروگرام کے مختلف فریقوں کے درمیان مؤثر اشتراک ضروری ہوتا ہے۔

قومی شماریاتی نظام سرکاری شماریات کے پیداکاروں پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ شماریاتی ایکو سسٹم میں غیر سرکاری تنظیمیں، تجارتی تنظیمیں، اور نجی شعبے کی ڈیٹا جمع کرنے والی فرمیں شامل ہوتی ہیں جو کئی اقسام کی شماریات مرتب کرتی ہیں، جن میں سے اکثر و بیشتر قومی شماریات پروگرام کے فراہم کردہ نمونہ فریموں اور دیگر شماریات پر مبنی ہوتے ہیں۔ شماریاتی ایکو سسٹم میں کئی اقسام کے سرکاری اور نجی استعمال کنندگان شامل بھی ہیں، جو شماریات کی طلب پیدا کرتے ہیں، وہ قومی شماریات پروگرام اور دیگر پیداکاروں کو براہ راست یا بالواسطہ معلومات بھی فراہم کرتے ہیں تاکہ شماریات تخلیق کی جا سکیں۔

قومی دفتر شماریات اور اس کے ذیلی قومی دفاتر عام طور پر مختلف سرویز، مردم شماریوں اور انتظامی ذرائع سے ڈیٹا حاصل کرتے ہیں جیسے بیرونی تجارت کے لیے کسٹم کا ڈیٹا یا آبادیاتی تبدیلیوں کے لیے سول رجسٹریز۔ مزید برآں، کمرشل ڈیٹا کی اسٹریمز اور ذرائع جیسے سیٹلائٹ تصاویر اور موبائل فون کے ڈیٹا کو بھی استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ شماریات کے دیگر پیداکار عام طور پر اپنے انتظامی ریکارڈ پر انحصار کرتے ہیں۔[33]

پیمائش کی یکسانیت کا چیلنج

ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے قومی شماریات نظاموں میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ مختلف شکلوں اور حجم میں رائج ہیں جو ان کے موازنے یا نشانیہ سازی کو بھی مشکل بنا دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ قومی شماریاتی استعداد کے قدر پیمائی جائزوں میں شامل طریقوں اور دیگر خصوصیات میں خاصی تبدیلی کی صورت میں نکلا ہے۔[34] موازنے کے چیلنج کی تین اہم وجوہات پر درج ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

[31] ایضاً۔

[32] اقوام متحدہ (2018ء)؛ ڈی ہولٹ (2008ء)۔

[33] اقوام متحدہ (2022ء ب)۔

[34] سی ولوبی (2008ء)۔

پہلا، اگرچہ بعض معیارات اور درجہ بندیاں[35] موجود ہیں، لیکن ڈیٹا کے معیار کی کوئی واحد تعریف دستیاب نہیں۔ معیار کو مختلف سمتوں میں عمومی اصطلاح سمجھا جاتا ہے جیسے مناسبت، درستگی، بروقت ، قابل رسائی، قابل تشریح اور ہم آہنگی۔ تاہم، درست تعریف کی عدم موجودگی مختلف ممالک کے درمیان تقابل کی مشق کو کچھ دشوار بنا دیتی ہے جو موضوعیت پر منتج ہوتا ہے۔[36]

دوسرا، چونکہ قومی شماریات ہمیشہ طریقوں اور تعریفوں کے بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ نہیں ہوتی، اس لیے ممالک کے درمیان تقابل اور عالمی نگرانی کے لیے یکسانیت کی کمی ہمیشہ ایک چیلنج رہی ہے۔ اگر وہ بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگ ہوں تب بھی معیارات اور فریم ورکس میں شامل شماریاتی طریقوں کی اقسام مختلف ممالک خصوصاً ترقی پذیر ممالک کی جانب سے اختیار کردہ طریقوں کی واضح دستاویزیت کا نہ ہونا ممالک کے تقابل کو کچھ مشکل بنا دیتا ہے۔[37]

تیسرا، قومی دفتر شماریات کا دائرہ کار واضح نہ ہونے کے ساتھ قومی شماریاتی نظام کی ساخت میں قابل ذکر فرق موجود ہے۔ کامیابی کے لیے کوئی واضح متفقہ یا غیر مبہم نسخہ موجود نہیں، جس پر قومی شماریاتی نظام میں شامل فریقوں کو کون سی شماریات تخلیق کرنی چاہیے یا قومی دفتر شماریات کا بنیادی فریضہ کیا ہونا چاہیے۔[38] جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قومی شماریاتی نظام کی واضح تعریف دستیاب نہیں ہے، نہ ہی اس کی کامیابی کا حل موجود ہے۔[39] انہیں بدلتی ہوئی قومی ضروریات، معیشت کے ڈھانچے، سیاسی ڈھانچے ، سماجی اور معاشی چیلنجوں، انتظامی سیٹ اپ اور قانونی ماحول کے رد عمل کے مطابق تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

ان چیلنجوں کا ادراک کرتے ہوئے اس تعارف میں پاکستان میں قومی شماریاتی نظام کا جائزہ لینے کے لیے تین اہم اقسام کے تجزیاتی فریم ورکس پر انحصار کیا گیا ہے۔ پہلا، سرکاری شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصول۔ اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں میں یہ تفصیلات فراہم نہیں کی گئی کہ قومی شماریاتی نظام کی ساخت کیسی ہونی چاہیے بلکہ اس میں قومی اشتراک، درجہ بندی میں بین الاقوامی معیارات کا استعمال، شماریاتی نظاموں کا پیداواری پروسیس اور پیشہ ورانہ اخلاقیات سمیت مختلف پہلوؤں پر ملکی اور بین الاقوامی روایات کے اہم رہنما اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔[40] سرکاری شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصول سے متاثر ہو کر دیگر کثیر فریقی اداروں نے قومی شماریاتی پروگرام کی بعض خصوصیات پر مختلف معیارات اور رہنما خطوط وضع کیے ہیں۔[41]

دوسرا، آزاد پالیسی تحقیقی انسٹی ٹیوٹس کے تحت لکھی گئی مخصوص ملکی کیس اسٹڈیز اور علاقائی اور عالمی اداروں کی جانب سے مخصوص ملکی قومی شماریاتی نظام کی جانچ سے حاصل شدہ بہترین روایات شامل ہیں۔ ان میں ترقی پذیر اور ابھرتی معیشتوں کی قومی حکمت عملیاں برائے ترقیٔ شماریات (این ایس ڈی ایس) بھی شامل ہیں، جنہیں متعلقہ حکومتیں وضع کرتی ہیں۔ اکیسویں صدی میں ترقی کے لیے شماریات میں شراکت داری (پیرس 21)[42] کے فراہم کردہ رہنما اصولوں کے تحت این ایس ڈی ایس ایسی حکومتی حکمت عملیاں ہوتی ہیں جن کا مقصد قومی شماریاتی نظام کے اجتماعی اور مشترکہ کام کے ذریعے شماریات کے استعمال کی پیداوار، ترسیل اور قومی دھارے میں لانے کی استعداد کو ترقی دینا ہے۔[43]

---

[35] مثلاً، اقوام متحدہ کے قومی کھاتوں کا نظام معاشی سرگرمی کو مرتب کرنے اور معاشی سرگرمی کی پیمائش کا ایک شماریاتی معیار ہے، جبکہ تمام معاشی سرگرمیوں کی بین الاقوامی معیار کی صنعتی درجہ بندی (آئی ایس آئی سی) ممالک کو پیداواری سرگرمیوں کی حوالہ درجہ بندی فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح، آئی ایم ایف کے بی پی ایم6 میں ادائیگیوں کے توازن اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کی پوزیشن کے تصورات، تعریفیں، درجہ بندیاں اور معاہدوں کو دیا گیا ہے۔

[36] I. Krizman, B. Tissot (2021); G. Brackstone, (1999); P. Allum, M. Agca (2001)۔

[37] S. Chen, F. Fonteneau, et al (2013)۔

[38] او پی ایم (2009ء)۔

[39] آر ایڈ منڈز (2005ء)۔

[40] اقوام متحدہ، قرارداد نمبر 261/68، سرکاری شماریات کے بنیادی اصول، 29 جنوری 2014ء کو جنرل اسمبلی کے 68ویں اجلاس میں منظور کی گئی۔

[41] اقوام متحدہ (2022ء ب)؛ یو این ای سی ای الف؛ او ای سی ڈی (2022ء)؛ او ای سی ڈی (2020ء ب)؛ پیرس 21۔

[42] پیرس 21 اکیسویں صدی کی شماریات وضع کرنے کے لیے ایک عالمی شراکت داری ہے۔ یہ نومبر 1999ء میں قائم ہوئی تھی، اقوام متحدہ، یورپین کمیشن، او ای سی ڈی، آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے اشتراک سے۔

[43] پیرس 21۔

تیسرا اشاریات کی عالمی نگرانی سے متعلق ہے جو اقوام متحدہ کے ہزاریہ ترقیاتی مقاصد (ایم ڈی جی)، خصوصاً پائیدار ترقیاتی مقاصد، متعارف کرانے کے بعد سامنے آیا، اور جس کے نتیجے میں نگرانی کے لیے ڈیٹا کا فرق سامنے آ گیا۔ نگرانی کی ان کوششوں میں عالمی بینک کے شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے شامل ہیں، جن میں ڈیٹا سے متعلق عالمی قومی شماریاتی نظام کا تقابل استعمال، خدمات، مصنوعات، ذرائع اور ڈیٹا سے متعلق انفراسٹرکچر سے کیا گیا ہے۔[44] ان میں اوپن ڈیٹا کے ذخائر (اوڈی آئی این) بھی شامل ہیں، جو کورتج اور کھلے پن کے موضوع پر قومی شماریاتی نظام کی ملکی سطح کی جانچ کرتے ہیں۔[45]

ان اظہاریوں، اصولوں اور رہنما خطوط اور بہترین طریقوں میں کچھ اہم نکات پر زور دیا گیا ہے: قومی دفتر شماریات، قومی شماریاتی نظام کے درمیان مؤثر اشتراک اور شماریاتی ایکو سسٹم، شماریات کے دیگر پیداکاروں کی جانب سے قابل بھروسا انتظامی ڈیٹا کی دستیابی اور ارتباط، اور شماریات کی مناسب طلب شامل ہیں۔

7.3 پاکستان کی سرکاری شماریات میں نمایاں مسائل

جیسا کہ پچھلے سیکشن میں بحث کی جا چکی ہے کہ ڈیٹا اور شماریات کے مجموعوں، شماریاتی نظاموں اور ہر ملک میں ڈیٹا کے استعمال کنندگان کی طلب میں پائے جانے والے تنوع کے سبب شماریاتی نظاموں کا بین ملکی تقابل ایک چیلنج ہے۔ تاہم، ڈیٹا کے بعض ترسیلی معیارات اور استعمال پر کچھ اتفاق رائے موجود ہے جیسے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) کے ترسیلی معیارات اور پائیدار ترقیاتی مقاصد کی پیائش، جس سے دنیا بھر میں قومی شماریاتی نظاموں کی نگرانی اور ان میں بہتری لانے کی کوششوں کو نئی تقویت ملی ہے۔[46]

ان رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی بینک نے شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے وضع کیے ہیں تاکہ پانچ ستونوں[47] پر مشتمل جامع فریم ورک پر کسی ملک کی شماریاتی کارکردگی کو جانچا جا سکے۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریوں میں 186 ممالک میں پاکستان 87 ویں نمبر پر ہے اور اپنی حریف معیشتوں سے پیچھے ہے (**جدول 7.1**)۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریوں کے تین ستونوں میں پاکستان نے اچھی کارکردگی دکھائی جن میں ڈیٹا کا استعمال، ڈیٹا کی مصنوعات اور ڈیٹا کا انفراسٹرکچر شامل ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈیٹا کے استعمال کی پیائش صرف سرکاری شماریات کے بین الاقوامی استعمال پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ اظہاریوں کی کمی کے سبب مقامی تعلیمی ماہرین، میڈیا اور دیگر کی جانب سے استعمال کی جانچ محدود ہے۔ دوسری جانب، ڈیٹا کی مصنوعات کے حتمی اسکور کا انحصار پائیدار ترقیاتی مقاصد کے اظہاریوں کی دستیابی پر ہوتا ہے۔ پاکستان کی اس زمرے میں کارکردگی کو بہتر بنانے میں ڈیٹا کے ان مجموعوں کو جمع کرنے میں عالمی تعاون اور اشتراک سے بھی مدد ملی ہے۔ مثلاً، پاکستان کا آبادی اور صحت کا سروے 18-2017ء میں دوطرفہ اور کثیر فریقی اداروں کی مالی اور تکنیکی اعانت سے انجام دیا گیا تھا۔[48]

ڈیٹا کے انفراسٹرکچر کے لحاظ سے موازنے کے قابل ممالک کی نسبت پاکستان کی درجہ بندی بہتر ہے لیکن معیارات اور طریقوں میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ مثلاً پاکستان کے قومی اکاؤنٹس اور صارف اشاریہ قیمت کو سالانہ زنجیر سے منسلک نہیں کیا جاتا۔[49] مزید برآں، ملک عمومی شماریاتی کاروباری پروسیس ماڈل اور حکومتی مالی شماریات مینوئل پر عملدرآمد نہیں کرتا، جس میں مختلف قسم کی شماریات کی پروسیسنگ اور رپورٹنگ کے رہنما خطوط فراہم کیے گئے ہیں۔[50]

---

[44] عالمی بینک کا حساس قیمت اظہاریہ 2021ء میں متعارف کرایا گیا تھا۔ اسے بینک کے پچھلے شماریاتی استعداد انڈیکس سے تبدیل کیا گیا، جسے 2004ء میں اختیار کیا گیا تھا۔ حساس قیمت اظہاریہ نگرانی، گنجائش، سے کارکردگی کی پیائش پر منتقلی ہے۔

[45] اوپن ڈیٹا انوینٹری (2022ء)۔

[46] اگرچہ ان عالمی نشانیوں نے اقوام متحدہ کی سرکاری شماریات کے بنیادی اصولوں میں جگہ بنالی ہے، تاہم ان میں شماریات کی ہمیشہ مکمل عکاسی نہیں ہوتی۔

[47] اپج ڈانگ (2021ء)۔

[48] این آئی پی ایس (18-2017ء)۔

[49] جن 193 ممالک کا ڈیٹا دستیاب تھا، ان میں سے 40 کے پاس زنجیر سے منسلک سالانہ صارف اشاریہ قیمت موجود ہے (ماخذ: عالمی بینک، ایس پی آئی 2022ء)؛ زنجیر کو سالانہ منسلک کرنے کے لیے اساسی سال کی سالانہ نظر ثانی اور سال بسال تبدیلیوں سے روابط ہوتے ہیں۔ ماخذ: آئی ایم ایف الف۔

[50] آئی ایم ایف ب: یو این ای سی ای ای۔

جدول 7.1: شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے 2022ء

ملک	بہترین کارکردگی کا حامل ملک*	پاکستان	بنگلہ دیش	بھارت	سری لنکا
شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے مجموعی اسکور	**93.6**	**71.1**	**69.7**	**78.2**	**79.1**
ستون 1۔ ڈیٹا کا استعمال	**100.0**	**100.0**	**90.0**	**100.0**	**100.0**
بین الاقوامی اداروں کی جانب سے ڈیٹا کا استعمال	1.0	1.0	0.9	1.0	1.0
ستون 2۔ ڈیٹا خدمات۔ اسکور	**99.7**	**61.9**	**61.9**	**87.7**	**81.8**
ڈیٹا کا اجرا	1.0	0.5	0.5	1.0	1.0
آن لائن رسائی	0.9	0.4	0.4	0.6	0.5
ڈیٹا کی خدمات	1.0	1.0	1.0	1.0	1.0
ستون 3۔ ڈیٹا مصنوعات	**94.2**	**86.8**	**85.8**	**86.3**	**78.0**
سماجی شماریات	1.0	0.9	0.9	0.9	0.7
معاشی شماریات	1.0	0.9	0.9	0.9	0.8
ماحولیاتی شماریات	1.0	0.7	0.7	0.8	0.8
ادارہ جاتی شماریات	1.0	0.7	0.9	0.8	0.8
ستون 4۔ ڈیٹا ذرائع	**88.9**	**46.9**	**51.0**	**62.0**	**80.4**
مردم شماری	1.0	0.8	0.8	0.7	1.0
سرویز	1.0	0.7	0.6	0.5	0.7
انتظامی ڈیٹا	1.0	0.0	0.5	1.0	1.0
خصوصی علاقائی ڈیٹا	0.8	0.4	0.1	0.3	0.6
ستون 5۔ ڈیٹا انفراسٹرکچر	**100.0**	**60.0**	**60.0**	**55.0**	**55.0**
معیارات اور طریقے	1.0	0.6	0.6	0.6	0.6

* متعلقہ ستون اور ذیلی اظہاریے میں بہتری کارکردگی کے حامل ملک کا اسکور۔

نوٹ: ستون کی بلند ترین قدر 100 ہے، اور اس کے مختلف اجزا کے لیے 1۔ شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے میں 5 ستونوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور اسے مختلف ستونوں میں 22 ذیلی ستونوں کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ تاہم، ڈیٹا کی قلت کی وجہ سے، اس میں مجموعی طور پر 16 ستونوں کو درج کیا جاتا ہے، جس میں سے صرف 14 ذیلی ستونوں کو مجموعی ایس پی آئی اسکور اخذ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

ماخذ: عالمی بینک، شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے 2022ء

ڈیٹا کی خدمات اور ڈیٹا کے ذرائع کے شعبوں میں پاکستان کی کارکردگی قدرے کمزور ہے۔ ڈیٹا خدمات کے زمرے میں کم اسکور، جو ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور پیداکاروں کے درمیان ربط کی جانچ کرتا ہے، کو ڈیٹا کے اجرا اور آن لائن رسائی کے کم اسکور سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، ڈیٹا کے ذرائع کے زمرے میں پاکستان کی جانب سے مخصوص جغرافیائی ڈیٹا اور انتظامی ڈیٹا کے استعمال میں بھی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

ترسیل اور کھلے پن کے تناظر میں شماریاتی کارکردگی کے اظہاریے میں پاکستان کی کمزور کارکردگی کی عکاسی دیگر نشانیوں میں بھی ہوتی ہے۔ مثلاً، آئی ایم ایف کے ڈیٹا کی ترسیل کے معیارات میں پاکستان توسیع شدہ عمومی ڈیٹا کی ترسیل کے نظام (ای جی ڈی ڈی ایس) کی پاسداری کرتا ہے، لیکن بھارت اور سری لنکا جیسے پڑوسی ممالک نے زیادہ جدید خصوصی ڈیٹا کی ترسیل کے معیار (ایس ڈی ڈی ایس) کو اختیار کر رکھا ہے۔ پاکستان ایس ڈی ڈی ایس کی جن بقیہ شرائط کو پورا نہیں کرتا ان میں سہ ماہی جی ڈی پی، اجرتوں اور روزگار کا ڈیٹا شامل ہے۔[51] تاہم، آئی ایم ایف سے طے پانے والے نو مہینوں کے اسٹینڈ بائی ارینجمنٹ

[51] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

جدول 7.2: اوپن ڈیٹا کا ذخیرہ 2022ء

ڈیٹا کے زمرے	کور سیٹ کا ذیلی اسکور					کھلے پن کا ذیلی اسکور				
ملک*	سنگاپور**	پاکستان	بنگلہ دیش	بھارت	سری لنکا	سنگاپور	پاکستان	بنگلہ دیش	بھارت	سری لنکا
آبادی اور کلیدی شماریات	75	30	0	0	60	100	30	40	60	50
تعلیمی سہولتیں	75	30	30	30	40	100	40	30	60	50
تعلیمی نتائج	75	40	40	40	40	100	40	40	50	50
صحت کی سہولتیں	75	70	40	30	70	100	40	30	70	70
صحت کے نتائج	38	50	30	30	40	100	30	40	60	50
تولیدی صحت	75	40	60	50	50	100	40	60	60	50
غذائی سلامتی اور تغذیہ	50	38	0	25	25	100	40	0	50	50
صنفی شماریات	75	30	40	30	30	100	30	50	40	50
جرم اور سزا	75	0	0	50	30	100	40	30	70	40
غربت اور آمدنی	38	0	40	20	80	100	40	0	30	50
سماجی شماریات ذیلی اسکور	65	33	28	32	47	100	33	34	55	51
قومی کھاتے	100	38	38	75	38	100	40	40	60	50
افرادی قوت	75	60	40	50	80	100	30	40	60	30
قیمت کے اشاریے	100	38	38	38	75	100	30	40	80	60
حکومتی مالیات	100	63	75	50	63	100	30	40	70	60
زر اور بینکاری	67	100	100	67	100	100	40	40	90	60
بین الاقوامی تجارت	100	100	50	50	100	100	30	30	60	50
ادائیگیوں کا توازن	100	100	100	83	100	100	40	30	60	50
معاشی اور مالی شماریات کا ذیلی اسکور	91	67	60	58	77	100	34	37	69	51
زراعت اور زمین کا استعمال	38	60	70	30	50	100	40	40	50	50
وسائل کا استعمال	83	88	63	38	38	100	40	40	90	40
توانائی	100	50	67	100	50	100	40	40	70	40
آلودگی	100	13	0	13	0	100	40	0	80	0
تعمیر شدہ ماحول	75	80	60	50	60	100	40	50	40	50
ماحولیات کا ذیلی اسکور	77	60	52	43	41	100	40	34	66	36
مجموعی اسکور	77	52	45	43	54	100	36	35	63	46

** بلند ترین درجہ بندی۔

نوٹ: کسی بھی زمرے میں اسکور 10 عناصر پر مشتمل ہوتا ہے، کھلے پن اور کوریج دونوں کے لیے پانچ پانچ۔ کوریج کے عناصر: پہلا انتظامی سطح (مثلاً، صوبائی سطح کا ڈیٹا)، دوسرا انتظامی سطح (مثلاً، ضلعی سطح کا ڈیٹا) کا دستیاب ڈیٹا 5 سال کے لیے، دستیاب ڈیٹا 10 سال کے لیے اور اظہاریے کی دستیابی۔ کھلے پن کے عناصر: مشین پڑھنے کی صلاحیت، غیر مالکانہ فارمیٹ، میٹا ڈیٹا کی دستیابی، ڈاؤن لوڈ کے آپشنز، ڈیٹا لائسنس / استعمال کے قواعد۔

ماخذ: اوپن ڈیٹا واچ۔

کے حصے کے طور پر ملک مالی سال 24ء کی پہلی سہ ماہی سے قومی کھاتوں کے سہ ماہی اعداد و شمار کو مرتب اور شائع کرنا شروع کرے گا۔[52]

اسی طرح، اوڈی آئی این میں شامل 195 ممالک میں سے پاکستان 121 ویں نمبر پر ہے۔ اس کے مقابلے میں بھارت اور سری لنکا کی پوزیشن بالترتیب 82 اور 96 ہے (**جدول 7.2**)۔[53] زر اور بینکاری، بین الاقوامی تجارت اور ادائیگیوں کے توازن کے علاوہ پاکستان میں سرکاری شماریات کو سماجی شماریات،

[52] انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (2023ء)۔

[53] اوپن ڈیٹا واچ۔

معاشی اور فنانس، اور ماحولیاتی شماریات کے تحت ڈیٹا کی وسیع ریخ کی کوریج اور کھلے پن میں خاصی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً، قتل کی شرح، جیل کی آبادیوں کے ڈیٹا کے اظہاریوں کی عدم دستیابی اور جرم کی شرح کے ڈیٹا کی محدود کوریج کے سبب جرم اور انصاف کے زمرے میں پاکستان کی درجہ بندی خراب ہے۔ مزید برآں، کوریج کے علاوہ کھلے پن میں پاکستان کا ضمنی اسکور سرفہرست سنگاپور کے ساتھ ساتھ سری لنکا اور بھارت جیسے جنوبی ایشیائی پڑوسیوں سے خاصا پیچھے ہے۔

مخصوص ڈیٹا کے مسائل کی علامتی فہرست

اس تناظر میں پاکستان کی سرکاری شماریات میں مذکورہ بالا مسائل کی روشنی میں مختلف سماجی اور معاشی اظہاریوں پر کچھ روشنی ڈالنا مفید ہے۔ ان میں بعض کلیدی اظہاریوں کی عدم دستیابی، ڈیٹا مرتب کرنے اور ترسیل میں تسلسل نہ ہونا، انتظامی ڈیٹا کا مطلوبہ سطح کے مطابق جمع نہ ہونا اور مختلف اظہاریوں کی پیداوار کے لیے معلومات کی پست بنیاد شامل ہیں۔[54]

قومی کھاتے اور دیگر اہم اظہاریے

پاکستان میں جی ڈی پی کے حسابات تازہ ترین قومی اکاؤنٹس کے نظام (ایس این اے) 2008ء پر مبنی ہیں،[55] اور ان کے اعداد و شمار کو سالانہ جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم، 2022ء میں کیے گئے 170 ممالک کے سروے میں پاکستان کا شمار ان 26 ممالک میں کیا گیا جو جی ڈی پی کے سہ ماہی تخمینوں کو مرتب نہیں کرتے۔[56] مزید برآں، اٹھارہویں آئینی ترمیم کے باوجود ضمنی قومی یا صوبائی جی ڈی پی کے اعداد و شمار کو درج نہیں کیا جاتا، اگرچہ اس ترمیم کے تحت پالیسی کے کچھ شعبہ جات صوبوں کو منتقل کر دیے گئے تھے۔ ان صوبوں نے صوبائی جی ڈی پی کے تخمینے لگانے کی کوششیں کی ہیں۔ تاہم، یہ ایک باقاعدہ مشق نہیں ہے اور اس میں تسلسل یقینی بنانے کے لیے وفاقی اکائیوں کے درمیان جامع نظر ثانی اور اشتراک کی ضرورت ہے۔[57]

ماخذ ڈیٹا کے تناظر میں پاکستان کے قومی کھاتے 11 تا 20 معاشی سرگرمیوں پر مبنی ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں امریکہ اور کینیڈا جیسی ترقی یافتہ معیشتیں، اور حتیٰ کہ سری لنکا اور بھارت جیسے حریف ترقی پذیر ممالک اور اپنے قومی کھاتوں میں تقریباً 40 سرگرمیوں کا تخمینہ لگاتے ہیں۔[58] ٹیکسوں اور سماجی تحفظ سے متعلق مختلف اقسام کا ماخذ ڈیٹا دستیاب نہیں ہے (**جدول 7.3**)۔[59] بہترین عالمی روایات کے مطابق پاکستان ماہانہ بنیادوں پر صارف اشاریہ قیمت اخذ کرتا ہے، تاہم پیداکار قیمت اشاریہ (پی پی آئی) جاری نہیں کرتا۔ پی پی آئی مہنگائی کے ابتدائی اظہاریے کا کام انجام دے سکتا ہے، کاروباری لاگت کے دباؤ کی جانچ کا موقع دیتا ہے اور پالیسی کی تشکیل میں بہتری لاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سری لنکا اور بنگلہ دیش جیسی دیگر جنوب ایشیائی معیشتیں باقاعدگی سے پی پی آئی شائع کرتی ہیں۔[60] اسی طرح پاکستان ماہانہ تجارتی ڈیٹا کسٹم حکام کی مدد سے جاری کرتا ہے، تجارتی قیمت کے اشاریوں کو سہ ماہی بنیادوں پر رپورٹ کیا جاتا ہے۔ جو بیشتر ممالک کے برعکس ہے۔[61]

یہ مسائل شعبہ جاتی سطح پر بھی موجود ہیں۔ مثلاً، پاکستان میں فصلوں کی پیداواری قیمتیں دستیاب نہیں ہیں۔ اس کے مقابلے میں بھارت میں 36 بنیادی فصلوں کے لیے 'فارم پیداواری قیمتوں' پر سالانہ ریاست وار ڈیٹا

---

[54] وسعت کی مشکلات کی وجہ سے یہ فہرست جامعیت کی حامل نہیں۔ مزید برآں، چونکہ استعمال کنندگان ڈیٹا کی مشکلات کی شناخت کے لحاظ سے لازمی نوعیت رکھتے ہیں، اس ذیلی سیکشن میں کی گئی کچھ بحث سمعی شواہد اور عمومی معلومات پر مشتمل ہے۔

[55] ایس این اے 2008ء ایک شماریاتی فریم ورک ہے جس میں پالیسی سازی، تجزیے اور تحقیقی مقاصد کے لیے کلی معاشی تفصیلات کا ایک جامع، پائیدار اور لچکدار مجموعہ فراہم کیا گیا ہے۔ ماخذ: اقوام متحدہ (2009ء)۔

[56] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

[57] مثلاً، خیبر پختونخوا دفتر شماریات نے مالی سال 21ء کے لیے اپنی صوبائی جی ڈی پی کو شائع کیا، پنجاب نے بھی اپنی جی ڈی پی کا تخمینہ لگایا ہے جسے پنجاب کی نمو کی حکمت عملی 2023ء میں استعمال کیا گیا ہے۔ ماخذ: خیبر پختونخوا بی او ایس، منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ، پنجاب دفتر شماریات الف۔

[58] معاشی سرگرمیوں کی درجہ بندی اس صنعت یا شعبے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جن میں وہ انجام دیجاتی ہیں، جیسے گلہ بانی، مینوفیکچرنگ اور تعلیم۔

[59] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

[60] سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات الف: بنگلہ دیش دفتر شماریات۔

[61] اے سیلو نگوی (2022ء)۔

جدول 7.3: قومی کھاتوں کی شماریات کا عالمی اندراج: قومی دفاتر شماریات کے 2020ء کے سروے پر مبنی

مخصوص زمرے میں مجموعی جوابات کا فیصد (سبز خانے زمرے میں پاکستان کی موجودگی کو ظاہر کرتے ہیں)*								
	1-10	11-20	21-30	31-40	40 سے زائد			
سالانہ تخمین شدہ سرگرمیوں کی تعداد	5	35	18	7	35			
	نہیں		ہاں	ہاں لیکن تخمینے شائع نہیں کیے جاتے				
سہ ماہی جی ڈی پی (کوئی بھی طرز فکر)		15	84	1				
کچھ یا تمام ادارہ جاتی شعبے کے کھاتوں کے سالانہ تخمینے		45	53	2				
	ماہانہ	سہ ماہی	سالانہ	دوسالہ	تین سالہ	چار سالہ	دس سالہ	بے قاعدگی
مردم شماری	–	–	–	–	–	10	64	26
زراعت شماری	–	–	2	–	–	9	29	60
کاروباری رجسٹر	28	2	39	–	–	1	2	28
ساختی کاروباری سروے/ڈیٹا	15	10	46	–	–	1	–	29
گھرانوں کا بجٹ سروے/حالات زندگی کا سروے	1	9	19	4	1	1	–	65
دیگر زرعی معلومات	14	24	49	1	–	–	1	11
قدر اضافی/اشیا و خدمات ٹیکسوں کی معلومات	40	36	19	–	–	–	–	4
کارپوریٹ انکم ٹیکس معلومات	11	14	72	–	–	–	–	3
ذاتی انکم ٹیکس معلومات	18	16	60	–	–	–	–	6
سوشل سیکورٹی معلومات (جیسے روزگار یا فوائد کی معلومات)	25	30	36	–	–	–	–	9
کسٹم درآمدات اور برآمدات کے اعلامیے کی معلومات برائے کسٹم حکام	77	16	7	–	–	–	–	1
صارفی قیمت کے اشاریے	100	0	–	–	–	–	–	–
درآمدی اور برآمدی قیمت کے اشاریے	52	37	9	–	–	–	–	2

* جن خانوں کو سبز رنگ سے اجاگر نہیں کیا گیا، اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ سوالنامے کے جواب کو خالی چھوڑ دیا گیا۔

ماخذ: اے سیلوگوی، اے بائرا اور وی، گویئیرو (2022ء)۔ 2020ء میں قومی کھاتوں کی شماریات کے عالمی اسٹاک کا اندراج: پالیسی اور نگرانی کے لیے دستیابی۔ ورکنگ پیپر نمبر 029/2022۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف

دستیاب ہے۔[62] پاکستان میں گذشتہ زراعت شماری 2010ء میں منعقد ہوئی تھی اور اب اسے 10 سال سے زیادہ کا قابل ذکر عرصہ ہو چکا ہے، جبکہ سیلابوں، ماحولیاتی تبدیلی اور مارکیٹ کے بدلتے ہوئے محرکات ایسے سرویز کی زیادہ تعداد کے متقاضی ہیں۔

اسی طرح، زرعی جی ڈی پی میں 63 فیصد اور قومی جی ڈی پی میں تقریباً 14 فیصد حصہ رکھنے والے گلہ بانی کے شعبے کے تخمینے سالانہ یا پانچ سالہ سرویز کی عدم موجودگی میں 1996ء اور 2006ء کی درمیانی مدت کی جانور شماری پر مبنی ہیں۔ 1986ء سے لے کر 2006ء تک گلہ بانی کے صرف تین سروے منعقد کیے گئے جن سے شعبہ جاتی محرکات پر قابل بھروسا معلومات کی فراہمی میں خاصے میعادی فرق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں ادارہ جاتی شعبوں کے اکاؤنٹس میں آمدنی، بچتوں اور مالی رقوم کے بہاؤ کا تخمینہ نہیں لگایا جاتا۔[63]

[62] پاکستان دفتر شماریات (2022ء)؛ پاکستان دفتر شماریات الف۔

[63] ادارہ جاتی شعبے ادارہ جاتی اکائیوں کی گروپنگ پر مشتمل ہوتے ہیں، جو مالی شماریات کے ڈھانچے کے بلڈنگ بلاکس تشکیل دیتے ہیں۔ ایک ادارہ جاتی اکائی ایک ایسا معاشی ادارہ ہوتی ہے جو اثاثے ملکیت میں رکھنے، واجبات کرنے، معاشی سرگرمیاں انجام دینے، اور دیگر اکائیوں اور اداروں کے ساتھ لین دین انجام دیتی ہے۔ یہ ایسے گھرانوں کے ساتھ ساتھ کارپوریشنز، غیر نفع بخش تنظیموں جیسے قانونی اور سماجی اداروں، اور حکومتی اکائیوں، آئی ایم ایف وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔

افرادی قوت اور بیروزگاری

افرادی قوت، خصوصاً اجرتوں اور بیروزگاری سے متعلق سرکاری ڈیٹا کسی ملک کی پالیسی سازی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے، کلی معاشیات جیسے زری پالیسی اور ترقیاتی پالیسیوں کی نظر سے روزگار، کام کے حالات اور اجرتی فرق میں ساختی تبدیلیوں سے متعلق۔[64] مقبول مباحث میں بھی بیروزگاری کا شمار پاکستان اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ زیر بحث سماجی اور اقتصادی مسائل میں سے ایک ہے۔

اگرچہ پاکستان نے حال ہی ٹیکنالوجی کے استعمال سے ضلع کی سطح پر افرادی قوت کے سروے کا آغاز کیا ہے، تاہم، سروے کی فریکوینسی کم رہی ہے۔ 1963[65]ء سے لے کر اب تک پاکستان نے افرادی قوت کے صرف 36 سالانہ اور 8 سہ ماہی (4 مالی سال 11ء میں مالی سال 13ء میں بھی 4) سروے کیے ہیں۔[66] مزید برآں، افرادی قوت سروے کے نتائج کو خاصی تاخیر سے شائع کیا جاتا ہے جس سے روزگار اور اجرتوں میں رجحانات کے تجزیے اور غوروخوض کے لیے اس کی اثرانگیزی کم ہو جاتی ہے۔[67]

یہ بہترین عالمی طریقوں سے مختلف ہے جن میں بیروزگاری اور اجرتوں کے اعداد و شمار کو سہ ماہی یا ماہانہ بنیادوں پر درج کیا جاتا ہے۔ کچھ ممالک میں افرادی قوت کی اہم شماریات کو سماجی رجسٹریز سے جمع کیا جاتا ہے، جبکہ دیگر ممالک افرادی قوت کی مارکیٹ کے باقاعدگی سے ہونے والے سرویز پر انحصار کرتے ہیں۔ مثلاً، سری لنکا اور بھارت بالترتیب 1990ء اور 2018ء سے افرادی قوت کے سہ ماہی سروے منعقد کر رہے ہیں۔[68] اسی طرح، نائیجیریا نے افرادی قوت کے سہ ماہی سروے کے لیے بہترین روایات کو اختیار کیا ہے اور ڈجیٹل ٹیکنالوجیوں کو شامل کیا ہے تاکہ شمار کنندگان کے مقامات کی جیو ریفرنسنگ کو یقینی بنایا جاسکے۔[69]

کینیڈا جیسے زیادہ ترقی یافتہ ممالک 1952ء سے ماہانہ بنیادوں پر اپنے افرادی قوت کے سروے کا انعقاد کر رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ کینیڈا کے افرادی قوت کے سروے کی وسعت میں توسیع کرتے ہوئے اس میں روزگار، پے رول اور ملازمت کے گھنٹوں کو شامل کیا گیا ہے جو صنعت اور جغرافیائی علاقوں کے زمروں کی بنیاد پر آمدنی اور ملازمت کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔[70] امریکہ میں افرادی قوت کی شماریات کا دفتر آبادی کے حالیہ سروے (سی پی ایس)[71] کے ذریعے ماہانہ بنیاد پر روزگار اور بیروزگاری کے بارے میں معلومات جمع کرتا ہے، جبکہ برطانیہ میں ملازمت حاصل کرنے کے خواہش مند افراد کے الاؤنس اور یونیورسل کریڈٹ کے انتظامی ڈیٹا کے ذریعے افرادی قوت کے ماہانہ سروے کو تقویت دی جاتی ہے تاکہ بیروزگاری کے فوائد سے استفادہ کرنے والے افراد کی زیادہ گرینولر معلومات کو حاصل کی جاسکے۔[72]

چھوٹی اور درمیانی درجے کی انٹرپرائزز (ایس ایم ایز)

پاکستان میں چھوٹی اور درمیانے درجے کی انٹرپرائزز کا ایک بڑا جز موجود ہے جو تخمینے کے مطابق جی ڈی پی میں 40 فیصد، برآمدات میں 25 فیصد اور غیر زرعی روزگار میں 78 فیصد حصہ ڈالتا ہے۔[73] کلی معاشی اور ترقیاتی مقاصد

[64] آئی ایل او۔
[65] پاکستان دفتر شماریات (21-2020ء)۔
[66] پاکستان دفتر شماریات ب۔
[67] اسٹیٹ بینک آف پاکستان (2021ء)
[68] سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات ب: وزارت شماریات و پروگرام کا نفاذ، بھارت۔
[69] جے لین، یو پیپ (2023ء)۔
[70] شماریات کینیڈا۔ ب
[71] دفتر برائے افرادی قوت شماریات۔
[72] قومی دفتر شماریات۔
[73] اسمیڈا (2022ء) اور ایس بی پی (2022ء)۔

دونوں لحاظ سے اس کی وسیع تر قبولیت کے باوجود پاکستان میں ایس ایم ایز کی کارکردگی کی مناسب پیمائش نہیں کی جاتی۔[74]

ایس ایم ایز کی معاشی سرگرمیوں اور دیگر کاروباری انٹرپرائزز کا ڈیٹا 2005ء کی معاشی تخمینہ جات شماری سے حاصل کیا جاتا ہے، جس کے بعد سے ایسی کوئی شماری منعقد نہیں کی گئی۔[75] قومی کھاتوں کے تناظر میں چھوٹی اور گھریلو اشیا سازی کی صنعتوں کا سروے بنیادی آلے کا کام انجام دیتا ہے۔ اس طرح کا آخری سروے دس برسوں کے وقفے سے 16-2015ء میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس لیے نمو کی سالانہ شرح کا تخمینہ لگانے کے لیے انٹر سینسس نمو کا اطلاق کیا جاتا ہے۔[76]

ایس ایم ای کی پیداوار کے ماہانہ یا سہ ماہی تخمینے دستیاب نہیں ہیں، جو بڑے پیمانے کی مینوفیکچرنگ کے اشاریے سے مختلف ہے جس میں بڑی صنعتوں کی ماہانہ پیداوار کو درج کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایس ایم ایز کی تعداد یا معیشت میں اس کے حصے کے متعلق سالانہ تخمینوں کو درج نہیں کیا جاتا۔ پاکستان میں ڈیٹا جمع کرنے کے موجودہ طریقہ کار میں چھوٹی یا بڑی فرموں کو شامل کیا جاتا ہے، اور یہ صرف مینوفیکچرنگ شعبے کے لیے دستیاب ہے۔ یہ ایس ایم ای شعبے کی پالیسی اور منصوبہ بندی کے لیے معلومات کی نامناسب بنیاد ہے۔[77]

اس کے مقابلے میں ملائشیا زراعت، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں سمیت سالانہ بنیادوں پر ایس ایم ایز کے جی ڈی پی اور برآمدات میں حصے کو درج کرتا ہے۔ یہ معاشی تخمینہ جات اور انٹرپرائزز کی شماری پر مشتمل ہوتا ہے، جو ہر سال منعقد کیا جاتا ہے اور اسے سالانہ اقتصادی سروے اور انتظامی ڈیٹا سے تقویت دی جاتی ہے۔ فلپائن میں ایس ایم ای کی کارکردگی کی پیمائش فلپائن کے کاروبار اور صنعت سے متعلق سالانہ سروے سے کی جاتی ہے جس میں روزگار، آمدنی، زراعانت، اثاثوں کی معلومات اور ای کامرس کی فروخت سمیت کئی قسم کی سرگرمیوں شامل ہوتی ہیں۔[78] برطانیہ میں ایس ایم ایز کے سالانہ تخمینے وہاں کے قومی دفتر شماریات کے زیر انتظام بین محکمہ جاتی کاروباری رجسٹرار سے حاصل کیے جاتے ہیں، جبکہ کینیڈا میں اس معلومات کو ملک کی بزنس رجسٹری سے حاصل کیا جاتا ہے، جسے ماہانہ بنیادوں پر کینیڈا کی ریونیو ایجنسی کی جانب تین سالہ نمونہ سروے، ماہانہ سروے اور ڈیٹا کے مطابق اپڈیٹ کیا جاتا ہے۔[79]

بلند تعدّد کے معاشی اظہاریے

قلیل مدتی اظہاریے یا بلند تعدد کے حامل معاشی اظہاریے نہ صرف تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی حالات پر اہم معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ انہیں سرکاری ڈیٹا میں خلا کو پر کرنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، جو تاخیر سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس سے پالیسی سازوں کو معیشت میں کارفرما رجحانات سمجھنے اور کاروباری دورانیے میں تبدیلیوں کی نشاندہی میں مدد ملے گی۔ ایچ ای ای ایف آئی نہ صرف زری پالیسی فیصلوں[80] کے لیے اہمیت کے حامل ہیں، بلکہ جیسا کہ کووڈ 19 کی وبا کے تجربے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بروقت پالیسی ردعمل کو جانچنے کے لحاظ سے بھی اہم ہوتے ہیں۔[81] تاہم، عام روابط کے لحاظ سے بھی ایچ ای ای ایف آئی زیادہ بامعنی ہوتے ہیں، جب انہیں ایک ایسے ہم آہنگ اور جامع تجزیاتی اور شماریاتی فریم ورک سے جوڑا جاتا ہے۔ خصوصاً، ایچ ای ای ایف آئی کو سہ ماہی قومی کھاتوں اور معاشی سرگرمی کے خام قدر اضافی جیسے روایتی نشانیوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[74] پاکستان دفتر شماریات۔

[75] ایضاً۔

[76] پاکستان دفتر شماریات (2022ء)۔

[77] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[78] وزارت معیشت، محکمہ شماریات ملائشیا؛ او ای سی ڈی (2019ء)۔

[79] او ای سی ڈی (2014ء)۔

[80] ایس بی پی (جلد شائع ہونے والا)۔

[81] آئی ایم ایف پریزینٹیشن 2021ء۔

عالمی سطح پر ممالک ان اظہاریوں کی ماہانہ، ہفتہ وار اور حتیٰ کہ یومیہ بنیادوں پر دستیابی کے لیے کوشاں ہیں، زراعت، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں میں طلب اور رسد دونوں لحاظ سے۔ ان اظہاریوں کی مثالوں میں نئے اور موجودہ گھروں کی فروخت؛ صنعت، خردہ اور تعمیرات کے نئے آرڈرز اور ٹرن اوور کے اشاریے، یکساں اسٹور کی خردہ فروخت؛ ٹرک ٹول فاصلے کا یومیہ اشاریہ، مال برداری (فضائی، بحری اور زمینی)، خدمات اور صنعت اور سیاحت میں نئے روزگار سے متعلق شماریات شامل ہیں۔

ایچ ایف ای آئی انتظامی ذرائع جیسے تعمیرات کے اجازت نامے، بیروزگاری بیمہ کے دعوے اور ریل روڈ ٹریفک، اور شعبہ جاتی / علاقائی شماریات کے لیے تجارتی تنظیموں، ان کے دائرہ کار کے مطابق، دونوں ذرائع پر انحصار کیا جاتا ہے۔ مثلاً، امریکہ میں فیڈرل ریزرو آف نیویارک نے حقیقی معاشی سرگرمی کے کچھ یومیہ اور ہفتہ وار اظہاریوں پر مشتمل ایک ہفتہ وار معاشی اشاریہ تشکیل دیا ہے، ان اظہاریوں میں امریکن اسٹافنگ ایسوسی ایشن اسٹافنگ انڈیکس،[82] امریکن ریل روڈز ایسوسی ایشن اور صارفین کو ایندھن کی فروخت شامل ہیں۔[83] معیشتوں کی بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن کے ساتھ متبادل ڈیٹا کو بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ ان میں 'بیروزگاری'، 'قلیل مدتی ملازمت' اور 'اسامیاں' جیسے الفاظ، ہوا میں نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ کا اوسط ارتکاز اور کریڈٹ کارڈ ٹرانزیکشن کے ڈیٹا جیسی انٹرنیٹ سرچ کی تعداد میں اضافہ شامل ہیں۔[84]

پاکستان میں بعض ایچ ایف ای آئی دستیاب ہیں اور اسٹیٹ بینک سمیت پالیسی سازوں کی جانب سے انہیں استعمال کیا جارہا ہے۔ ان میں اسٹیٹ بینک کے شائع کردہ زرعی قرضوں کی ماہانہ تقسیم، آٹو موٹیو اور سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کا ماہانہ فروخت کا ڈیٹا، آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل کی جانب سے ماہانہ ایندھن کی فروخت کا ڈیٹا، نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی کی جانب سے بجلی کی ماہانہ پیداوار کا ڈیٹا اور منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کا ماہانہ ڈیٹا شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ کو ناؤ کاسٹنگ[85] کے مقصد سے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم، کئی اہم ایچ ایف ای آئی ایسی ہیں، جنہیں مرتب نہیں کیا جاتا یا سرکاری طور پر جاری نہیں کیا جاتا۔ ان میں زیر تحویل وفاقی ٹیکس، خدمات کے قلیل مدتی اظہاریے ہوٹلوں میں زیر استعمال کمرے، ریٹیل فروخت، قابل تقابل اسٹور کی فروخت، ہائی ویز کے ٹول، عمارتوں کے پرمٹ، ملکی فضائی مسافروں اور کارگو ٹریفک، اور آن لائن جاب مارکیٹ پر اسامیوں سے متعلق اشاریے شامل ہیں۔[86]

سیکشن 7.4 میں زیر بحث دیگر اہم ادارہ جاتی چیلنجوں کے علاوہ یہ مسائل محکموں کی جانب سے انتظامی ڈیٹا کے بروقت اجرا نہ ہونے اور تجارتی تنظیموں کی جانب سے درج شدہ شعبہ جاتی ڈیٹا سے پیدا ہوتے ہیں۔ مزید برآں، روایتی اقدامات کے لیے بلند تعدد کے ڈیٹا، جیسے قومی کھاتوں کا سہ ماہی ڈیٹا، کی عدم موجودگی میں ایسے بلند اظہاریہ اشاریوں کی اثر انگیزی یا پیش گوئی کی قوت کی پیمائش کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔[87]

سول رجسٹریشن اور کلیدی شماریات

سول رجسٹریشن اور کلیدی شماریات (سی آر وی ایس) پیدائش، شادیوں، ہجرتوں، اموات اور موت کی وجوہات جیسے کلیدی امور کے بارے میں معلومات جمع کرنے کا عمل ہے۔ واقعات کے بروقت اندراج کے سبب سی آر وی ایس شماریات کا ایک حقیقی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ سی آر وی ایس مکمل طور پر مخصوص معلومات حاصل کرنے کے لیے وضع کیے گئے سرویز اور مردم شماریوں کی جگہ نہیں لے سکتا، تاہم اس سے ان کے ڈیزائن کے متعلق پتہ چل سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں سرکاری شماریات کی پیداوار کے لیے سی

---

[82] امریکن اسٹافنگ ایسوسی ایشن کے اسٹافنگ انڈیکس میں اسٹافنگ کمپنیوں کے بڑے پینل سے موصول ہونے والے عارضی اور معاہداتی ملازمتوں کے ڈیٹا سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

[83] فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک۔

[84] بنڈیس بینک؛ فیڈرل ریزرو بینک آف نیویارک۔

[85] ناؤکاسٹنگ اہم معاشی اظہاریوں کو اپڈیٹ کرنے کے لیے حالیہ شائع شدہ ڈیٹا کو استعمال کرنے کی مشق کے متعلق ہے، جنہیں خاصے وقفے سے شائع کیا جاتا ہے۔ جیسے حقیقی جی ڈی پی: ماخذ: آئی ایم ایف۔

[86] مثلاً، نوکری جاب اسپیک بھارت میں استعمال ہونے والا ایک ماہانہ اشاریہ ہے جس میں Naukri.com کی ویب سائٹ پر ہر ماہ دی گئی ملازمتوں کی فہرستوں کی بنیاد پر ملازمت پر رکھنے کی سرگرمی کو اخذ کیا جاتا ہے۔ ماخذ: ریزرو بینک آف انڈیا۔

[87] اسٹیٹ بینک آف پاکستان (آئندہ)۔

وی آر ایس کا استعمال عام ہے۔ مثلاً، شماریات سویڈن سویڈش ٹیکس ایجنسی کی جانب سے فراہم کردہ رجسٹرڈ ڈیٹا کو آبادی کی شماریات کی بنیادوں پر استعمال کرتا ہے۔[88]

تاہم، پاکستان کے معاملے میں کلیدی شماریات جمع کرنا اور ان کا استعمال فی الحال محدود ہے۔ تخمینے کے مطابق پانچ سال سے کم عمر والے تقریباً 42 فیصد بچوں کو سرکاری سطح پر رجسٹر کیا جاتا ہے، اور صرف 36 فیصد کے پاس پیدائش کا سرٹیفکیٹ ہوتا ہے۔ اسی طرح، ملک میں پانچ فیصد سے بھی کم اموات کی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ اموات کی مکمل اور درست وجوہات کی رپورٹنگ کا بھی فقدان ہے، جبکہ اسپتالوں میں بیماریوں کی بین الاقوامی درجہ بندی کو اختیار کیا گیا ہے لیکن اسپتال کے عملے میں آگاہی اور تربیت کی کمی کے سبب اس کا استعمال بہت کم ہے۔ اس سے قطع نظر، یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت سی آر وی ایس کی اہمیت سے واقف ہے اور سی آر وی ایس طریقہ کار کو مضبوط بنانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔[89]

7.4 پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی صورت حال

مذکورہ بالا بحث کے تناظر میں اس سیکشن میں پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی مجموعی ساخت اور بعض بنیادی منسلک چیلنجوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مؤخر الذکر میں قومی دفتر شماریات کی آزادی، این ایس ایس اور شماریاتی ایکو سسٹم میں اشتراک، انتظامی ڈیٹا اور ملک میں شماریات کی مجموعی طلب شامل ہیں۔

بنیادی ساخت

پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی ساخت مرکزی اور غیر مرکزی شماریاتی نظام کے درمیان واقع ثانوی پوزیشن پر کی جاتی ہے۔[90] پاکستان دفتر شماریات کو ملک کے قومی شماریاتی پروگرام یا قومی دفتر شماریات کی مرکزی ایجنسی کی حیثیت حاصل ہے۔ پی بی ایس کو ڈیٹا اور شماریات جمع کرنے اور قومی سطح پر شماریاتی سرگرمیوں میں اشتراک کا مینڈیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کا صدر دفتر اسلام آباد میں واقع ہے اور ملک بھر میں اس کے چار صوبائی دفاتر سمیت تمام صوبوں میں 34 فیلڈ دفاتر موجود ہیں۔[91]

پاکستان دفتر شماریات بنیادی اور ثانوی دونوں ذرائع سے ڈیٹا جمع کرتا ہے۔ مثلاً، بنیادی ڈیٹا جمع کرنے کے لیے پاکستان دفتر شماریات مختلف شماریوں کا انعقاد کرتا ہے جیسے آبادی اور مکانات شماری، موضع شماری اور گلہ بانی شماری۔ بنیادی ڈیٹا کا ایک اور بنیادی ذریعہ سروے ہیں، جن میں پاکستان آبادیاتی سروے، پاکستان سماجی اور معیار زندگی کی پیمائش اور گھرانوں کا ضم شدہ مربوط معاشی سروے اور افرادی قوت کا سروے شامل ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات ڈیٹا کے مختلف مجموعوں جیسے تجارت، پیداواری اشاریے اور سماجی شماریات کے لیے ثانوی ذرائع سے بھی ڈیٹا جمع کرتا ہے جیسے پاکستان کسٹمز، وفاقی وزارتیں اور صوبائی حکومتیں۔[92]

ملک کے قومی شماریاتی نظام میں چار صوبائی دفاترِ شماریات، ہر صوبے میں ایک، اور گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر میں دو شماریاتی سیل شامل ہیں، جنہیں مکمل دفاتر کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔[93] صوبائی دفتر شماریات کے کام میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو منتقل کیے جانے والے پالیسی محکموں کی شماریات جمع کرنا، مرتب کرنا اور اس کی ترسیل کے ساتھ صوبائی محکموں میں قائم مختلف شماریاتی سیلوں سے اشتراک شامل ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات کے ساتھ اپنے ترتیب دیے گئے ڈیٹا پر اشتراک بھی ان صوبائی دفاتر کی ذمہ داری ہے اور یہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مختلف قسم کے شماریاتی

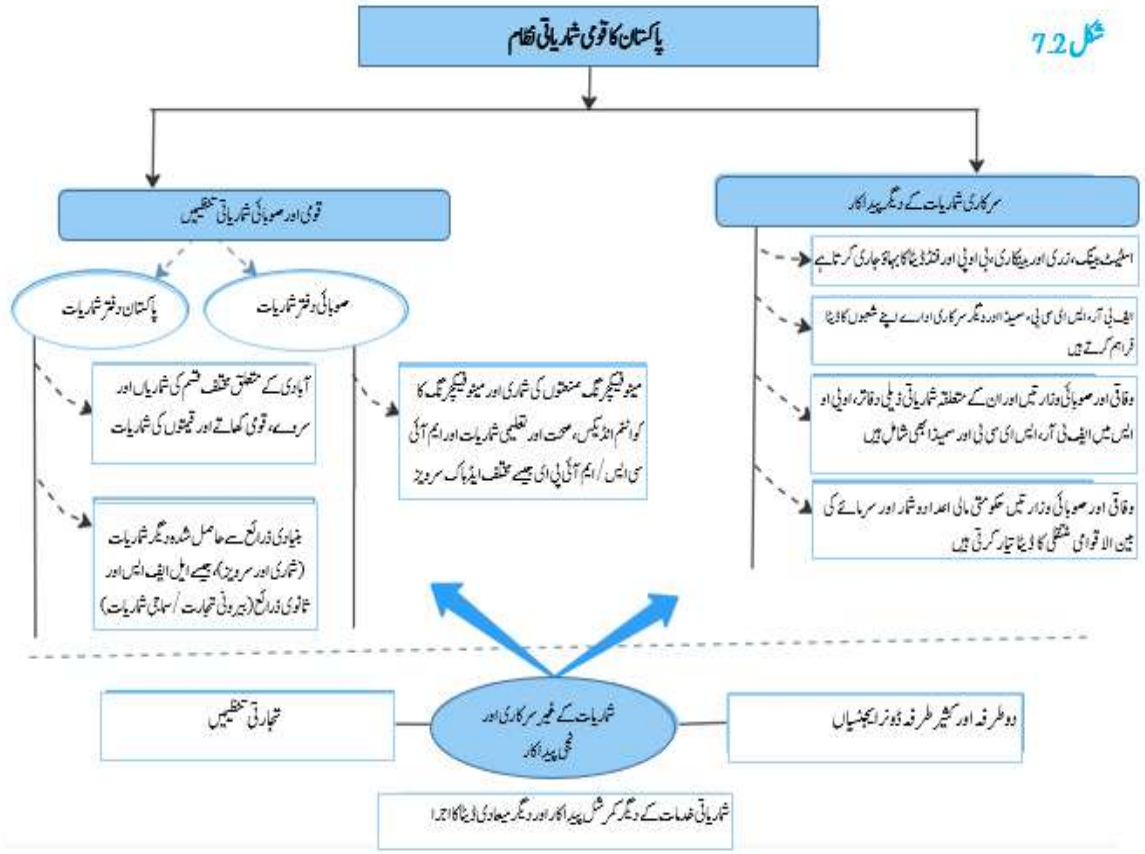
[88] شماریات سویڈن۔
[89] وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات اور منصوبہ بندی کمیشن۔
[90] پاکستان کنٹری پیپر، اقوام متحدہ۔
[91] پی بی ایس ج؛ پی بی ایس (2023ء)۔
[92] پی بی ایس د۔
[93] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

معاملات پر رابطہ کاری انجام دینے کے علاوہ صوبائی شماریاتی کونسل کے لیے سیکریٹریٹ کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔[94]

پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات دونوں بنیادی طور پر عمومی شماریات تنظیم نو ایکٹ 2011ء (فروری 2022ء تک ترمیم شدہ)[95] کے تحت آپریٹ کرتے ہیں اور یہ ملک میں شماریات کی ترتیب، تجزیے اور ترسیل کی قانونی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس میں پاکستان میں شماریاتی ایجنسیوں کی ساخت اور فرائض بیان کیے گئے ہیں اور پاکستان میں قومی شماریاتی نظام کے مجموعی کام کا ادارہ جاتی طریقہ کار دیا گیا ہے۔ مزید برآں، صنعتی شماریات ایکٹ 1942ء میں مختلف قسم کا صنعتی ڈیٹا جمع کرنے کے لیے قانونی فریم ورک دیا گیا ہے۔[96]

پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے علاوہ او پی او ایس کو بھی قومی شماریاتی نظام کے حصے کی حیثیت حاصل ہے (**شکل 7.2**)۔ وہ مختلف وفاقی اور صوبائی وزارتوں اور پالیسی محکموں کے تحت مختلف شماریاتی سیلوں یا تحقیقی اور تجزیاتی اکائیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً، وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق کے تحت قائم زرعی پالیسی انسٹی ٹیوٹ "پاکستان کی زرعی شماریات" شائع کرتا ہے، جسے قومی سطح پر زراعت کے ڈیٹا بینک کی حیثیت حاصل ہے،

شکل 7.2



ماخذ: اسٹیٹ بینک نے اس ضمن میں مختلف دستاویزات اور ویب سائٹس کا حوالہ دیا ہے، خصوصاً: (الف) میڈیم ٹرم ڈویلپمنٹ اسٹریٹجی 30-2021ء، (ب) پی بی ایس ویب سائٹ (www.pbs.gov.pk)، (ج) سندھ دفتر شماریات اور پنجاب دفتر شماریات کی ویب سائٹ۔

[94] پنجاب دفتر شماریات ب: سندھ دفتر شماریات۔

[95] سینٹ آف پاکستان۔

[96] صنعتی شماریات ایکٹ 1942ء۔

اور وزارت صنعت و پیداوار بڑے پیمانے کی مینوفیکچرنگ (ایل ایس ایم) پر ڈیٹا جمع کرتا ہے۔[97]

مزید برآں، فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر)، ٹیکسوں کی صوبائی تنظیمیں اور محکمہ جات، سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (ایس ای سی پی)، بینک دولت پاکستان (ایس بی پی) اور نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) جیسی رجسٹریز شامل ہیں جو اپنے شعبے سے متعلق ڈیٹا جمع کرتی ہیں اور تعریف کے لحاظ سے یہ ملک کے او پی او ایس کا حصہ ہیں۔

آخر میں، اگرچہ شماریات کے غیر حکومتی اور نجی پیداکار، جیسے کثیر فریقی ایجنسیاں اور کاروباری ایسوسی ایشنز قومی شماریات پروگرام کا حصہ نہیں ہیں، لیکن انہیں شماریاتی ایکو سسٹم کے اہم حصے کی حیثیت حاصل ہے۔ ایک جانب، وہ جو شماریات ترتیب دیتی ہیں وہ قومی شماریات پروگرام کے فراہم کردہ ڈیٹا پر انحصار کرتا ہے، مثلاً، وہ نمونہ جاتی فریم کے لیے پاکستان دفتر شماریات پر انحصار کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی بی ایس پاکستان کے نمونہ جاتی فریموں کا محافظ ہے اور اسے تمام قومی اور بین الاقوامی اداروں، محکموں، ایجنسیوں کو عالمی معیارات کے مطابق سروے اور شماریوں کے انعقاد کے لیے تعاون فراہم کرنے کا مینڈیٹ دیا گیا ہے۔[98] دوسری جانب، ڈیٹا کے غیر سرکاری اور نجی پیداکار بھی این ایس ایس کو رسد کا ڈیٹا فراہم کرتے ہیں۔[99] مزید برآں، شماریاتی خدمات کے کمرشل فراہم کنندگان بھی پاکستان میں اسٹارٹ اپ اور ایکوسٹی کے منظرنامے جیسے ڈیٹا کی فراہمی کے ذریعے مجموعی شماریاتی نظام میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

قومی دفتر شماریات کی آزادی

قومی دفتر شماریات پر عوامی اعتماد کے لیے شماریاتی تنظیم کی پیشہ ورانہ آزادی کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے؛ قومی شماریات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں کے تحت شماریاتی ایجنسیوں کے لیے ضروری ہے کہ غیر جانبداری سے ڈیٹا ترتیب دیں اور اسی لحاظ سے اس کو شائع کریں۔[100] لہٰذا، اتنا کافی نہیں ہے کہ قومی دفتر شماریات صرف قانونی بنیاد کے تحت آزاد ہو بلکہ عوام کی جانب سے بھی وسیع پیمانے پر اسے سمجھا اور تسلیم کیا جائے۔[101] تحقیقی مواد سے پتہ چلتا ہے کہ قومی دفاتر شماریات صرف اسی صورت میں آزاد ہوتے ہیں، جب وہ منصوبہ بندی، خزانہ، صنعتوں یا کسی اور ایسی وزارت کو رپورٹنگ نہ کر رہے ہوں، جیسے پالیسی سازی کے وقت یا ان پالیسیوں کی کارکردگی کے جائزے کے وقت شماریات درکار ہوں تاکہ وہ اپنی پالیسیوں کو تقویت دے سکے۔[102]

مختلف ممالک نے اپنے قومی دفاترِ شماریات کی آزادی کو تقویت دینے کے لیے متعدد اصلاحات کی ہیں۔ مثلاً، 2007ء میں برطانیہ نے ایک قانون منظور کیا جو اس کے قومی دفتر شماریات کی آزادی کو قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس کے تحت ایک آزاد بورڈ تخلیق کیا گیا جو یوکے شماریاتی اتھارٹی (یوکے ایس اے) کے نام سے مشہور ہے۔ یوکے ایس اے ایک کارپوریٹ ادارہ[103] ہے جو غیر وزارتی محکمے کے طور پر کام کرتا ہے اور جو براہ راست برطانوی پارلیمنٹ کو رپورٹ کرتا ہے؛ اس کا قانونی مقصد اس کی تعریفوں، طریقوں، درجہ بندیوں اور معیارات کو وضع کرنے اور دیکھ بھال سمیت سرکاری شماریات کی پیداوار اور اشاعت کو فروغ اور تحفظ دینا ہے۔[104]

---

[97] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[98] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[99] مثلاً، پاکستان آٹو موبائل مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن، پاکستان شگر ملز ایسوسی ایشن، اور پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن جیسی تجارتی تنظیموں پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کو ڈیٹا فراہم کرتی ہیں۔

[100] اقوام متحدہ (2015ء)۔

[101] ڈی ٹی ہولٹ (2008ء)؛ وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔

[102] سی ڈبلیو ہارڈ (2021ء)۔

[103] ایک کارپوریٹ ادارہ ایک ایسی تنظیم ہوتی ہے جیسے کمپنی یا حکومت جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ اس کے اپنے قانونی حقوق اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

[104] برطانوی شماریاتی اتھارٹی، سیکشن 9، شماریات اور رجسٹریشن سروس ایکٹ 2007ء۔

اسی طرح کر غیر زری پبلک میں قومی شماریات کمیٹی (این ایس سی) کو اپنا کام براہ راست کانگریس اور سرکاری اداروں کو پیش کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔[105] این ایس سی کے سربراہ کی تعیناتی صدر کرتا ہے اور وہ صدر کو ہی رپورٹ کرتا ہے، جس سے وزارتوں اور مختلف پالیسی محکموں کی عدم مداخلت کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، امریکہ جیسے بہترین طریقوں پر عمل کرتے ہوئے کر غیر زری پبلک میں این ایس سی کے سربراہ کی تقرری اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ انتظامیہ کی میعاد سے مختلف ہوتی ہے، جس سے شماریاتی ادارے کی پیشہ ورانہ آزادی کے عنصر کو تقویت ملتی ہے۔[106]

کینیڈا کا قومی دفتر شماریات، شماریات کینیڈا (ایس سی) وزارت اختراع، سائنس اور اقتصادی ترقی[107] کو رپورٹ کرتا ہے اور قانون سازی کے تحت چیف ماہر شماریات، سربراہ دفتر قومی شماریات، کو بااختیار بنایا گیا ہے کہ وہ ایس سی کی آزادی یقینی بنائے۔ ایس سی میں چیف ماہرِ شماریات کو ڈیٹا جمع کرنے، ترتیب دینے، جاری کرنے، طریقوں، سرکاری شماریات کے کام کے منصوبوں اور کسی بھی قسم کے دیگر قواعد یا ہدایات کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مزید برآں، قانون کے تحت ضروری ہے کہ چیف ماہر شماریات کو طریقوں اور آپریشنز کے بارے میں کسی بھی قسم کی وزارتی ہدایات کو کینیڈا کی پارلیمنٹ میں تحریری شکل میں پیش کیا جائے، جبکہ چیف ماہر شماریات کے آفس کو شماریاتی پروگراموں پر عملدرآمد سے پہلے وزارتی ہدایات کو تحریری شکل میں دینا اور عوام کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔[108]

اس کے مقابلے میں پاکستان دفتر شماریات مختلف تنظیمی شکلوں اور رپورٹنگ لائنز کے ارتقائی عمل سے گزرا ہے جن میں ابتدائی برسوں میں وزارت اقتصادی امور ڈویژن اور وزارت داخلہ شامل ہیں۔ حتیٰ کہ قومی دفتر شماریات ایک الگ شماریاتی ڈویژن کو رپورٹ کر رہا تھا، جبکہ یہ ڈویژن خود خزانہ یا منصوبہ بندی کی وزارتوں کا حصہ رہا تھا۔ جی ایس آر ایکٹ 2011ء میں فروری 2023ء کی ترمیم کے مطابق اپنی حالیہ شکل میں پاکستان دفتر شماریات وزارت منصوبہ بندی ترقی اور خصوصی اقدامات سے منسلک ایک شعبہ ہے، جبکہ ایکٹ میں اسے وزارت خزانہ، محصولات اور اقتصادی امور اور شماریات کے ایک منسلک محکمے کا درجہ دیا گیا تھا (**شکل 7.3**)۔[109] پاکستان دفتر شماریات کی طرح صوبائی دفتر شماریات بھی صوبائی منصوبہ بندی اور ترقی کے منسلک محکموں کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

جی آر ایس ایکٹ 2011ء میں پاکستان دفتر شماریات کے اختیارات اور فرائض اور مجموعی سمت، انتظام، کنٹرول اور نگرانی کے اختیارات گورننگ کونسل کو تفویض کیے گئے ہیں۔ گورننگ کونسل کی صدارت وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات کے وزیر کے پاس ہوتی ہے جبکہ وائس چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن کے عہدے پر فائز شخص ہوتا ہے۔ گورننگ کونسل کے دیگر عہدیداروں میں وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات کے سیکریٹری اور پاکستان دفتر شماریات کے چیف ماہر شماریات شامل ہوتے ہیں جو گورننگ کونسل کے سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مزید برآں، اس میں نجی شعبے کے چار اراکین شامل ہوتے ہیں، جن کی تقرری وفاقی حکومت کرتی ہے۔[110] گورننگ کونسل کے فیصلے اکثریتی ووٹ سے کیے جاتے ہیں، جبکہ مساوی ووٹوں کی شکل میں چیئرمین کا ووٹ کاسٹنگ ووٹ شمار ہوتا ہے۔

اگرچہ پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کے چیف ماہر شماریات کو گورننگ کونسل کی رہنمائی کے تحت پاکستان دفتر شماریات کی سرگرمیوں کی نگرانی، جانچ اور انتظامی امور کے جائزے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ تاہم دراصل یہ وزارت منصوبہ بندی کی زیر صدارت اور وائس چیئرمین کے تحت قائم گورننگ کونسل ہے جسے پی بی ایس کی مینجمنٹ اور انتظامی امور کی رہنمائی اور نگرانی، کام کے منصوبوں کے جائزے اور منظوری، وفاقی حکومت کو بجٹ

[105] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔
[106] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔ وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔
[107] شماریات کینیڈا فیس رپورٹ، مالی سال 22-2021ء۔
[108] حکومت کینیڈا؛ سیکشن (1) 4.2، شماریات ایکٹ آر ایس سی۔1985ء سی۔ایس 19۔
[109] سیکشن 6 کی ترمیم، آرڈیننس نمبر 2011ء کا XIV (فروری، 2022ء تک ترمیم شدہ)؛ عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء۔
[110] سیکشن 5 اور 6، عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

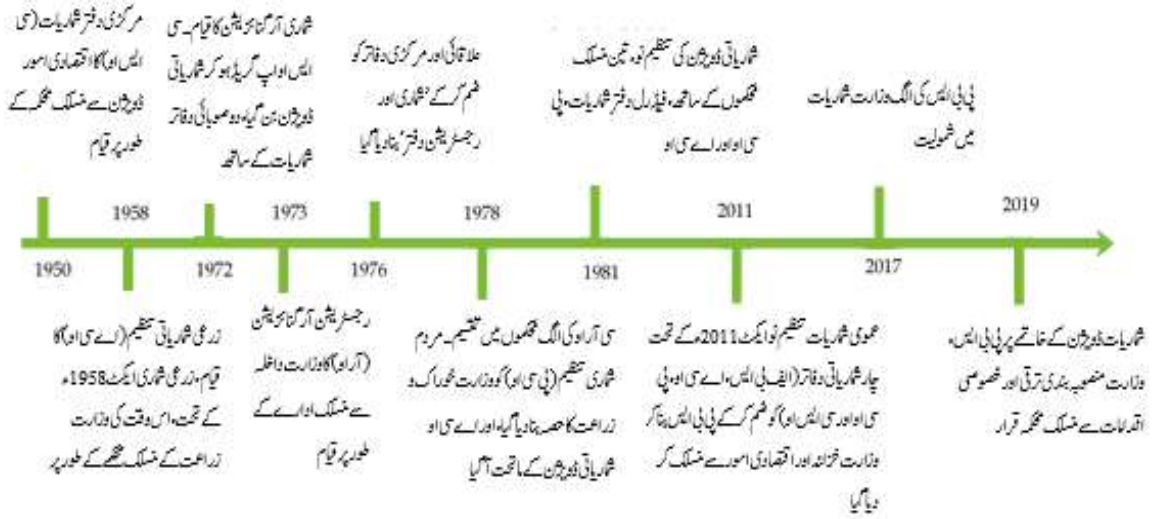
تجاویز دینے اور کام کے منصوبوں اور مقاصد کے مطابق پی بی ایس کے روزمرہ کاروباری امور اور فرائض کی انجام دہی کے لیے کمیٹیاں تشکیل دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔[111]

قومی شماریات پروگرام میں اشتراک اور شماریاتی ایکو سسٹم

کسی ملک کے قومی شماریاتی پروگرام میں پائیداری اور کارکردگی کے حصول کے لیے بنیادی اجزا میں سے ایک مختلف شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان مؤثر اشتراک ہوتا ہے، اس میں جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے قومی دفاتر شماریات اور اوپی او یس شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان جیسے عدم مرکزیت پر مبنی شماریاتی نظاموں میں ایسے اشتراک کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے تاکہ این ایس ایس میں انتظامی ڈیٹا کی فراہمی کے بڑھتے ہوئے حصے میں ہم آہنگی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس میں معیار بندی کو بھی یقینی بنایا گیا ہے جو شماریات کو عالمی اور قومی سطح پر موازنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ مربوط شماریات کی سمت پہلے قدم کا کام انجام دیتی ہے، جس سے اعادے اور جواب گزاروں کا بوجھ کم ہونے کے ساتھ کثیر ذرائع سے ڈیٹا کی توثیق کے ذریعے لاگت کی کارکردگی اور شماریات کے معیار میں اضافہ ہوتا ہے۔[112]

اشتراک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قومی شماریاتی نظاموں میں جو بہترین روایات اختیار کی جاتی ہیں، ان میں اشتراک کے لیے ایک الگ ادارہ یا دیگر باضابطہ ادارہ جاتی طریقہ کار موجود ہوتا ہے۔ مثلاً، فلپائن میں قومی شماریات اشتراک بورڈ (این ایس سی بی) کو ملک کے این ایس او سے الگ شماریاتی مسائل پر اشتراک کرنے والے ادارے کی حیثیت سے قائم کیا گیا۔ این ایس سی بی بنیادی طور پر ایک وفاقی ادارہ ہے، جس میں ملک کی مختلف شماریاتی ایجنسیوں اور اوپی او ایس کی نمائندگی کے ساتھ نجی شعبے اور مقامی حکومت کی نمائندگی بھی ہوتی ہے۔ ضمنی قومی سطح پر این ایس سی بی کے فرائض اس کے علاقائی ڈویژنوں کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں۔[113]

شکل 7.3: پاکستان کے قومی دفتر شماریات کی مختصر تاریخ



Source: Pakistan Bureau of Statistics website Information on the Statistics Division of the Governmentof Pakistan (https://unstats.un.org/unsd/dnss/docViewer.aspx?docID=51#start accessed on May 27, 2023); Introduction Bureau of Statistics, Punjab (bos.gop.pk); UN website. (https://unstats.un.org/unsd/dnss/SearchResults.aspx); S.R.O. 82 (KE), 2018, Notification August 2, 2018, The Gazette of Pakistan, Part II, Ministry of Statistics, Statistics Division, Islamabad: PBS

[111] سیکشن 8 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[112] یو این ایف پی او ایس، اصول 8: ایس خواجہ، ٹی کے مورلیسن (2002ء)؛ اقوام متحدہ ای ایس سی اے پی؛ ایف اے او (2014ء)۔

[113] ایم بی سرور (2018ء)؛ اقوام متحدہ شماریاتی ڈویژن۔

چین میں شماریاتی امور میں تعاون کے لیے کوئی الگ ادارہ موجود نہیں ہے لیکن قومی دفتر شماریات (این بی ایس) نے مختلف وزارتوں کے ساتھ ڈیٹا جمع کرنے اور ترسیل کے لیے مختلف پروٹوکولز پر دستخط کیے ہیں، جنہیں طریقہ کار کے مؤثر چلنے کے لیے باقاعدگی سے اپڈیٹ کیا جاتا ہے۔ چین کے شماریاتی قانون کے مطابق متعلقہ وزارتیں جمع شدہ ڈیٹا استعمال کرتی ہیں جو این بی ایس سے منظور شدہ ہوتا ہے، لہٰذا متعلقہ وزارت کی جانب سے شائع کیا جانے والا تمام ڈیٹا سرکاری ڈیٹا کا حصہ ہوتا ہے اور اس کی ترسیل مناسب کوالٹی کنٹرول کے تقاضوں کے مطابق کی جاتی ہے۔ اس سے ڈیٹا کے مجموعوں کی معیار بندی کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔[114]

دیگر وزارتوں اور سرکاری اداروں کے ساتھ اعداد و شمار جمع کرنے اور ان کی ترسیل جیسے قانونی یا باضابطہ سمجھوتے جیسے طریقے رومانیہ میں بھی رائج ہیں۔ شماریاتی اتھارٹی سے تعاون کے لیے ایک الگ شماریاتی کونسل کی موجودگی کے باوجود رومانیہ کے قومی دفتر شماریات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسٹیٹس اسٹکس اینڈ اکنامکس اسٹڈیز، نے دیگر شماریاتی ایجنسیوں اور وزارتوں کے ساتھ باضابطہ سمجھوتے کر رکھے ہیں، جو ایسا ڈیٹا تخلیق کرتے ہیں جن سے ان دونوں اداروں کے درمیان ورکنگ تعلقات کے مؤثر تسلسل میں مدد ملتی ہے۔[115]

ایسے معاملات میں جہاں پر مختلف شماریاتی ایجنسیوں سے تعاون کے لیے کوئی الگ ادارہ موجود نہیں ہوتا، وہاں پر بہترین عالمی روایات کے مطابق قومی شماریاتی پروگرام یا نامزد شماریاتی ایجنسی کے پاس ایک واضح قانونی مینڈیٹ، دیگر تمام شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی، اور واضح دائرہ کار ہوتا ہے جس کے ذریعے شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان اشتراک یقینی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً، عدم مرکزیت کی بلند سطح پر مبنی شماریاتی نظام کے حامل ملک امریکہ میں دی آفس آف منیجمنٹ اینڈ بجٹ (او ایم بی) کو امریکی وفاقی شماریاتی نظام سے تعاون کرنے کا قانونی مینڈیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے تحت یہ فریضہ چیف ماہر شماریات کو دیا جاتا ہے، جو شماریاتی پالیسی پر انٹر ایجنسی کونسل کی صدارت کرتا ہے، جس میں تمام شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی موجود ہے۔ عام خدشات اٹھانے اور ان متعلقہ کمیٹیوں کی سفارشات کو تمام ایجنسیوں کے لیے باضابطہ ہدایات کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔[116]

پاکستان میں جی آر ایس 2011ء میں پاکستان دفتر شماریات کو تصورات کی معیار بندی اور ہم آہنگی، سرکاری شماریات کی تعریفوں اور درجہ بندیوں سمیت پاکستان میں سرکاری شماریات کے فریضے کی انجام دہی کے لیے اصولوں کی تشکیل، تجویز اور نفاذ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ اسے ملک کے قومی شماریاتی نظام میں اعادے میں کمی، اور آزاد نگرانی، قدر پیمائی اور شماریات اور قومی شماریاتی پروگرام کے جائزے سمیت شماریاتی سرگرمیوں کی مجموعی ضابطہ کاری اور اشتراک کا فریضہ سونپا گیا ہے۔[117] یہ انٹر ایجنسی اور ایکسپرٹ گروپ برائے پائیدار ترقیاتی مقاصد کے اظہاریوں کے رہنما اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہے، جس میں قومی شماریاتی پروگرام سے لے کر قومی دفتر شماریات[118] کے درمیان اشتراک کے کردار کو تفویض کیا گیا۔ صوبائی دفتر شماریات کو صوبوں کے لائن محکموں میں صوبائی سطح پر یہی کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔[119]

تاہم، شماریاتی تنظیموں کی اندرونی سطح اور ان کے درمیان اشتراک کا نظام کمزور ہے۔[120] اگرچہ قومی شماریات پروگرام میں اشتراک کی ایک سطح موجود ہے جیسے بڑی مردم شماری، سروے اور اہم اظہاریے،[121] تاہم یہ روابط ایڈہاک بنیادوں پر استوار ہیں۔ قبل ازیں جن بہترین روایات پر بحث کی جا چکی

---

[114] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔

[115] ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔

[116] وفاقی شماریاتی ایجنسی کے لیے اصول اور روایات (2017ء)۔

[117] سیکشن 4 اور 8، عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[118] پی بی ایس (2020ء)۔

[119] سیکشن 20 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[120] پی بی ایس (2020ء)۔

[121] آئی ایم ایف د۔

ہے کہ اشتراک کے لیے کوئی مستقل ادارہ جاتی اور قانونی مینڈیٹ کے حامل پلیٹ فارم موجود نہیں ہیں۔ تاہم جیسا کہ پچھلے سیکشن میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ جی سی کے پاس کسی صوبائی دفتر شماریات یا او پی او ایس کی عہدیدارانہ رکنیت نہیں ہے۔ سرویز کے کیلنڈر اور وضاحتوں اور درجہ بندیوں میں فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ صورت حال موازنے کے مسائل پیدا کرتی ہے۔[122]

قومی اور صوبائی سطح پر استعمال کنندگان کی کونسل کی حالت بھی ایسی ہے۔ جی آر ایس 2011ء کے تحت مختلف فرائض کی انجام دہی کے لیے استعمال کنندگان کی کونسلوں کی تشکیل ضروری ہے جن میں شماریات سے متعلق پالیسیوں اور آپریشنز پر اشتراک، شماریاتی مسائل کو حل کرنا اور اعادے اور فرق میں کمی شامل ہیں۔[123] وفاقی سطح پر نیشنل یوزرز کونسل کا اعلان کیا جاچکا ہے، تاہم دسمبر 2020ء[124] تک اس کا کوئی اجلاس منعقد نہیں ہوا، جبکہ دسمبر 2020ء اور دسمبر 2022ء کی مدت کے لیے پی بی ایس کے سرکاری نیوز لیٹر کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مدت کے بعد بھی کونسل کا اجلاس منعقد نہیں ہوا ہے۔[125] اسی طرح، دسمبر 2020ء[126] تک صوبائی سطح پر یوزر کونسل کا اعلان نہیں کیا گیا ہے اور عام معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ جون 2023ء تک ان کا اعلان نہیں ہو سکا تھا۔

واضح رہے کہ پاکستان دفتر شماریات کے یوزر کونسل کی عہدیدارانہ رکنیت وفاقی یا ذیلی قومی سطح پر واضح طور پر درج نہیں ہے۔[127] اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے درمیان ختم کیے گئے ادارے قومی شماریاتی کونسل کے خطوط پر تعاون کا کوئی مستقل فورم موجود نہیں ہے، جہاں پر صوبائی دفتر شماریات اپنے خیالات اور منصوبوں کا تبادلہ کر سکے۔ پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے لیے اشتراک کے پلیٹ فارم کی تخلیق ضروری ہے جن میں دیگر شماریاتی ایجنسیوں کی نمائندگی ہو، جبکہ اس کے ساتھ ملک بھر میں ڈیٹا کے استعمال کنندگان اور پیداکاروں کی کونسل کی موجودگی بھی ضروری ہے۔[128] اس طرح اشتراک میں بہتری آئے گی، کیونکہ پیداکاروں کی کونسل جامع فریم ورک کی تیاری کے ذریعے ڈیٹا کو مربوط بنانے کے لیے کام کرے گی تاکہ عام چیلنجوں کی معیار بندی اور حل کو یقینی بنایا جاسکے۔ اگرچہ ملک کا قومی شماریاتی پروگرام بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں کی ضروریات پوری کررہا ہے، مذکورہ مسائل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ پالیسی سازوں اور دیگر ملکی فریقوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق اس کے ردعمل اور موزونیت میں خاصی بہتری لانے کی ضرورت ہے۔[129]

انتظامی ڈیٹا

حکومتی ریکارڈز کی بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن اور حکومتی محکموں اور سرکاری شعبے کے تخصیصی اداروں کے انتظامی اور پالیسی وظائف میں آئی سی ٹی کے استعمال کے سبب دنیا بھر کے قومی دفاتر شماریات نے سرکاری شماریات مرتب کرنے کے لیے انتظامی ڈیٹا کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اگرچہ انتظامی ڈیٹا ہمیشہ شماریات کے سرویز اور شماریوں جیسے روایتی شماریاتی ذرائع کا متبادل نہیں ہوتا، تاہم یہ ٹیکسوں، آبادی، صحت، تعلیم، پنشن، افرادی قوت، موٹر گاڑیوں، تعمیرات اور ریاستی منڈیوں سمیت معیشت کے مختلف شعبوں کے ماہانہ رجحانات سے متعلق قابل قدر بصیرت فراہم کرتا ہے۔ ایک تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی ماحول میں معلومات کی بروقت فراہمی

---

[122] مثلاً، کشیر اظہاریہ کلسٹر سرویز (ایم آئی سی ایس) صوبوں کی جانب سے مختلف برسوں میں انجام دیا جاتا ہے۔

[123] سیکشن 13 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[124] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[125] پی بی ایس ء۔ پی بی ایس کی ویب سائٹ پر دسمبر 2020ء تا دسمبر 2022ء کی مدت تک کا نیوز لیٹن دستیاب ہے۔

[126] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

[127] سیکشن 12 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔۔

[128] پاکستان دفتر شماریات و۔

[129] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔

کے علاوہ انتظامی ڈیٹا سے روایتی ذرائع کے لیے نمونہ فریموں اور شماریاتی کوریج میں بہتری آتی ہے۔[130]

خصوصاً، انتظامی ڈیٹا کی تین اہم خصوصیات اسے جدید قومی شماریاتی نظام کا ایک لازمی جز بنا دیتی ہیں۔ پہلا، یہ وافر معلومات فراہم کرتے ہیں، جو صرف تخمینوں کے بجائے کاروباری اداروں، مارکیٹوں اور افراد کے بارے میں جزوی سطح پر اکثر تقریباً حقیقی معلومات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ دوسرا، یہ بلند تعدد کی حامل ہوتی ہیں، سہ ماہی اور ماہانہ سے لے کر ہفتہ وار اعداد و شمار تک۔ تیسرا، یہ باضابطہ شعبے کی جامع کوریج فراہم کرنے کے ساتھ ڈیٹا کی مثلثی تقسیم اور توثیق کے ذریعے بے ضابطہ ہونے کے مسئلے سے نمٹنے میں حکام کی مدد بھی کر رہے ہیں۔[131]

انتظامی ڈیٹا شماریات کی وسیع رینج میں توسیع کر سکتا ہے۔ مثلاً، صحت، تعلیم اور بہبود کے انتظامی ریکارڈ کو قومی کھاتوں کے حوالے سے اخراجات کی جانچ کے علاوہ متعلقہ پالیسیوں کے اثرات کی جانچ میں اس کی موزونیت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح، جیسا کہ برطانیہ میں کیا جاتا ہے، آبادی کا انتظامی ڈیٹا سی آر وی ایس اور ہجرت کے شماریات مردم شماری کی شماریات کو آگاہ کر سکے ہیں۔[132]

مختلف انتظامی ریکارڈ کے ایک دوسرے سے اور ٹیکس ڈیٹا سے ارتباط اور انضمام ڈیٹا کی توثیق اور مثلثی تقسیم کے ذریعے پالیسی بصیرت کی پیشکش کر سکتا ہے۔ مثلاً، شماریات نیوزی لینڈ کا مربوط ڈیٹا انفراسٹرکچر آمدنی (آئی ڈی آئی)، فوائد، ہجرت، صحت اور تعلیم جیسے زندگی کے انفرادی واقعات پر مبنی گمنام ڈیٹا فراہم کرتا ہے۔ اس میں طولانی بزنس ڈیٹا بیس (ایل بی ڈی) بھی شامل ہے جس میں زراعت کاروباری مالی امور اور روزگار جیسے موضوعات پر معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔[133] ایل بی ڈی اور آئی ڈی آئی دونوں ہی ٹیکس ڈیٹا کے ذریعے منسلک ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں۔ دیگر مثالوں میں کینیڈا کا طولانی انتظامی ڈیٹا بینک، ایک تحقیقی آلہ جو گھرانوں، خاندان، آمدنی، ہجرت، پنشنوں، اخراجات اور ٹیکسوں جیسی معلومات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی طرح، افرادی قوت کی تحقیق کے لیے ڈنمارک شماریات کا مربوط ڈیٹا بیس انفرادی سطح پر کام کے مقامات پر ڈیٹا فراہم کرتا ہے، جسے نقل و حرکت، کمپنیوں کی جانب سے روزگار کے مواقع کی تخلیق اور افراد اور کمپنیوں کے درمیان لنک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔[134]

قومی کھاتوں کے ڈیٹا میں استعمال کی وجہ سے ٹیکسوں کے ریکارڈ کا استعمال خاص طور پر مفید ہے، جیسے قدر اضافی سیلز ٹیکس کے ذریعے نئی صنعتوں اور کاروباری ماڈلز کا پتہ لگانے اور خام قدر اضافی کے لیے درکار وساطتی صرف کے بہتر تخمینوں سے۔ مثلاً، بروقت ٹیکس ڈیٹا کے بہاؤ کو حالیہ اور ساکن قیمتوں پر جی ڈی پی مرتب کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گیمبیا میں این ایس او اور ٹیکس حکام کے درمیان اشتراک بزنس رجسٹر کی تیاری اور سہ ماہی جی ڈی پی کے تخمینوں کو مرتب کرنے کے قابل بنا رہا ہے۔[135]

پاکستان میں بھی این ایس او اور این ایس ایس کے لیے مربوط نظام کے ذریعے انتظامی ڈیٹا کے استعمال سے استفادے کے مواقع موجود ہیں۔ پاکستان کے پاس انتظامی ڈیٹا کے کثیر ذرائع موجود ہیں۔ ان میں نادرا (سول رجسٹری)، بی آئی ایس پی (سماجی رجسٹری)، ایس ای سی پی (کمپنی رجسٹری)، ہائر ایجوکیشن کمیشن اور مختلف بورڈز میں تعلیمی ریکارڈ، ایف بی آر (ٹیکس ڈیٹا)، ٹیکسوں کے اداروں کا ریکارڈ جو خدمات پر جی ایس ٹی، وہیکل رجسٹریشن ریکارڈ، سندھ اور پنجاب میں خودکار لینڈ ریکارڈ کے ساتھ ساتھ ملکیت کی ریئل اسٹیٹ منتقلی کے لیے ای اسٹیمپ وغیرہ شامل ہیں۔[136]

---

[130] ڈی پی چیونگ (2008ء)۔

[131] پی بچاس، اے جینسن (2022ء)۔

[132] ایل ریواس، جے کرولی؛ آئی کرزمان، بی ٹیسوٹ (2021ء)۔

[133] شماریات نیوزی لینڈ۔

[134] شماریات کینیڈا؛ شماریات ڈنمارک۔

[135] ایل ریواس، جے کرولی (2018ء)۔

[136] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)؛ سندھ بورڈ آف ریونیو؛ پنجاب بورڈ آف ریونیو۔

مثلاً، روایتی ذرائع کے ساتھ انتظامی ریکارڈ کا ایک ایسا ارتباط پاکستان دفتر شماریات اور ٹیکس حکام کے درمیان اشتراک سے پیدا ہو سکتا ہے، خصوصاً، ساتویں مکانات اور آبادی شماری کے ذریعے۔ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ مردم شماری ڈجیٹل طور پر منعقد کی گئی ہے جس کے ذریعے پاکستان دفتر شماریات نے معاشیات شماری کے فریم کی تیاری کے لیے ڈیٹا کو مربوط بنایا ہے۔[137] ٹیکس حکام، ایف بی آر اور خدمات پر جی ایس ٹی کے لیے صوبائی ٹیکس کے اداروں کے ساتھ ایس ای سی پی اور ایسوسی ایشن آف پرسنز اور شراکت داری فرموں کا ریکارڈ رکھنے والے ضلعی دفاتر مشترکہ طور پر بزنس رجسٹر برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے پاکستان دفتر شماریات ڈیٹا کے معیار، صنعت کی درجہ بندی، ہم آہنگی اور معیار بندی پر رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں، جبکہ ٹیکس حکام، ایس ای سی پی اور ضلعی دفاتر اپنا متعلقہ ڈیٹا فراہم کر سکتے ہیں۔ اس سے پاکستان دفتر شماریات کو اپنے نمونہ جاتی فریموں کو باقاعدگی سے اپڈیٹ کرنے، کاروباری چکروں کی نگرانی اور سہ ماہی قومی کھاتوں کی تیاری کے لیے مفید معلومات کے حصول میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ، اس سے ٹیکس حکام کو معاشی تنصیبات کے geo-tagged کلسٹروں کے تجزیہ کے ذریعے اپنی ٹیکس بنیاد کو وسعت دینے میں مدد ملے گی، جو مردم شماری کے نتائج کو حتمی شکل دینے کے بعد پاکستان دفتر شماریات کو حاصل ہوں گی۔[138]

تاہم، متعدد عوامل کی وجہ سے یہ مواقع محدود ہیں۔ پہلا، ملک میں سرکاری شعبے کے کچھ اداروں اور پالیسی محکموں کے علاوہ انتظامی محکمہ جات اور وزارتیں اپنے شماریاتی فرائض کو کم ترجیح دیتی ہیں، جس کا نتیجہ پرانے، غیر خودکار انتظامی طریقوں اور ریکارڈ کیپنگ کی صورت میں نکلتا ہے۔ دوسرا، جیسا کہ پچھلے سیکشن میں بحث کی جا چکی ہے کہ پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی نمایاں خصوصیت پی بی ایس اور صوبائی دفاتر شماریات کے ساتھ ساتھ شماریات کے دیگر پیداکاروں اور استعمال کنندگان کے درمیان کمزور اشتراک ہے۔ اشتراک کے بغیر اگر ڈیٹا کے مجموعوں کو خودکار بھی بنا دیا جائے، تب بھی ان میں معیار بندی اور ہم آہنگی کا فقدان ہو سکتا ہے۔

تیسرا، قومی شماریاتی پروگرام کی ضابطہ کاری کرنے والے قانونی ضوابطی فریم ورک کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ دیگر کئی ممالک کی طرح[139] ڈجیٹائز انتظامی ڈیٹا کا انتظام چلانے کا مینڈیٹ قانون میں موجود نہیں ہے اور قانون میں یہ بات بھی واضح طور پر موجود نہیں ہے کہ مختلف شماریاتی ایجنسیوں کے درمیان انتظامی ڈیٹا کا تبادلہ کیا جائے۔ شماریاتی قانون سازی میں بھی ڈجیٹائزیشن، بگ ڈیٹا کے اثرات یا شماریاتی آؤٹ کے قواعد کو شامل نہیں کیا گیا، جو سرکاری شماریات کے لیے انتظامی ڈیٹا اور کمرشل ڈیٹا کو استعمال کرنے کے وقت ڈیٹا کے معیار کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ ملک میں سارے شماریاتی انفراسٹرکچر کا احاطہ کرنے کے لیے قانون میں زیادہ توجہ ملک کی مرکزی شماریاتی ایجنسی پر مرکوز کی گئی ہے۔

چوتھا، اگرچہ جی ایس آر 2011ء میں شماریات کو خفیہ رکھنے اور رازداری[140] یقینی بنانے کی واضح دفعات موجود ہیں جن میں سروے کے جواب گزاروں کے جوابات، اور دیگر شماریاتی معلومات شامل ہیں، تاہم قانونی فریم ورک میں کوڈ آف پریکٹس جیسے معاون فریم ورک اور ڈیٹا کے تبادلے کے قوانین جیسے دیگر معاون قانونی فریم ورک کی کمی پائی جاتی ہے۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ڈیٹا کے تبادلے کی کامیاب روایات میں رازداری کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ ڈیٹا کے کامیاب تبادلے کا انحصار معاون قانونی فریم ورکس جیسے ڈیٹا کے تحفظ کے قوانین اور کوڈز آف پریکٹس، جن میں ڈیٹا اور سائبر سیکورٹی، ڈیٹا کی گمنامی، آئی سی ٹی نظاموں کی ہم آہنگی، ڈیٹا کی معیار بندی، مشق کے پروٹوکولز اور ایک دوسرے سے تبادلے سمیت مختلف شعبوں میں اقدامات اور گریز کی وضاحت کی گئی ہو۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ ان عناصر کی قانونی بنیادوں پر استوار ہوں نہ کہ این ایس او اور انتظامی اداروں کے مابین مفاہمت کی یادداشتوں پر مشتمل ہوں کیونکہ اس میں ناکامی کی صورت میں خصوصاً ٹیکس حکام پر عوامی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔[141]

---

[137] پاکستان دفتر شماریات ؒ۔

[138] پاکستان دفتر شماریات ؒ۔

[139] ایل ریو اس، جے کرولی (2018ء)۔

[140] سیکشن 28 عمومی شماریات (تنظیم نو) ایکٹ 2011ء (ترمیمی، فروری 2022ء)۔

[141] ایل ریو اس، جے کرولی (2018ء)۔

قومی شماریاتی نظام کی طلب

سرکاری شماریات کی طلب شماریات اور این ایس ایس میں بہتری لانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ سرکاری شماریات اور ایک متحرک شماریاتی نظام کی مناسب طلب (**باکس 7.1**)، خصوصاً معیشت میں سرکاری اور نجی شعبے کے فریقوں کی جانب سے، نامناسب شماریاتی پیداوار پر منتج ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ وسائل کی مشکلات اور کمزور شماریاتی نظاموں کی صورت میں نکلتا ہے۔[142]

یہ اس وسیع طور پر قبول شدہ خیال کا اعتراف ہے کہ بیشتر ممالک کے قومی دفاتر شماریات میں یوزر کونسلیں موجود ہوتی ہیں اور وہ استعمال کنندہ کے اطمینان کے سرویز کا انعقاد کرتی ہیں تاکہ استعمال کنندہ کی طلب کی پیمائش اور اسے سمجھا جاسکے، مسائل کی نشاندہی اور ڈیٹا کے معیار کی نشاندہی کی جاسکے۔ پاکستان میں جیسا کہ پہلے بحث کی جاچکی ہے کہ استعمال کنندگان کی کونسلیں غیر فعال ہیں، جبکہ استعمال کنندگان کے اطمینان کے حوالے سے سرویز باقاعدگی سے منعقد نہیں کیے جاتے۔ اس کے ساتھ سرکاری شماریات کی طلب بھی بظاہر زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

سرکاری شماریات کی طلب کے تین اہم محرکات ہیں: پالیسی سازی کے لیے سرکاری شعبہ، تعلیمی ماہرین، تھنک ٹینکس اور دیگر تحقیقی کلسٹرز اور نجی شعبہ خصوصاً تجارتی تنظیمیں۔[143] پاکستان کے سرکاری شعبے میں نہ صرف طلب کمزور ہے بلکہ شواہد پر مبنی پالیسی سازی کا ماحول کمزور ہے، خصوصاً ضمنی قومی سطح پر، جبکہ اس کے ساتھ کچھ مشکلات درپیش ہیں جیسے نامناسب مالی وسائل، تحقیقی صلاحیتوں اور معلومات کی نشاندہی، اور شناخت اور شواہد پر مبنی پیداکاروں کی کمی۔ اس سے سرکاری شماریات کی سرکاری شعبے میں طلب اور استعمال میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔[144]

دوسری جانب، جامعات اور تھنک ٹینکس سمیت تحقیقی کلسٹرز آزاد تحقیق کے فقدان سے متاثر ہوتے ہیں اور بڑی حد تک ان کا انحصار شواہد پر مبنی بات چیت کے بجائے اندرونی بات چیت سے اثرات قبول کرتا ہے۔ یہ باضابطہ تحقیق اور نگرانی کے طریقہ کاروں کو دبانے کی ثقافت ہے۔ مزید برآں، تھنک ٹینکس اور پالیسی اداروں کی تعداد پالیسی ضروریات کی پیچیدگی سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ایسے بیشتر ادارے ملکی سرکاری اور نجی شعبے کی جانب سے فنڈنگ کے بجائے تقریباً مکمل طور پر بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں کی فنڈنگ پر انحصار کرتے ہیں، جو کبھی کبھار ہی شواہد پر مبنی پالیسی تحقیق کی اجازت دیتی ہے۔[145]

تجارتی تنظیموں کی صورت حال بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ سرکاری نجی مذاکرات کے لیے مؤثر پلیٹ فارموں کی عدم موجودگی میں ملک کی تجارتی تنظیموں کی ادارہ جاتی استعداد اور تحقیق پر مبنی پالیسی اعانت اور اس شعبے کے مارکیٹ کے حجم جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں اور دیگر شعبہ جاتی ڈیٹا کا تخمینہ لگانے یا اپنے اراکین کے لیے مختلف قسم کے سرویز کے انعقاد کی ثقافت کمزور ہے۔[146] اس کی عکاسی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نجی شعبے کی جانب سے پاکستان دفتر شماریات اور صوبائی دفتر شماریات کے مختلف سرویز کے جواب میں خاطر خواہ ردعمل نہ دینے[147] کے خلاف مؤثر قانونی اعانت موجود نہیں، اور یہ کہ صرف چند تجارتی تنظیمیں اپنے شعبے کے ماہانہ پیداواری ڈیٹا کو مرتب اور درج کرتی ہیں، جو جیسا کہ پہلے بحث کی جاچکی ہے کہ عالمی سطح پر بلند تعدد کے معاشی اظہاریوں کا ایک لازمی جز ہوتے ہیں۔[148]

---

[142] عالمی بینک (2022ء)؛ جی ایل (تاریخ دستیاب نہیں)۔

[143] یو این ای سی ای (2018ء)۔

[144] کے احمد، دیگر (2021ء)؛ زیڈ حق، اے حفیظ، دیگر (2017ء)؛ این حق، دیگر (2020ء)۔

[145] این حق، دیگر (2020ء)؛ اے نوید، اے سلیری (2022ء)۔

[146] بینک دولت پاکستان (2022ء)۔

[147] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)؛ اور پاکستان کے قومی کھاتے، اساسی سال 2016-2015ء۔

[148] مثلاً، تجارتی تنظیمیں، جو ماہانہ بنیادوں پر شعبہ جاتی پیداوار کے ڈیٹا کو خود رپورٹ کرتی ہیں ان میں شامل ہیں: پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچرر ایسوسی ایشن، آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن، آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن، پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن، اور آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل۔

باکس 7.1: قومی اصلاحاتی ایجنڈے میں قومی شماریاتی نظام

قومی اصلاحاتی نظام کے تناظر سے پاکستانی معیشت پر تحریری مواد کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ وسیع قبولیت کے باوجود قومی شماریاتی نظام پر نہ صرف کم تحقیق کی گئی ہے بلکہ یہ اصلاحاتی مباحثے کا حصہ بھی نہیں ہے۔ قومی دفتر شماریات کی خود مختاری اور سہ ماہی جی ڈی پی[1] کی ضرورت سے متعلق مختصر سفارشات کے علاوہ پاکستان کے معاشی اصلاحات کے ایجنڈے پر متعدد حالیہ شائع شدہ جائزوں میں معاشی پالیسی اور نظم و نسق کی اصلاحات کے ایجنڈے کی طویل فہرست میں قومی شماریاتی نظام میں اصلاحات کی ضرورت کو اہمیت حاصل نہیں۔ ان میں پالیسی تحقیق اور وکالتی تنظیموں کی جانب سے تجویز کردہ میثاق معیشت شامل ہے۔[2]

ملک کے وژن 2030ء اور فریم ورک برائے معاشی نمو میں اس وقت کے شماریات بیورو (وفاقی) کی وسیع تر خود مختاری کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور تشکیلِ نو کے سرسری حوالے کے سوا ایک اصلاح شدہ قومی شماریاتی نظام جو اکیسویں صدی کے جدید تقاضوں کی ضروریات پوری کر سکے، حالیہ تصوراتی فریم ورکس میں اس کا تصور پیش نہیں کیا گیا۔[3] مزید برآں، ٹیکسوں، زراعت، کاروبار کرنے میں آسانی، حکومتی اداروں اور معاشی نظم و نسق کے مختلف اصلاحاتی کمیشنوں اور منصوبوں کے مقابلے میں ملک کے شماریاتی نظام میں مسلسل اور نظامیاتی بہتری لانے کے لیے پاکستان کے قومی شماریاتی پروگرام کی جامع انداز میں جانچ نہیں کی گئی۔ اس لحاظ سے پی بی ایس کی تیار کردہ قومی حکمت عملی برائے شماریاتی ترقی (این ایس ڈی ایس) 2030-2021ء درست سمت میں ایک قدم ہے۔

این ایس ڈی ایس 2021-30ء میں ملک میں سرکاری شماریات کو ترقی دینے کا لائحہ عمل دیا گیا ہے، جس میں اشتراک، این ایس ایس میں شماریاتی افسران کی استعداد کاری اور ڈیٹا کی وصولی میں بہتری لانا شامل ہیں۔ تاہم این ایس ڈی ایس میں اشتراک کے چیلنج، صوبائی دفاتر شماریات کی کیفیت، قومی شماریاتی پروگرام کی آزادی، قانونی فریم ورک اور انتظامی ڈیٹا کا تفصیلی جائزہ پیش نہیں کیا گیا ہے۔[4]

قومی شماریاتی پروگرام کے مختلف پہلوؤں اور اصلاحاتی تجاویز کی تفصیلی جانچ کرنا کسی قومی دفتر شماریات کے لیے ایک ہمت آزما کام ہے، جسے مختلف قسم کی شماریات، مردم شماریوں اور سرویز سے معلومات جمع کرنے اور دیگر منسلک بنیادی فرائض کی انجام دہی کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ اس بات کا ادراک کرتے ہوئے جب بھارت نے 2000ء میں شماریاتی اصلاحات کا سفر شروع کیا تو اس غرض سے قومی شماریاتی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے، جس میں ملک بھر سے اہم فریقوں کو نمائندگی دی گئی۔ حوالہ جات اور حتمی رپورٹس میں قانون سازی فریم ورک، آئی ٹی ضروریات، شماریاتی آڈٹ، انتظامی ڈیٹا نظاموں، انسانی وسائل کی ترقی اور قومی ضمنی شماریاتی نظام سمیت قومی شماریاتی نظام سے متعلق متعدد شعبوں کے بارے میں تفصیلی جائزے اور سفارشات پیش کی گئیں۔ اس میں کارپوریٹ کے شعبے کی شماریات، قومی کھاتوں اور انفراسٹرکچر کی شماریات سمیت شماریات کے نو وسیع زمروں میں مخصوص ڈیٹا کے نقائص کی جانچ اور سفارشات شامل ہیں۔[5]

اسی طرح، حکومت کی مختلف سطحوں اور انفراسٹرکچر کی اقسام میں ڈیٹا کی پیچیدہ نوعیت کے پیش نظر امریکہ نے 2016ء میں اپنے انتظامی ڈیٹا کی جانچ کی، اور اس نے شواہد پر مبنی پالیسی سازی کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا۔ کمیشن کے ارکان کی تعداد پندرہ تھی جن کی تقرری صدر، ایوان نمائندگان کے اسپیکر اور اقلیتی رہنما، اور سینٹ کے اکثریتی اور اقلیتی رہنما سب کو تین تین ارارکین کی تقرری کا کام سونپا گیا ہے۔ کمیشن کے دائرہ کار میں ڈیٹا کے ذخائر، ڈیٹا کے انفراسٹرکچر، ڈیٹا بیس سیکورٹی اور ڈیٹا کے تبادلے، شماریاتی پروٹوکولز جیسے ڈیٹا کا تبادلہ، غیر ہم آہنگ منضبط تجربات، موافق ادارہ جاتی بندوبست، انتظامی ڈیٹا سیریز اور ارتباط شامل ہیں۔[6]

[1] ایچ اے پاشا (2021ء)؛ ایس شیرانی (2017ء)

[2] اے زیدی (2015ء)؛ پاکستان بزنس کونسل (2020ء)، این یو حق، ایس حسین (2022ء)؛ پرائم انسٹی ٹیوٹ (2023ء)؛ عالمی بینک (2019ء)؛ آئی حسین (2018ء)؛ وی احمد (2019ء)؛ آر امجد، ایس جے برکی (2015ء)۔

[3] منصوبہ بندی کمیشن (2007ء)؛ پی آئی ڈی ای (2020ء)؛ وزارت منصوبہ بندی اور ترقی۔

[4] پاکستان دفتر شماریات (2020ء)

[5] وزارت شماریات اور پروگرام کا نفاذ، گورنمنٹ آف انڈیا (2001ء)۔

[6] امریکی کانگریس

7.5 اختتامی کلمات

سرکاری شماریات پالیسی سازوں، گھرانوں اور کاروباری اداروں کے لیے شواہد پر مبنی پالیسی سازی اور باخبر فیصلہ سازی کی بنیاد کا کام انجام دیتے ہیں۔ وہ معاشی اور سماجی ترقی کے اظہاریوں کے طور پر کام کرتے ہوئے پالیسی اقدامات اور ان کے نتائج کی جانچ کے قابل بناتے ہیں۔ پاکستان جیسی ترقی پذیر معیشت میں مختلف شعبوں میں شواہد پر مبنی اصلاحات اور پالیسی اقدامات کی ضرورت ناگزیر ہوتی ہے، اس لیے قابل بھروسا شماریات کی دستیابی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ تاہم بدلتے ہوئے معاشی ڈھانچوں، ڈجیٹلائزیشن اور قدرتی

آفات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے حالات میں بنیادی موضوعات پر شماریات کی دستیابی، بروقت اور قابل بھروسا ہونے کی موجودہ صورت حال اصلاحات کے نتائج، پالیسی تشخیص، نئی فرموں اور ممکنہ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کی جانب سے سرمایہ کاری کے فیصلوں کے ساتھ ساتھ ٹیکس وصولی کی کوششیں کے حوالے سے خوش آئند نہیں ہے۔

پالیسی اصلاحات کے لیے شماریات کی اہمیت کے باوجود پاکستان میں قومی شماریاتی نظام اور شماریاتی ایکو سسٹم کے چیلنجوں کے متعلق تفصیلی تشخیصی جائزہ موجود نہیں ہے۔ یہ دیگر ممالک میں شماریات پر کیے جانے والے جامع مطالعوں اور حتیٰ کہ دیگر شعبوں کے ملکی اصلاحاتی کمیشنوں کے برعکس ہے؛ مثلاً، زراعت اور ٹیکس اصلاحات پر متعدد کمیشن بنائے گئے۔ این ایس ڈی ایس 2030-2021ء میں بہتری کے اہم شعبوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور پیش رفت کے لیے ایک وسیع نقشۂ راہ پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، اس میں اشتراک کے چیلنجوں، صوبائی دفاتر کے کردار، نجی شعبے کی شمولیت، انتظامی ڈیٹا کو مہمیز دینے کی حکمت عملی، اور شماریات کی طلب پیدا کرنے جیسے امور کی تفصیلی جانچ کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اسی طرح، قومی شماریاتی پروگرام پر بحث کو بظاہر پاکستان میں زیادہ اہمیت حاصل نہیں جس کی عکاسی اہم کتابوں اور دیگر مطبوعات، مختلف قسم کے میثاق معیشت، اور ملک کے مستقبل کی معاشی سمت کے بارے میں منصوبہ بندی پر مشتمل وژن دستاویزات سے ہوتی ہے۔

پاکستان کے قومی شماریاتی نظام کی پیداوار جو سرکاری شماریات پر مشتمل ہے، وہ خطے کی بہترین روایات اور حریف معیشتوں دونوں کے مقابلے میں نچلی سطح پر ہے۔ سہ ماہی اور صوبائی جی ڈی پی، بیروزگاری، اجرتوں، چھوٹی اور درمیانی انٹرپرائزز جیسے اہم موضوعات پر ڈیٹا یا تو موجود نہیں ہے، اس کی فریکوینسی ناکافی ہے یا اس میں جامع کوریج کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اسے جزوی طور پر قومی شماریاتی نظام میں عمودی اور افقی تعاون میں کمی سے مشروط کیا جا سکتا ہے۔ یہ شماریاتی نظام کی معیار بندی، ہم آہنگی اور یکجائی کی کوششوں میں رکاوٹ بنتا ہے اور اعادے اور شماریات کے تقابل کی صلاحیت کم کر دیتا ہے۔ مزید برآں، بہترین بین الاقوامی روایات اور یو این ایف پی او ایس کے آزادی پر اصولوں کے برعکس ملک کا قومی دفتر شماریات پوری ملکی تاریخ کے دوران مختلف وزارتوں سے منسلک محکمے کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔

عالمی سطح پر انتظامی ڈیٹا، جو قدرے جاذب لاگت، درست اور جزوی سطح پر تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے اسے اختیار کیا جا رہا ہے، سرویز اور شماریوں اور دیگر روایتی شماریاتی ذرائع سے ارتباط کے ساتھ۔ تاہم، پاکستان میں انتظامی ڈیٹا کا استعمال محدود ہے۔ اس کے فوائد سے استفادے کے لیے ملک میں مقامی رجسٹریوں اور سی آر وی ایس کے نظام میں توسیع اور یکجائی ضروری ہے۔

مزید برآں، قومی شماریاتی پروگرام کے علاوہ وسیع تر شماریاتی ایکو سسٹم میں نقائص پائے جاتے ہیں۔ ڈیٹا کی طلب قومی شماریاتی پروگرام کو تحریک دے کر آگے بڑھاتی ہے جو اس کے استعمال کنندگان سے پیدا ہوتی ہے، جن میں تحقیقی کمیونٹی، نجی اور سرکاری شعبے کی تنظیمیں، علمی ماہرین اور میڈیا شامل ہے، محدود ہے۔ اسی طرح، بڑھتی ہوئی ڈجیٹلائزیشن کے باوجود، جس نے ڈیٹا کے مجموعوں کو پیدا کیا ہے، سرکاری اور غیر سرکاری شماریاتی پیداکاروں کے ساتھ ساتھ قومی شماریاتی پروگرام اور اس کے استعمال کنندگان کے درمیان بھی کمزور پایا گیا ہے۔

ان نتائج کی روشنی میں شماریاتی ایکو سسٹم کی جامع جانچ ضروری ہے، جو ادارہ جاتی، قانونی، پالیسی، ٹیکنالوجی اور انفراسٹرکچر کے مسائل کے ساتھ کلیدی شماریات کے منفرد پہلوؤں کے جائزے پر مشتمل ہو۔ ایسا جائزہ پورے شماریاتی ایکو سسٹم کے اسٹیک ہولڈرز کی شرکت ضروری بنا دیتا ہے اور ایکو سسٹم میں مزید اصلاحات کے لیے بنیاد کا کام انجام دے سکتا ہے۔

حوالہ جات:

نوید اے سلیری (2022ء)۔ "اثر کے عامل" کو زیادہ بااثر بنانا: پاکستان میں یونی ورسٹیاں، تھنک ٹینکس اور پالیسی تحقیق۔" پائیدار ترقی پالیسی انسٹی ٹیوٹ (ایس ڈی پی آئی)، اسلام آباد۔

A. Rodríguez-Pose, N Gill (2005). On the 'economic dividend' of devolution, Regional Studies, 39:4, 405-420

A. Silungwe, et al (2022). 2020 Global Stocktaking of National Accounts Statistics: Availability for Policy and Surveillance. Working Paper No. 2022/029. Washington D.C: IMF

اے وٹ بی (2020ء)۔ عوام کا خلاصہ: مردم شماریوں نے کس طرح اقوام کو بدلا، قدیم دنیا سے لے کر جدید دنیا تک، نیویارک: بیسک بکس۔

اے ڈی بی (2011ء)۔ ڈجیٹل معیشت کی عکس بندی، پیمائش کا ایک مجوزہ فریم ورک اور اس کا اطلاق، ایشیا اور پیسفک 2021ء کے اہم اظہاریوں پر مشتمل خصوصی سپلیمنٹ، منیلا: ایشیائی ترقیاتی بینک۔

اے زیدی (2015ء)۔ پاکستان معیشت کے مسائل: ایک سیاسی معیشت کا تناظر۔ آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، پاکستان۔

آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ شواہد پر مبنی پالیسی کے لیے شماریات کے استعمال کی گائیڈ، آرکائیوڈ ایشو، کینبرا: اے بی ایس۔

آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔ چیف ماہر شماریات 'آسٹریلین معیشت میں ڈجیٹل سرگرمیوں کی پیمائش'، کینبرا: اے بی ایس۔

بی لویک (2011ء)۔ سرکاری شماریات کے لیے کاروباری ضروریات کو سمجھنا اور پورا اترنا: این ایس آئی تناظر، بلیوای ٹی ایس کانفرنس، 'سرکاری بزنس سروے میں بوجھ اور تحریک'، شماریات نیدرلینڈز، ہیرلن، 22 اور 23 مارچ 2011ء۔

Bangladesh Bureau of Statistics http://www.bbs.gov.bd/site/page/29b379ff-7bac-41d9-b321-e41929bab4a1 accessed on August 4, 2023

Bank for International Settlements, https://www.bis.org/ifc/covid19.htm. Accessed on 10 Aug 2023
Bundesbank, https://www.bundesbank.de/en/statistics/economic-activity-and-prices/weekly-activity-index/methodology-833982 accessed on July 21, 2023

Bureau of Labor Statistics, https://www.bls.gov/cps/cps_htgm.htm#where accessed on July 22, 2023

سی رنگاراجن (2001ء) قومی شماریاتی کمیشن: سفارشات کا عمومی جائزہ۔ An Overview of the Recommendations, Economic and Political Weekly, Volume 36, No. 42, pp. 4007-4016

سی ولوبی (2008ء)۔ بڑے پیمانے کی شماریاتی استعداد سازی کے اقدامات کی جانچ کا عمومی جائزہ، پیرس 21 کی جانب سے کمیشنڈ پیپر۔

سی زو (2011ء)۔ چین کی اصلاحات اور ترقی کے بنیادی ادارے، جنرل آف اکنامک لٹریچر، آسٹریلین دفتر شماریات (2010ء)۔

سی ڈبلیو ہوارڈ (2021ء) حکومتی شماریاتی ایجنسیاں اور ساکھ کی سیاست۔ Chapter 1, pp. 27-52, Cambridge Studies in Comparative Public Policy

کنٹری پیپر برائے ورکشاپ: قومی شماریاتی نظام اور استعمال کنندگان کی تنظیم پر ورکشاپ۔ جنوبی ایشیا پاکستان میں پیداکاروں کے روابط، نیویارک: اقوام متحدہ۔

D. C. Muñoz, et al (2018). The 'Ten CRVS Milestones' Framework for Understanding Civil Registration and Vital Statistics Systems. BMJ Glob Health

D. Coyle (2016). The Political Economy of National Statistic, Economics Discussion Paper Series EDP-1603, The University of Manchester

D. Holt (2008). "Official Statistics, Public Policy and Public Trust." Journal of the Royal Statistical Society Series A. 171. 323-346

D. M. Anderson, A. Whitford (2014). Developing Knowledge States: Technology and the Enhancement of National Statistical Capacity, Center for Organisation Research and Design (CORD), Arizona State University: United States

D. P. Cheung (2008). The Evolution of National Statistical Systems: What Lessons Can We Learn? Journal of the Japan Statistical Association. 2. 9-15

ڈی سنگا (2013ء)۔ افریقی ممالک کی ترقی کے بیانیے کے چیلنجز: ڈیٹا کی طلب اور رسدی عدم مطابقت، افریقن اکنامک ڈویلپمنٹ کانفرنس میں پیش کی گئی: کامیابی اور ناکامی کی پیمائش، ویانکوور، نومبر 2013ء۔

D. T. Holt (2008). Official statistics, public policy and public trust, J. R. Statist. Soc. A, 171, Part 2, pp. 323–346 University of Southampton: UK

یورپی یونین پارلیمنٹ (2021ء)۔ شواہد پر مبنی پالیسی سازی کی پیش گوئی، یورپین پارلیمانی تحقیقی سروس۔ بریفنگ، مارچ 2021ء، اسٹراس بورگ: یورپی یونین پارلیمنٹ۔

Evidencecolloborative.org (2016), Evidence-Based Policymaking Collaborative, Washington D.C: Urban Institute

Federal Reserve Bank of New York, https://www.newyorkfed.org/research/policy/weekly-economic-index#/interactive accessed on July 21, 2023

Food and Agriculture Organisation of the United Nations (2014). Technical Report on the Integrated Survey Framework,

https://www.fao.org/3/ca6441en/ca6441en.pdf accessed on August 01, 2023, Rome: FAO

G. Brackstone, (1999). Managing Data Quality in a Statistical Agency Statistics Canada, Survey Methodology, Statistics Canada, Catalogue No. 12-001-XPB, 1 Vol. 25 No. 2, December 1999

G. Eele (n.d). National Strategies for the Development of Statistics and their Expected Impact on Agricultural and Rural Statistics, https://www.nass.usda.gov/mexsai/Papers/strategiesp.pdf

G. Ejaz (2022). Case for Restoration of Zero Rating, All Pakistan Textile Association (APTMA), https://aptma.org.pk/case-for-restoration-of-zero-rating/, accessed August 10, 2023

Government of Canada, https://www.canada.ca/en/innovation-science-economic-development/news/2016/12/reinforcing-statistics-canada-independence.html

ایچ اے پاشا (2021ء)۔ میثاق معیشت: پاکستان میں معاشی اصلاحات کا ایجنڈا، ناشر: Friedrich Ebert Stiftung، پاکستان آفس۔

H. Dang, et al (2021): ممالک کی شماریاتی کارکردگی کی پیمائش: عالمی بینک شماریاتی استعداد انڈیکس۔ تکنیکی نوٹ۔ رپورٹ نمبر 157540، واشنگٹن ڈی سی۔ ورلڈ بینک۔

I. Husain (2018). Governing the Ungovernable, Institutional Reforms for Democratic Governance, (Book), Oxford University Press, 2018, ISBN 978-0199407811

I. Krizman, B. Tissot (2021). Data Governance: Issues for the National Statistical System, Vol. 54, Switzerland: BIS

ILO, www.ilo.org/surveyLib/index.php/collections/LFS : 22 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

آئی ایم ایف پریزینٹیشن 2021ء۔ بلند تعدد کے معاشی اظہاریے وضع کرنا، گوگل کے پلیٹ فارموں کو استعمال کرتے ہوئے۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

IMF[a], https://www.elibrary.imf.org/view/journals/001/2016/133/article-A001-en.xml

IMF[b], https://www.imf.org/external/pubs/ft/gfs/manual/2014/gfsfinal.pdf

IMF[c], (https://www.imf.org/external/pubs/ft/mfsmcg/c3.pdf,) 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

IMFd ,Executive Board Concludes the Tenth Review of the IMF Data Standards Initiatives, DSBB Bulletin, country profile: Pakistan, https://dsbb.imf.org/e-gdds/dqaf-base/country/PAK/category/NAG00

IMF (2023), IMF Pakistan Country Report No. 23/260, Request for Stand-by Agreement-Press Release; Staff Report; Staff Statement; and Statement by the Executive Director for Pakistan, https://www.imf.org/en/Publications/CR/Issues/2023/07/17/Pakistan-Request-for-a-Stand-by-Arrangement-Press-Release-Staff-Report-Staff-Statement-and-536494۔ 24 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

ج لین، یو پیپ (2023ء)۔ نائجیریا میں افرادی قوت کی شماریات پر پیش رفت۔ ورلڈ بینک بلاگ۔ 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ https://blogs.worldbank.org/opendata/moving-frontier-labor-market-statistics-nigeria

K. Ahmed, et al (2021): پاکستان میں پالیسی سازی میں شواہد کا کردار: سیاسی معیشت کی تجزیاتی رپورٹ، ترقی کے اثرات کے لیے شواہد کے استعمال کو تقویت دینا۔

K. Florence, et al (2009): یوگنڈا کی معاشی اصلاحات: اندرونی تفصیلات، آکسفورڈ اکیڈمک پریس، نیویارک۔

K. Florence, et al (2009)۔ قومی ترقی میں شماریات کا کردار، بحوالہ بوٹسوانا اور نائجیریا کے شماریاتی نظام، جرنل برائے پائیدار ترقی، والیم 4، شمارہ 3۔

KPK BoS, https://kpbos.gov.pk/search/publication-detail?id=56 : 19 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

L. Rivas, J. Crowley (2018): ترقی پذیر ممالک میں پالیسی سازی بڑھانے کے لیے انتظامی ڈیٹا کا استعمال: ٹیکس ڈیٹا اور قومی اکاؤنٹس۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر WP/18/175۔ واشنگٹن ڈی سی۔ آئی ایم ایف۔

M. B. Sarwar, et al (2018): قومی شماریات کی پائیدار فنانسنگ کی عمدہ روایات: مباحثہ پیپر بولون: PARIS21

Ministry of Economy, Department of Statistics Malaysia, www.dosm.gov.my/portal-main/release-content/small-and-medium-enterprises-smes-performance-2018.۔
04اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔

وزارت آئی ٹی اور ٹیلی کام (2018ء)۔ ڈجیٹل پاکستان پالیسی، حکومت پاکستان۔

وزارت منصوبہ بندی اور ترقی (2010ء): معلومات پر مبنی، منصفانہ، روادار، جدت پسند اور خوشحال معاشرہ، وزارت منصوبہ بندی اور ترقی، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات۔ سی آر وی ایس اصلاحات پر قومی فریم ورک۔ 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www.pc.gov.pk/web/crvsreport/publication

وزارت شماریات اور نفاذ پروگرام، انڈیا۔ 22 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://pib.gov.in/PressReleaseIframePage.aspx?PRID=1928124

وزارت شماریات و نفاذ پروگرام، گورنمنٹ آف انڈیا (2001ء)۔ قومی شماریاتی کمیشن کی رپورٹ، 5 ستمبر 2001ء۔ 07 جولائی 2023ء: https://mospi.gov.in/report-dr-rangarajan-commission

این حق (2020ء)۔ "پاکستانی جامعات میں تحقیق کا نظام۔" پاکستان میں برٹش کونسل کے تعاون سے ایک معلوماتی پلیٹ فارم کا پروجیکٹ۔ کراچی: برٹش کونسل۔

این کیبر اور ایچ واڈنگٹن (2015ء)۔ نقد منتقلی کے مشروط پروگراموں کے معاشی اثرات: ایک نظامیاتی جائزہ اور میٹا تجزیہ، ترقیاتی اثر انگیزی کا جرنل، والیم 7، شمارہ 2۔ پی پی 303-290۔

این یو حق، ایس حسین (2022ء)۔ میثاق معیشت۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، معلوماتی بریف نمبر 77: 2022، جولائی 2022ء، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای۔

نیشنل ڈیزاسٹر رسک مینیجمنٹ فریم ورک پاکستان، 2007ء، نیشنل ڈیزاسٹر مینیجمنٹ اتھارٹی، حکومت پاکستان۔

نیشنل الیکٹرسٹی پالیسی 2021ء، وزارت توانائی (پاور ڈویژن)، حکومت پاکستان۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پاپولیشن اسٹڈیز (2017-18ء)۔ پاکستان کا آبادیاتی اور صحت کا سروے (2017-18ء)۔ اسلام آباد: این آئی پی ایس۔

نیشنل پاور پالیسی 2013ء، وزارت پانی و بجلی، حکومت پاکستان۔

او ای سی ڈی (2008ء)۔ قومی شماریات کی طلب، باب 1، معاشی شماریات کی تفہیم، پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2014ء)۔ ایک عالمی معیشت میں آجرانہ اور جدت پسند ایس ایم ایز کو فروغ دینا: ایک زیادہ ذمہ دارانہ اور شمولیت پر مبنی عالمگیریت۔ اسمال اینڈ میڈیم سائز انٹرپرائزز سے وابستہ وزرا کی کونسل، استنبول۔

او ای سی ڈی (2019ء)۔ آسیان میں شواہد پر مبنی ایم ایس ایم ای پالیسی سازی کو تقویت دینا۔ پالیسی کی خصوصیات۔ پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2020ء الف)۔ ڈجیٹل معیشت کی پیمائش کے لیے ایک عمومی فریم ورک کا نقشۂ راہ۔

او ای سی ڈی (2020ء ب)۔ قومی ڈیٹا اور شماریاتی نظاموں کے ترقیاتی اشتراک کے اہم رجحانات۔ ڈویلپمنٹ پالیسی پیپر نمبر 31، پیرس: او ای سی ڈی۔

او ای سی ڈی (2022ء)۔ اچھی شماریاتی مشق پر کونسل کی سفارش۔ پیرس: او ای سی ڈی۔

دفتر قومی شماریات: 22 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://ocsi.uk/2021/01/29/a-guide-to-unemployment-data/۔

اوپن ڈیٹا انوینٹری (او ڈی آئی این)، 23/2022 ششماہی رپورٹ:
https://odin.opendatawatch.com/Report/Reports

اوپن ڈیٹا واچ: 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://odin.opendatawatch.com/

او پی ایم (2009ء)۔ پیرس اعلامیے کے نفاذ کی قدر پیمائی: نظری مطالعہ، شماریاتی صلاحیت سازی میں تعاون، مشترکہ تجزیاتی رپورٹ:
https://www.oecd.org/dac/evaluationnetwork

پی ایلیوم۔ ایم ایگیا (2001ء)۔ معاشی ڈیٹا کی ترسیل: فریکوینسی اور وقت کی پابندی پر ملکی کارکردگی پر کیا چیز اثر انداز ہوتی ہے؟ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 01/173۔ واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

پی باچاس، اے جینسن (2022ء)۔ ٹیکس پالیسی کے لیے انتظامی ڈیٹا اور طریقہ کار۔ مشترکہ تجزیاتی رپورٹ۔ لندن: آئی جی سی۔

پی سی ماہالانوبس (1965ء)۔ معاشی ترقی کی شماریات، دی انڈین جرنل آف اسٹیٹس اسٹکس، والیم 27. (1/2), pp. 179–188۔

پی سی نٹ (2006ء)۔ سرکاری اور نجی شعبے کی فیصلہ سازی کی روایات کا تقابل۔ جرنل آف پبلک ایڈمنسٹریشن ریسرچ اینڈ تھیوری۔ والیم 16 نمبر 2، پی پی 318-289، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2020ء)۔ پاکستان: معاشی نمو کا فریم ورک۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (پی آئی ڈی ای)، مطبوعہ جنوری 2020ء۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (2022ء)۔ پاکستان میں مکانات کی مفروضہ قلت، پی آئی ڈی ای پالیسی ویو پوائنٹ نمبر 36، اسلام آباد: پی آئی ڈی ای۔

پاکستان انویسٹمنٹ پالیسی 2023ء، بورڈ آف انویسٹمنٹ، حکومت پاکستان۔

پاکستان پائیدار ترقیاتی مقاصد کی رپورٹ، 2021ء، وزارت منصوبہ بندی ترقی اور خصوصی اقدامات، حکومت پاکستان۔

پیرس 21 (2016ء)۔ ذیلی قومی شماریات کی تزویراتی ترقی، بولون: پیرس 21۔

پیرس 21 (2019ء): شماریات کی ترقی کی قومی حکمت عملی 2022-2018ء، جارڈن، بولون: پیرس 21۔

پیرس 21 (2023ء): کسی کو پیچھے نہ چھوڑنے کی خاطر ڈیٹا کے خلا کو پر کرنا: کیپ ٹاؤن پائیدار ترقیاتی ڈیٹا کے لیے کیپ ٹاؤن گلوبل ایکشن پلان: پیرس 21۔

پیرس 21: 'شماریاتی نظاموں کا ماڈل'، قومی شماریاتی نظاموں کی صلاحیت سازی کی جانچ: استعمال کنندہ کی گائیڈ'

پیرس 21: ترقیاتی شماریات کے لیے قومی حکمت عملی کے رہنما خطوط۔ https://nsdsguidelines.paris21.org۔

پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ شماریات کی ترقی کی قومی حکمت عملی (این ایس ڈی ایس 2021-30ء)۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (21-2020ء)۔ پاکستان افرادی قوت سروے 21-2020ء۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (2022ء)۔ نیشنل آکاؤنٹس آف پاکستان 16-2015ء۔ اساسی سال۔ اسلام آباد: پی بی ایس۔

پاکستان دفتر شماریات (2020ء)۔ ساتویں مردم اور مکانات شماری، "تاریخ میں پہلی مرتبہ ڈجیٹل مردم شماری"، فیلڈ آپریشنل پلان، پاکستان دفتر شماریات، وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات، اسلام آباد: پی بی ایس۔

پی بی ایس الف: https://desagri.gov.in/wp content/uploads/2023/06/FHP-Publication-2021-22.pdf

پاکستان دفتر شماریات ب، 12 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: https://www.pbs.gov.pk/labour-force-publications

پاکستان دفتر شماریات ج: 20 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: www.pbs.gov.pk/content/about-us

پاکستان دفتر شماریات د: www.pbs.gov.pk/content/methodology4#:~:text=Methodology%20%7C%20Pakistan%20Bureau%20of%20Statistics%20Home%20The,provincial%20governments%20on%20regular%20monthly%20and%20yearly%20basis

پاکستان دفتر شماریات ہ، 08 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ https://www.pbs.gov.pk/publications

پاکستان دفتر شماریات و۔ 03 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ www.pbs.gov.pk/sites/default/files/other/news_bulletin/PBS_News_Bullitin_Oct_Dec_2022.pdf

پاکستان دفتر شماریات ز: 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: www.pbs.gov.pk/content/announcement-results-7th-population-and-housing-census-2023-digital-census

پاکستان دفتر شماریات ز: 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/press_releases/2023/press%20release%20of%20media%20conference.pdf۔

منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ۔ پنجاب نمو کی حکمت عملی 2023ء۔ لاہور: منصوبہ بندی اور ترقی بورڈ۔

منصوبہ بندی کمیشن (2007ء)۔ اکیسویں صدی کا پاکستان: وژن 2030ء، منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

منصوبہ بندی کمیشن، وزارت منصوبہ بندی، ترقی اور اصلاحات، حکومت پاکستان۔ پاکستان وژن 2025ء۔ ایک قوم۔ ایک وژن۔

پرائم انسٹی ٹیوٹ (2023ء) میثاقِ معیشت: معاشی نظم و نسق کا ایک نیا دور۔

وفاقی شماریاتی ایجنسی کے اصول اور روایات (2017ء)۔ کتاب، نیشنل اکیڈمیز آف سائنسز، انجینئرنگ اینڈ میڈیسن، چھٹا ایڈیشن، واشنگٹن ڈی سی: دی نیشنل اکیڈمک پریس۔

پنجاب بورڈ آف ریونیو، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی: https://es.punjab.gov.pk/eStampCitizenPortal/ChallanFormView/HomePage

پنجاب دفتر شماریات، الف۔ شماریات پر پریزینٹیشن تیار کردہ: 19 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ www.sbp.org.pk/departments/stats/onedayseminar.htm

پنجاب دفتر شماریات ب: 20 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔ www.bos.gop.pk/introduction۔

پنجاب صنعتی پالیسی 2018ء، انڈسٹریز کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ڈپارٹمنٹ، حکومت پنجاب۔

R. Amjad, S. J. Burki (2015) eds. Pakistan: Moving the Economy Forward, (Book) Published by Cambridge University Press, April 13, 2015, ISBN-10: 1107109523

آر ایڈمنڈز (2005ء)۔ شماریاتی نظاموں کے ماڈلز۔ پیرس 21 دستاویز سیریز # 6۔

آر مارسڈن (2019ء)۔ فیڈرل ازم کو کامیاب بنانا: نیپال کی فیصلہ سازی کے دل پر ڈیٹا رکھنا۔ ڈویلپمنٹ ایڈوکیٹ، پی پی 54-52۔

ریزرو بینک آف انڈیا: 25 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.rbi.org.in/Scripts/BS_ViewBulletin.aspx?Id=19894

ایس چین (2013ء): 2015ء کے بعد کا فریم ورک جس میں گنتی کی جاتی ہے: قومی شماریاتی استعداد کو ترقی دینا، مباحثہ پیپر نمبر 1، نومبر 2013ء، پیرس 21۔

ایس کے جعفری (2022ء)۔ پاکستان میں گوشت کی برآمدات کے امکانات کا تجزیہ، بینک دولت پاکستان (ایس بی پی)، اسٹاف نوٹس 22/3 کراچی: ایس بی پی۔

ایس خواجہ، ٹی کے موریسن (2002ء)۔ شماریاتی قانون سازی: ایک عمومی فریم ورک کی سمت پیش رفت، آئی ایم ایف ورکنگ پیپر 179/02، واشنگٹن ڈی سی: آئی ایم ایف۔

ایس شیرانی (2017ء)۔ پاکستان میں ادارہ جاتی اصلاحات۔ ترقی کی پزل کا گمشدہ ٹکڑا۔ فریڈرخ ایبرٹ اسٹفٹنگ، پاکستان آفس۔

ایس بی پی (آئندہ)۔ سارک سیمینار: مرکزی بینکوں کی جانب سے بلند تعدد کے اظہاریوں کا استعمال: اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا تجربہ اور مستقبل کے منصوبے، مالدیپ۔

ایس بی پی (2021ء)۔ باب 2 کا باکس 2.2، حقیقی شعبہ، بینک دولت پاکستان کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 21-2020ء۔ کراچی: بینک دولت پاکستان۔

ایس بی پی (2022ء)۔ ایس ایم ایز کے لیے چیلنج فنڈ۔ اظہار دلچسپی کا اظہار۔ کراچی: بینک دولت پاکستان۔

سینٹ آف پاکستان: 19 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://senate.gov.pk/uploads/documents/1653371410_188.pdf

سندھ بورڈ آف ریونیو، 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://estamps.gos.pk/eStampCitizenPortal/ChallanFormView/HomePage

سندھ دفتر شماریات کی ویب سائٹ: 20 جولائی 2030ء کو رسائی حاصل کی گئی:
(https://sbos.sindh.gov.pk/introduction)

اسمیڈا (2022ء)۔ ایس ایم ای آبزرور 2022ء۔ والیم 12 شمارہ 1۔ لاہور: اسمیڈا۔

سری لنکا کا محکمہ مردم شماری و شماریات، الف: 04 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
http://www.statistics.gov.lk/InflationAndPrices/StaticalInformation/PPI

سری لنکا کا محکمہ مردم شماری اور شماریات ب:
http://www.statistics.gov.lk/LabourForce/StaticalInformation/AnnualReports

بینک دولت پاکستان (2022ء)۔ خصوصی سیکشن۔ معاشی نمو اور ترقی میں تجارتی تنظیموں کا کردار: پاکستان میں محرکات کو سمجھنا، بینک دولت پاکستان، ششماہی رپورٹ 22-2021ء۔

شماریات کینیڈا (2016ء)۔ شماریات کینیڈا کی انٹرنیشنل شماریاتی فیلوشپ پروگرام، اوٹاوہ، کینیڈا کی شماریاتی تنظیموں کی جانب سے مینجمنٹ طریقوں کا کمپینڈیم، اوٹاوہ، کینیڈا۔

شماریات کینیڈا (2022ء)۔ ٹریژری بورڈ کے صدر کی فیس رپورٹ برائے مالی سال 22-2021ء۔

شماریات کینیڈا فیس رپورٹ برائے مالی سال 22-2021ء: اوٹاوہ: شماریات، کینیڈا۔

شماریات کینیڈا الف، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=4107

شماریات کینیڈا ب، 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=3701#a2

شماریات کینیڈا ج، 24 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www23.statcan.gc.ca/imdb/p2SV.pl?Function=getSurvey&SDDS=2612

شماریات ڈنمارک، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://ncrr.au.dk/danish-registers/the-integrated-database-for-labour-market-research-ida

شماریات نیوزی لینڈ، 4 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.stats.govt.nz/integrated-data/longitudinal-business-database/

شماریات سویڈن، 15 ستمبر 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://www.scb.se/en/finding-statistics/statistics-by-subject-area/population/population-composition/population-statistics/

ٹی ہائی فل، سی سر فیلڈ (2022ء)۔ امریکہ کی ڈجیٹل معیشت کی نئی اور نظر ثانی شدہ شماریات، 2005-2021ء، بیورو آف اکنامک اینالیسس، امریکی محکمہ کامرس۔

ٹی اور لک (2014ء)۔ چین کے قومی دفتر شماریات میں ماجننگ کے تحت اصلاحات، چائنا اکنامک ریویو، والیم 30 (2014ء)، 304-308

دی پاکستان بزنس کونسل (2020ء)۔ میثاق معیشت، کراچی: پی بی سی۔
برطانوی شماریاتی اتھارٹی، یکم اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://uksa.statisticsauthority.gov.uk/what-we-do/

اقوام متحدہ شماریاتی ڈویژن، ممالک کا خاکہ۔ 29 جولائی 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://unstats.un.org/unsd/dnss/docViewer.aspx?docID=519#start

یو این سی ٹی اے ڈی، ڈویلپمنٹ اور عالمگیریت: حقائق اور اعداد و شمار 2016ء، جنیوا: یو این سی ٹی اے ڈی۔

یو این ای سی ای (2018ء)۔ سرکاری شماریات کی قدر کو فروغ دینے، پیمائش اور ابلاغ کے لیے سفارشات۔

یو این ای سی ای الف۔ 'سرکاری شماریات کے جدید قومی نظام کو کیسا نظر آنا چاہیے؟ سرکاری شماریات کے نظاموں کے بین الاقوامی اصول اور قومی شماریاتی قانون سازی۔'
https://unece.org/fileadmin/DAM/stats/documents/applyprinciples.e.pdf

یو این ای سی ای ب:
https://statswiki.unece.org/display/GSBPM/I.+Introduction

یونیسیف، کثیر اظہاریہ کلسٹر سرویز، ملک کا خاکہ۔ 10 اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی:
https://mics.unicef.org/surveys

اقوام متحدہ (2009ء)۔ قومی کھاتوں کا نظام، 2008ء نیویارک: اقوام متحدہ۔
اقوام متحدہ (2015ء)۔ اقوام متحدہ سرکاری شماریات کے نفاذ کے رہنما خطوط کے بنیادی اصول، شماریاتی کمیشن، 46واں اجلاس، نیویارک: اقوام متحدہ۔

اقوام متحدہ (2018ء)۔ شماریاتی قانون سازی کی جدت طرازی پر رہنمائی:
ECE/CES/STAT/2018/3. Geneva: UNECE
اقوام متحدہ (2019ء)۔ ڈجیٹل معیشت کی رپورٹ 2019ء، نیویارک: اقوام متحدہ۔

اقوام متحدہ (2022ء الف)۔ بحران سے آگے کی سوچ: وبا کو بلند معیار کے حامل، بروقت اور شمولیت پر مبنی ڈیٹا کو ترقی دینے کے لیے استعمال کرنا، اقوام متحدہ کا محکمہ برائے معاشی اور سماجی امور، شماریاتی ڈویژن، نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے۔

اقوام متحدہ (2022ء ب)۔ قومی شماریاتی نظاموں کی مینجمنٹ اور تنظیم کا تعارفی کتابچہ۔ شماریاتی تنظیم کے کتابچے کا چوتھا ایڈیشن۔ نیویارک: یو این ڈی ای ایس اے۔

اقوام متحدہ ای ایس سی اے پی اسٹیٹس مختصر مضمون 2019ء: ایل قابل قدر سفر شمارہ نمبر 19۔ تھائی لینڈ: یو این ای ایس سی اے پی۔ یکم اگست 2023ء کو رسائی حاصل کی گئی۔
https://www.unescap.org/sites/default/files/Stats_Brief_Issue19_Jul2019_Integrated_Statistics.pdf

امریکی کانگریس، 'شواہد پر مبنی پالیسی سازی کمیشن ایکٹ برائے 2016ء'
https://www.congress.gov/bill/114th-congress/house-bill/1831

وی احمد (2019ء)۔ پاکستان کا ایجنڈا برائے اقتصادی اصلاحات، (کتاب)، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس: ISBN: 9780190700157. R.

عالمی بینک (2019ء)۔ Pakistan@100: مستقبل بنانا، عالمی بینک کی رپورٹ، مطبوعہ 18 مارچ 2019ء۔

عالمی بینک (2020ء)۔ ڈجیٹل پاکستان: کاروبار اور تجارت کا جائزہ، برآمدی مسابقت کے لیے معاشی پالیسی، عالمی بینک رپورٹ نمبر AUS0001607، واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک۔

عالمی بینک (2021ء) الف۔ بہتر زندگی کے لیے ڈیٹا، ورلڈ ڈویلپمنٹ رپورٹ، واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک۔

عالمی بینک (2021ء) ب۔ پاکستان، کراچی طلب اور رسد کی جانچ، ورلڈ بینک رپورٹ نمبر، 165811۔

ورلڈ بینک (2023ء)۔ ماحولیاتی اور سماجی جائزے کا نظری جائزہ، نظری اسٹیج، دی ورلڈ بینک، سندھ لائیو اسٹاک اور آبی زراعت کے شعبوں کی تبدیلی کا پروجیکٹ (179003)، رپورٹ نمبر: ESRSC03514۔

عالمی بینک: https://www.worldbank.org/en/programs/statistical-performance-indicators

Y. Carrière-Swallo and V. Haksar (2019). The Economics and Implications of Data: An Integrated Perspective, Departmental Paper No. 19/16. Washington D:C., IMF

Y. Cho, Z. Majoka (2020). 'Job Diagnostic Pakistan', Promoting Access to Quality Jobs for All, Washington D:C, World Bank

Z. Haq, et al (2017). Dynamics of evidence-informed health policy making in Pakistan, Health Policy and Planning, 32, 2017, 1449–1456, Published by Oxford University Press

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔
طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:
www.pbs.gov.pk/content/methodology-2

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) **اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:**

اسٹیٹ بینک سے قرض[1]: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ مینز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:**

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد و شمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔

[1] یہ جنوری 2022ء کے دوران میں اسٹیٹ بینک ایکٹ میں ترامیم سے قبل لاگو تھا۔ اسٹیٹ بینک ایکٹ کے سیکشن 9 سی (1) (28 جنوری 2022ء تک ترمیم کی گئی) کے مطابق "اسٹیٹ بینک حکومت، یا کسی حکومتی ملکیتی ادارے یا کسی دوسرے سرکاری ادارے کا کوئی براہ راست قرضہ یا اس کی کسی ذمہ داریوں کی ضمانت نہیں دے گا۔"

فرہنگ (انگریزی - اردو)

accommodative	گنجائشی
balance of payments	توازن ادائیگی
borrowing	قرض گیری
broad money	زرِ وسیع
budgetary support	اعانتِ میزانیہ
capital flight	سرمائے کا انخلا
circular debt	گردشی قرضہ
commodity operations	اجناسی سرگرمیاں
Completely knocked down	الگ الگ پرزوں کی شکل میں
current account	جاری کھاتہ
deficit	خسارہ
documentation	دستاویزیت
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external debt	بیرونی قرضہ
face value	عرفی مالیت
financial	مالی
financing	مالکاری
fiscal	مالیاتی
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری
floating rate	رواں شرح
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
headline inflation	عمومی مہنگائی
indicator	اظہاریہ
Semi knocked down	نیم ساختہ یونٹ
memorandum item	یادداشتی اجزا
interbank	بین البینک
lending	قرض گاری
liabilities	واجبات
liquidity	سیالیت
maturity profile	خاکہ عرصیت
monetary	زری
monetary aggregates	زری مجموعے
money market	بازارِ زر
NCPI	قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
net domestic assets	خالص ملکی اثاثے
net foreign assets	خالص بیرونی اثاثے
OMOs	بازارِ زر کے سودے
perishables	تلف پذیر اشیا
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
productivity	پیداواریت
remittances	ترسیلاتِ زر
revenues	محصولات، محاصل
services account	خدمات کا کھاتہ
solvency	ادائیگی قرض کی صلاحیت
sovereign rating	ریاستی درجہ بندی
subsidy	زرِ اعانت
systemic risks	نظامیاتی خطرات
time deposits	میعادی امانتیں
trade account	تجارتی کھاتہ
volatility	تغیر پذیری
Wholesale Price Index	تھوک اشاریہ قیمت
working capital	جاری سرمایہ

فرہنگ (اردو - انگریزی)

اجناسی سرگرمیاں	commodity operations
ادائیگی قرض کی صلاحیت	solvency
اظہاریہ	indicator
اعانتِ میزانیہ	budgetary support
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	Completely knocked down
بازارزر	money market
بازارزر کے سودے	OMOs
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی قرضہ	external debt
بین البینک	interbank
پیداواریت	productivity
تجارتی کھاتہ	trade account
ترسیلاتِ زر	remittances
تغیرپذیری	volatility
تلف پذیر اشیا	perishables
تھوک اشاریہ قیمت	Wholesale Price Index
توازن ادائیگی	balance of payments
جاری سرمایہ	working capital
جاری کھاتہ	current account
جزدانی سرمایہ کاری	portfolio investment
خاکہ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	net foreign assets
خالص ملکی اثاثے	net domestic assets
خدمات کا کھاتہ	services account
خسارہ	deficit
دستاویزیت	documentation

رواں شرح	floating rate
ریاستی درجہ بندی	sovereign rating
زرِاعانت	subsidy
زرِوسیع	broad money
زری	monetary
زری مجموعے	monetary aggregates
سرمائے کا انخلا	capital flight
سیالیت	liquidity
شرح مبادلہ	exchange rate
عرفی مالیت	face value
عمومی مہنگائی	headline inflation
قرض گاری	lending
قرض گیری	borrowing
قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	NCPI
گردشی قرضہ	circular debt
گنجائشی	accommodative
مالکاری	financing
مالی	financial
مالیاتی	fiscal
محصولات، محاصل	revenues
معینہ سرمایہ کاری	fixed investment
میعادی امانتیں	time deposits
نظامیاتی خطرات	systemic risks
نیم ساختہ یونٹ	Semi knocked down
واجبات	liabilities
یادداشتی اجزا	memorandum item